بعون صانع زمین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

دیوان امیر

مطبع منشی نولکشور میں بحسن الطباع مطبوع عاشقان ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بی زبان بی دہن ہی نطق کلام اللہ کا
سب کلامون سی ہی بالاتر کلام اللہ کا

ہو بیان بندون کو ہی لازم صبح شام اللہ کا
دلمین یاد اللہ کی ہو لب پہ نام اللہ کا

کون جانی ہست کس کو کیا کس کو نیست
کارخانہ یون ہی جاری ہی مدام اللہ کا

تابع فرمان نجوم چرخ و ذرات زمین
دونون عالم مین ہی یکسان انتظام اللہ کا

آسمان پر بھی کوئی فارغ عبادت سی نہین
مہر و مہ کرتی ہین سجدہ صبح شام اللہ کا

باغمین مل کر ہوا سی جو صدا دیتی ہین برگ
فی الحقیقت ذکر کرتی ہین تمام اللہ کا

مفلسی مفلس کی منعم کی بجا ہے منعمی
مصلحت سی کب کوئی خالی ہی کام اللہ کا

ہی یہ ظاہر وہ کسی سی ہی نہ اوس سے ہی کوئی
لم یلد ہے اور لم یولد کلام اللہ کا

بطن مین کودک تو کیڑا سنگ مین پاتا ہی رزق
پرورش کرنا زمانی کا ہی کام اللہ کا

دیکھتا سنتا ہے سب لیکن نہین ہی چشم و گوش
سب جگہ ہی پر نہین کوئی مقام اللہ کا

مغفرت کی روز محشر کیون نہو ہمکو امید
سنتی ہین لیتی ہین ہم غفار نام اللہ کا

قاصد ایسا ہو کہ جیسی تہی جناب مصطفیٰ سن دعن بندونکو پہونچایا پیام اللہ کا
آسمان سی کب تب اونکی پاس آتی جبرئیل متصل کس دن نہ پہونچایا سلام اللہ کا
کون ہی بہتر علی سی اوس نبی کا جانشین عمر بہر کیا لکھا حضرت نے کلام اللہ کا
نور اونکا بہی وہی ہی جو ہی نور مصطفیٰ نام اونکا بہی وہی ہی جو ہی نام اللہ کا
ہین محمد سی محمد تک جو چودہ مقتدی فی الحقیقت ایک ہین از بہر سلام اللہ کا

ہم بہی اپنی گوشۂ عزلت سی وتہین کی اسیر
حشر کی دن ہوگا جب دربار عام اللہ کا

خشک جب دم روغن حسن جوانی ہوگیا ہم پہ بہی گل چراغ زندگانی ہوگیا
ہی ترا پرتو یہ سب آئینۂ آفاق مین تو وہ اول ہی کہ اپنا آپ ثانی ہوگیا
حال اپنا عین عبرت ہی اگر ہو چشم فہم شرم عریانی سی آنسو پانی پانی ہوگیا
جب تلک قاصد پہرا جاتا رہا آنکہون سی نور خط جانان ہمکو پیغام زبانی ہوگیا
ناتوانونکو دیا خالق نی کیا نعم البدل گہٹ گئی قوت تو زور ناتوانی ہوگیا
در پہ یوسف طلعتون کی اب کوئی آتا نہین چار دن ہنگامۂ حسن جوانی ہوگیا
ضعف پیری مین امید ثمرۂ عشرت کہان سوکہہ کر کانٹا نہال زندگانی ہوگیا
کب دکہاتا ہی بہلا دیدار وہ مطرب سپید مونہ سی جو نکلا ترانہ لنترانی ہوگیا
ماجرای عالم نیرنگ ہی عبرت فزا آج جو آنکہون سی دیکہا کل کہانی ہوگیا
کیا نقاہت ہی جو رنگ گل سی ہی کہینچا کہینچتی کہینچتی اپنا چہرہ زعفرانی ہوگیا
تیز ہی کیا آتش سودا کہ گردن مین مری طوق مثل حلقۂ گرداب پانی ہوگیا
وصف تیرا جب لکہا ای خسرو اقلیم حسن نثر کا ہر ایک فقرہ خسروانی ہوگیا

بھر گیا ایسا ہماری نالۂ دل کا دھوان
یہ جہان گنبد گردان دخانی ہوگیا

سن کے باتین اوسکی پردے ہی مین غش آگیا
شعلۂ آواز برق لن ترانی ہوگیا

صبح کو خورشید ہوتا ہی عیان حیران ہون کہ
کیون نہان پیری مین خورشید جوانی ہوگیا

کعبہ و بتخانہ دونون برج آبی ہین اسیر
تھا جہان تک شہر میری نالون سے پانی ہوگیا

جدا خرابہ مین بیگانہ و یگانہ ہوا
پلک جھپکتی ہی کچھ اور کارخانہ ہوا

نہی سمجھے کے بعد یہ قرآن کو دیکھ کر سمجھی
کہ نامہ دیکھی ہمین نامہ بر روانہ ہوا

کیا ہے آپنے دولت کا خاصہ پیدا
کہ جسطرف ہوی تم اوسطرف زمانہ ہوا

پی ہیجو جنکی شہر خدا پرستون کی
ترش کی بت جو ترا سنگ آستانہ ہوا

شباب تھا کہ آئی نسیم کا جھونکا
کہ دفعتہ ادہر آیا اودہر روانہ ہوا

دیے خدا نے عوض ایک کی دس دس
کریم بانٹ کی زر صاحب خزانہ ہوا

ظہور حشر ہو دیکھین جمال یار آنکھین
دراز ترک ملاقات کا زمانہ ہوا

لگا رہا ہی جو شہر طین نماز مین واعظ
خدا کا گھر یہ نہ ٹھہرا قمار خانہ ہوا

خوشا وہ تن جو تری تیغ کا بنا چونک
خوشا وہ دل جو تری تیر کا نشانہ ہوا

کیی جو موسم پیری نے اپنی بال سفید
مقام خندۂ دندان تمامی شانہ ہوا

بقدر حال ہین قوت یہین سبب آزاد
دہن کو دانت ملی آسیای دانہ ہوا

نہین نصیب ہے بزم عیش و صحبت غیر
کفن ملا نہ ملا دفن مین ہوا نہ ہوا

رکا جو آنکھ مین گلگون سرشک خون نین کا
تو اوسکے جنبش مژگان کا تازیانہ ہوا

کیا ہی شوق کی مضمون نے کاغذ یادی
ہوا کی ڈاک یہ نامہ مرا روانہ ہوا

وہ بادہ کش تھا کہ رحمت خدا کی بر مرگ / لحد پر ابر بہار آ کے شامیانہ ہوا
کبھی جو نالہ کیا اور داغ دل چمکا / ہوا ہی گرم ہی روشن چراغ خانہ ہوا
لگائی آگ مری بخت بد نے یا ہمین / خزانہ حوض کا بندوق کا خزانہ ہوا
دکھا کی خال چھپایا بتون نی چاہ ذقن / ملا نہ آب میسر مجھے نہ دانہ ہوا
کھا ذقن نرگس کے ہوش بجا / کنوی مین بنگ پڑی غیب زمانہ ہوا

اسیر وصف لکھی ہین جبینون کے / ہر ایک صفحۂ دیوان نگار خانہ ہوا

ہنسے روز حشر بھی نہ کمانا رقیب کا / پروردگار واسطہ اپنی حبیب کا
پہیں نگاہ خال ہی روی حبیب کا / تارا چمک رہا ہی ہماری نصیب کا
آئی خزان فسردہ ہوی گل گئی بہار / طوطی چمن مین بولی ہکا عندلیب کا
ای تیر آہ توڑ ہین ابھو کمی نہ کر / ہی آفتاب حشر نشانہ غریب کا
گذرا دل ضعیف جبینونکی عشق سی / بیمار تخت مشق ہو کس کی طبیب کا
معشوق سی ہی شکوہ بی پردگی عبث / دیکھا جمال سب نی خدا کی حبیب کا
پردا نہین ہی عشق کو نالان ہو کی دل / سنتا ہی راہ زن کوئی نالہ غریب کا
اللہ ری رشک لگی نہ خواہش ہی بعد مرگ / آنکھوں مین میری آئی نہ مردہ رقیب کا
ہر صبح اٹھکی پیتی ہین ہم ساقیا شراب / اختر ہی آفتاب ہماری نصیب کا
ہر گل کا منہ صبا کی تماچو نسی لال ہی / لایا ہی ظرف رنگ لہو عندلیب کا
خالی نہین ہی فیض سی تکلیف اغنیا / منعم مریض ہو تو مقدر طبیب کا
سرگشتہ ہو نہ راہ تلاش عروض مین / چکر مرا ہی دائرہ بحر قریب کا

ہمکو غم فراق رقیبونکو عیش وصل
کوئی نہین شریک کسی کی نصیب کا

حیلہ جہان مین کچھ سبب روزی ضرور ہے
عطار کی دکان ہی خزانہ طبیب کا

مر کر بہی عندلیب صیاد سے نجات
تکیہ قفس ہی پشت پر عندلیب کا

اتنی لبی سے ہے خندہ گل بی صدا اسیر
جاگی نہ بخت خفتہ کہین عندلیب کا

تیغ کا منہ مجھکو روئی صاف دلبر ہو گیا
طائر جان پای بند زلف جوہر ہو گیا

تیغ کھینچی جس پہ وہ جاسینے بار ہو گیا
تیر تیرا کھا کی فربہ صید لاغر ہو گیا

بحر عالم مین ہی آفت لازم اہل کمال
ٹوٹنی کا خوف ہی قطرہ جو گوہر ہو گیا

جسجگہہ مین صاف طینت ایک ہی پیوند
آگیا پانی جہان سطحہ برابر ہو گیا

مست تھی اپنی نقاہت سی ہوئین یا تن
سہر پھر اسیرا تو مجھکو دور ساغر ہو گیا

چشم پوشی کی اگر احباب نے پردہ اپنی نہین
عین عریانی مین یہان جامہ میسر ہو گیا

پیٹ پڑی شمشیر قاتل مر گئی خنجر کی بارہ
پھر گئی بخت اپنی برگشتہ مقدر ہو گیا

کوئی اوٹھتا ہی لب بام مکان یار سے
جم گیا ایسا کہ خال اپنا کبوتر ہو گیا

ہمبر کا کچھ حال طوفان حوادث مین نہو
ایک خرمن تھا سو وہ بھی وقف صرصر ہو گیا

مردہ کچھ سنتا نہین چلا کی روتی ہین عزیز
دم مین کتنا فاصلہ اللہ اکبر ہو گیا

ہوش کیا اعضا تلک صبح شب وصل اوڑ گئی
توپ کا گولا مجھی خورشید انور ہو گیا

قاتل نیرنگی قدرت نہو کیونکر صدف
ہونہ مین پانی دانہ رزق مقدر ہو گیا

قدرت حق ہی ہماری دلمین داغونکی بہار
کیا تماشا ہی کہ گلبن ہمہ صنوبر ہو گیا

سخت جانی ہمری [illegible] ہو گئی
قتل سی پائی امان سونیکا خنجر ہو گیا

شگفتہ کیون نہ کہین داغ وحشت کو اسیر
کوچۂ زنجیر زلف آسا معطر ہو گیا

حال بیتابی عیان اشکونسی سب پر ہو گیا
ترجمان دل ہمارا دیدۂ تر ہو گیا

اشک افشان قبر مین بہہ دیدۂ تر ہو گیا
بوریا زیر قدم پانی کی چادر ہو گیا

ایک ہفتہ وصل اگر اوس شاہ خوبی سی رہا
مین گدا ہی بادشاہ ہفت کشور ہو گیا

پیر سکتا ہی کوئی جوش محیط عشق مین
مچھلیون کا زرق بازوی شناور ہو گیا

موذیونکی پرورش ہی باعث آزار خلق
خار صحرا جسب ہوا بالیدہ نشتر ہو گیا

خاکساری سی نہین بہتر جہانمین منعمے
مل گئی جسکو یہ دولت کیمیا گر ہو گیا

خط پشت لب ترا دیکھا تو یہ آیا خیال
آتش یاقوت سی پیدا سمندر ہو گیا

چرخ گردان ہی ترقی مین تنزل کو نہ بھول
ماہ نو ہو کر قوی کیا جلد لاغر ہو گیا

زیر پا سمٹی یہ راہ شوق جانانمین زمین
عرصۂ کونین ذری کے برابر ہو گیا

رفتہ رفتہ محفل محبوب مین پہنچا رقیب
دخل اس ابلیس کا جنت مین کیونکر ہو گیا

بعد مدت چاہ سی نکلا جو بہر قاصدے
ہو کی اونچا ابر مین پنہان کبوتر ہو گیا

اشک بی تاثیر سی بڑھتا ہی لوث معصیت
دیکھ گریبان سی دامن شمع کا تر ہو گیا

دل سی جاتا ہی کوئی اوس شاہ خوبی کا خیال
نقش سنگ آئینہ مین عکس سکندر ہو گیا

بی تمیزون کو تمیز حلت و حرمت کہان
خون حیض دختر رز شیر مادر ہو گیا

دیکھی پروانی جو گرد شمع یہ آیا خیال
مجمع زیر علم جانباز لشکر ہو گیا

ہو دن وہ گلشن بچھ گئی جب تجلی اندھی اسیر
مین یہ سمجھا باغمین فرش مشجر ہو گیا

ٹیڑہ کی مژگان نی تری تیر کو چلنے نہ دیا
نام تلوار کا ابرو نی نکلنے نہ دیا

سر کو دہنی نہ دیا ہاتھ کو ملنے نہ دیا
ضعف نی ایک بھی ارمان نکلنے نہ دیا

تاب نظارۂ معشوق کہاں عاشق کو
غش نی موسی کو سر طور سنبھلنے نہ دیا

دخل پایا جو مقدر سی تو باندہی یہ ہوا
کہ ہوا کو بھی تری کوچے میں چلنے نہ دیا

جس دل میں اوگا بھی جو کوئی نخل امید
کاٹ دی یاس نی جڑ پھولنے پھلنے نہ دیا

کیسی منصف تھی کہ خود چاہ سی نکلی یوسف
چاہ سی اپنی زلیخا کو نکلنے نہ دیا

قصد اوٹھنی کا ہم اوس بزم سی کیونکر کرتی
ادب حسن نی زانو بھی بدلنے نہ دیا

ضبط رونی کا کیا دیدۂ تر میں ایسا
لاکھ اوبلا یہ کنواں ہمنی اوبلنے نہ دیا

محتسب ہمکو ہوا ضعف ہمارا ساقی
جام کو ہاتھ پہ رعشی نی سنبھلنے نہ دیا

کچھ عجب چرخ نی اندھیر کیا ہجر کی شب
چاند کیا ایک ستاری کو نکلنے نہ دیا

اوسکی قسمت میں کہاں میوۂ گلزار بہشت
ذائقہ جسکو تری تیغ کی پھل نی نہ دیا

روی قاتل کا میں جی بھر کی نظارہ کرتا
وقفہ اتنا بھی تہ تیغ اجل سنے نہ دیا

جبتلک اوس گل عارض کی نہ باندھی مضمون
رنگ محفل میں کبھی اپنی غزل نی نہ دیا

اوٹھ چلی بیٹھتی ہی آپ مری پہلو سی
دل مضطر کو ذرا تھمنی سنبھلنے نہ دیا

تپ فرقت سی مری جان بچا ہی گا دہی
آگ میں جسنی براہیم کو جلنے نہ دیا

خوش خرامی کا جو آیا اوسنی گلشن میں خیال
کبک دہا اوس کو دو گام بھی چلنے نہ دیا

کام کیا ہی کہ چلی تابش خورشید میں تم
دوپہر کو بھی ذرا آپ نی ڈہلنے نہ دیا

کوچہ اوس زلف کا تھا بھول بھلیاں شاید
کہ کسی طرح مری دل کو نکلنے نہ دیا

طوق کا جرم نہ زنجیر کی تقصیر اسیر

قید سی جسکو نقاہت نی نکلنی نہ دیا

موی جو ہم تو وہ تابوت کی قریب آیا
بدن سی جان جو رخصت ہوی طبیب آیا

حضور یار جو آئی وہی ہی باعث رشک
جو غش سی آیا مین سمجہا مرا رقیب آیا

تپ آئیگی نہ کبھی اب نہ درد سر ہوگا
مری علاج کو جلاد سا طبیب آیا

گیا شباب ہوی پیر ہی قضا باقی
جو وقت دور تہا ہمسی بہت قریب آیا

تمہاری چشم سی بادام خاک ہو چشم
ازل سی لیسکی یہ پہوٹا ہوا نصیب آیا

کسی کا ساتہ مصیبت مین کوئی دیتا ہی
قفس مین پہول نہ ہمراہ عندلیب آیا

بسیجانہ دست ہوا و ہوس سی زاد سفر
ٹہگون نی لوٹ لیا جب وطن قریب آیا

کہو یہ حضرت موسی سی ہم نہین ایسی
تمہین کو غش دم نظارہ کہ حبیب آیا

کمال شاق کو تہا شوق کوچۂ گیسو
پہنچ گیا تو بڑی پیچ مین غریب آیا

گئی وہ بزم مین جاگی نصیب پروانہ
چمن کا قصد کیا دور عندلیب آیا

زیادہ شب سی بہی ہی اب جہان مین اندہیر
یقین ہی روز قیامت بہت قریب آیا

ہزار حادثہ ہین سایہ وار ساتہ مری
قیامت آئی جہان مین بلا نصیب آیا

فرشتہ نزع مین آیا نظر تو سمجہا مین
ہوئی حضور سی میری طلب نقیب آیا

دوای زہر فراق آب تیغ کا شربت
ہماری جان کو ہین آپ سا ہی طبیب آیا

ملک نی آکی بشارت جنان کی دی مجہکو
ملی وطن کی خبر قاصد حبیب آیا

یہ کیا سبب نہ ہوا ابتک دعا قبول ہوی
ہزار بار زبان پر ہو المجیب آیا

چمن مین تازہ ہوی گل چلی ہوای بہار
اسیر موسم فریاد عندلیب آیا

نوجوانی کا نہ پیری مین کبھی ہوش ہوا / خواب دیکھا تھا جو شب صبح فراموش ہوا

بعد مدت مری قسمت کا ستارہ چمکا / قطرۂ اشک کسی کا گہر گوش ہوا

پابرہنہ نہ جنون مین بھی خدا نے رکھا / آبلہ بڑہ کی مری پاؤن مین پاپوش ہوا

چاہ مین دیکھ کی یوسف کو نہ روئی اخوان / کیا غضب ہی نہ کبھی خون کا بھی جوش ہوا

نہ تو افلاس ہا اور نہ عصیان باقی / مہربان جب وہ عطا پاش و خطا پوش ہوا

جس کو دیدار دکھایا ہمہ تن چشم کیا / بات کی آپ نی جس سی ہمہ تن گوش ہوا

ٹھیک آیا نہ مری تن پہ کوئی اور لباس / رخت عریان بدنی زیب بر و دوش ہوا

وصل ان کا نہو گا کبھی اعلا سی نصیب / ذرہ خورشید سی کس روز ہم آغوش ہوا

سر مین کس انکی گیسو کی ہوا ہی پس مرگ / کہ چراغ آ کی مری قبر پہ خاموش ہوا

پھنس گئی ایسی حوادث مین عدم سی آکر / وعدہ روز ازل ہمکو فراموش ہوا

قیمتی رخت ہی کیا اہل صفا کو درکار / دیکھو آئینہ بنتی ہی نمد پوش ہوا

بیہوشی خوب تھی کچھ فکر زمانیکی نہ تھی / ہوش جاتی رہی جبسی ہمین ہوش ہوا

کون کہتا ہی نہین گرمی صحبت مین اثر / جل اٹھا پنبہ شرر سی جو ہم آغوش ہوا

رنج مین بھول گئی صحبت احباب بھی ہم / دام مین لطف چمن خواب فراموش ہوا

عشق کامل کو کہان دیدۂ اغیار سی شرم / شمع سی بزم مین پروانہ ہم آغوش ہوا

تیزۂ نالۂ بلبل سی یہہ گلشن مین ڈرا / دام کو اوڑہ کی صیاد زرہ پوش ہوا

سر جو اوترا تو یہ دی حلق بریدہ نی صدا / شکر صد شکر کہ مین آج سبکدوش ہوا

وہ صریر قلم اپنی ہی کہ جسکو سنکر / چہچہہ باغ مین بلبل کو فراموش ہوا

قحط روزی کا زمانہ مین ہی سارا رونا / شیر دایہ جو پیا طفل نی خاموش ہوا

فصل گل آئی جما صحبت احباب کا رنگ
عمر بهر مین جو کیا جرم تعجب کی ہی جا

باغ مین مجمع رندان قدح نوش ہوا
اونکو بہولا نہ کوئی ہمکو فراموش ہوا

حرف مدغم کی طرح اوس بت سنو خط سے اسیر
پہر جدائی نہوی جیسی ہم آغوش ہوا

دیے جا جام بہر بہر کر شراب ارغوانی کا
جو غافل ہی اوٹہا دیسی تعلق وہ ہر فانی کا
نپوچھو ضعف دل مین حال اشکو نکی روانیکا
پہنچکر پار تک جاتا کہون کیچہ درد دل اپنا
سکان باقی نکین رخصت یا شکل نشان غائب
کہڑی مین منتظر سکیش کہ اگ کی جلدم ہاتہ آگر
تمہارا طالب دیدار ہو وہ صورت موسی
دو پہر آسمانی اوٹہ کر وہ روبرو آئے
شب تاریک فرقت نی بہت ہمکو ستایا ہی
مسی اوسکی لب جان بخش پر دیکھی تو سمجھی ہم
نگاہوں مین ہر اک رنگی بچہ جی صورت یوسف
کسی گل کا ہون کشتہ بید باغی میری ظاہر ہی
وہ دیکش ہین کہ رشک چشم اپنا دل ہی پر خون ہر گز
کہا ہو یار نی جو کچہ بیان کر جلد ای قاصد
چٹک کر گل جو اغنچہ تو اوس سی یہ صدا آئی

یہی ہی ساقیا روغن چراغ زندگانی کا
دم آیا یا نہ آیا کیا بہروسا زندگانی کا
جہان تہا توڑ یا نیکا مین توڑا ہی پانی کا
نہ نکلی بات تک منہ سی برا ہو ناتوانی کا
نگہبان دیکھی دیوار کو جہلانگنے کا
الہی خم کوئی توٹی شراب ارغوانی کا
گوارا ہوا اوٹہانا جسکو نازک لن ترانی کا
الہی سامنا ہی کس بلائی آسمانی کا
چمک ای مہر محشر وقت ہی یہ مہربانی کا
نہان ظلمات مین چشمہ ہی آب زندگانی کا
مسیحی جسکو کہتی ہین عالم ہی جوانی کا
سحر بلبلین کرتے ہین کیون غل نوحہ خوانیکا
یہ ساغر ہی تو وہ شیشہ شراب ارغوانیکا
پڑا خط ہون بہت مشتاق پیغام زبانی کا
کہ کل دو چار دن مہمان ہی جوبن نوجوانیکا

خضر اسا جہان مین زندہ ہی نام سکندر بہی
مگر آئینہ بہی چشمہ ہی آب زندگانی کا

اسیر اپنی زبان سرگرم سب مضمون نکلتی ہین
زمانہ کس طرح قائل نہو آتش زبانی کا

سفر در پیش ہی ہر روزہ یہ عالم ناتوانی کا
کٹی کس طرح دیکھین ہفت میدان زندگانی کا

نکالا چشم بد دور آپ نی جوبن جوانی کا
مبارک سامنا عاشق کو مرگ ناگہانی کا

دل خرسند اپنا ہی عجب گلزار داغون سی
خلیل اللہ کو عہدہ جہان ہی باغبانی کا

بُری جو بات ہی ہرگز نہین چہپتا مآل اوسکا
چہپانا زخم کی حق مین مضر ہوتا ہی پانی کا

جوان تہی جبتلک پیری تصور مین ال تہی
نظر آتا نہین اب خواب مین عالم جوانی کا

وصیت ہی کہ کشت زعفرانین قبر ہو میری
کرشمہ ہون کسی گل کی لباس زعفرانی کا

ہمین تو یار کی زلف عرق آلود نی مارا
غلط سنتی تہی خالی زہر ہی سانپ پانی کا

نکلتا ہی نہین ہرگز سوای جنگ کچہہ منہ سی
تری باتین ہین قاتل ترجمہ شمشیر خانی کا

جہان مین نام اگر چاہی تو کر کوئی ہنر پیدا
فن تصویر سی شہرہ ہوا بہزاد و مانی کا

ہماری پیاس کیونکر بجہہ سکی گی اس حرارت سی
توی کی بوند بنتا ہی زبان پر قطرہ پانی کا

کہین کیونکر نہ ہم صیاد خامی کو کہ سطرون سی
بچہایا ہی ورق پر دام مرغان معانی کا

بہر آئی بزم ماتم مین جو چشم یار سمجہا مین
پسینا ہی رخ بیمار پر یہ ناتوانی کا

ادب رہتا ہی ہم ساتہ موسی کی اگر ہوتی
جواب اپنی زبان سی کب نکلتا لن ترانی کا

کسی کی سامنی جو دست خواہش اوٹہہ نہین سکتا
یہ احسان عالم افلاس مین ہی ناتوانی کا

جوانو کیون تلف کرتی ہو عصیان مین انہین خو
بہت یاد آئیگا پیری مین یہ عالم جوانی کا

یہ گہبرائی ترانی مونہہ سی نکلا حرف لن ہوتی ہوتی
بنانا بہی نہ آیا تمکو فقرو لن ترانی کا

بہار باغ نی مستی اسیر اپنی زیادہ کی
کہلا جو گل ہوا ساغر شراب ارغوانی کا

کہان شہرہ نہین عالم مین مری خوش بیانی کا
فغانی ایک بلبل ہی مری باغ معانی کا

تلاشی مزرع امید ہی دہ دہ ایک دانی کا
کہو ابر کرم سی وقت ہی یہ مہربانی کا

کہا مطلع جو وصف آدم و حاتم مین شبنم سمجہی ہم
ملا اول سی بہتر قافیہ مصراع ثانی کا

تناور گو کہان طاقت کہ عجز عشق مین پیری
یہ وہ دریا ہی جس مین ہر جگہہ ہی زور پانی کا

فقط نقصان نہین کچہہ نفع بہی ہی درد فرقت مین
گہٹایا تن بڑہایا زور راسنی ناتوانی کا

جگر لب تہا کہ ہوتی ایسی آفت مین نہ ہم مضطر
نہین ملتا جو دل اپنا سبب ہی ناتوانی کا

کبہی ہوتی نہ دیدار خدا کی حشر مین قائل
سمجہتی قائل رویت جو مضمون لن ترانی کا

قلم لرزی پڑی ہاتہون مین رعب حسن سی عشقہ
تری تصویر کہچین ہو نہ ہی کیا بہزاد و مانی کا

عبث ترک فلک کو ہم سی قصد جنگ رہتا ہی
اثر نالی مین ہی اپنی درفش کاویانی کا

توقع رکہہ نہ دینداری کی ہرگز اہل دنیا سی
نشان الفاظ مہمل مین نہین ہوتا معانی کا

تری آگی نکہولی آنکہہ غش سی شاہد گل نی
دیا شبنم نی چہینٹا لاکہہ اوسکی مونہ پہ پانی کا

اوٹہا سکتی نہین دل بہی کسی صورت حسینون سی
یہانتک حال پہنچا ہی ہماری ناتوانی کا

اوٹہون کا حشر کی دن بہی کفن پہنی ہوی گلگون
کرشمہ ہون کسی گل کی لباس زعفرانی کا

الہی خیر ہو مکتب نہ بنجای کہین مقتل
معلم سی سبق پڑہتی ہین وہ شمشیر خانی کا

اسیر اندیشہ روزی جو رکہتی ہین وہ نادان ہین
کہ ضامن ہی خدا رزق اقاصی و ادانی کا

کبہی جو ملک شہادت کا بند و بست کیا
قضا نی خنجر قاتل کو پیشدست کیا

ازل کی روز سی ہمکو خدا نی مست کیا
خراب بادۂ میخانۂ الست کیا

وہ تیری نرگس میگون ہی صاحب تاثیر
کہ اک نگاہ مین زاہد کو می پرست کیا

وہ مست تہا کہ پس مرگ میری قاتل نے
ہر بریدہ کو قندیل دار بست کیا

جو تیری بزم مین بیٹہا وہ کوئی اٹہا ہی
سپند نی بہی نہ مجمر سی عزم جست کیا

فراق نرگس جانان مین چہنگئی جو غذا
تو خلق نی مجہی مشہور فاقہ مست کیا

بلا سی اپنی جو برخاست ہو گیا دربار
ہمین جا تو اوسنی اشارہ پی نشست کیا

وہ بادہ کش ہون کہ زور شراب سی سا فتے
شکار فیل سحاب سیاہ مست کیا

فلک کا قصد تہا پائی جگہہ زمین کی تلے
اجل نی حوصلہ کیا سر کشون کا پست کیا

خدا کو بہی ہی طمع ناگوار بندون کی
سوال جسنی کیا اوسکو زیر دست کیا

ہوا حریص کو جز خاک گور کیا حاصل
عبث تمام زمانی کا بند و بست کیا

زمین پہ مین ہون تو تحت الثری مین اسکی جگہ
زیادہ مجہ سے بہی طالع کو میری پست کیا

عبث نہین تری بالیکی مچہلیان ہیں پیا
کہ دیکہہ کر خم گیسو گمان شست کیا

ہوئی جو مستی تو آیا خیال ہستی و ہست
خودی کی ترک نی ہمکو خدا پرست کیا

جنون کی جوش مین سیلاب کی چلی ہم حال
کبہی نہ ہوش طریق بلند و پست کیا

رہا جو پیش نظر رنگ بی ثباتی دہر
ہر دور فتح تہی ہمتی غم شکست کیا

ہوا ہی ربط نہ کسی کو جہان مین رب بہی
اسیر ہمنی وفا و عہد الست کیا

مصرع ہو کیون نہ گرم مری آہ سرد کا
مضمون نہ ہو گیا نئی پہلو سی درد کا

رکہتی ہین خاکسار تلون سی احتراز
سایہ ہی ایک پیرہن سرخ و زرد کا

زاہد شراب خوار کدورت سی ہین بری
اوٹھنا زمین تری سی ہی دشوار گرد کا

سمجھی یہ ہم زمین سی اوٹھا جو گرد باد
چکر مین پہیری کسی صحرا نورد کا

کیون کر پھیر لگا ظلم سی ترک فلک کا دل
ہٹ جور تو نکی پائی جگر اسنی مرد کا

تختہ مری لحد کا نشانہ بنا ہی
ہو تو ڑ دیکہنا جو پہنچی کی فرد کا

سو سون پیا ہی آب ملا کر شراب مین
چکہا ہی ہمنی خوب مزہ گرم و سرد کا

جو لوگ زرد ہو کی تری غم مین مر گئے
جنت مین قصر پائین کی یاقوت زرد کا

بجہ جائی گی تمام جہنم کی نار گرم
جہونکا کوئی چلا جو مری آہ سرد کا

مین کچھ نہین مگر ہی سخن معتبر میرا
سچ ہی کہ نام مرد سی بہتر ہی مرد کا

کشتہ ہون بد عنت فلک نیلگون کا مین
پتھر مری مزار پہ ہو لاجورد کا

کیجیی سوال بہی تو ورمیقمر دوش پہ
احسان کیجیی جو گوارا تو مرد کا

بولا وہ شوخ ایی مریضو نگو دیکہکر
سو کہا ہوا یہ تختہ ہی گلہای زرد کا

کس کس کو خاک مین نہ فلک نی ملا دیا
نوشیروان کا ہی نہ پتا یزدجرد کا

پڑتی ہی جان اوس مین بہی اعجاز حسن سی
پتلا کری ہین جو وہ کاغذ کی فرد کا

ممکن نہین کہ ہمکو زمانہ دبا سکی
رستم سی زال قصد کری کیا نبرد کا

جبتک نصیب فرقت جانان رہی اسیر
دیوان مطالعہ مین رہا میر ورد کا

ہر خاکسار صاحب توقیر ہو گیا
پارہ ہوا جو خاک تو اکسیر ہو گیا

زندان خیال زلف گرہ گیر ہو گیا
زنجیر مجکو سایہ زنجیر ہو گیا

سیر چمن نہ کی تہی کہ نخچیر ہو گیا
نکلی جو بال و پر ہدف تیر ہو گیا

زخم بدن پی نشتر ہی آتا تو خون دیا
رنگین حنا سی ناخن شمشیر ہو گیا

کیون ہمنی آہ مونہہ سی نکالی غضب کیا
برہم مزاج زلف گرہ گیر ہو گیا

تربت پہ بہر فاتحہ آیا وہ سیم تن
مرنا ہماری واسطی اکسیر ہو گیا

پوچہو نہ عشق ابروی قاتل مین حال دل
اس سرزمین پہ قبضۂ شمشیر ہو گیا

حیرت ہوئی یہ اوسکی نظارہ سی خلق کو
عالم تمام عالم تصویر ہو گیا

زائل ہوا نہ سردی ایام کا اثر
کہایا جو داغ قرص طلا شیر ہو گیا

غازہ ملا تو اوسنی کیا ادر قتل عام
چہرہ چمک کی صورت شمشیر ہو گیا

بیٹھی ہین جا کی پہلوئی قاضی مین تیری مست
مسجد کی پاس میکدہ تعمیر ہو گیا

دیکھون ہو کس قدر مجھی حیرت حضور یار
تصویر کو مین دیکہہ کی تصویر ہو گیا

پہنچا نہ اشک گرم فرشتہ تک زہی کرم
قصر گہر بہشت مین تعمیر ہو گیا

کی عاجزی جو ہمنی گئی سرکشی نفس
یہ دیو اس لباس مین تسخیر ہو گیا

دکھلا کی اوسنی خال رخ اپنا چھپا لیا
پنہان چمک کی اختر تقدیر ہو گیا

جبتک مین نوجوان تہا وہ کمسن تہا طفل تہا
اب وہ ہوئی جوان تو مین پیر ہو گیا

کوچ و مقام ایک ہی اس راہ مین اسیر
گہر بن چکا کہ مقبرہ تعمیر ہو گیا

جو کچھ کہ ہوا انکا نا دستگیر ہو گیا
لب ہل گئی تو وار دم تاثیر ہو گیا

مجھ سی جہکا جو یار مین تسخیر ہو گیا
قد خمیدہ حلقۂ زنجیر ہو گیا

تدبیر جب کوئی نہ چلی وصل یار کی
انجام کار قائل تقدیر ہو گیا

جائینگی اوسکی صحبت احباب ہم کہان
الفت کا سلسلہ ہمین زنجیر ہو گیا

کشتہ غرور اہل جہان نی کیا مجھے
نخوت سی جو کہ پہاڑ بھی شمشیر ہو گیا

دولت ہماری ہاتہ جو آئی تو نام کو
مٹی بگڑ کی نسخہ اکسیر ہو گیا

گھونٹا گلا جنون نی گریبان کی طوق نی
دامن لپیٹ کی پاؤن زنجیر ہو گیا

روز ازل سی قسمت ظالم مین ہی زوال
کس دن جوان تہا کہ فلک پیر ہو گیا

پہنچا جو اوس گلی مین مرا مرغ نامہ بر
بجیس بر رنگ طائر تصویر ہو گیا

خال عذار یار سی کیونکر عجب نہ ہو
ہندو کا گہر بہشت مین تعمیر ہو گیا

آتی نماز شام مین کیون ہمنی دیر کی
دروازہ مقبرہ وش کا زنجیر ہو گیا

کی یار نی جو غیر کے جانب نگاہ لطف
اپنی جگر سے پار یہان تیر ہو گیا

پائی نجات رحمت تدبیر سے چھٹا
اچھا رہا جو قائل تقدیر ہو گیا

لی یار کب چمن مین معطر ہوا دماغ
سونگھا جو پھول کو گل تصویر ہو گیا

برباد جب جنون نی لیی سیکڑون مکان
آباد ایک خانۂ زنجیر ہو گیا

گردن پہ کیون وبال لیا سر کو کاٹ کر
تقصیروار شمع کا گلگیر ہو گیا

خاک شفا اوسی کی ہوی خاک ای اسیر
جا کر جو ساکن در شبیر ہو گیا

جا سکا پھر نہ میری گہر جو وہ جانے آیا
رحمت اللہ کی آئی کہ یہہ پانے آیا

آرزو آنکھونکی نکلی نہ کبھی کانونکے
نہ خط یار نہ پیغام زبانے آیا

لاکھہ ہا کہیچا دہن تنگ کا نقشہ نہ کہچا
تنگ کیا کیا تری تصویر مین مانی آیا

ہمت عشق سے نہ فرہاد سی کوہ [illegible]
پیر کی بازون مین زور جوانے آیا

گذر اوس کا آئینہ رو کا سرہی زندہ نہ ہوا
سیر ظلمات کو اسکندر تا سے نے آیا

جان آب دم شمشیر سے بچتی کے نہیں — ڈوبتا ہون کہ گلی تک مری پانی آیا

تیغ بنکر رخ قاتل سے گیا دل زخمی — دھیان گیسو کا پئے مشک فشانی آیا

نشۂ بادہ ہوا غازہ رخ گلگون نکو — رنگ پر اور ترا باغ جوانی آیا

میری نزدیک گیا باغ سی زندان مین گذر — جو عدم سی طرف عالم فانی آیا

اک جہان ہوگا خریدار زلیخا کی طرح — سر بازار جو وہ یوسف ثانی آیا

حق تو یہ ہی کہ کیا موت نی احسان مجہپر — قبر پر یار پئے فاتحہ خوانی آیا

بیوفا تو نہین بہی ہوتا ہی وفادار کوئی — کام مسلم کی بہت کوفی مین ہانی آیا

سو کہی جام مین ہماری کبہی پانی نہ ترا — کبہی پوشاک پہنکر نہ وہ دھانی آیا

بزم مین دیکھہ کی عاشقکو وہ کیا کہتی ہین — کوئی پوچھی تو کہان یہ خفقانی آیا

وصف اوسکی رخ سیمین کا لکھا مینی اسیر — آج قبضہ مین مری گنج معانی آیا

جب کسی جانب چلا مین زار جل کر رہگیا — اپنی دروازی سی بس باہر نکل کر رہگیا

حرص تہی شبنمکو بیجا کہ آخر ای حریص — خوان نعمت اوٹھہ گیا تو ہاتہ مل کر رہگیا

کس جگہہ کی ہمجا نونکی مقدر نے کمی — میان سی وہ غنچہ آدہا اوگل کر رہگیا

دیکہتا قسمت لگائی ایک بہی مجہپر نہ چوٹ — پیتری وہ قاتل عالم بدل کر رہگیا

ہے پیام مرگ عاشق کی لیی وصل حبیب — شمع تک پہنچا جو پروانہ تو جل کر رہگیا

چہا گئی حیرت پہ اوس بالکی مچہلی دیکہکر — جوشش دریا رکا ماہی اوچہل کر رہگیا

پہولتا پہلتا مرا نخل تمنا کس طرح — بچ رہا بجلی سی تو پانی سی جل کر رہگیا

دست و پائی یار مین جب غیر کی مہندی لگی — آگ سی دل مین لگی مین ہاتہ مل کر رہگیا

قصد اوٹھنے کا تو تھا اوسکو ہمارے پاس سے
چار آنکھیں ہوگئیں زانو بدل کر رہ گیا

گرمی خورشید روئے یار کا دیکھو اثر
برف کی مانند آئینہ پگھل کر رہ گیا

لب نے کی معجز نمائی بچ گئی وقتمین جان
سحر مجھپر نرگس جادو کا چل کر رہ گیا

گریۂ مجنون سے خاک نجد اے لیلی تھی گل
خیر گذری پاؤن ناقے کا پھسل کر رہ گیا

کام کیا وحشت مین اے گرمی داغ فراق
تن مرا اولی کی طرح تپ سی پگھل کر رہ گیا

کیسی کیسی گل تر انکی جور سے مرجھا گئے
پتا پتا اس چمن کا ہاتہ مل کر رہ گیا

جم گیا کیا رنگ غربت میانسے نکلی تیغ
آستین سے ہاتہ قاتل کا نکل کر رہ گیا

جسم خاکی پھر نہ نکلا گور مین جا کر اسیر
کیا کہلونی کیطرح سانچی مین ڈہل کر رہگیا

زبان خاموش رکہہ ای دل کہ قابو ہو نہ دشمن کا
حقیقت مین ہی زنگ کاروان جاسوس رہزن کا

وہ ہون راحت رسان خلق مرکر بھی جسے اے ہمدم
چراغ آگر کوئی مفلس اوٹھا لیجا ہی مدفن کا

معاذ اللہ کیا زخم زبان خلق کاری ہے
لگی شمشیر مین بھی کاٹ ہی شمشیر آہن کا

کسی لعل مسی آلود کی تعریف لکھتے ہین
دوات اپنی قلمدان مین ہی گویا پہول سوسن کا

نہین ای چرخ بعد مرگ حاجت شامیانہ کی
کہ مدفن کو مری کافی ہی سایہ نخل مدفن کا

نہین عریانی وحشت مین فکر پیرہن لیکن
کبھی آنکھین جو روتی ہین خیال آتا ہی دامن کا

خداوند ہمین بھی دیدۂ احول عنایت کر
مگر دیکھنا منظور ہی اوس دو رو دشمن کا

خیال زلف ہی کیونکر مری آنکھون مین نیند آئی
کہ رستہ بند کر دیتا ہی کھٹکا راہزن کا

احبا کو نہ آیا رحم میری ناتوانی پر
کہ مٹی دیکی ناحق بوجھ ڈالا اسکی گردن کا

اودہر بھی پیاسکی شدت ادہر بھی جان تشنہ
ترا خنجر ہے پیاسا خون کا مین پیاسا آہن کا

کہین اوڑ کر ہماری تیغ قاتل جا نہین سکتا
پڑا ہی پاؤں نہین بہندا مری رگہای گردن کا

زبان دی اگر راحت پیام مرگ جان اوسکو
کہ حلوا زہر سے خالی نہین ہی دست دشمن کا

روئی کو کاٹتی ہی تیغ لیکن سخت مشکل سے
جو نرمی ہو طبیعت مین چلی کم زور دشمن کا

فراق یار آسان ہی وصال یار مشکل ہے
نکل کر شیر سی دشوار پہر ملتا ہی روغن کا

جو اہل حرص ہین نعمت ہی محروم راحت ہین
دہان بند ایکدم کہلتا نہین ہی گاو خرمن کا

اسیر اس باغ مین ہی کون طائر خوشنوا ہمسا
جلا جل ہی ہر اک پتا مری شاخ نشیمن کا

بہار آئی ارادہ قید خانیسی ہی گلشن کا
ٹوٹا کچہ پاؤنکی بیڑی او تار و طوق گردنکا

سپید ایسا ہوا خون خوفکی ماری مری تن کا
کہ پردہ حشر کی دن رہ گیا قاتل کی دامنکا

چمک کر برق آفت اب جو آئی گی تو کیا لیگی
نہ چہوڑا چو ہٹون نی ایک دانہ میری خرمن کا

ندی ساقی نی می ہمکو جم و مینا سی کیا شکوہ
قصور اس تنگدل کا ہی نہ اوس کوتاہ گردنکا

دہوان پہایا ہی ایسا آہ کا گور غریبان پر
فرشتون کو نہین ملتا ہی رستہ میری مدفن کا

کمی ممکن نہین زنہار اسکی غیر افزائش
یہ داغ دل ہی یا دہبا کسی دیبا مین روغن کا

جگر مین چہید ہون مثل تو پائی مرتبہ انسان
کبہی خواہان نہین خیاط بی سوراخ سوزن کا

نہین تہا ہم اوس لعل مسی آلود کی وحشی
گریبان چاک ہی گلزار مین گلہای سوسن کا

قدم سی جو لگی ہین آج کل دیگی تجہی ایذا
کہ نعل آتشی دیکہا ہی آلہ داغ لوسن کا

دم قلیان کشی اوس ترک کو کیونکر پسند آئی
نہ سونی کا نہ چاندی کا ہی چنبر میری گردنکا

گلا کیا خشکی ایام کا کرتے ہین پروانی
اثر ہر ایک اشک شمع مین ہی موم روغن کا

نہ کیونکر اہل دنیا ہون [illegible] اماره
ابا [illegible] پیچہا مشکل ہی دشمن کا

بسان شمع کل تک دل مرا جسنی جلایا تھا
وہی گل آج پروانہ ہی میری شمع مدفن کا

وہی دل زندہ ہی جو چھپری جیسی موی مزہ اوسکا
گھڑی کی زندگانی جس طرح چلنا ہی سوزن کا

کسی کو پیچ مین دیکھا دل اپنا رحم سے ٹوٹا
نفس گرداب دریا تنگ ہی ہمکو فلاخن کا

کڑی جو ہین کڑا ین چاہیئی اون سی ضرور ایسا
کہ آہن سی جہان مین ٹالنا ممکن ہی آہن کا

اثر جس مین نصیحت کا نہو محنت ہی ضائع ہی
دباغت سخت دل کی کوٹنا ہی سرد آہن کا

سمونکی ٹاپیونکو کیون نہ کہیئی مردم آبی
قدم دریا ہی شل اسپ کشتی اوسکی توسن کا

مین پروانہ ہون اوسکا جس جگہہ ہی نور کی صورت
بجھاوی تیا ہی دل میرا بجھانا شمع روشن کا

تماشا ہی بہار تیرہ بختی بعد مرگ اپنے
چراغان لحد یا تختہ ہی گلہای سوسن کا

جو بندش صاف ہو معنی سمجھہ مین سبکی آئی آسان
کہ پڑھنا کم سوادون سی ہی ممکن روی روشن کا

سوای درس فہمایش جاہل سی کیا حاصل
گرفتار مصیبت ہی معلم طفل کودن کا

اسیر اس جہان کیونکر دلی سمجھی نہ گردون کو
کوی دانہ نہین ملتا کسی کو مہ کی خرمن کا

ہو گیا جزو بدن جائیگا اب کیا سودا
سر دمک آنکھون مین ہی دلمین سویدا سودا

عاشق زلف ہون جکڑو نہ سلاسل مین مجھے
یہ جنون کوئی جنون ہی نہ یہ سودا سودا

بوسہ مانگا لب شیرین کا دہ بہت تلخ ہوا
ہیچ ہی کڑوا ہی بہت راہ خدا کا سودا

تنگ آیا ہون بہت شہر کی آبادی سی
لیچلے کاش مجھی جانب صحرا سودا

لی کی دل یار نی بوسہ جو دیا سمجھا مین
سستی مول مجھی ہاتہ آگیا مہنگا سودا

چار اخلاط مین اندوہ و غم و رنج و الم
خون بلغم ہی مری تن مین نہ صفرا سودا

حسن کی جنس گران نقد دو عالم کم وزن
نہ بنی کا نہ بنی گا سودا

عاقلون سی ہی قیامت مین عمل کی پرسش

بیڑیان پاؤن کی سو جنین مین ہو گر وب ہی طوق

داغ کرتا ہی مقابل مری داغون سی جو تو

او سکی زنجیر سی بہاری ہی ہماری زنجیر

گلبدن غنچہ دہن گرد رہا کرتے ہین

الفت گیسوی شبرنگ کا ہمکو ہی مرض

ہتکڑی ہاتھ مین ہی پاؤن مین زنجیر تنگ

اب نہ روتا ہون نہ کرتا ہون گریبان ٹکڑی

شہر کی فکر سی کیا غیر ہون آگاہ اسیر

ہائی ہی کا تقاتل خونخوار ہو گیا

قاصد روان یہ جلد سوی یار ہو گیا

ملنا گلی سی یار کی دشوار ہو گیا

توبہ کا ہم مین لی لیا کیا غضب کیا

وحشی وہ ہون مجھی جو ہوی خواہش تحجر

عاشق کیا نصیب لی طفل طبیب پہ

زینت بڑہی جو یار کی چہری کا خط بنا

کیون کر دری نہ میری نقاہت سی کی چرخ

مارا پڑا جہان مین مین اپنی نصیب سی

مشہور تہا کسی کا جہان مین تو تہا اسیر

ایسی ہشیاری سی دی بار خدایا سودا

اپکی ایام بہاران مین ہی دریا سودا

ہی متصور تجہی ای لالہ صحرا سودا

وحشت قیس سی بڑہ کر ہے ہمارا سودا

ہمکو گلشن کا دکہاتا ہی تماشا سودا

کیون نہ تجویز کرین سارے اطبا سودا

مرگ کی بعد مری ساتہ ہی میرا سودا

یار کی آتی ہی جاتا رہا سارا سودا

میر ہمدرد ہی دل سوز ہمارا سودا

نقشہ ترا کہنچا سبھی تلوار ہو گیا

دو پر لگا کی جعفر طیار ہو گیا

اوس در تلک پہونچکی مین دیوار ہو گیا

برہم مزاج حضرت خمار ہو گیا

چہالون سی پاؤن شاخ ثمر دار ہو گیا

دار الشفا مین جا کی مین بیمار ہو گیا

آگی تو گل تہا اب گل بیکار ہو گیا

قد خمیدہ سی مین کمان دار ہو گیا

بخت سیاہ مجکو سیہ کار ہو گیا

احسان اوٹہا کی منت گرانبار ہو گیا

وہ ماہ چہرہ ہی کہ تیری تلاش مین
گردون پہ قطب کوکب سیار ہو گیا

اوجھل نگاہ سی نہین ہوتا ہی ایک دم
گویا آئینہ مصاحب سرکار ہو گیا

وحشت مین مجکو کیا ہی سواری کی احتیاج
اوٹھا جو گرد باد ہوا دار ہو گیا

چمکا یہ تیری رنگ طلائی سی اے صنم
سونی کا تار رشتۂ زنار ہو گیا

فالج کا مادہ ہی مگر بار عشق سی بہی
جس پہ گرا وہ ہیچ بیکار ہو گیا

پیری مین دور ہو گئی سب غفلت شباب
سویا مین شب کو صبح کو بیدار ہو گیا

اوس چشم سرمگین سی محبت ہوی اسیر
کاجل کی کوٹھری مین گرفتار ہو گیا

سینی کا چاک چاک در یار ہو گیا
رخنہ جگر کا رخنۂ دیوار ہو گیا

آخر رہ جنون مین یہ مین زار ہو گیا
ذرہ بدن پہ کوہ گران بار ہو گیا

قید آئینہ مین عکس تن زار ہو گیا
جوہر کی سلسلہ مین گرفتار ہو گیا

نقصان کیا ہوا جو گیا تم نی ور کو بند
داخل ہین گہر مین پہاند کی دیوار ہو گیا

اللہ ری شوق خط بہی نہ ہمتی کیا تمام
قاصد کمر کو باندہ کی طیار ہو گیا

ماہی کیطرح جلسی ملا خلعت حیات
زخم گلو گلی کا مری ہار ہو گیا

ہوتی نہین دعا و دوا کوی کارگر
ثابت نہین کہ کیا مجہی آزار ہو گیا

آئی پسند دل کو جو حیدر کی پیروی
ہوس مین توڑ کر بت پندار ہو گیا

دل تہا جو آئینہ اثر عشق زلف سی
تاریک مثل روی گنہگار ہو گیا

آمد سی کسکی ہی یہ گل افشان چراغ گور
پہولون کا میری خاک پہ انبار ہو گیا

گلدام بن گیا تری زلف رسا کا دام
ہر داغ دل مرا جو گرفتار ہو گیا

فردوس مین پیچ کی جو یاد آگئی وہ زلف
گیسوی حور مجکو سیہ مار ہو گیا

مضمون جو کوئی دیدۂ گریان کا بندہ گیا
دریا مرا سفینۂ اشعار ہو گیا

کوچی مین اوس پری کی جو پہونچا جنون ہوا
آسیب مجکو سایۂ دیوار ہو گیا

آخر یہ رفتہ رفتہ وہ گیسو ہوا دراز
عمر خضر بنا شب بیمار ہو گیا

احسان راہزن کا ہی رخت سفر لیا
ہم تو سبک ہوی وہ گران بار ہو گیا

دنبالہ کسکی سرمی کا آیا چمن مین یاد
اثر در عصا ہی نرگس بیمار ہو گیا

گھیرا یہ مجکو آکی مقدر کی پیچ نے
مین بہی **اسیر** نقطہ پرکار ہو گیا

ہوا جو خاک بدن ساغر شراب بنا
ہزار شکر کہ ذری سی آفتاب بنا

عروج بخت خرابی ہی کوی الفت کا
بگڑ گیا جو یہان وہ مری حساب بنا

ہوا شکست سی ہم سیکڑون کا کیا نقصان
سبو جو ٹوٹ گیا ساغر شراب بنا

نہین جو قبر کسی ناتوان کی دریا مین
تو سطح آب پہ کیون گنبد حباب بنا

بہت قریب اجل ہی کہو یہ منعم سے
مکان کی ساتہ کوئی مقبرہ شتاب بنا

وہ کشتہ تہا مین کسی جائے معطر کا
کہ سنگ گور سی بہی شیشۂ گلاب بنا

گرا جو یاد ین پر اوس شہسوار کی مین ضعیف
تن خمیدہ مرا حلقۂ رکاب بنا

کیا جو خالق عالم نی خلق دل میرا
خلیل نی یہ کہا کعبی کا جواب بنا

ہماری گہر سی درمیکدہ تلک زاہد
سڑک بنی کہ کوئی جادۂ ثواب بنا

اجل نی دی ہمین مہلت نہ عہد طفلی مین
ہوا جنازہ جو گہوارہ بہر خواب بنا

نشیب کی لاشہ گرا پای آپ قاتل پہ
جگر کی کام مرا وقت اضطراب بنا

مکان یار بنا جب کہا فرشتون نی
زمین پہ عرش معلی کا یہ جواب بنا

جو یاد گوہر دندان مین ہم ہوی گریان
گرا جو آنکھہ سی آنسو دُر خوشاب بنا

سوای سیل حوادث ہی خاک دنیا مین
نہ ایکدم کو مکان صورت حباب بنا

رہا جو بعد فنا اشتیاق بادہ کشی
اسیر خاک سی میری خم شراب بنا

طاعت مین دہیان ہی کسی قد دراز کا
اعظم یہی ہی رکن ہماری نماز کا

کشتہ ہون بسکہ یار کی قد دراز کا
سایہ مری مزار پہ ہی سرو ناز کا

تو ہین برج توپ کی گولی مین مہر و ماہ
ہی چرخ پر گمان ہمین جنگی جہاز کا

مسجد کو میکدی سی نہ زاہد بلا مجھے
تعجیل کیا ہی وقت تو آئی نماز کا

فرقت مین یون مرون کہ نہو موت کو خبر
ایسا خیال ہی مجھی اخفاے راز کا

یارون سی کہدو گہر کو چلی جائین بعد دفن
تخلیہ ہو کہ وقت ہی راز و نیاز کا

منظور ہو مثال تو طوبی سی دون مثال
مضمون بلند چاہیی قد دراز کا

محشر مین کس نشان سی آئی ہون داد خواہ
کشتہ ہون تیر غمزۂ و شمشیر ناز کا

محمود کو ہی کیا دل گم گشتہ کی تلاش
چہائی تو جا کی کوچہ گیسو ایاز کا

عالم مین موجزن ہو جو دریای معصیت
کوتہ تلک نہ تر ہو مری جانماز کا

زنجیر و طوق موم کیصورت پگہل گئی
اللہ ری سوز نالہ آہن گداز کا

ہر دم اُتر لی چڑہتی کا کوٹہی پہ کیا سبب
کچہہ دہیان ہی جہان کی نشیب و فراز کا

دل صاف اگر نہین تو عبادت سی کیا حصول
ظاہر ضرور چاہیی جامہ نماز کا

کیا آشنا ہی اہل صفا ہو جہان زشت
بد شکل قدردان نہین آئینہ ساز کا

زیبا ہی فتنی اس سی جو پیدا ہین وقت رفتار
دور فلک ہی دور تری پیشواز کا

طول شب فراق جو دیتا ہی دلکو رنج
یہ بہی اشارہ ہی تری زلف دراز کا

سر غیر کا جہکا ہی تری پاؤن پر تو کیا
ہوگا نہ کچہہ ثواب ریائی نماز کا

زیبا ہی صرف ہون جو مری استخوان تن
ہی نوخطون کو شوق قلمدان کی ساز کا

طاعت ہی جسکا نام وہ ہی حبس دائمی
چہٹتا ہی بعد مرگ مقید نماز کا

شاہ و گدا ہین محفل شعر و سخن مین ایک
اس میکدی مین دخل نہین امتیاز کا

مطرب سنائی مجکو جو ہر پردہ وہ صدا
جاگیر پائی ملک عراق و حجاز کا

نیرنگیان طبیعت جانان کی دیکہہ کر
دم بند ہی زمانۂ نیرنگ ساز کا

مال و متاع دہر کی پروا نہین مجھے
ہون بی نیاز شکر ہی اوس بی نیاز کا

خزین تیر اسوائی خلعت ماتم نہین لیتا
گدا تیرا خطاب خسرو عالم نہین لیتا

کسی کا نام میرا دیدۂ پرنم نہین لیتا
خطا دینکو کس طرح لکہون کہ پانی دم نہین لیتا

جو وسعت رزق کی چاہی تو استغنا کی عادت کر
زیادہ دیتی ہین حصہ اوسی جو کم نہین لیتا

رہون ای باغبان چندی مین گلشن مین تو کیا نقصان
زر گل سیم غنچہ گوہر شبنم نہین لیتا

سنا سب خار زار دہر سی ہی کوچ کر جانا
جہان ہوتا ہی کچہہ کہٹکا مسافر دم نہین لیتا

وہ زخمی ہون کہ جنی درد مین پائی ہی وہ لذت
کہ بہولی سی بہی نام بخیۂ و مرہم نہین لیتا

برابر گردنین عشاق کی کٹتی ہین مقتل مین
جو اوسکا ہاتہ رک جاتا ہی خنجر دم نہین لیتا

کوئی یہ ہمدم ہین جہوٹی ہین ہمسی تیز
وصال یار کا جیب تک کہ نقشہ جم نہین لیتا

دو عالم [illegible] جو دل کہتا ہی حق [illegible]
[illegible] ہی [illegible] کی خاتم نہین لیتا

اوٹھاتی ہو عبث تم تو رہ تعزیر ستنبل پر
کبھی بل کی حضور طرہ پرخم نہین لیتا

گیا بیقدر ایسا دور دور چشم ساقی سے
کہ کوئی کوڑیون کی مول جام جم نہین لیتا

کہان تک ہجر کی راتین عیان روز قیامت ہو
کبھی ایسا حرارہ نیر اعظم نہین لیتا

مری جنت مین جا بیسی فرشتی کیون ہین حیرت مین
ذرا سو جاین تو کیا مین ترکہ آدم نہین لیتا

وہ زخمی ہون کہ عادت ہی مجھی ایذا اوٹھانیکی
سوائی مشک زخمون کی لیپی مرہم نہین لیتا

یہ نفرت وصل سی وہ طفل رکھتا ہی کہ وہ ہمکو
جو دیتا ہی کوئی بادام ادسی توام نہین لیتا

بڑہی وہ مرد مین چلتی ہین جو میدان الفت مین
یہان کس روز ٹہوکر توسن رستم نہین لیتا

ترا چلا جو پایا ہی و داغ اسد رجہ عالی ہے
سلیمان نذر دیتی ہین تو مین خاتم نہین لیتا

تمول کو غنیمت جان منعم خیر جاری کر
زمانہ کروڑین لیتا ہی پر ہر دم نہین لیتا

اسیر اوسکی گلی مین کیون بجاؤن وڑ کر گہر سی
دل بیتاب پہلو مین قرار اکدم نہین لیتا

وہ رحم دل ہون غیر مرا حال ہو گیا
کانٹا کبھی جو راہ مین پامال ہو گیا

جسد مم عیان وہ کودک قوال ہو گیا
محفل مین صوفیون کا عجب حال ہو گیا

صد شکر آج شام سی آیا وہ ماہ وش
تابان ہمارا کوکب اقبال ہو گیا

ادنی سا یہ ربط قاتل و مقتول کا ہی رنگ
دامان زخم تیغ کا رومال ہو گیا

اوس مہ کو میری پاس جو دیکھا دم سحر
غصی سی آفتاب کا منہ لال ہو گیا

ممکن نہین ہی اب کہ فرشتی بہی پڑہ سکین
ایسا سیاہ نامۂ اعمال ہو گیا

مہر رکھہ کی پاس یار یہ رویا مین اسقدر
گرداب بحر حلقۂ خلخال ہو گیا

ذکر او رہا تہیون سکار عشق مین ہی کیا
دل سا عزیز جان کا جنجال ہو گیا

گریان وہ ہون کہ آئی جو صحرا مین میری موت
رویا یہ ابر آ کی کہ غسال ہو گیا

اوس رشک ماہ سی رمضان مین ہوا جو وصل
ہر روز مجکو غرۂ شوال ہو گیا

لکہا جو وصف یار کی کندن سی رنگ کا
کاغذ بسان کاغذ زرسال ہو گیا

جن و ملک سی بڑہ کی ہی انسان کا مرتبہ
یعنی یہ بار عشق کا حمال ہو گیا

پیری مین ہم سی خاک مضامین نو بندہین
بی بر ہوا جو نخل کہن سال ہو گیا

کنگہی کی جانتا ہون کہ توڑینگی دانت وہ
بیکا جو گیسوون کا کوئی بال ہو گیا

پتی و رم مین اشرفیان اشرفی کی پہول
گلزار بہی بہار مین ٹکسال ہو گیا

پیری نی آ کی زور جوانی کا کہو دیا
رستم تہا دل مرا مگر اب زال ہو گیا

مہما شب وصال صدا انکی دل میرا
گہڑیال اسکی واسطی گہڑیال ہو گیا

طول فراق یار سی ہی زندگی وبال
روز ایک ماہ ماہ مجہی سال ہو گیا

ہر روز یہ لوٹتا ہی یہ داغون سی آگ پر
دل ہجر یار مین حسن ابدال ہو گیا

بی یار جا کی باغ مین آفتین دل پہ ہنسا
جس نخل کا تہا سایہ مجہی جال ہو گیا

کہیا یہ رنگ پان سی یار کی دندان چمک گئی
یاقوت سان ہر ایک گہر لال ہو گیا

لپٹا جو پای یار سی مین ناتوان اسیر
قد خمیدہ حلقۂ خلخال ہو گیا

ہر جا پسند خلق کو میرا چلن رہا
کعبی مین شیخ دیر مین مین برہمن رہا

کس روز اپنی دل مین نہ داغ محن رہا
بخت سیاہ لالہ صفت جزو تن رہا

بلبل کی اب قفس سی رہائی ہوئی تو کیا
وہ بوی گل رہی نہ وہ رنگ چمن رہا

چہوٹون کسی کی بات نہ پوچہی تمام عمر
اپنی وطن مین بہی مین غریب الوطن رہا

اوس چشم شوخ سی نہ غزالونکی چل سکی
شیرون کا بلکہ نشہ جرأت ہرن رہا

عریان تنی مین پردہ نقاہت نی رکھہ لیا
پنہان نظر سی روح کی صورت بدن رہا

پانی نہ ایک قطرہ ملا اسپہ رات دن
پیاسون کا جگمگھٹا لب چاہ ذقن رہا

رخصت ہوا وہ مہر تو تا شام صبح سے
اپنی سیاہ خانہ مین سوسوچ گھن رہا

جبتک کہ ہم جیی کبھی بھولی نہ موت کو
تکیہ مین مرتی مرتی ہمارا کفن رہا

اہل وطن سی شوق ملاقات رہ گیا
موت آئی جب قریب ہمارا وطن رہا

ٹکڑی اوڑائی دست جنون نی بزنگ گل
ثابت کبھی نہ تن مین مری پیرہن رہا

ای عشق زلف تجھہ سی ہی نقصان کیسا کیا
ہر روز کچھہ نہ کچھہ تری سودی مین بن رہا

ہم دل سی ہم سخن رہی دل ہمسی ہم سخن
خلوت مین بھی مکالمۂ انجمن رہا

دونون کو ہی زوال یہان حسن ہو کہ عشق
شیرین رہی نہ ولولۂ کوہکن رہا

وقت سخن جو بی دہنی اونکی کہہ گئے
اہل سخن کو کچھہ نہ مقام سخن رہا

مشتاق مرگ کون ہی مجھسا جہان مین
باندہی ہوی مین سر پہ ہمیشہ کفن رہا

جنت مین قصر لعل و زمرد ملی اسیر
اسوجہ سی کہ عشق حسین حسن رہا

جھکایا سر ہوا رتبہ میسر ہمکو عابد کا
گمان تیغ شمشیر قاتل پر ہوا محراب مسجد کا

وہ طائر ہون کہ ہی بالکل طریقہ مجھمین عابد کا
نشیمن ہی منارہ آشیان گنبد ہی مسجد کا

نہ ہوا زردہ سیر گل کو آیا مین جو گلشن مین
بہت مشتاق تھا ای باغبان اس تازہ وارد کا

سنا ہی غیرت نوشابہ ہی وہ حسن و خو مین
چلون شکل سکندر مین بدل کر بھیس قاصد کا

ضیا چاہی تو دل مین حرص دنیا کو نہ آنی دی
چراغ ایسا نہ ہو یہ سنگ دھیا لیجای مسجد کا

ہمی میخانہ ہوئی کہلنی کو ست آئی ہین
شہادت نامہ لکہو دیر کو شاید وہ خط لکہی
نا معہ پڑہنی کو جو وہ گگر و نہین آتا
نہین کچہہ عذر ہمکو دولت دنیا کی لینی مین
جہان کا حال آتا ہی نظر سب فیض ساقی سی
مزا دی خوب اوس قاتل نی خط شوق لکہی کا
اضح وہ سب ہی سبب گی مین جو صاحب نوا
شیاطین نفس امارہ ہین سب پس پا مری دیکہا
برا کہتا ہی مجکو غیر اگر کیون یہ سچ سمجہتی ہو
مقرر پہنچی دو چار دسون کا تو ر د زینہ
تری چشم سخندان پر نہین سطرین یہ پلکون کی
گذاری ہی عرض ہی کیا کرون مین کی
ہی چرخ ساغر دولت جمشید کا مجہکو
وہی منشی ہی منشی وصف جو اوس زلف کا لکہی
مرا دیوان ہی یہ مثنوی کب ہی غنیمت کی
ہوی وہ آگ فوراً پانی پانی دیکہہ کر مجہکو

بنا لالہ رنگ ساقی زردی رخسار زاہد کا
عدم کا قصد ہی پر انتظار اتناب ہی قاصد کا
مؤذن کی نظر مین خار گلدستہ ہی مسجد کا
خدایا پر نہین دل کو گوارا رنج حاسد کا
ہوئی جمشید ثانی ہم پیالہ لی کی مرشد کا
جواب خط کی جا سر کاٹ کر بہیجا ہی قاصد کا
خم محراب مین سر ہی نگون ہر ایک ساجد کا
کری گا سامنا کیا کوئی کافر اس مجاہد کا
گواہی کیا نہو جبتک کہ ثابت عدل شاہد کا
توقع پر کرون دربار کبتک پیر و مرشد کا
نظر آتا ہی ہمکو حاشیہ شرح مقاصد کا
بہت بہتر ہی ہونی ہی نہونا امر زائد کا
لگاؤن خاک منہ اسکو نجس جہوٹا ہی ملحد کا
شرف لی شبہہ مرج سنبلہ مین ہی عطارد کا
بیان اس مین کہان عشق عزیز و حسن شاہد کا
غضب کی برخلافی ہی ٹہکانا بہی ہی اس ضد کا

نہین مومن علی و مصطفی کو جو جدا سمجہی
اسیر ایمان ہی باہر ہی دو بین ہونا موحد کا

تمہاری قد کا صدقہ جا ... گیا ہو گا ... ینظیر ... یا ہو گا

ایاز حسن مین اوسکا جواب کیا ہوگا
غلام تیغی کا آفتاب کیا ہوگا

خدا سی شرم نہین ہی جسی گناہ کی وقت
نگاہ خلق سی اوسکو حجاب کیا ہوگا

وہ شہسوار کبھی پاون تک نہین رکھتا
چمک کی بدر ہلال رکاب کیا ہوگا

خلاف وقت ملی گا نہ رزق تقدیر ی
کری گا لاکھہ کوئی اضطراب کیا ہوگا

اودہر گناہ اودہر بیحساب سی رحمت
عبث ہی فکر کہ روز حساب کیا ہوگا

بتون کا شوق سو کعبہ بہلا ہی مجھے
یہی جو حج ہی تو حاصل ثواب کیا ہوگا

یہ میری رونیسی گھبرا گئی ہین حضرت نوح
خدا سی پوچھہ رہی ہین جناب کیا ہوگا

زبان غیر پہ ہی ذکر روی یار عبث
پڑہی گا گبر جو قرآن ثواب کیا ہوگا

عبث چھپائی ہو زلفون مین عارض روشن
حجاب بر پریشان سحاب کیا ہوگا

نہین ہی کچھہ دل سوزان کو خوف دوزخ کا
سمندر آگ مین گر کر کباب کیا ہوگا

ملی گی پیر مغان سی ضرور می کم و بیش
و رسنی سی گدا کو جواب کیا ہوگا

بری ہین تہمت افشا سی راز دار تری
بیان گنگ سی احوال خواب کیا ہوگا

گھڑی گھڑی کی خبر ہمکو دل سی ملتی ہی
جو خط کا وہ نہ لکھین گی جواب کیا ہوگا

مجھی تو منع کری آپ ہی پئی واعظ
اوسی نہین تو مجھی اجتناب کیا ہوگا

تہ نقاب وہ رخ آفتاب محشر ہے
کھلی جو یار کی بند نقاب کیا ہوگا

تڑپ کی بعد فنا ہون گی خلد مین داخل
لحد مین ہم نہ رہین گی عذاب کیا ہوگا

غلط ہی یہ خط اوس روی صفا پر نکلا
وصال شپرہ و آفتاب کیا ہوگا

ازل کی روز ملی ہی تجھی جو عمر قلیل
تو حبس دم سی بھی بیش حباب کیا ہوگا

امیدوار عنایت رہین گی کیا محروم
شرابخانہ مین قحط شراب کیا ہوگا

بنا ہی جود و کرم سی یہ آب و گل کی جگہہ
اسیر خانۂ احسان خراب کیا ہو گا

جھومتی آتی ہی کیا مسوی چمن کالی گھٹا
دختر رز سی سوا ساقی ہی متوالی گھٹا

ہون وہ دیوانہ جو آئی میری زندان کی طرف
پتھرون سی اپنا دامن کر گئی خالی گھٹا

قاصد اجابت ہی روان ہو صاف مطلع ہی ابہی
تار بارش کا ہی زمزم مین بانڈہتی ڈالی گھٹا

کشت میری ہی ابہی تک قابل نشو و نما
کیا تکلف ہی جو برسی بعد پامالی گھٹا

در فشانی چاہتی ہی میری کشت آرزو
لائی گی ایسی کہان سی ہمت عالی گھٹا

دن بڑہائی قید کی میعاد مین صیاد نے
شکر للہ کچھہ تو سنج بی پر و بالی گھٹا

زلف چہری پر تمہاری دیکھہ کر کہتی ہی خلق
واہ کیا چہائی ہوی ہی باغ پر کالی گھٹا

ہو گیا اک جام پیکر دو جہان سی بیخبر
دی گئی مجھکو پیام فارغ البالی گھٹا

اسکی ہجر مین بہی ہی سودا کیا کسی کی زلف کا
کرتی ہی میری طرح رو کر جو دل خالی گھٹا

کیون کیا تمنی توقف کنج غربت مین اسیر
سیر کو تب آئی تم جب باغ سی جالی گھٹا

بوی خوش دیتا ہی محفل مین پسینا یار کا
عطر کہینچا خوب گرمی نی گل رخسار کا

غیر کیون کرتا ہی وصف اوس ابرو خمدار کا
باندہنا نامرد کو زیبا نہین تلوار کا

برگ نخل طور ہلتی ہین تو آتی ہی صدا
آنکھہ کر پیدا اگر ہو حوصلہ دیدار کا

جوش حیرت کا یہ عالم ہی کہ گر سکتا نہین
ہی قطرہ پر میری آنسو آئینہ دیوار کا

مرد عالی قدر سی دنیا کری کیا خلش
پا ہی راکب کو نہین رستی مین کھٹکا خار کا

موذیون کی ہین شریک حال اسفل بعد مرگ
چیونٹیان آتی ہین اوٹھوانی مردہ مار کا

دولت ہمسایہ کردیتی ہی لذت مین شریک
آنکھہ دیکھی دل اوٹھاتی ذائقہ دیدار کا

آنکھہ کا حلقہ سجاتی طوق گردن چاہیی
ہو نہین دیوانہ کسی کی نرگس بیمار کا

بھوک مین سنگ شکم سی نفس پر کودون شکست
چاہیی سنگ گران سی سر کچلنا مار کا

ایک سے ہون جان کا دشمن ہو چھوٹا یا بڑا
کام وقت ذبح کرتی ہی چھری تلوار کا

اسفل و اعلی ہین دونون ایکسی حاجت سی شہر
کام خندق کرتی ہی گرد چمن دیوار کا

صحن محشر سی ہمین کرتی ہین باہر کیون ملک
ہم بہی آئی ہین تماشا دیکھنی بازار کا

اہل دنیا حرص زر مین ہوگئی کیا کیا ہلاک
زہر قاتل ہوگیا شربت اونہین دینار کا

تیرگی کہتی ہین اوسکو نور ہنجا ہی سواد
چشم اعمی ہی چراغ اپنی مکان تار کا

ہین تماشائی جو گلزار محبت کی اسیر
پہل سر منصور کو کہتی ہین نخل دار کا

ڈر نہین مجھکو کسی قاتل کسی خونخوار کا
سپر ہی مجہہ سخت جانکی مونہ پہی تلوار کا

سب مین طالب دیکھتا ہی کون جلوہ یار کا
چشم مردم سی نہان ہی یوسف اس گلزار کا

ہستی نقاش قدرت صاف ظاہر ہوگئی
موسم گل مین مرقع دیکھہ کر گلزار کا

رہ کی میخانہ مین لون گلزار جنت کا جو نام
ساتھ زاہد کی ہو ساقی حشر مجہہ میخوار کا

شکل اپنی کب نظر آتی ہی اپنی آنکھہ سی
آئینہ پیش نظر رکھہ دیدۂ اغیار کا

تیری گریان کو خوشی سی اور بہی ہوتا ہی رنج
کیا ہنسائیگا نظارہ قہقہہ دیوار کا

پہری ہی چشم تر سی چمکی روی جانانکی بہار
باعث آب چاہیی شادابی گلزار کا

حلقۂ گیسو نی رکہا بوسۂ عارض سی باز
ہوگیا قفل در میخانہ کنجہ مار کا

ناتوان بینی ہی ادن آنکھونکی مژگان سی عیان
حال کہلجاتا ہی جیسی نبض سی بیمار کا

غفلت دنیا سی ہی کیا دین مین میری خلل
ورد خفتہ سو نہین لیکن رہ بیدار کا

میری چپ رہنی سی رہتی ہی زبان و تشنگی بند
غیر خاموشی نہین افسون کوئی اس مار کا

صحبت پاکان مین اگر بد بھی ہو جاتی ہین نیک
رشتہ کب زنار سبحی مین رہا زنار کا

صنعت خالق جدا ہی صنع اسکندر جدا
کب ہوا محتاج صیقل آئینہ رخسار کا

عہد پیری مین کمال اپنا ہوا رونق پذیر
دن ڈھلا تب وقت آیا گرمی بازار کا

مغفرت مین شک ہی کیا ہر دم ہی ہونٹون پہ اسیر
ورد یا غفار یا غفار یا غفار کا

کون دل زخمی نہین قاتل تری رخسار کا
کاٹ ہی ابرو مین تیغ جوہر دار کا

رقص مین گشتہ ہی عالم اوس بت خونخوار کا
ہر قدم کا ٹرہ کی پڑتا ہاتھہ ہی تلوار کا

آچکی ہی موت لیکن دیکھتا سنتا ہون سب
خواب مین بھی ہی وہی عالم دل بیدار کا

میکدہ بھی گرمی ساقی سی ہی آتشکدہ
مرغ طبحی مین ہی عالم مرغ آتشخوار کا

کیون نہ ہو پست و بلند دہر سی آزردہ خلق
ٹھوکرین کھاتا ہی رہرو راہ ناہموار کا

خاک پر جو نقش پا ہی کم نہین تصویر سی
کیا مرقع ہی تری رنگینی رفتار کا

بڑھ گئی دریا ہوا گر اوس سی تشنہ کا چاہ ذقن
سیر ہونا کب ہی ممکن تشنہ دیدار کا

غنچہ کرتی مین چٹک کر زمزمون پر آفرین
طرفہ طوطی بولتا ہی بلبل گلزار کا

سینہ کاوی کم کبھی خالی اتنی سی نہین
ناخن اپنا تیشہ ہی فرہاد شیرین کار کا

ایک دو سی ہمین بھی دیکھی خیرات حسن
نیر اقبال روشن سایہ ہشت و چار کا

ہیجگر کہتی ہو کیا ہم کو جگر ہی بندہ تیر
درد ہمین لاتا ہی پہلو حرف پہلو دار کا

جانی نامہ باندھ دون بال کبوتر مین اگر
ہی [illegible] تنگ مشتو [illegible] ار کا

شدت گریہ کی گی منہدم جسم سے گلے
سیل کو مشکل نہین کچھہ توڑنا دیوار کا

غیر ابرو ہی بھلا کس تیغ مین ناوک کا توڑ
خم مژہ کس تیر مین ہوتا ہی خم تلوار کا

غار مین بیٹھا ہون چھپ کر اہل دنیا سی اسیر
ہی مقلد کون مجھہ سا احمد مختار کا

گھٹا کی بدر کو ہر ماہ مین ملال کیا
تمہاری چاند سی چہری نی بہی کمال کیا

ہر ایک امر مین اندیشۂ مآل کیا
غم سرور سہر در غم و ملال کیا

کہون گا حشر مین آئی اگر وہ رشک نظر
اسی نی مجکو گنہگار بال بال کیا

ہماری بعد کہلا حال اونکی الفت کا
کمال درد سی روئی بڑا ملال کیا

کہین زیادہ ہی قصاب سی ہی غمزہ دوست
جسی حلال کیا انی چہری جلال کیا

گدا ہوی تو گدا ہی در کریم ہوے
کیا سوال تو اللہ سی سوال کیا

بجا ہی عکس جو آئینہ مین نہین پڑتا
خدا نی تمکو زمانی مین بی مثال کیا

جواب خط کا رہا انتظار نزع مین بہی
فرشتہ آیا تو قاصد کا احتمال کیا

نہ سوجہتا ہی چمن کا نہ دشت کا رستہ
جنون کی جوش نی اندہیر پکی سال کیا

وہ میزبان ہون نچھوڑی رعایت مہمان
جو ٹہری دعوت مجنون ہرن حلال کیا

نقیض بات کسی نی کہی تو سمجہا مین
کسی نے کند چہری سی مجھے حلال کیا

وہ تحت پست ملی ہین مجھی برنگ حنا
کہ جسکی چومی قدم اوسنی پایمال کیا

رہا مرض مین بہی اخفای عشق مدنظر
ہوا جو زرد تو ٹہا چون سی منہ کو لال کیا

خوشی ہوی جو کبہی سامنا ہوا غم کا
شکست رنگ نی چہرہ مرا بحال کیا

ہوی یہ بات ہمین حال ہر بہی رنجتن
دیا زوال جسی صاحب کمال کیا

ملا جو کعبۂ ابرو کا اوس سے اذن طواف / کسی نے قصد نہ کعبے کا ایک سال کیا

سواد شام کو سمجھی سواد مرقد ہم / جو خواب آئی لگا مرگ کا خیال کیا

رہی زبان فلاطون جواب مین قاصر / کبھی جو مسئلۂ عشق کا سوال کیا

اسیر مجھ سا کہان کوئی کشتۂ بیکس
ہوا مین قتل تو جلاد نے ملال کیا

دم بھر وہ مہر رخ پوش جو گشتی نشین ہوا / ہر غنچۂ حباب گل آتشین ہوا

اون کو کبھی نہ عشق مرا دل نشین ہوا / ہونہ پر بہی جو اشک عرق کا یقین ہوا

انگشتری جو یار کی پائی یقین ہوا / سارا جہان اب مری زیر نگین ہوا

چہوتا نا تو اوسکی ساعد سیمین و ساق پا / دامن ہوا جہان مین زمین آستین ہوا

بزم جہان مین ہین بہی ہون ہم شکل آئینہ / دیکھی ہزار عیب نہ چین بر جبین ہوا

نالون سے میری یہ تہ و بالا ہوا جہان / گردون زمین بنگئی گردون زمین ہوا

جاسوس انکی ساتہ رہی میری وقت سیر / پہنچی گہڑی گہڑی کی خبر مین کہین ہوا

آخر تو ہوگا گور کا تہ خانہ خواب گاہ / بس دل مین یہ سمجھ کی مین عزلت نشین ہوا

رکہا زمین پہ آپ نے اس ناز سے قدم / ہنگامہ حشر کا تہ چرخ برین ہوا

عاشق کا سوگ چاہیے زینت نہ کیجیے / چہلم تو کیا سوم بہی ابہی تو نہین ہوا

احوال دور دور کا دیکھا کتاب مین / ہر صفحہ ہمکو آئینۂ دوربین ہوا

لوٹا خزان نے جامۂ زیبائی چمن گئی / ہر نخل شکل ساعد بے آستین ہوا

مضمون عیان ہوا نہ عبارت پڑہی / خط یار کا مجھے خط لوح جبین ہوا

کہایا جو تیر یار تو ہم ناسور ہوئے / خاتم دہان زخم تو پیکان نگین ہوا

مضمون تری مژہ کی یہ وحشت فزا لکھے
تنگ چشمی کبھی جو عدو نکتہ چین ہوا

بعد فنا بھی ظلم فلک سے نہین نجات
کس مروی پہ فشار نہ زیر زمین ہوا

مٹی نہ کس طرح تن بیجان کی ہو خراب
آراستہ مکان نہ کبھی بے مکین ہوا

کیون محفل سخن مین نہ شاعر کا جی لگی
دو شعر پڑہ کے مورد صد آفرین ہوا

وصف نبی لکھا تو یہ پایا شرف اسیر
خامہ ہمارا شہپر روح الامین ہوا

کمال نیستی سی دل اگر آگاہ ہو جاتا
زبان سی ہو نکلتا تن فنا فی اللہ ہو جاتا

تری طرز طبیعت سی جو کچھ آگاہ ہو جاتا
مصاحب چار دن مین بندۂ درگاہ ہو جاتا

بڑی دولت ہی جسکا نام ہی عالم مین استغنا
گدا اس کوچی مین آتا تو شاہنشاہ ہو جاتا

زبانین تشنگان وادی الفت کی تر ہوتین
جو وہ چاہ زنخدان فی سبیل اللہ ہو جاتا

فقیر اللہ کی ہین ہم اشہد کہتے ہی پر اپنے
زبان سی جو نکلتا حکم نادر شاہ ہو جاتا

ضیائی دل سے کچھ زور معاصی چل نہین سکتا
مقرر رات بڑہ جاتی جو دن کوتاہ ہو جاتا

جبین سا ہم جو ہوتی در پہ اوس خورشید طلعت کے
یقین ہے داغ سجدے کا چمک کر ماہ ہو جاتا

کرامت شیخ مین دیکھی نہ قدرت کوئی راہب مین
کسی کا معتقد کیون بندۂ درگاہ ہو جاتا

ارادہ بتکدی سی مین کبھی کرتا جو کعبی کا
قدم پر بت ہر اک گر کر کی سنگ راہ ہو جاتا

ڈبیا سا ہون توقع ہی مجھی کب بیانش بچنے کی
قریب چاہ مین جاتا تو اندھا چاہ ہو جاتا

دھڑکتا ہی کلیجا ذکر محشر سنکی واعظ سی
جو کل کی دن ہی ہونا آج یا اللہ ہو جاتا

چھری کیطرح چلتی ہی زبان اوس طفل کی ایسے
سبق پڑہتا تو بسمل مرغ بسم اللہ ہو جاتا

ہمین تو دوڑنا تھا روز راہ سعی مین لازم
نصیب آیندہ تھی مطلب نہوتا خواہ ہو جاتا

اگر دولت کیصورت وصل کی دولت بھی مل جاتی
سیہ طالع وہ تہا گھر سی اگر شب کو نکلتا مین
گلستان مین جو بازی کو یہ طفلان حسین جاتی
شب وصلت کی کوتاہی سی دل کو سخت ایذا ہے

ابھی تو کارخانہ اپنا عالیجاہ ہو جاتا
ہوا کچھ ایسی چلتی گل چراغ راہ ہو جاتا
گلون کا رنگ اور گرد بازی گاہ ہو جاتا
یہ بڑہ جاتی جو روز ہجر کچھ کوتاہ ہو جاتا

اسیر اہل جہان کی نوکری سی ہمکو کیا حاصل
اگر تنخواہ ملتے گم رہ تنخواہ ہو جاتا

دھیان آجائی اگر اونکو خود آرائی کا
دیکھ صحرا مین سمان لالۂ صحرائے کا
ہی یہ سرسبز گلستان سخن آرائی کا
تنگ کرنیکو نکیرین یہان بھی آئے
پنجۂ غم سی جو یہ چاک رہا کرتا ہے
خوب سمجھا وہ ہوا جو نسمجھنے کا مقر
خون ابنائی جہان کا ہی یہانتک تو سفید
سجدہ بھی وہشت درباں سے نکرنی پائی
آگیا موسم پیری علم قد ہے نگون
تاب باقی نرہی دیکھ کے وہ زلف دراز
آشنا جان کی قاتل نی مجھی قتل کیا
ہون وہ عاشق مجھی سوز غم فرقت ہی پسند
بھر گئی سر مین یہ اوس کاکل مشکین کی ہوا

فاش پردہ ہوا بھی چشم تماشائی کا
رنگ لایا ہے لہو یہ تری سودائی کا
کلمہ پڑہتی ہین طوطی مرے گویائی کا
گورکو سمجھی تھی ہم گوشہ ہی تنہائی کا
دل مرا کیا ہے گریبان کسی سودائی کا
ما عرفناک سے ہے حق اوسکی شناسائی کا
شیر مادر یہ سمجھتے ہین لہو بہائے کا
لیچلی داغ تری در سے جبین سائی کا
دانت کھٹی ہین نھین وقت صف آرائی کا
سلسلہ ٹوٹ گیا صبر و شکیبائی کا
کشتہ ہون جوہر شمشیر شناسائی کا
دل ہی پروانہ چراغ شب تنہائی کا
مغز سر نافہ ہوا آہوئے صحرائے کا

سنفر

شعر کی فکر مین ہیگا نہ آفاق رہے
کبھی مصرع نہ لگا مصرعہ تنہائے کا

چاک کر سے گریبان کو نہ ای دشت جنون
نظر آتا ہے یہ کوچہ مجھے رسوائے کا

کونسی بزم ہے جسجا گذر شمع نہین
طور سیکھا ہی کسی شاہد ہرجائی کا

زندہ دل جو ہین وہ ہین غیر کی احسان سے بری
مُردہ مشتاق ہوا اعجاز مسیحائے کا

ہون وہ بیکس کہ نہین کوئی شناسا میرا
عین مجمع مین ہے عالم وہی تنہائی کا

بھر چکی ساری زمین ظلم سی ای جھاڑی دین
قصد خلوت سی کرو انجمن آرائی کا

غنچہ چٹکا جو کوئی خوف یہہ بلبل کو ہوا
ہو ڈہنڈورا نہ کہین یہہ مری رسوائی کا

قصد سجدہ جو تمہارے پائے صنم پر ہی اسیر
اذن لو پہلی برہمن سے جبین سائی کا

پاؤن کیا بلکہ بہرا سر تری سودائی کا
مرحلہ طی نہوا بادیہ پیمائے کا

دل کرے خواہش مرہم تری سودائی کا
داغ اچھا ہوا گر لالۂ صحرائے کا

آتی جاتی مین بہت ساتھ ہین اعمال اپنے
خوف کچھ راہ عدم مین نہین تنہائی کا

دل مضطر کہین عاشق کا ٹہر سکتا ہے
نام ہی نام ہی بس صبر و شکیبائی کا

وہ حسین تو ہی کہ دیکھی جو تجھی ساری عمر
دل نہو سیر تماشی سی تماشائے کا

کبھی یہان ہی کبھی یہہ دولت دنیا ہی وہان
ایک جا پاؤن ٹہرتا نہین ہرجائی کا

خاک پیری مین کرون گوشۂ عزلت کی ترک
حوصلہ ہے نرہا انجمن آرائے کا

تیز خنجر سے سوا ہے ترا نشتر فصاد
خون گردن پہ نہ لینا کسی سودائی کا

دن تو مہلا کی دل زار کو کاٹا ہر طرح
کیا کرے دیکھیی صدمہ شب تنہائی کا

مرگ کی وقت کسی کا نہین ہوتا کوئی
گور مین ساتھ نہ بہائی نی دیا بہائی کا

کھس کی سو بارہ تو ہوئی پیشانی بدر
پہ وہی شوق ہی اوس پہ جبین سائی کا

جان پر بنگئی دیتا نہین اک قطرۂ آب
کیا بگاڑا ہے بہلا گنبد مینائی کا

کیا کرون مدح تری اسپ کی ای شاہ ہلال
سشیر کی آنکھ ہے رم آہوی صحرائی کا

واہ ای دور فلک خانۂ احسان آباد
جتیر بخشا سر مخمور کو انگڑائی کا

آکے ہستی مین گئی اہل عدم سوی عدم
شہر مین دل نہ لگا مردم صحرائی کا

عشر تک خانۂ تربت سی نہ نکلینگے قدم
مل گیا خوب یہ گوشہ مجھی تنہائی کا

چار عنصر کو بدن مین فقط اتنا ہے ثبات
جیسی آجاتا ہے جھوکا کوئی چوپائی کا

سخن صاف مرا سنکے کہا اوسنی اسیر
ایسی گوہر کو لقب چاہیے یکتائی کا

کس خرابی سے مین اوس در تک گیا
راہ مین گر گر پڑا تھک تھک گیا

ہو گئی ایسے جنون مین ہم ضعیف
ہاتھ مشکل سے گریبان تک گیا

خاکساری سے ہے مآل پختگی
شاخ سے ٹپکا جو میوہ پک گیا

ضعف پیری کا سبب ہی طول عمر
دور منزل تھی مسافر تھک گیا

چپ ہوا ے ناصح بہت باتین نکر
تیری گرمی سے کلیجہ پک گیا

نثار ہون ساقی کرون کیا خم کے خم
پی کے سے مین ایک قطرہ جھک گیا

گالیان دین آپ نے اچھا کیا
تھا جو ہونی مین دہن کی شک گیا

ہو گئی غم سے سراپا داغ ہم
کیا سیہ روئی کا پردہ ڈھک گیا

اب غذا کی کیا مجھے پروا رہے
لقمۂ غم کمائی کھاتی جھیک گیا

تنگ ہو کر کیون نہ دے تجکو فشار
گور کی گھر مین مین سنے دستک گیا

منزل الفت کرے گا کون طی
دو قدم چل کر مسافر تھک گیا

کیا ٹھکانا لفظ و مضمون کا امیر
منہ مین جو آیا مین وحشی بک گیا

کچھ تو لذت زخم کی ای گردن بسمل اوٹھا
ہو سکی تجھسے تو ناز خنجر قاتل اوٹھا

صور محشر بنگیا آوازہ خلخال پا
جب اوٹھا وہ رقص کو فتنہ سر محفل اوٹھا

دوڑتا آتا ہی مجنون دور سے ناقہ کی ساتھ
شرم ای لیلی کہان تک پردۂ محمل اوٹھا

صبح پیری ہو چکی بالین پہ آیا آفتاب
کھول آنکھین خواب غفلت سے اب ای جاہل اوٹھا

کھڑکھڑاہٹ ہڈیونکی سنکے جسم زار مین
خواب سے میری پہنچتی ہے سگ منزل اوٹھا

کب ملی فرصت تڑپنے سی تری بیمار کو
کچھ کمی درد جگر نے کی تو درد دل اوٹھا

سیر دریا مین جو دیکھا یار کو غیرونکی ساتھ
مین یہہ رویا تو چکا طوفان لب ساحل اوٹھا

دعوی خون کس سی کرتا مین کہ روز بازپرس
چھپ رہا قاتل یہہ وہ نالہ ہای دل اوٹھا

دل نے وہ تاثیر پیدا کی کہ جب نالہ کیا
ان بتون کی دل تو کیا عرش خدا تک ہل اوٹھا

دور سے دیکھا جو مجکو بزم مین آتی ہوی
ہاتھ رکھہ کر تیغ کے قبضے پہ وہ قاتل اوٹھا

غیر کا مردہ بہت فربہ مرا مردہ ہی زار
بوجہ کاندہی پر اوٹھانیکی جو ہو قابل اوٹھا

جسم مین طاقت تڑپنے کی جو ای بسمل نہین
آہ سے سر بر زمین کو جب قاتل اوٹھا

جان پر کھیلے نہ بیٹھا ایکدن نقش مراد
یہہ اوٹھا سے ہیچ دنیا سی ہمارا دل اوٹھا

ہر رگ گردن ہوی سیراب آب زندگی
کیا کہون کیا لطف زیر خنجر قاتل اوٹھا

زندگی بھر کی نہ میری قدر یارون نے امیر
اب یہ کہتے ہین کہ دنیا سے اک کامل اوٹھا

چندے بدن مین رہ کے مرا دم نکل گیا
آ کر گہن مین نیر اعظم نکل گیا

مانند صور جسنے سنا دم نکل گیا
کیسا زبان سی نالۂ پرغم نکل گیا

بالیده تیرے آنی سے ایسا ہوا چمن
اندام گل پہ جامۂ شبنم نکل گیا

اب کیون خلش سے ہے نشتر مژگان یار کو
کیا آنسوؤنکے ساتھ لہو کم نکل گیا

جبتک جیے جہان مین مرمر کی ہم جیے
جس خوبرو پہ آنکھ پڑی دم نکل گیا

مجھسا سیاه بخت زمانے مین کون ہے
سایہ سے جسکے نیر اعظم نکل گیا

سوزن ازل سے تہا ترے کوچہ کا اشتیاق
چھوٹا جو خلد مطلب آدم نکل گیا

کشتی ہون جسکی زنده وه جلاد ای فلک
عیسے کا نام قاتل عالم نکل گیا

اوترا نگلی سی طوق تو سمجھا یہ مین ضعیف
انگشت جم سی حلقۂ خاتم نکل گیا

گذری شب وصال تو گذری جہان سی ہم
نکلا جو آفتاب یہان دم نکل گیا

جان آگئی بدن مین جو دیکھی تری پلک
سوزن سے کار عیسی مریم نکل گیا

سو خم اگر پیون مری نیت نہ سیر ہو
اک جام مے مین حوصلۂ جم نکل گیا

کیا جلد قد یار کو بالیدگی ہوئی
بوٹا تھا سرو سے قد آدم نکل گیا

آیا جو سامنے سے سر معرکہ وه ترک
ٹھہرے نہ پاؤن خوف سی رستم نکل گیا

کیا غم اگر کسی نے نہ نالہ کوئی سنا
تیرا تو حوصلۂ دل پرغم نکل گیا

اسکا ہے آج تک ملک الموت کو الم
زنده جہان سے عیسی مریم نکل گیا

بوسے دیے جو ہمکو تو پچھتا رہی ہو کیون
ہمت مین نام صورت حاتم نکل گیا

ایذا اسے یار دل کو گوارا نہو سکے
اونکے کھلے جو فصد یہان دم نکل گیا

دریا بہا دیئے جو ہوا سامنا اسیر
کب ابر سے یہ دیدۂ پرنم نکل گیا

زخم

زخم حسن سی تری تلوار کا کھایا نہ گیا
سر کبھی اوس سے شہیدوں نے اوٹھایا نہ گیا

ہم جوانون پہ غضب لائی کمی قاتل کی
پاؤن رگڑے کبھی اک ہاتھ لگایا نہ گیا

کیا تعجب تھا اگر آنکھ مری کھل جاتی
قبر میں آپ سی شانہ بھی ہلایا نہ گیا

مہندی ہاتھوں نے لگائی ہوئی آیا دم حشر
خون ناحق مری قاتل سی چھپایا نہ گیا

دیکھتا خاک مسیحا تری بیمار کی نبض
جل رہا تھا جو بدن ہاتھ لگایا نہ گیا

عالموں نے تری وحشی کی بہت کی تدبیر
نہ گیا سر سی تری زلف کا سایا نہ گیا

ہوس مرگ دلا ہجر میں بیجا تو نتھے
غم مٹایا نہ مٹا رنج گیا یا نہ گیا

سیر فردوس جو حاصل نہوئی تو نہوئی
شکر کرتا ہون میں دوزخ میں خدایا نہ گیا

بات قاصد کی غلط جھوٹ جواب نامہ
لیکے خط بیٹھ رہا گھر کہیں آیا نہ گیا

سلطنت تیرے فقیرون تلک ای سوبار
بوجھ بھاری تھا بہت النی اوٹھایا نہ گیا

الصبا کیسی ہوا خواہ تھی توستو نکی
تجھ سے اک دانۂ انگور گرایا نہ گیا

بت تو بت ضعف نی اللہ سی کہا ہمین دور
بتکدہ کیا کبھی مسجد میں بھی جایا نہ گیا

دل ہوا سینے سی گم عالم تنہائی میں
کس پہ چوری کا گمان ہو کوئی آیا نہ گیا

سخت عاجز ہون کہان پھینکیدون اب اسباب سفر
رہزنوں سے بھی مرا بوجھ لٹایا نہ گیا

منزلوں سی در دولت پہ ہوئی ہم حاضر
تم سے دروازی تلک بھی کبھی آیا نہ گیا

سگ جانان مری ہڈی پہ تو دوڑا لیکن
گرم لقمہ تھا بہت منہ سی لگایا نہ گیا

کیا وہ آتی مرا تابوت اوٹھانیکو اسیر
نزع میں جنسے عیادت کو بھی آیا نہ گیا

جو ہو شوق طہارت گر ارادہ جانثاری کا
کہ حکم آب دم شمشیر سے ہی آب جاری کا

کیا نزاہد نے ساماں جوش گل میں بادہ خواری کا
وہ موج اوٹھی کہ دامن تر ہوا پرہیزگاری کا

جو بعد مرگ آئی دفن کی نوبت پہ دل ٹھہرا
ہوا سنگ لحد لنگر جہاز بیقراری کا

ائمہ کو جو احمد سے جدا سمجھے وہ مشرک ہے
کہ ان دونوں میں ہے عالم صفات و ذات باری کا

فراق یار میں ہے میکشی سے اسقدر نفرت
نظر میں اژدہا لگے ہے ابر نوبہاری کا

دکان میفروش اوٹھواتی ہیں کیوں یہ مفتی و قاضی
بھلا کس دین میں ہے بند کرنا خیر جاری کا

ہماری بعد ہوگا زخم کہانیکا مزہ کس کو
بکیگا کوڑیوں کی مول قاتل پھل کٹاری کا

بہار آئی ہوئی اوس شہسوار حسن کی آمد
کوئی غنچہ اگر چٹکا ہوا ڈنکا سواری کا

نہیں ذرہ سخن سے بخل معنی آفرینوں کو
کہ روبہ کہاتی ہے پس خوردہ شیران شکاری کا

کسی پردے میں ہے جو حسن اوسکو ہم یکتا سمجھتے ہیں
جدا قرآں نہیں ہے خط کوفی و بہاری کا

کوئی غیبت کی عادت چھوٹتی ہے اہل دنیا سے
کہ ہے انکی زبانوں کو مزہ مردار خواری کا

مدرسے کے قریں وہ مدرسہ میں جا کے بیٹھے ہیں
لکھیں ہم دو دل سے حاشیہ شرح بخاری کا

درختو چین کیا ہمنے تمہاری سایہ میں پایا
تمہاری سر پہ بھی سایہ رہے باد بہاری کا

الٰہی مجکو موت آئے کہ ہیرے دلکو ہوت آئے
کہ بیماری سے بدتر رنج ہے بیمار داری کا

ہوادار اوس پری کا دیکھ کر پریاں یہ کہتے ہیں
ہوا پر تخت جاتا ہے سلیمان کی سواری کا

اسیر ایسی اگر ہے ابلق ایام کی شوخی
زمیں دیکھیں گے وہ دعوے ہے جنکو شہسواری کا

نہیں رکتا کہیں رہرو عدم کی راہ جاری کا
شہادت نامہ پروانہ ہے گویا راہداری کا

ترا گلگوں ہے یہ جھونکا نہیں باد بہاری کا
گماں ہے نکہت گل پر ہمیں گرد سواری کا

چمن میں لطف ہے یاراں نہیں کچھ بادہ خواری کا
کوئی لگاٹو برسے آج یہ ابر بہاری کا

وہ بسمل ہون چمک جب درد کی زخمون مین ہوتی ہی
چمکتا یاد آجاتا ہی قاتل کی کٹاری کا

کیا کرتا ہی یہہ بوسے محبت خاش جلجل کر
دل سوزان مین بھی ہی خاصہ عود قماری کا

وہ دیوانہ ہون ڈر سے میری آگی آ نہین سکتی
ہرن ہی نشہ جرات ہر اک یوز شکاری کا

بڑی نادان ہین وہ بندے جو مجبور کہتی ہین
ملا ہی اختیار انکو امور اختیاری کا

رہا ترک تعلق مین بھی شغل خانہ بردوشی
نہ اوترا پر نہ اوترا بوجہ سر سی خانہ داری کا

بناتا ہے اگر مجنون تربت پر بنا گنبد
مگر نقشہ ہوا ہی سمار لیلی کی عماری کا

تڑپ کر مر گئی ہم بخل تو اوس ترک کا دیکھو
دیا اک بوند بھی پانی نہ بوندی کی کٹاری کا

جیسے صحن چمن مین قمریان شمشاد سمجھی ہین
عصا بردار ہی اوس سرو قامت کے سواری کا

عبث یہہ جو پیشہ حیلۂ تقدیر کرتے ہین
نشان پر ظلم خنجر سی نہین جرم آبداری کا

ہوئی کیا جلد کودک پیر چلتی ہین عصا لیکر
یہہ عالم آج ہی کل تمہارا زمانہ نیلوری کا

کری وقت مصیبت مین جو ساتھی شہر کی یاری
اوسی کے واسطے زیبا ہی دعوی شہریاری کا

ہوئی ہم مست اگر پہنچا نسیمی بوئی شراب آئی
دماغ اس ناتوانی مین ہی کسکو بادہ خواری کا

بہت مہمان ہین اوچھی زخم اور انکو غنیمت کر
مری پہلو کو دی ای تیغ حصہ زخم کاری کا

گریبان موجۂ آب روان کا گرد کا دامن
ہوا ہی قطع جامہ اپنی تن پر خاکساری کا

کیا مشہور مجکو بھی منجم اہل عالم نے
شب فرقت رہا یہہ مشغلہ اختر شماری کا

اسیر اوس کوچہ مین کیونکر نجاؤن ہر سحر اوٹھکر
کہ عالم اضطراب دل سے ہی بی اختیاری کا

رخ گلگون پہ ہوا خال جو شب گون پیدا
ہم یہہ سمجھی کہ ہوئی لالی سی افیون پیدا

وصف گیسو سی ہوا رنگ گرگون پیدا
روز چوٹی کی ہوا کرتی ہین مضمون پیدا

روز کرتا ہی گران قیمت می بادہ فروش
وقت رنگینت خو نکلتی ہی ہان بات مین بات
ہی اشارہ کہ کری غیر سے انسان نہ سوال
اسقدر ہی ہین سوائی قاتل کا خیال
کسکی انکھین نہ غم چاہ ذقن مین روتین
کسی محبوب سے یہ قد کی ہی کیا خاک شریک
کب اوستی ہیان مین لاتی ہی تری گردش چشم
چال اولٹی ہی زمانیکی عجب کیا ہی اگر
چشم بینا ہو تو ہے معدن حکمت یہ زمین
جب گلستان مین ہوا میری جنونکی چلجای
افعی زلف کا بل کیون نہ نکالی شانہ
بوسہ دینی مین ہین کتنی یہ بیزار بخیل
جس جگہہ دفن ہوئی ہین ترکشتی ای ترک
کون رویا ہے یہ جیحون کے کناری یارب
کیا عدم میں ہے ہین عاشق تری ای لیلی وش
کردیا غم سنے یہ لاغر تری سودائی کو
ای جنون آبلہ پا کو یہ افزائش ہو

کیجئی خاک سی گنجینۂ قارون پیدا
ہم بھی مضمون سی کیا کرتی ہین مضمون پیدا
اسلیئے کاسۂ سر ہوتی ہین واژون پیدا
سیکڑون زخم لگین تن پہ نہ ہو خون پیدا
ایک چشمی سی ہوی سیکڑون جیحون پیدا
سرو ہوتی ہین گلستان مین جو موزون پیدا
حادثے لاکھ کرے گردش گردون پیدا
بطن مادر سی ہر اک طفل ہو واژون پیدا
سیکڑون ہوتی ہین اس خم سی فلاطون پیدا
بید کی طرح ہر اک نخل ہو مجنون پیدا
غول ضحاک کی خاطر ہے فریدون پیدا
جو ہوا حسن کی کشور مین وہ قارون پیدا
سبزہ اوس خاک ہوتا ہی تو گلگون پیدا
سیکڑون کوس نہین ساحل جیحون پیدا
آج تک ہوتی ہین اطفال جو مجنون پیدا
فصد بھی لے تو نہ اک قطرہ ہوا خون پیدا
اور گنبد ہو نہ گنبد گردون پیدا

یا نبی معنی لولاک سے واقف ہی اسیر
تم نہ ہوتی تو ہوتا کبھی گردون پیدا

نصیب جوش کدورت مین وصل یار ہوا — اوٹھا غبار تو پیدا او شہسوار ہوا

غرور اہل جہان سی ہمین دل فگار ہوا — کھچا جو مجھسے مجھے تیغ آبدار ہوا

پیام مرگ تماشاے روی یار ہوا — چمک کی بخت چراغ سر مزار ہوا

بزنگ آینہ روشن ہی میری یکرنگی — اوسی کی شکل بنا جس سی مین دوچار ہوا

وہ کون ہی جسی نعم البدل نہین ملتا — درخت مین نہ رہی گل تو میوہ دار ہوا

ہلا دیا فقط اس فراق ساقی نے — سبوی سر قدح دست رعشہ دار ہوا

وہ چند عیش سی اس بزم مین رہا مجھی غم — جو نشہ ایک گھڑی وہ گھڑی خمار ہوا

ہلی جو اوسکی پلک دل مرا ہوا زخمی — چلا نتھا ابھی ناوک کہ مین شکار ہوا

یہ کہکی دیتی ہی تسکین مجکہ مجبوری — پڑا بلا مین اگر کچھ بھی اختیار ہوا

فقط مین رند نہین ہون خیال رند بھی ہے — ملی شراب نہ جس روز روزہ دار ہوا

فنا کی بعد فلاطون کا مرتبہ پایا — خم شراب مرا گنبد مزار ہوا

اثر ہے بعد فنا بھی یہ عشق گیسو کا — اگا جو سبزہ لحد پر زبان مار ہوا

حسین وہ اور نظر آے خشمگین ہوکر — پری بنے جو کبھی سر پہ جن سوار ہوا

فراق یار مین مشتاق مرگ ہون ایسا — کسی کے آنے قضا مین امیدوار ہوا

کبھی نہ ترک وطن کر جو زندگی چاہی — بجھا جو سنگ سی باہر کوئی شرار ہوا

دل ابرو و مژہ یار نے کیا زخمی — کمان مین تیر رہا اور مین شکار ہوا

بغیر اسکے نہ آئی گئی ہوئی قوت — وہ سمجھے کہ مین پیری مین بادہ خوار ہوا

پری وشونکی ہوئی شکل دلنشین ایسے — کہ سکہ درم داغ چہرہ دار ہوا

دبا رہا ہے مجھی پست مین فلک جیسا — زمین مین یون کسی مردہ گرفتار ہوا

دولت بی فیض ہاتھ آئی بہی تو کس کام کی　　تنگ دل ہوتا ہی اکثر صاحب اکسیر کا

بے اثر ہے کون اپنی آہ کا مصرع اسیر
خانہ ہے اس مین نظمِ حسنِ تاثیر کا

شاد ہی دل قیدی سی لذتِ بے تیر کا　　ہاتھ آیا ہی حصار عافیت زنجیر کا

جذبِ دل اللہ ری صید افگن تری نخچیر کا　　تیر نکلا رہ گیا سینے مین پیکان تیر کا

مین وہ دیوانہ ہون گیسوی بت بی پیر کا　　ہی وہان مار ہر حلقہ مرے زنجیر کا

ہر لب سوفار ہے گلرنگ تیری تیر کا　　رنگ لایا خون اسی ناوک فگن نخچیر کا

آرزو ہی ہو ہماری منہ مین قاتل کی زبان　　ہر دہان زخم لی بوسہ لب شمشیر کا

فرطِ حیرت سی تن بیجان مین ہے یون بی جان　　پا بگل ہے جیسے سفینہ قلزمِ تصویر کا

زلف چہوٹی جیسی وہ چہرہ نظر آتا نہین　　سایہ سدِّ راہ ہی خورشید عالمگیر کا

بیزبان ہی فکر روزی سی یہان فارغ نہین　　ہی برائی شیر رونا کودکِ بی شیر کا

ہوتی ہین جب گرم صحبت خوش نوایانِ چمن　　ذکر کرتی ہین تری رنگینی تقریر کا

سیمتن محبوب کا کشتہ ہون ماتم مین مری　　خاک کی بدلی اوڑانا چاہیے اکسیر کا

اہل حیرت سی نہ رکھہ اندیشۂ افشای راز　　بولنا ممکن نہین ہی مردمِ تصویر کا

ہی ہماری خون کی دہبے سی لازم احتراز　　داخدا اری ترک ہو جائی نہ پہل شمشیر کا

کر رہا ظالم کہ ہون دیوانہ نازک مزاج　　اب زیادہ غل سنا جاتا نہین زنجیر کا

غیر اگر دیکہی تو غیرت سی ہو آب اسقدر　　رنگ صفحی سی ٹپک جائی مری تصویر کا

اہل دولت سی سمجہہ اہل شجاعت کو سوا　　زر سے آہن بیش قیمت ہی کہ ہین شمشیر کا

اہل حق سی ہوتی ہین اعجاز بعد مرگ بہی　　قاری قرآن رہا نیزی پہ سر شبیر کا

حسن سی تیری ملا ہی سب حسینونکو فروغ / جسطرح ہی مہر باعث ماہ کی تنویر کا

صحن گلشن ہو مرقع کسکی آنی ہی اسیر
ہے ہراک طائر یہان عالم طائر تصویر کا

داغ غم اس دل سوزان کا مداوا ہوگا / آگ کا ہی جو جلا آگ سے اچھا ہوگا

ذوق نعمت سو ہمین نہ اصلا ہوگا / بندۂ شیر خدا کیا سگ دنیا ہوگا

سجدہ ہی کرتا ہمین چلونگا در جانانکی طرف / سایہ میرا بھی ہر گام مصلا ہوگا

جمع دولت ہی امیرونکی ناوانکا سبب / موج ہین اوٹھنی کی نہین خشک جو دریا ہوگا

نکہت گل سی چمکتا ہی سوا رنگ جنون / کوئی مجھسا بھی نہ آمادۂ سودا ہوگا

شانہ اوس زلف مین آہستہ کر ای مشاطہ / کہان کہوائین گی وہ بال جو بیکا ہوگا

استخوان تن مین نہ کہتا سو یہ سمجھا ہین اگر / کہ ہما و سگ محبوب مین جھگڑا ہوگا

ہاتھہ چہرہ کو لگاؤن تو نہ چمکین ہمین / اسی صیقل سے یہ آئینہ مصفا ہوگا

وصل معشوق ہین یہ رہتی عاشق غم ہی / قطرہ ملجای گا دریا سی تو دریا ہوگا

نزع مین دور رہی دفن مری لاش نہ کی / فاتحی کو بہی نہ آؤ گی اگر کیا ہوگا

آنکھہ دکھلائی جو تمنی تو کہان صبر وقرار / صف مژگان سی یہ لشکر تہ و بالا ہوگا

ابتدا عشق کی ہی اور یہ اونکی ہین ستم / صبر کر صبر کر ای دل ابھی کیا کیا ہوگا

یون ہی چندی نہ کھلی آنکھہ جو منظور نہ تھی / چاہ کو دعوے سے سمجھی نہ دریا ہوگا

آتی ہو حضرت واعظ کسی سمجھانیکو / جائیی آپ کو کیا خبر جو ہوگا ہوگا

زعم باطل ہے زبانیسی وفا کی امید / نہ کسی کا یہہ ہوا ہے نہ کسی کا ہوگا

ہمکو دیکھا تو لگا جائینگے غوطہ وہ صفور / پردۂ شرم اونہین دامن دریا ہوگا

دل دھڑکتا ہی بہت جان نکلے گی کیونکہ — غرق ہوگا جو سفینہ تہ و بالا ہوگا
مست کردی گا بہاراں میں تماشای چمن — شجر سبز مجھے شیشۂ صہبا ہوگا
دیکھہ کہ آئینہ وہ آپ یہہ فرماتے ہیں — حسن اچھی ہی خریدار بھی پیدا ہوگا

جا کی ہم خاک در خیر بشر ہونگی اسیر
ایک دن خاتمہ بالخیر ہمارا ہوگا

میرا جلنا تھی نزدیک تماشا ٹھہرا — داغ الفت بھی کوئی لالۂ صحرا ٹھہرا
ہو گئی پابند جنون میں دل شیدا ٹھہرا — پڑ گیا پاؤں میں لنگر تو سفینا ٹھہرا
صلح کی یار نے اپنا دل شیدا ٹھہرا — مدعی پوچھنی آتی ہیں کہو کیا ٹھہرا
ہو چکا حشر نہ دیدار دکھایا تمنے — آج کی دن بھی وہی وعدۂ فردا ٹھہرا
نجد میں جذب نی بڑھنی نہ دیا ایک قدم — جس جگہہ قیس تھکا ناقۂ لیلی ٹھہرا
نظر آیا جو وہ چہرہ تو مری اشک کی — حیرت حسن خداداد سے دریا ٹھہرا
راستہ بند ہی وحشت سی جو اوس کوچی کا — زلف شبرنگ نہ ٹھہری کوئی کالا ٹھہرا
اک نگہہ پہ جو اوسی مول لیا چاہتی ہو — مفت کا مال ہمارا دل شیدا ٹھہرا
کی جو عجلت طلب جام میں ساقی نی کہا — ٹھہرو ٹھہرو یہہ کوئی منہ کا نوالا ٹھہرا
تو خراماں ہی اوسی طاقت رفتار نہیں — سرو کیونکر قد موزون کا سشتے ٹھہرا
ہم پہری وحشت جنونمیں تو زمانہ بھی پھرا — ہم جو ٹھہری کبھی تھک کر تو زمانہ ٹھہرا
حال دل پوچھتی ہو سینہ پہ سونے کیلئے — ہو گیا خاک اگر آگ میں پارا ٹھہرا
دل لئے زلفوںمیں لٹک کر جو لگاتی چکر — چرخ پوجی کا حسینونکو تماشا ٹھہرا
لیں اگر لیتی ہیں وہ اک نگہ پر دلکو — جا ہی انکار نہیں خیر جو ٹھہرا ٹھہرا

رکھدیا یار نی شانہ نو بلا بوسہ لیکن
نرہا ہیچ مین دلال تو سودا ...

کوچہ یار کا تھا شوق جو قاصد کو ...
نہ گمراہ مین کھولی نہ کسی جا ٹھ...

تیری دانتو لسنی جو دعوی دریکتائی کا
سچ یہہ ہی سب کی نگاہو نمین وہ جھوٹا ...

روز دفن اسکیطرف آئی نسیم بین بھی تھم
تعبیر اذن ہی مگر آج ہے غرآ ...

جب تلک فکر نہ کی ذہن مین آیا نہ کبھی
دہن یار کا مضمون معما ٹھہرا

دم جو نکلا تو دم تیغ نی بخشی ہمین زیست
مر کے زندہ ہوئے جلاد مسیحا ٹھہرا

گرم بازار قیامت نظر آیا جو اسیر
مین بھی دو چار گھڑی بہر تماشا ٹھہرا

جھکا جو سر وہ قد مسجد کو تا کا
مثل سچ ہی کہ مسجد ہے گھر خدا کا

مری بالین سی اوٹھ جاؤ طبیبو
دوا کیسی کہ ہے وقت اب دعا کا

فشار گور سی تن کانپتا ہے
ارادہ اسلیے ہے کربلا کا

بتادے راہ میخانی کی ہمکو
کوئی ایسا بھی بندہ ہی خدا کا

تری تیغ ادا نے سب کو مارا
قضا کو سامنا ہے اب قضا کا

سوا آہون کے کچھ اسمین نہین ہی
ہمارا دل گرہ ہے کیا ہوا کا

مریض اچھی ہون لو بسی دی جو عزت
بنا ہے کالبد خاک شفا کا

تری گیسو کا مضمون باندہتی ہین
یہہ شاعر وہ ہین کہتے ہین بلا کا

پڑی یارب کف پا مین وہ چھالا
کہ ڈر ہجائے گوشِ نقش پا کا

ہوئین یہہ آرزوئین قتل دل مین
پھر آنکھون مین نقشہ کربلا کا

گئی جان ابتدائی عاشقی مین
اٹھایا ہمنے صدمہ انتہا کا

رولاتا ہی جو وہ دست حنائی
گمان اشکون پہ ہی عطر حنا کا

نہ باندہو دل کو گیسو مین نہ باندہو
حسینون واسطہ مشکل کشا کا

بلا لی گہر مرا دیکہا نہین ہے
بتادو کوئی گہر مجہکو بلا کا

گدا سلطان ہوئی درویش سلطان
عجائب کارخانہ ہی خدا کا

کہون حق حق تو تہا آدم کا نقشہ
تری تصویر نورانی کا خاکا

تفاوت کون نیک و بد مین سمجہے
خدا ہی ایک رند و پارسا کا

ق

اسیر ان کو جو روئی پائی جنت
عجب رتبہ ہی شاہ کربلا کا

بہت سی صورتین ہین مغفرت کی
بکی اکی ساتہ ہی اسکے اتباع کے

سمجہی یہ ہم جو وہ خط عارض عیان ہوا
صیاد حسن جال بچہا کر نہان ہوا

موقوف بعد مرگ نہ شغل فغان ہوا
مردہ مرادہان لحد کی زبان ہوا

آتی نہین ہی ہاتہہ کسی کی جو بہر دفن
اوس کوچی کی زمین نہ ہوئی آسمان ہوا

ہشیار ہو کہ دین نہ شیطان کری خراب
گلہ ہی مال گرگ جو غافل شبان ہوا

وہ مست ہین کہ گور مین ہمکو نہین خبر
نوبت کب آئی صور کی محشر کہان ہوا

روشن اوسی کا نام رہا مثل آفتاب
مرسی جو تیری راہ طلب مین روان ہوا

جوش جنون لی مجہکو دکہائی نئی بہار
پیراہن دریدہ گل بیخزان ہوا

غم کو تپا مری دل نالان سی بل گیا
جاسوس راہزن جرس کاروان ہوا

دل ہی مرا کہ اسنی چہپائی ہزار داغ
اک داغ بہی نہ ماہ سی دل مین نہان ہوا

مرکر مسافران عدم کو دیا پتا
پتہر مزار کا مری سنگ نشان ہوا

ایسی ہین ظلم سی جو ہین ظالم کی ہمنشین
زخمی نہ تیر سی کبہی زاغ کمان ہوا

تحریر خط شوق مین کسدن کمی نہ کی
ای کلک لاکہہ بار ترا امتحان ہوا

قاصد خراب پہرتا ہی ملتا نہین پتا
اوس جور کا مکان نہوا لامکان ہوا

ہین اس چمن مین طائر نکہت ہون اے صبا
جو گل ہوا شگفتہ مرا آشیان ہوا

ہی اوسکی ہاتہ شعر کہ شاعری اسیر
عالم مین مثل کلک جو صاحب زبان ہوا

بیجا نہین جو پیر و بال جہان ہوا
شہرا جو خواب آنکہونمین اگر گران ہوا

جس روز سی ہین عاشق موی میان ہوا
لاغر ہوا ضعیف ہوا ناتوان ہوا

بگڑی کا اوس صنم سی اگر دل کریگا کیا
شیشہ لڑا جو سنگ سی اوسکا زیان ہوا

چاہا بہت مگر نہ کبہی اوسنی بات کے
مہر سکوت یار کا خال دہان ہوا

دیکہا نہ چشم کم سی کسیکو جہان مین
ذری پر آفتاب کا ہم کو گمان ہوا

دولت ملی جو ہم کو نہ اوسکا ہوا قیام
آیا جو گنج ہاتہ مین گنج روان ہوا

گل ہین جو سینہ چاک تو غنچی گرفتہ دل
یارب یہ کس چمن مین مرا آشیان ہوا

پائی جو رنج تجہہ سی نہ بہاگی وہ کس طرح
سر پر اوٹہائی ضرب تو سکہ روان ہوا

ہی میزبان سپہر تو آسودگی کہان
بہوکا زبا بخیل کا جو میہمان ہوا

صحرا کی آبرو مری چہالونسی بڑہ گئی
ہر خار آبدار برنگ سنان ہوا

کہانا جو بعد مرگ سگ یار تہا مزہ
کیا فائدہ جو رزق ہما استخوان ہوا

شاید کہ یہ بہی گلشن جنت ہی سا قیا
میخانی مین جو پیر بہی آیا جوان ہوا

مجروح اوسکی ہاتہ سی ہوکر ہوی نجات
جو زخم کہل گیا در باغ جنان ہوا

کرتا ہی میٹھی باتین بہی ہم سی وہ آج کل
شیرین دہن تہا شکر ہی شیرین زبان ہوا

دشنام دی کی بوسہ دیا ہمکو یار نے
حلوا اسیر مرہم زخم زبان ہوا

نہ پوچھو حال میری دلسی جوش قلزم غم کا
کہ جو گرداب اس دریا مین ہی حلقہ ہی ماتم کا

بنات النعش ہو تابوت وہ سامان کر دن غم کا
بناؤن ابلق ایام کو دلدل محرم کا

خداوندا چھوائی ہاتہ سی دامن کبہی غم کا
رہی سایہ مری تابوت پر بہی نخل ماتم کا

پہنچکر خدمت پیر مغان مین دل یہ کہتا ہے
کمی کس چیز کی مہمان ہون مین ایسی حاتم کا

عطا کرتی ہی شاہی کا مزہ چلو مین مینوشی
یہ ساغر جس کو ہاتہ آئی وہ پائی مرتبہ جم کا

کہو ظالم سی مال مفت کہا کر جو پہولا ہی
کہ ہوگا جسم فربہ ایکدن کندہ جہنم کا

ہوائی جامہ باریک ہی کیا گلعذارون کو
بناکرتی ہین آنکھین آنسوؤن سی تہان شبنم کا

مرا مضمون تیغ باندہی غیر اپنی شعر مین کہدو
نہین زیبا کہ دست زال مین ہو گرز رستم کا

زیادہ شادی سی غم کسی کو دی یہ کیا ممکن
ہی تخت عروسی بہی تو چوب نخل ماتم کا

مین وہ دیوانہ ہون جب قید خانہ مین قدم رکہا
مچایا بیڑیون نی ہر طرف غل خیر مقدم کا

کسی تیزی سی قدلی کر دیا ہی ہمکو دیوانہ
مناسب پاؤن مین ہی سلسلہ گیسوی پرخم کا

دورنگی رنج و راحت کی مٹی کب اس گلستان مین
وہی ہنسنا ہی پہولون کا وہی رونا ہی شبنم کا

یہ نفرت وصل سی انکو ہی نامہ چاک کر ڈالین
جو قمر و دمین کسی جا دخل پائین حرف مدغم کا

کسی دن آکی سینی پر حنائی ہاتہ رکہدیجی
علاج داغ دل ہو جائی پہاہا لال مرہم کا

جہان مین کون ہی وہ جو یہان پہر کر نہین آیا
در دولت حقیقت مین ہی مرجع سارے عالم کا

غنی ہین ہم غرض بخل و سخاوت مین نہین رکہتی
ہماری بزم مین ہی ذکر قارون کا نہ حاتم کا

سمجھا ہی اپنی گوشۂ داغ مین ہمیشہ جو رہتا ہی
نہین ہے طور پر گر اسکو سنا ذکر مرہم کا

جوانمردون کی شہرت ہی جہان مین ترک شاہی سی
قیامت تک رہی گا نام ابراہیم ادہم کا

دم نظارہ عارض وہان یار بہی دیکھا
نشان قرآن مین ہمکو ملتا آیا اسم اعظم کا

عنایت جب کرین وہ غیر کو محفل مین بلوا کر
ہماری دل مین چہنگی کیون نہ لی گوٹا محرم کا

فلک کی اب خواہش ہی تو ہی ہون ناتوان ایسی
کہ ہوئی زال ہو ہر استخوان بازو ہی رستم کا

دعا پر باغبانون کی اگر بلبل کہے آمین
صدف ہون ہون ہجا ہی گہر ہر قطرہ شبنم کا

حباب اسا اسیر اس بحر مین کیون ہو گی ہین سرکش
ثبات زندگانی کیا کہ وقفہ ہی کوئی دم کا

تنکدہی کی مین سیر کر آیا
دہان خدا ہی خدا نظر آیا

دل کو بہلا رہا ہون یہ کہکر
وہ خط آیا وہ نامہ بر آیا

بندہ گیا شب کو یہ تصور رخ
آپ ہین مین نہ تا سحر آیا

ہون وہ بسمل کہ ہو نہین عاشق درد
دل بہر آیا جو زخم بہر آیا

سنجت چمکی سیاہ خانے گئے
شام ہوتی ہی وہ قمر آیا

ہجر مین آفتون نے گہیر لیا
تپ ادہر آئی غش ادہر آیا

اک نگہہ مین کیا تمام اوس نے
خوب لینی مری خبر آیا

یاد گیسو مین میری نالون سے
زلزلہ رات رات بہر آیا

ہون وہ بسمل کہ دیکھکر مجکو
موہنہ کو جلاو کا جگر آیا

دہن یار سے محبت کی
تنگ جینی سے اسقدر آیا

گرد کے زیر زمین تہ سمجھا ہین
کہ سفر مین اپنی گہر آیا

جان لینی کو کم نہین شب ہجر	ملک الموت تو کدہر آیا
بوسہ سیب ذقن کا اوس نے دیا	نخل امید مین ثمر آیا
دخت رز سر چڑہی جو ساقی کی	میری آنکھون مین خون اوتر آیا

صورت یاس ہی خلاف اسیر
تو ہی قرآن سی بخیر آیا

کمر سے تیغ جو اوس ترک فتنہ گر لینا	تو سب کو بعد مجھی پہلی یاد کر لینا
بغیر ختم ہوئی یار اوڑ چلا نامہ	پکارتا ہی رہا مین کہ نامہ بر لینا
رہی نصیب زلیخا کو چاہ یوسف کی	کسی قبول ہی زر و یکی درد سر لینا
متاع طاقت دلکو تو کر چکی غارت	اب آگی آپ کو ہی کیا کسی کا گھر لینا
بدن مین رعشہ ہی پر ہوش یان ابہی ساقی	گری جو ہاتھ سے میری قدح تو بہر لینا
نگاہ چشم عنایت اودہر سے ہو کہ نہ ہو	ہمین تو سجدہ اوسی پانچ وقت کر لینا
چلا جو دل طرف زلف کہہ گیا اتنا	کسی بلا مین پہنسون تو مری خبر لینا
ذرا سی بات مین ہوتی ہین اپنی بیگانی	بڑا کمال ہی اپنا کسی کو کر لینا
گرسنہ ہی سگ منزل تو فاقہ کش رہزن	ہوا ضرور مجھی توشۂ سفر لینا
عبث ہی خوف تڑپنی کا حکم دی صیاد	جو رشتی دام کی ٹوٹین تو دام بہر لینا
مریض عشق بس اب صبح ہی تو شام نہین	گہڑی گہڑی کی تمہین چاہیے خبر لینا
کرم کیا ہی جو سائل پہ غم نہ کہا منعم	خسارہ کیا ہی جو دنیا ادہر اودہر لینا
لحد کہان عزیز و مقام وحشت ہی	اوتارنا جو مجھی پہلی تم اوتر لینا
گدا و شاہ ہین دو چار روز لقمۂ گور	زمین کو تمام ملک اپنا پیٹ بہر لینا

کمال شوق تماشا ہی ای عروس اجل
جو قبض روح کو آنا تو ذرا نکھر لینا

ابھی تو ہی تری قابو مین بلبل ای صیاد
رہا قفس سی جو کرنا تو پر کتر لینا

غریب ہون نہین تکلف کی احتیاج نہین
جلا کی چند چراغون کو عرس کر لینا

کبھی تو فاتحہ خوانی کو آئی پس مرگ
ضرور دوست کو ہی دوست کی خبر لینا

قبول فیض مین حاصل نہین ہی کچھہ جز داغ
سمجھہ کی مہر کا احسان ای قمر لینا

اسیر بندہ ہی تم یا علی ہو دوست خدا
نگاہ لطف سی گرتا ہی یہ خبر لینا

حال کہئی کس سی فرقت کی شب تاریک کا
آدمی ہمکو نظر آتا نہین نزدیک کا

وقت پڑنی پر نہین پاتا ہی ٹکڑا بھیک کا
حکمران توران کا ہو یا تاجور تاجیک کا

کعبۂ و دل دونون گھر اوسکی ہین اتنا ہی فرق
دور کی وہ راہ ہی یہ راستہ نزدیک کا

دید کی مانع نہین ہرگز نقاب روی یار
پشت سی پڑھ لیتی ہین خط کاغذ باریک کا

کوچۂ گیسو مین تو رکھتا تہی ایدل قدم
ٹھوکرین کھلوائی گا رستہ شب تاریک کا

جب ہوئی گرم سفر وہ ہو کی گاڑی پر سوار
ہم بھی منزل تک گئی پیچھا نچھوڑا لیک کا

ماہ نو دکھلا کی کرتا ہی اشارہ یہ فلک
ہاتہ بی گردش نہین آتا ہی ٹھیکرا بھیک کا

اور بھنجلا کر جو تلوارین لگاتا ہی وہ ترک
ہی مگر زخمون کی ہنسنی پر گمان تضحیک کا

ہی شہادت نامہ جو میری کفن مین بعد مرگ
یہ قبالہ ہی ریاض خلد کی تملیک کا

جامۂ توحید کو اسطرح سینا چاہیی
فکر کی سوزن ہو رشتہ معنی باریک کا

جیسی شیشی سی شراب سرخ ہوتی ہی عیان
جلوہ گر یون رنگ ہی اوسکی گلی سی پیک کا

حرص دولت سی ہی اہل ہوس کو شوق گان
کاسۂ طنبور مطرب ٹھیکرا ہی بھیک کا

ہست کہتا ہی کوئی اوسکی دہن کو کوئی نیست
خال لب کو کیوں نہ ہم نقطہ کہیں تشکیک کا

دام آفت ہوگا اب کیا رشتۂ طول امل
قطع ہونٹوں نی کیا ہی سلسلہ تحریک کا

صاف کر دل تا ہو صورت آشنا عالم اسیر
بزم میں خواہاں ہی کون آئینۂ تاریک کا

نخل عمر پنجروزہ سے جو پھل پایا تو کیا
چار دن کو ہفت کشور میں عمل پایا تو کیا

شوخیاں ہیں جو حسینوں میں وہ حوروں میں کہاں
مر کی ہمنی خلد میں نعم البدل پایا تو کیا

کیا کرینگے یاد باغ دہر کو سرو و چنار
اسنی پای لنگ و سنی دست شل پایا تو کیا

جانتو مندونکو پامال ستمگر ای فلک
ہم ضعیفونکی جلونکو تونے کلپایا تو کیا

لعل او گل منہ سنی جو تجھ میں ہمت مردانہ ہے
اگ اوگلنی کو دہن مثل رفل پایا تو کیا

ہی وہ سلطان لالی کی قابو میں جو کوئی ملک دل
کشوروں میں بادشاہوں نے عمل پایا تو کیا

اصل کیا دنیائی دون کی زہر ہی اسکا ثمر
نخل حنظل سی کسی نی تلخ پھل پایا تو کیا

بند کر دی رعب حسن یار نی اپنی زبان
عرض کا موقع گزارش کا محل پایا تو کیا

زندگی ہے مرگ سی بدتر فراق یار میں
آبحیوان آب خنجر کی بدل پایا تو کیا

گور میں رہتا ہی یہاں پھر سکونت چند روز
طاق کسری کا فریدون کا محل پایا تو کیا

پھر چلی گی تیغ اگر اوسکی گلی پر رک گئی
ایکدم کو اور وقفہ ای اجل پایا تو کیا

ہم تہی قسمت ہی گویا مردم تصویر میں
زر دنیا یا قرب ارباب دول پایا تو کیا

تل کسی محبوب کے چہری کا ہونا تہا تجھی
آسمان پر اوج تونی ای زحل پایا تو کیا

جانتی ہیں ہر قاتل ہو دیونکی فیض کو
خانۂ زنبور سی ہمنے عسل پایا تو کیا

صبح کو خالی وہی بستر وہی ہم بیقرار
خواب میں شب بھر جو دیکھا ہم بغل پایا تو کیا

کیون کسی استاد کی دیوان کو دیکھین وقت فکر
حاکم مردہ کا دستور العمل پایا تو کیا

مجکو انواع سخن مین ہی ید بیضا اسیر
میری ایجا جو انداز غزل پایا تو کیا

قاصد تلاش کر کی گہر اوسکا جو تہک گیا
آخر وہ میری خط کو میری اسر ٹنگ گیا

رخ کو چہوا تو وہ مژہ دل مین کھٹک گیا
گل توڑتی مین خار سی دامن اٹک گیا

گرمی ہی یہ سخن مین کہ ارباب طبع نے
چہاپی جو میری شعر تو تہر ٹہنک گیا

ادنایہ فیض ہے تری دریای فیض کا
آب گہر سے کاسۂ سائل چہلک گیا

معنی جو میری شعر کی ملتی نہین مجہے
شاید زمین مین گر کی خزانہ سرک گیا

شکوہ مری دہن سے جو نکلا خفا نہو
پیمانہ ہو چکا تہا لبالب چہلک گیا

ای ترک ابتو ہاتہ اوٹہا قتل عام سے
دوڑسی کہان تلک ملک الموت تہک گیا

محرور مین وہ تہا جو ملک لگیئی مجہے
دل کی جلن سی اور جہنم بہڑک گیا

اچہا ہوا کہ آپ نی دی گالیان مجہی
معدومی دہن کا مری دل سی شک گیا

اللہ ری بدگمانی ساقی کہ پیاس سے
کانٹی مری زبان پہ پڑی وہ کہٹک گیا

گردون کہن ناگوار ہو العبد مرگ بہی
کافور سے کفن جو ہمارا مہک گیا

نعمت کی ای فلک مجہی پروا نہین رہے
کہایا ہی غم یہ گرسنگی کا کہ جہک گیا

دریا مین گر پڑا جو مرا کوی اشک گرم
لطین صدف مین دانہ گوہر چٹک گیا

مین رند تہا کہ نشہ مین پہنچا بسر فلک
ملانی کی جو دوڑ تو مسجد تلک گیا

آنکہون مین ان بتون کی مروت نہین رہی
کیا ان تلون سی تیل الٹی ٹپک گیا

سرگشتہ یون ہی کوچۂ گیسو مین دل مرا
ظلمت مین جیسی راہ سکندر بہٹک گیا

سمجھو نہ اعتبار کلام اسیر کو
دیوانہ وار منہ مین جو آیا وہ بک گیا

زینت ہوئی بدن کی جو ہر بال پک گیا
گویا پہری مکان مین سپیدی چمک گیا

جس صبح روی یار سی پردہ سرک گیا
خورشید طالع شہ خاور چمک گیا

زر وہ ہی اہل حق کو بہی دنیا ہی آبرو
لوح طلا سی صفحۂ قرآن چمک گیا

ای دست مرگ تیری ستم کا بیان ہو کیا
ملبوس جان ہزار جگہ سی مسک گیا

کوٹھی پہ جڑہ کی باندہ دیا مینی خط شوق
قسمت سی اوس پتنگ کا پیا اٹک گیا

آیا مرض مین یار عیادت کی واسطے
چمکا جو درد دل تو مقدر چمک گیا

اروت سان یہ دلکو ہوئی اوس ذقنکی چاہ
اولٹا کنوئین مین جا کی یہ اندہا لٹک گیا

تاثیر ہو الفت پستان سی بعد مرگ
مثل انار گنبد مدفن چٹک گیا

پہنچا مجہی عداوت قاتل سی اور نفع
چھڑکا جو مشک زخم کا کوچہ مہک گیا

وار و کوئی حسین ہو تو بہی غمکدہ بہی باغ
یوسف کی بو سی خانۂ زندان مہک گیا

لکہا نزاکت کمر یار کا جو وصف
خامہ برنگ شاخ گل تر لچک گیا

کس خط سبز کا تہا مین کشتہ کہ بعد مرگ
آبحیات خضر لحد پر چھڑک گیا

دیکہا جو حسن یار تو اللہ ری جوش دل
آئینہ مثل جام لبالب چھلک گیا

می کیا فراق یار مین پانی اگر پیا
اوترا نہ گہونٹ میری گلی مین اٹک گیا

کامل وطن مین اپنی ٹہرتا نہین کبہی
پختہ ہوا تو شاخ سی میوہ ٹپک گیا

اوس رشک ماہ سی جو جدائی ہوئی اسیر
ایسا جگر جلا کہ دہوان تا فلک گیا

برہمن نی کہا تہا حال سب مجہہ نیم بسمل کا
لڑکپن میں کسی ان ہاتہ دیکہا تہا جو قاتل کا

گذر نہر چمن پر آج ہی کس ترک قاتل کا
کہ فواروں میں ہی عالم گلوئی مرغ بسمل کا

رگ گردن کہیں تہوڑی سی کٹنی میں نہ رہ جائے
الٰہی خیر کرنا کانپتا ہے ہاتہ قاتل کا

اوٹہاتی نجد میں کس دہوم سی ہم قیس کا مردہ
اگر صندوق ملجاتا کہیں لیلی کی محمل کا

الٰہی کسکی اوٹہ جانی سی ایسی تیرگی چہائے
کہ تشکل دیدۂ اعمیٰ ہی حلقہ اپنی محفل کا

رہ ایمان میں بینائی نہیں ہر ایک کو حاصل
مسافر کور دیکہا بیشتر تر آنکی منزل کا

برا انجام ہی جو ہیں فروغ دہر پر نازاں
سحر کو قسمت سنگ استخوان ہی شمع محفل کا

ہوئی پر بہی نہ پائی گردش افلاک سی مہلت
ابہی کہتا ہے چکر چاک پر کاسہ مری گل کا

لحد میں آئی نکیرین آگی کیوں مجہکو جگاتی ہو
ذرا آرام کرنی دو تہکا ماندہ ہوں منزل کا

سوا تذلیل کی کیا ہی غرض جب درمیان آئے
کرا اونچا ہاتہ منعم کا ہی نیچا ہاتہ سائل کا

پتا حسن جوانی کا نہ ڈہونڈہ ایام پیری میں
کٹی شب صبح کو جلوہ کہاں مہ ماہ کامل کا

حضور حق دم محشر نشاں کیا دینگی حیران ہیں
نہ صورت نقش دل کرلی نہ پوچہا نام قاتل کا

تصور جب کیا عمر دو روزہ کو ہوا ثابت
کہ ہستی سی عدم تک فاصلہ ہی دو ہی منزل کا

مری افلاس کو ہی فوق زرداروں کی دولت پر
کہاں ہے آب دریا میں چمکنا ریگ ساحل کا

اسیر آئی ہی عمر شصت سالہ اب کہاں طاقت
ہوئی ماندی سفر طے کرچکی ہم ساٹہہ منزل کا

بحمد اللہ کہ وقت ذبح نکلا حوصلہ دل کا
گلی پر تیغ دست شوق میں دامن ہی قاتل کا

نپوچہو حال ہمسے اضطراب طائر دل کا
کیا سینی کو اسنی آشیانہ مرغ بسمل کا

اگر بجلی کبہی ابر سیہ سی نجد میں چمکے
کہا مجنوں نی پردہ اوٹہہ گیا لیلی کی محمل کا

زیادہ نالۂ عشاق سے ہے حسن کی رونق
ہوا ہے جمع گل میں رنگ آواز عنادل کا

وہ رہرو ہوں کہ ہے کام پیش نظر تربت
ہر اک نقش قدم مجکو نشان دیتا ہے منزل کا

قیامت تک نہ گل ہو دامن باد بہاری سے
کسی غنچہ پہ پڑ جائی اگر سایہ مری دل کا

یہ میری بعد فارغ ہوکے ظالم اپنی گھر بیٹھے
کہ خنجر میان میں ہے آستین میں ہاتھ قاتل کا

قمر میں جب پڑا خورشید کا پرتو ہوا روشن
کہ ناقص کو بھی کر دیتا ہے کامل فیض کامل کا

سر سلطان پر افسر دیدۂ عبرت سے جب دیکھا
خیال آیا کہ یہ اولٹا ہوا کاسہ ہے سائل کا

فروتن واجب التعظیم ہیں کچھ شک نہیں اسمیں
جھکی مقتول کی گردن تو اوٹھا ہاتھ قاتل کا

ہوا ثابت ہمیں طفلی و پیری و جوانی سے
کہ ہستی سے عدم تک فاصلہ ہے تین منزل کا

یزیدی فوج لاکھوں یاور شبیر تھوڑے سے
بہت کم حق کی طالب اک جہان ہے پیرو باطل کا

گریبان قیس کا پھاڑا تو کیا اے پنجۂ وحشت
جو ہمت ہو تو پردہ چاک کر لیلی کی محمل کا

سفر میں بسکہ وہ زلف سیہ آنکھوں میں پھرتی ہے
گمان جادوں پہ ہوتا ہے بیابانمیں سلاسل کا

اسیر احباب گل میری لحد پر کیوں چڑھاتی ہیں
دماغ اہل فنا رکھتی نہیں شور عنادل کا

پتا قاصد یہی ہے بوستان کوے قاتل کا
چھٹا کرتا ہے فوارہ گلوئے مرغ بسمل کا

کیا ہے غازۂ رخسار جب سے خون بسمل کا
ستارہ اوج پر ہے جوہر شمشیر قاتل کا

کہو احباب سے کیوں قبر میں شانہ ہلاتی ہیں
ذرا راحت سے سونے دیں تھکا ماندہ ہوں منزل کا

حذر ایسا جو میری خون کی چھینٹو نسے ہے اوسکو
گریبان گیر ہوں گا حشر میں دامان قاتل کا

حریصوں کا شکم بھرتا ہے کوئی جمع دولت سے
کہ تاج زر یہ بھی رونا وہی ہے شمع محفل کا

کوئی ذرہ نہیں ہے پر تو خورشید سے خالے
تماشا دیکھ لے صحرا میں اوسکی فیض شامل کا

کسی سی کب بٹی زنار تسبیح سلیمانی
جدا کرنا بہت سہل ہی مشکل حق سی باطل کا

گداز عشق نی سو بار دل کو کر دیا پانی
ہوا ابتک نہ شعلہ سرد لیکن آتش دل کا

فراق یار مین دیکھی وہ میری لگی بیتابی
تماشا جسکو منظور نظر ہو رقص بسمل کا

پڑی ہین نیش غم سی اسقدر سوراخ قد تن مین
کہ ہی زنبور خانہ چھن کے کاشانہ میری دل کا

بجا ہی آسمان حسن ہم تجھکو جو کہتی ہین
خط شبرنگ گرد رخ ہی ہالہ ماہ کامل کا

برا ہی ایک سی جو دوسری کی پاس جاتا ہے
کبھی کب بحر وافر مین جگہ کن آجای کامل کا

جو تم اوٹھ جاؤ جہائی روشنی سی اور تاریکی
دہوان بنکر یقین ہی نور پہیلی شمع محفل کا

قیامت ہی بنہی ہے ذبح کی دم آنکھہ پر تیری
رہا دل مین تلاطم حسرت دیدار قاتل کا

جو ظاہر مین عداوت ہو تو باطن مین محبت ہو
اسیر آنکھین لڑین پر دسی لنا چاہیی دل کا

دہن عیان ہی حسینون کی ہی کمر پیدا
کئی ہین ایسے بہی اللہ نی بشر پیدا

زیادہ بالش پر کی نہ فکر کر صیاد
ٹہر ٹہر مری ہوتی ہین بال و پر پیدا

برای مشق اوسی صندل کی چاہیی تختی
صریر کلک سی ہوتا ہے درد سر پیدا

مقام رنج نہین ہو بشر جو بے اولاد
بہت خدا نی کئی نخل بی ثمر پیدا

سبب نزول حوادث کا ہی تو دولت دہر
کہ سنگ کہائی جو ہون نخل مین ثمر پیدا

حصول کیا ہے بنایا مکان جو منعم نے
کسی کی دل مین تو اوسنی کیا نہ گہر پیدا

شب وصال کب آئی کدہر گئی یارب
ادہر تو شام ہوئی اوسطرف سحر پیدا

عیان ہوا کہ جہان خانہ مصیبت ہی
جو طفل ہوتا ہے اسمین وہ نوحہ گر پیدا

کرو جو غور عدم تو وہ بہی ہستی ہے
نہان ہوا جو ادہر ہو گیا اودہر پیدا

فراق یار مین دن رات گھر رہا تاریک
نہ دن کو مہر نہ شب کو ہوا قمر پیدا

دعائین کین ہین پی داغ عشق او نہال کرتا تہ
کیا ہے قوت بازو سی ہمنی زر پیدا

طمع جو لذت دنیا کی ہو فقیرون کو
کری ابہی تو نئے بوریا شکر پیدا

روان کرون ہین جو قاصد کو سوی کو یار
ابہی تو صورت طائر ہون بال و پر پیدا

پڑی جو اوس لب لعلین کا بحر مین پرتو
سوا ہی لعل صدف مین نہون گہر پیدا

شب وصال جو دیکہی صباحت رخ یار
گمان یہ ہمکو ہوا ہو گئی سحر پیدا

خدا کی شان تو دیکہو عدم ہی ہا ہتی مین
وہ بت ہوا ہی زمانہ مین بی کمر پیدا

رقیب خاک اوٹہائین گی تیغ عشق کی زخم
کہو یہ نے جگرون سی کرین جگر پیدا

جگہہ جو کعبہ مین ملتی نہین ہمین نہ ملی
بتون کی دل مین تو ہمنی کیا ہی گہر پیدا

عرق کی قطرہ تری وی آتشین نہ نہین
ہوئی ہین چشمہ خورشید مین گہر پیدا

جنون کی جوش مین تا لامکان پہنچ جاون
فلک کی گنبد بی در کا ہو جو در پیدا

اسیر مہر و مہ و نجم کی حقیقت کیا
نبی کا نور ہوا سب سے بیشتر پیدا

ماتم ضرور تہا تمہین مجہ دردمند کا
کہنا تہا مرثیہ کوئی دس بیس بند کا

جنت ہی عکس روی بت دلپسند کا
طوبی نے ہی سایہ یار کی قد بلند کا

پہنچ کی روز آتی ہین محبوب جنگ جو
کرتا ہے کام جذبہ کامل کمند کا

کیا حاصل اسپ عمر اگر ہی سبکخرام
چلتا ہی اپنی پاؤن سوار اس سمند کا

نشتر ہی ہجر یار مین اک ایک موی تن
بی فصد بہ رہا ہے لہو چار بند کا

سولی ہوا ہی مجکو مرا اونچی بولنا
منصور وار کشتہ ہون حرف بلند کا

محشر کی روز بہی نہ کہلی گی لحد مین آنکہہ
کشتہ ہون اک نگاہ تغافل پسند کا

کرسعی ہی بلیغ جو مطلب بزرگ ہو
زینہ دراز چاہیئے بام بلند کا

بیجا نہین جو ہاتہ مین میری ہی ہتکڑی
دیوانہ ای پری ہون تری دست بند کا

اوس سرو قد نی بوسۂ ابرو عطا کیا
ہاتہ آگیا ثمر مجہے شاخ بلند کا

طی کر چکی ہین منزل ہستی کو ہم ضعیف
باقی ہی فاصلہ تو قد مہاہی خیند کا

رہتا ہی اپنی پستی طالع سی ہمکو خوف
گنبند نہ بہٹ پڑی کہین چرخ بلند کا

آواز رعد سی جو دہڑ کتی ہین سبکی دل
نالہ ہے یہ کسی نہ کسی دردمند کا

مضمون شوق ایک ہی لکہون مجال ہے
مکتوب جب تلک نہو دو چار بند کا

دیوان حشر مین ہی وہ مصرع ہی انتخاب
مضمون ہے جسمین یار کی قد بلند کا

تیری جلی ہوونکو ستائی کا کیا فلک
محفوظ آسیا ہی دانہ سپند کا

صیاد آج کل ہی یہ بلبل پہ مہربان
پہر قفس غلاف بنا ہے پرند کا

تاثیر دیکہنا لب شیرین یار کے
پانی کا آبخورہ ہی کوزہ ہی قند کا

اورون کا ذکر کیا کہ مری سامنی اسیر
چلتا نہین کمال کمال خجند کا

پروا تری کچہ ای مہ کامل نہین رکہتا
مین داغ اوٹہانیکی لیی دل نہین رکہتا

کسطرح گریبان سی اوٹہی فرق خجالت
سر سجدۂ محبوب کی قابل نہین رکہتا

سیراب ہون کیا تشنۂ صحرای محبت
یہ دشت کنوان سیکڑون منزل نہین رکہتا

لائی اجل آخر مجہی ہستی سی لب گور
وہ کون سا دریا ہی جو ساحل نہین رکہتا

ہی ہمسی غریبون کا بہی ای مرگ گذارا
صد شکر کہ دربان در قاتل نہین رکہتا

جس قافلہ کی ساتھ ہی تمنا کوئی یوسف
رہرو کو گلہ سختی منزل نہین کہتا

سب طرح کی طاقت ہی نہین صبر کی طاقت
سب کچھ ہی مری پاس مگر دل نہین رکھتا

کیا بڑھ کی چلی گا تری شمشیر نگہ سے
یہ تاب یہ دم خنجر قاتل نہین رکھتا

ہی مدنظر الفت گیسو کا چھپانا
جھنکار ہو جسمین وہ سلاسل نہین رکھتا

فاقی مین بھی مانگون نہ کبھی خست نعمت
منعم ہون مگر عادت سائل نہین رکھتا

تر ہو جو زبان خنجر قاتل کی سر مو
اتنا بھی لہو جسم مین بسمل نہین رکھتا

ہر چند ہی عالم مین بہت شہرہ یوسف
تیری سی مگر شکل و شمائل نہین رکھتا

ہی خلل سی ہر روز بیان جسرح برابر
باقی نہین رکھتا ہون مین فاضل نہین رکھتا

کرتا ہی فلک چاند کو اوس رخ سی مقابل
ہی ہیر مگر عقل یہ کامل نہین رکھتا

زخمون پہ مری کون کری مشک فشانی
وہ چہرہ شفاف کوئی تل نہین رکھتا

صحرا کی درندون سی ہی غربت مین گلہ کیا
ہمدم ہی مری ناقی سگ منزل نہین رکھتا

معلوم اسیر اوسکو ہو کیونکر مری حیرت
جو شرم سی آئینہ مقابل نہین رکھتا

جو پہنچی دوڑ کر مقتل مین ہم اپنا قدم ٹھہرا
دم شمشیر قاتل پہ گلا رکھا تو دم ٹھہرا

بندہا ہاتھ کا حلقہ گرد جسکا ایکدم ٹھہرا
ترا دیوانہ قامت محرم کا علم ٹھہرا

نہ آنی مین ہوئی محنت نہ جانی مین ہوئی دقت
وجود و نیستی کا فاصلہ کل دو قدم ٹھہرا

بجا کرتا ہی لمبین رات دن ناقوس نالی کا
خدا کا گھر ٹھہرا یہ کوئی بیت الصنم ٹھہرا

ترا مقتل بھی اہی قاتل تھا کوئی محکمہ شاید
سر و گردن کا جھگڑا چکا کیا خنجر حکم ٹھہرا

کبھی ہمنی اگر قد بلند یار سی ناپا
بہی اونچا رہا سرو چمن دو ہاتھ کم ٹھہرا

حباب اہل جہان بحر تلاطم خیز ہے دنیا
بہت ٹھہرا جو اس طوفان مین کوئی ایکدم ٹھہرا

شب وصل ای قمر کیا تو نکلتی ہی ہوا غائب
ترا چلنا ٹھہرا آہوی وحشی کا رم ٹھہرا

جلا دل جب وہ مرگ غیر کی سنکر خبر روئی
ہماری واسطی برق غضب ابر کرم ٹھہرا

شرارہ ہی تنگئی فرسی جلا سبزہ بیابان کا
جہان دم بھر ترا دیوانہ آتش قدم ٹھہرا

نہین ہی سرکشون کو امن جوش بحر رحمت مین
جو آب زندگی برسا حق آتش مین سیم ٹھہرا

نمونہ ہی صراط حشر کا یہ دار فانی بھی
وہان بھی ہی ہی ثابت یہان جسکا قدم ٹھہرا

بہت ماندا ہی مجنون قوت و رتا آتا ہی اسیر ہے
خدا کیواسطے ناقی کو لیلی کوئی دم ٹھہرا

سوائی غم کہان راحت مرض آباد ہستی مین
گمان فربہی جسپر تھا وہ آخر ورم ٹھہرا

گلہ ہم لکھہ چکی تھی اوسکو نامی مین رکا وہ ظالم کا
نہایت خیر گذری خود سر کاغذ قلم ٹھہرا

اسیر اہل جہان جتنی ہین زر کی حرص کرتی ہین
یہ وہ ہی عہد جسمین نقش حب نقش درم ٹھہرا

دنیا سے اوداس دل ہی کب کا
ہون دیر سے منتظر طلب کا

ای آہ نہ عرش سے بڑہ آگے
تہمجا کہ مقام ہے ادب کا

محفل مین وہ شمع رو نہ آیا
پروانہ بہی لکھہ چکے طلب کا

اسے گور فشار دی نہ اتنا
میہمان تری گھر ہون ایک شب کا

آئینہ یہ سمجہ نگاہ شفقت
کہی یہ ہے روشناس کب کا

عاشق نہین ہوتے بی وفا یار
اپنا سا نہ جان حال سب کا

گلشن مین ہے کیا گلون پہ جوبن
بلبل کو ہے سامنا غضب کا

شیرین لب نے مجکو مارا
ہو نخل مراد بر رطب کا

حق حق تو یہ ہے کہ روح پر ہے
اطلاق صحیح حکم رب کا

کرتے ہین کلام بے دہین وہ
حقا یہ مقام ہے عجب کا

اب عشق مین جان کی ہی رخصت
دل سینے سے جا چکا ہی کب کا

وہ گیسو و رخ ہے یا ختن سے
ڈانڈہ ہے ملا ہوا حلب کا

کس دہوم سے موسم گل آیا
کچہ رنگ بدل گیا ہے سب کا

ساقی سے یہ پوچہتا ہی قاضی
کیا مہر ہے دختر عنب کا

مشتاق ہون مین اسیر اوسکا
محبوب ہے جو حبیب رب کا

ضبط گریہ جو نکرتا تو کہو کیا کرتا
مجہ سی ہوتا کہ تمہین خلق مین رسوا کرتا

ساری عالم کی رقابت جو گوارا کرتا
دل مرا خواہش معشوقۂ دنیا کرتا

دل اوسی آپ دیا چوک گیا اب ہی یہ سوچ
مین ندیتا تو وہ کیا مجہسے تقاضا کرتا

آپ کرتی جو اونہین اپنی مریضون مین شمار
ملک الموت تو کیا فخر مسیحا کرتا

کاش ہمنسانہ ابہی دام مین صیاد کی مین
چار دن اور گلستان کا تماشا کرتا

لیگئی اک نگہہ ناز مین یہ بت دل و دین
کون بتخانی مین کعبی کا ارادہ کرتا

ضبط نی روک لیا خوب ہوا ورنہ یہ دل
دو ہی نالون مین دو عالم تہ و بالا کرتا

گردش بخت زبون جور فلک رنجش یار
درد لاکہون تہی مین کس کس کا مداوا کرتا

مرض غم کا کہان پاس طبیبون کی علاج
رحم اللہ نکرتا تو کوئی کیا کرتا

بچ گئی جان ہوا آج ہی وہ دار نصیب
تہی قیامت وہ اگر وعدہ مہ فردا کرتا

داغ ہوتا جو مرا داغ لگاتا مرہم
دیہتا جو مرا درد مداوا کرتا

صاف کہتا نہ گڑی لاشۂ عاشق مجھ مین
دہن گور کو اللہ جو گویا کرتا

رشک کا مذہبی کی فرشتو نسی ہی مجکو ور
لیکے تصویر تری ہاتہ مین دیکھا کرتا

صاف کہدونگا اگر حشر مین پوچھیگا کوئی
عمر تہوڑی تھی بہت اسمین مین کیا کیا کرتا

کوئی رہتی ہین نہان چشم تصور ہی حسین
لاکھہ پردی مین یہ ہوتی مین تماشا کرتا

دل مرا کا ہیکو یون چاہ ذقن مین گرتا
جذبۂ شوق اگر اوسکو نہ اندھا کرتا

سخت جان مین وہ ہون کہ خود شرم سی کٹ جاتا
مجھ سی ہوتا کہ ترے ہاتہ کو جھوٹا کرتا

حیف داغون نی کیا سرو چراغان مجھے
شاید اگر وہ کسی روز تماشا کرتا

می جدائی مین جو پیتا تو جگر کٹ جاتا
قطرہ قطرہ اثر ریزۂ مینا کرتا

جان بہ ہی کی تھی کب امید غم گیسو مین
کیا سمجھ کر مین علاج تپ سودا کرتا

مین ٹہرتا جو کسی نخل کی سایہ مین اسیر
پیچ تقدیر کا اوسکو بھی بگولا کرتا

حسن کہو یا خط شبگون نے رخ پرنور کا
زاغ کو بھی پی گئی روغن چراغ طور کا

چہرۂ روشن مین عالم ہی خدا کی نور کا
شک اگر ہو دیکھہ لو آئینہ برق طور کا

اجر طاعت کیون نہ پائین سست ہی ہر کوئی
پیر سی افزون ہی گزینہ جوان مزدور کا

اسقدر راہ تلاش دخت رز مین ہم چلے
ہر قدم چھالون سی خوشہ بنگیا انگور کا

کیا ہوا غالب اگر اچھون پہ ہو جامین بری
خاک سی سایہ اوٹھا دیتا ہی بستہ نور کا

اوٹھہ گئی کوچہ سی تمہاری کون جائی سوی خلد
آپ گل بارہ برس کی سن نہ یا وہ حور کا

کیا ہوا واقف جو راہ شہر ہستی ہی نہین
اگیا ہون سیر کو ہون رہنی والا دور کا

کچھ نہین بی ہمکو مصحف رخ اکی جلبت بعد مرگ
ہی زبان شمع پر تا صبح سورۂ نور کا

مجہ موحد کی جو مرقد پر جلاتی ہو چراغ | چاہیی اسمین فتیلہ پنبۂ منصور کا
ہی نصیب خلق کب میخانۂ عالم مین عیش | بادہ ملتا ہے یہان تو زخم کی انگور کا
ظلمت عصیان مین کچھ نہ سوجہتی ہی راہ راست | راہرو اعمی سی بدتر ہی شب دیجور کا
لذت بی غم کہان ممکن کہ موذی ہی جہان | نیش سے خالی نپایا شہد انس زنبور کا
چاہتا ہی دخت رز ہو جای مجہسے بدمزہ | روز دیتا ہے مجہی پیغام زاہد حور کا
نزع کا ہنگام ہی تابوت بنوائین عزیز | کچھ سواری چاہیے جب ہو ارادہ دور کا
جانتا ہی اوسکو جو ہی رہبر راہ خدا | ہی علی آباد دروازہ محمد پور کا

داستان لیلی و مجنون سی کیا حاصل اسیر
شوق رکھتا ہی کوئی کم قصۂ مشہور کا

میری باعث سی ہی شہرہ اوس رخ پر نور کا | جسطرح موسی سی چمکا نام برق طور کا
کیا اثر مطرب ہی تیری نرگس مخمور کا | ہو گیا البریز مے کاسہ تری طنبور کا
آسمان پر ہجر کی شب نام کیسا نور کا | ماہ تابان حلقہ ہی زلف شب دیجور کا
عادت بد سی ہی دولت موذیونکی لازوال | نیش کا ڈر ہی محافظ خانۂ زنبور کا
روسیاہون کو دکھین چشم بد سی رو سفید | مشک سی قیمت مین کم ہی مرتبہ کافور کا
دعوی باطل ہی انسان کو ہلاکت کا سبب | حال کیا آخر ناحق سی ہوا منصور کا
پہٹ گیا مثل کتان زخم اور کیسا التیام | بنگیا مہتاب پہاہا مرہم کافور کا
ظلم اہل ظلم پر کچہ ظلم مین شامل نہین | کون غارتگر ہی مجہ بن خانۂ زنبور کا
چہین کر دینکو بٹہایا ہی تو وہ بوسہ مجہے | کام لو اچہا تو دل بہی خوش کرو مزدور کا
ارتکاب فعل بد کیواسطی لازم ہی فقیر | ہی گدا مطرب تو کاسہ کاسہ ہی طنبور کا

خانہ زندان سی مجکو کم نہین ہی گہر ا
جب سی دیوانہ ہوا اک کو دل مزدور کا

زیست مین ہمکو میسر ہی پریزادونکی دید
جان دی زاہد تو حاصل ہو نظارہ حور کا

یون بسر کی شام سی ہمنی شب تاریک ہجر
صبح تک لب پر وظیفہ تہا دعائی نور کا

دیکھہ کر روی صبیح یار آئی اپنی موت
غسل میت کو ہو پانی چشمۂ کافور کا

خط نکلنی پر لب شیرین کا بوسہ لون مین کیا
دل جو طالب ہی تو طالب شہد بی زنبور کا

واہ کیا بدلا شراب سرخ کی بہرنی سی رنگ
ساغر یاقوت کاسہ بنگیا بلور کا

طور پر کس برق عارض کی تجلی ہو گئی
ہے زبان شکر ہر تپا نہال طور کا

ہو گئی پیچا نسان لیکن نر کہا حق غیر
بیچکر گہر ہمنے روزینہ دیا مزدور کا

دیدۂ گریان رہے جاری تو اچہا ہی اسیر
بند ہو جانا ضرر پہنچائی گا ناسور کا

مطلب دل بے طلب ہو جای گا
جب خدا چاہے گا سب ہو جای گا

صبر کر ای دل ستم اوسکے اوٹہا
اف اگر نکلے غضب ہو جای گا

پل رہے گا رزق تقدیری ہمین
کچہ بہانہ کچہ سبب ہو جای گا

تم پکاروگی مجھے جس نام سے
بس وہی میر القب ہو جای گا

بی ادب سیکھے نہ مجکو بار بار
مجہ سے بہی ترک ادب ہو جای گا

جا نہین گی ہم رندیون فردوس مین
اہل تقوی کو عجب ہو جای گا

ہو سکے دل آئینہ دار روی یار
حاکم شہر حلب ہو جای گا

ہون وہ مے کش زرد مجکو دیکھہ کر
چہرۂ بنت العنب ہو جای گا

تم چہپاؤگی اگر زلفون مین رخ
دل سیہ مانند شب ہو جای گا

قصد تنجانے کا کعبہ سے تو ہی
جائین گے جب حکم رب ہوجای گا

پڑ گئی جبدن نگاہ اہل فہم
سارا دیوان منتخب ہوجای گا

خود بلائین گے وہ مجھکو بام پر
طور پر موسے طلب ہوجای گا

نزع کی دم مرتضے آئے اسیر
خاتمہ بالخیر اب ہوجای گا

دیکھنی اوسکو نجاتا مین اگر کیا کرتا
دل ہے قابو مین تہا قطع نظر کیا کرتا

گرد جب دلکی پہرا مجھکو ملا حج کا ثواب
گہر مین کعبہ تہا مین کعبہ کا سفر کیا کرتا

پاس ہوتا نہ اگر آپ کی رسوائی کا
دیکھتے تم کہ مرا دیدۂ تر کیا کرتا

صبح ہوتی وہ چلی آتی ہماری گہر مین
نالۂ نیم شبی اور اثر کیا کرتا

مرگیا خوب ہوا ٹل گئی فرقت کی بلا
زندگی ایسی مصیبت مین بسر کیا کرتا

بیٹھتی تم نہ اگر آکی مری پہلو مین
نہین معلوم کہ یہ درد جگر کیا کرتا

چھوڑ کر دہر کو پہر دہر سی الفت کیسی
نظری بیت مین منظور نظر کیا کرتا

ما عرفناک ہی عرفان مین تری قول نبی
مقر عجز نہوتا جو بشر کیا کرتا

ہاتہ خالی ہی گیا مین طرف ملک عدم
راہ کچہ دور نتہی زاد سفر کیا کرتا

کیا ہوا آئینہ کو بزم جہان مین حاصل
ہوکی ہر ایک کا مین دست نگر کیا کرتا

پاؤن بیکار تہی آتی جو نہ کوچہ مین تری
آستان تک نہ پہنچتا تو یہ سر کیا کرتا

تہا وہی در مین کعبی مین اوسی کا جلوہ
حق یہ ہی جاکی اِدہر ہی مین اُدہر کیا کرتا

قلزم دہر مین بیمغز تہا مثل حباب
راہ سیلاب مین تعمیر مین گہر کیا کرتا

نہین ہوتی کبہی ہونی سی یہ زاغ سفید
رو کی عاشق شب فرقت کو سحر کیا کرتا

اوڑگئی نیند شب ہجر مین آرام کہان
کی بلا مین نہ کبہی رد بلا کی تدبیر
چرخ دیتا جو مجہے بالش پر کیا کرتا
زخم شمشیر کا مشتاق سپر کیا کرتا

دل تہا کس کام کا ملتا نہ اگر درد اسیر
داغ الفت جو نہوتا تو جگر کیا کرتا

کف پائی حنائی تک بجا آتا ہی گیسو کا
تجسس دل کو یون ہی تہا بلی وسکی چشم جادو کا
مناسب ہے اوسیکو وصف افسونگر ہو شاعر ہو
نہین پنہان کہ ہی آتش پرستی کام ہندو کا
فلک پر ہر سحر مہر اس تمنا مین نکلتا ہی
شکاری منزلون کرتی ہین پیچہا جیسی آہو کا
جدائی رنگ حسن آتا تو جوش وحشت مجنون کے
پکڑنا سانپ کا ہی باندہنا مضمون گیسو کا
ذہون سی عبث امید ہی مطلب برآری کی
نبی تعویذ زرین اوسکے دروازی کی بازو کا
گرونگا کس نشان سی وعوی خون حشر مین یارب
ب بجے بازار لیلی مین گہورا چشم اہو کا
حمائل ہون تو ہون اغیار کی گردن میں ہاتہ اوسکی
گہر بیدہا گیا کب سوزن مژگان سی آنسو کا
سبکروحون کی صحبت یکدگر ہی باعث تو
نشانہ تیر مژگان کا ہون کشتہ تیغ ابرو کا
خطا کیا کیون سیہ خانہ مرا روشن نہین کرتا
یہان ہی مصحف ہی آشنا ہی رحل زانو کا
ملی خسرو کو شیرین کوہکن نے لاکہ سر مارا
کہ پرہے موجہ باد بہاری طائر بو کا
کہین پہر عود ہو یارب کہ بچہ بچہ دلکو تسکین ہو
بٹی کو ہی دیا تونی چراغ ای چرخ جگنو کا
نہ الفت ہی نہ خاطر ہی نہ رحمت ہی نہ شفقت ہی
کوئی چلتا ہی قابو زر آگی زور بازو کا
دہی تا وک فگن ہی ہو جو قربان تیر مژگان پر
نہایت داغ ہی دل کو زوال درد پہلو کا
زبان سی مصرع تر خود بخود موزون نکلتی ہین
دیا کیون مینی ایسی بیوفا کو دل بہت چوکا
دہی ہی تیغ زن ثانی جو ہو ہاتیغ ابرو کا
ہماری طبع سنجیدہ مین عالم ہی ترازو کا

عجب خونریز ہی یہ شاہد رعنائی دنیا بہی
ہوا اچہا کہ وہ پہلو سی اوٹہکر لیگئی دل بہی

گلوری پائی اسکی ہاتہ سی جسنی لہو تہو کا
کہ پہنچی گا نہ بڑہ کر دل تلک اب درد پہلو کا

امیر اسمین بہت کی گو کہ دقت موشگافون نی
سمجہ مین آج تک آیا نہ مضمون بیت ابرو کا

خیال آیا جو اوس خال سیاہ و چار ابرو کا
تو سمجہا دل کہ وہ ہندو ہی یہ جوگی ہی ہندو کا

فقط دیوانہ میرا دل نہین اوس لف پریرو کا
گریبان چاک ہی جو پہول ہی گلشن مین شببو کا

دہن کہتی ہین جسکو ہی وہ نقطہ صفر رو کا
کمر سمجہی ہین سب جسکو وہ ہی اک بال گیسو کا

نہین محفل مین کچہ شمع نہ فانوس کی حاجت
کہ زیر آستین روشن ہی یکہ اوسکی بازو کا

نظر اک کودک نقال پر ہی طائر دل کی
شکار اک روز ہوجائی گا شاہین ترازو کا

مری اروفی سی جاری ہی جو گہر مین نہر اشکونکی
گمان ہی ہر ستون خانہ پر سرو لب جو کا

الہی دیکہیی کیا گذری اب ہم سخت جانون پر
کہ قاتل کو ہی منظور امتحان شمشیر و بازو کا

کیا ہمکو بیابان مرگ کن آنکہون کی آفت نی
چراغ اپنی لحد پر جل رہا ہی چشم آہو کا

نزاکت یار کی میری نقاہت جب گئی تولی
جہکی ہرگز نہ یہ پلہ نہ وہ پلہ ترازو کا

لگائین افسرونمین اپنی سلطان یکہان پائین
کسی کی ہاتہ کب آتا ہی موتی میری آنسو کا

مرا دل کیا جگر آہن دلونکی بہی ہین دو ٹکڑی
کوئی رکہتا ہی وار اوس تیغ زن کی تیغ ابرو کا

پسند آئی ہی وحشت جو عشق چشم جانان مین
بچہونا اوڑہنا ہمنی کیا ہی پوست آہو کا

تری ٹل بیٹہنی سی اشرفی حاصل ہوئی اسکی
کہ برج مہر تابان بنگیا پلہ ترازو کا

وہ عاشق ہون تمنا بعد مرنی کی ہی بس اتنی
کہ تربت کا بہی ہو تعویذ تعویذ اوسکی بازو کا

اسیر اس عہد مین کوئی نہین ہی مدح لکہنی کی قابل

فقط اک ربط باقی ہی تو بیتابی سی زانو کا

شب کو ہو جاتا ہی ہمسی وہ گل اندام جدا
جیسی سرخاب سی سرخاب سر شام جدا

کسکو کرتی نہین یہ گردش ایام جدا
ماہ سی مہر جدا صبح سی ہی شام جدا

اوسکی نزدیک بہی ہین خاص جدا عام جدا
فرد عشاق سے لکھا ہے مرا نام جدا

جلد لانا مری نامی کا جواب ای قاصد
دون گا اجرت کی سوا مین تجہی انعام جدا

بدی نفس سی کیونکر نہو انسان با خود
خون قاتل پہ ہی سر کرتی ہی صمصام جدا

دلکو الفت مین جو یہ آنکھین نہ پہنسائین کیونکر
لفظ بادام سے دیکہو کہ نہین دام جدا

رات بہر اوسی لڑائی رہی اسپر ہی یہ خوف
ہوگا ہنگامہ ابہی صبح کی ہنگام جدا

مثل تصویر ہی کیا غم ہمین عریانی کا
کب ہی اندام سے پیراہن اندام جدا

وصل کی رات بہی وہ ماہ کسی ہتا نہی فرق
ہٹ کی پہلو سی مری کرتا ہی آرام جدا

وصل کیسا کہ وہ بت مین ہون خلع اکا شبد
کفر اسلام سی ہی کفر سی اسلام جدا

فائدہ چاہی تو کر اہل کرم سی صحبت
نہ ہوی مے سی جو شیشی ہی رہی جام جدا

ہون گلستان جہان مین وہ گرفتار ازل
مثل طاؤس پرون سے نہین گلدام جدا

خوب ہون گی نہ بیان دختر رز کی اوصاف
میری لب سی ابہی ساقی ہی لب جام جدا

تیری آنکہونسی کرین دہیان جو ہمچشمی کا
سر حبابون کی کری موج کی صمصام جدا

لیجی ایسی تری قیصر کی بوسی کہ نہو
چشم روزن سی دہن لب سی لب بام جدا

طبع جانان سی وہ زنگی نہین جاتی ابتک
ہمسی پیغام جدا غیر سی پیغام جدا

نالہ کش دل ہی مرا قمری و بلبل کیطرح
ہو گیا جیسی وہ شمشاد گل اندام جدا

تہ بہ تہ قبر ہوئی گور غریبان مین اسیر

نہ ملا زیر زمین گوشۂ آرام جدا

نہ آئے وہ سے پہلے تو قف کیا
موئے ہم تو کیا گیا تاسف کیا
ملا زہر اگر ہاتہ سے یار کی
اوسی نوش جان بی تکلف کیا
مری کیون نہ دنیا زلیخا کیطرح
خدائی تمہین رشک یوسف کیا
اگر گنج قارون بہی ہاتہ آگیا
اوسی وقت ہمنی تصرف کیا
فقط صوف پوشی پہ پایا مدار
جو دریافت حال تصوف کیا
مرے گہر مین تشریف لائی جو تم
عنایت عنایت تلطف کیا
رہا یاد مطلق نہ عہد الست
جو وعدہ تہا اوسمین تخلف کیا
مرے داغ دل کی جو پہنچی ہوا
جہنم نی بہی شور اُف اُف کیا
پیا خون دل لقمۂ غم کی ساتہ
غذا مین جو ہمنے تکلف کیا
معرف ہے اللہ بہی حسن کا
کہ قرآن مین ذکرِ یوسف کیا

غلط کیون نہ دیوان ہو میرا اسیر
کہ کاتب نی اس مین تصرف کیا

سوزِ غم سی جسم جلتا ہی یہ مجہ بیتاب کا
اشک و عارض مین ہی عالم آتش و سیماب کا
وصل قسمت مین کہان مجکو دیا ہی چرخ نی
بخت پروانی کا دن کو رات کو سرخاب کا
دیدۂ بیدار ہی اپنی لحد مرنیکی بعد
ظاہر اد رپر پڑا رہتا ہی پردہ خواب کا
جرم کیا بی اعتدالی ہو جو بہر نفع خلق
کون دامنگیر خونریزی مین ہی قصاب کا
موسم بہری مین کیا چمکین ہماری داغ دل
نور کتنا ہی چراغان شب مہتاب کا
اشک جاتی رہتی ہین بڑہ کر نمازین پانچ وقت
ہی یہان درپیش گہر بیٹہی سفر پنجاب کا

دیکھنی کو صورت نرگس ہلین آنکھین مجھی
عین بیداری مین یہان ہتا ہی عالم خواب کا

جلوہ اوسکا دیکھکر کھیچون مین کیونکر تو نہ آہ
کار لا حاصل ہی گر زسنی ناپینا مہتاب کا

مثل خس کہتا ہی گردش مین یہ چشم تر آج
عالم اپنی بخت برگشتہ مین ہی گرداب کا

ایک نی روکا نہ اوسکو موت آئی جسگھڑی
گرد مجتمع تہا تری بیمار کی احباب کا

کم نہین ہی اوسی فرقت مین دل پر خون مرا
ساقیا کچہ پر ابطی مین نہین سرخاب کا

نہر ابر تو تو دل پرسوز کو میری جگہہ
نور بڑہ جائی کا اس قندیل سی محراب کا

ہوگیا دیوانہ تیری عشق مین ای بحر حسن
طوق گردن مین ہی زیبا حلقہ گرداب کا

زخم سینی پر لگا ای تیغ قاتل دل کھلی
منتظر اک عمر سی بیٹھا ہون فتح الباب کا

گرد اپنی پھر رہا ہون تو نسی ای اسیر
قلزم ہستی مین سیکھا ہی چلن گرداب کا

کھوئی غفلت کو نہ کیون پیتا شراب ناب کا
خواب کردیتا ہی زائل ایک قطرہ آب کا

کس سی کہی اضطراب اپنی دل بیتاب کا
صاف سینہ مین ہی عالم معدن سیماب کا

چاہتا ہون اور زخمونکو ہو ایذا بعد مرگ
ہی کفن درکار مجکو چادر مہتاب کا

گر پڑی دیوار میری بستی تقدیر سے
ہو جو مجکو اوسکی سایہ مین ارادہ خواب کا

بسکہ آتش شرم روی یار سی ہی آب آب
صاف ہر آتشکدی مین اب ہی عالم آب کا

سد راہ اشک ہو دیوار مژگان کسطرح
روکنا خاشاک سی ممکن نہین سیلاب کا

کیا کرین خاموش اپنی آتش دل اشک چشم
جب کری پانی بہی پیدا خاصہ سیماب کا

ہون مریض اوس لعل لبکا جانتی ہین سب طبیب
کیون نہ نسخی مین مری شربت لکھین عناب کا

رات بہر اوس سی جدا [illegible] اسکی ملال
[illegible] سرخاب کا

عالم وحشت مین مجھ سا کون ہے مہمان نواز
منتظر رہتا ہی ویرانہ مرا سیلاب کا

خندۂ دندان نما جب اوسنی ساحل پر کیا
موتیون سی بھر دیا کاسہ ہر اک گرداب کا

کب مقلد ہو سکی کم ظرف عالی ظرف کا
صورت دریا روان پانی نہین تالاب کا

وقت گریہ ہے جو یاد گوہر دندان یار
بہ رہا ہے گھر مین دریا موتیونکی آب کا

اوس یم خوبی کا ابرو جب ہلا وقت نماز
مثل موج آب دل پانی ہوا محراب کا

جب سی میخانہ مین تو آتا نہین ای بحر حسن
ہر لطمے مین ہی عالم ماہی بی آب کا

ہی اسیر اوس نرگس خونریز پر خال سیاہ
برہمن ہمسایہ کیونکر ہو گیا قصاب کا

نشۂ مے کا یہ وفور ہوا
شکل مینا مین چور چور ہوا

کسکے دل سی جدا نہین نزدیک
شہرۂ حسن دور دور ہوا

گھر ملا بعد مرگ جنت مین
مین سیہ کار زلف حور ہوا

مستحق رشک سی لڑے باہم
اونکے فطرے مین بھی فتور ہوا

رفع تکلیف زر سے بھی نہوئی
جمع دولت سے جی ضرور ہوا

تیر اوسنی لگائے یہ پس مرگ
قبر پر سایۂ طیور ہوا

کیجیے سرفراز یا پامال
اب تو مین حاضر حضور ہوا

آدمی سے خطا ہوئی ہے
حور تمکو کہا قصور ہوا

اب رہا مغفرت مین کیا شبہہ
نقش خاطر ہو الغفور ہوا

دل جلایا مرا جو گردون نے
اور بہی گرم یہ تنور ہوا

کچھ عجب حسن ہی طبیعت مین
جو تصور بندھا وہ حور ہوا

تو جو خورشید ہے تو مین شبنم
مین کہان حبب ترا ظہور ہوا

تمکو نافہمون نے کیا بدنام
ناز پر شبہۂ غرور ہوا

حسن نے اوسکے یہ ہوا باندہی
طور پر گل چراغ طور ہوا

داغ کہا کہا کے مثل مہر اسیر
سر سے پا تک مین ایک نور ہوا

بوسہ کیا لیجیی کہ ہی وہ خال دانہ مشک کا
دیگا آخر داغ رسوائی چرانا مشک کا

الفت گیسو مین کیونکر دلکو پوشیدہ کرون
کوئی ہو سکتا ہی پردی مین چھپانا مشک کا

زلف مشکین کی تصور مین مجھی آیا ہی غش
ہی مناسب لخلخہ مجکو سنگھانا مشک کا

کسکی زلف مشکبو کا وصف کرتا ہون رقم
ناف آہو دائرہ نقطہ ہی دانا مشک کا

کون ہی جسمین سودا زلف جانان کا نہین
ہی خریدار آج کل سارا زمانہ مشک کا

پھر چشم بد سویدا ہی مری دل کا سپند
فرض کیا ہی خال چہری پر بنانا مشک کا

چاہتا ہے صحبت رخسار و گیسو کا اثر
اینہ کا فولاد بنجائے شانہ مشک کا

نامہ بر خوش ہو کی تا چلنی لگی آہو کی چال
خط مین لکھہ کر بھیجی نافہ روانا مشک کا

اپنی بالونکو نہ تم مٹی سی دہوؤ بار بار
خاک مین اچھا نہین صاحب ملانا مشک کا

میری چشم شوق مین ہی یون شبیہ زلف یار
جسطرح ہو ناف آہو مین ٹہکانا مشک کا

کیا دل آویز جہان ہو حلقۂ گیسوی یار
پھر تو مٹی ہی جو ہو نافہ پرانا مشک کا

عاشقون کی دل جلاتی ہین اگر پھر بخور
عود کا حیلہ وہ کرتی ہین بہانا مشک کا

پای بند زلف مشکین ہی ہمارا مرغ دل
جای دانہ دی لسی صیاد دانا مشک کا

ہی معطر نکہت گیسوی محبوبان ہند
تا جواب چین سی نا حق ہی لانا مشک کا

پھر تو گیسوی قاتل نے یہ دکھلایا اثر — کوچہ ہر زخم مین پایا ٹھکانا مشک کا

کاکل مشکین سی کرتی ہین مقابل ای امیر
ہے یہ جو منظور طرہ اونکو مٹانا مشک کا

بچ رہے کیونکر نشانہ اوس نگاہ ناز کا — تیر کرتا ہی خطا کونی قدر انداز کا

حال ہی خط مین جو اپنی شوق بی انداز کا — قصد ہی اسکو کبوتر کی طرح پرواز کا

صاف روشن ہی کمال نغمہ پرداز ازل — ایک ساز نطق مین یہ اختلاف آواز کا

غیر سی خواہان اعانت کی نہین ہمت بلند — چنگل شہباز بابِ رزق ہی شہباز کا

ذکر محشر سنکی واعظ سی ہی خاموش ہم — فہم مین آیا نہ مطلب دور کی آواز کا

گھر وہی اوس ہرہ وش کا جانتا ای نامہ بر — دیکھنا جس گھر کی دروازی یہ پردہ ساز کا

ہاتھ آجائین جو موسی سی ہمین کچھ سنگ طور — مقبرہ بنوائین ہم تیری شہید ناز کا

مرغ دل سی میری ہو صیاد کیونکر مطمئن — بند آنکھین ہین مگر ہی حوصلہ پرواز کا

بی قد خم گشتہ کب تاثیر دکھلاتی ہی آہ — ہی کبادہ کھینچنا آغاز تیر انداز کا

کب ہی مجھسا اس چمن مین طائر عالی وقار — عرش استقبال کرتا ہی مری پرواز کا

جسجگہہ ہی بابِ وزری ہین وہین ہر دم حریص — چھوڑتی ہی کولی گربہ گھر کبوتر باز کا

طائر بی بال و پر ہون کیسی پرواز چمن — نام ہی بیتاب لے دل شوخی پرواز کا

دیکھ لی نامہ مرا آہن کو کر دیتا ہی موم — ہو بجو منکر حضرت داود کی اعجاز کا

دم نکل جائی نہ نکلی مرتی مرتی منہ سی آہ — جا ہی ایسا محبت مین چھپانا راز کا

خواب غفلت سی چونکین گے کہان تک مردہ دل — منتظر بیٹھا ہون مین بھی صور کی آواز کا

عشق کا یہ زخم ہی آئے کسیکو کیا نظر — سینہ تا ہی دل نشانہ ہی خدنگ ناز کا

ختم پر آتا ہی کوئی میری نجون کا شمار | صورت سبحہ سبب انجام ہی آغاز کا

وصل کا جب نام لیتا ہون وہ کہتا ہی اسیر
فال دیکھون لاؤ دیوان حافظ شیراز کا

ضعف مین گیا کسی دلبر پہ جو قابو اپنا | دل سنبھلتا نہین ہرگز کسی پہلو اپنا
ہم تری عشق مین بیگانہ ہوئی عالم سی | لیکن ای فتنۂ عالم نہوا تو اپنا
یار آتا ہی شب ہجر نہ موت آتی ہے | نہ تو جینی پہ نہ مرنے پہ ہی قابو اپنا
چاہتا ہی کہ جگہہ پائی تری جوڑی مین | منہ تو آئینہ مین دیکھی گل شب بو اپنا
دو گھڑی اور ٹھہر جاو تو احسان کرو | مرگ مین دیر نہین قصہ ہی یکسو اپنا
اپنی ہاتھونسی جو تم غیر کو دو جام شراب | خون گھٹ جائی نہ کیونکر کبھی چلو اپنا
قیس کیا مال ہی پتلی مین ہماری جو تلی | کوہ کن بھی نہین پاسنگ ترازو اپنا
تنگ آئی ہین یہان تک کہ ارادہ ہی اب یہ | پھینک دین دل کو کہین چیر کی پہلو اپنا
تیری دوری مین نقاہت نی جھکایا ہی یہ | تکیہ زانون کو دم خواب ہی زانو اپنا
دل قوی ہی کہ دریا پہ پائی ہی جگہہ | ہوگیا بازوی قوت در بازو اپنا
امر آسان نہ رولانیکو ہماری سمجھو | ہوگا طوفان جو گرا ایک بھی آنسو اپنا
جام اگر ٹوٹ گیا کیا ہی تردد ساقی | حاجت جام نہین جام ہی چلو اپنا
شکم صاف دکھاؤ نہ مسلمانون کو | ای صنم پیٹ نہ مارے کوئی ہندو اپنا
ابتو کرتی ہین وہ خود حسن خداداد پہ ناز | دیکھتی ہین کبھی سینہ کبھی بازو اپنا
تری مژگان کی خلش سی جو ذرا واقف ہو | توڑ کر ڈنک ابھی پھینکدی بچھو اپنا

گرم تقریر تو ہال ہاں کی ہی آج اسیر

معجزہ ہے کہ کرامات ہی جادو اپنا

کبھی تونی نہ تپ ہجر کا نسخہ لکھا
یہ بھی تقدیر کا ای رشک مسیحا لکھا

دیر تک اشک تاسف سی بہائی سر لوح
جب قلم نی مری قسمت کا نوشتہ لکھا

داغ اوٹھا نیکی جزا کاتب اعمال نی دی
کہ مری نام پہ جنت کا قبالا لکھا

کی جو اُجرت مین بہت نامہ بروں نی تکرار
ہمنی خط لکھنی سے آخر کو مچلکا لکھا

پہونک اے نالۂ دل چھوڑ کہ ہو آج ہی حشر
یار نی خط مین جب مجھے وعدۂ فردا لکھا

سادہ روئی سی جو آگاہ مجھے کرنا تھا
اوسنی نامہ مین کہین ایک نہ نقطا لکھا

تھا جو اغیار سی اخفائی کتابت منظور
لکھہ کے خط یار کو ہمنی نہ لفافا لکھا

ہمنی جب بوسون کی تنخواہ کی بھیجی درخواست
اوس شتر حسن نی برعالم بالا لکھا

پرزی نامی کی کیئی یار نی دیکھو تو صد
ابھی آگی مری تقدیر مین ہی کیا لکھا

روز سر شام و سحر کاتب اعمال سی ہم
پوچھ لیتی ہین سحر ہو کی کہو کیا لکھا

قسمت اپنی مجھی اولٹی نظر آتی تھی اسیر
خط مگر کاتب اعمال نے اولٹا لکھا

گئی وہ دن کہ کرتی تھی ارادہ شیر گیری کا
ہلا جاتا نہین اب بھی یہ عالم ضعف پیری کا

غضب ہے عالمون کو دی فلک جامہ فقیری کا
گزری پہنی جو عالم ہو مقامات حریری کا

دل خرسند گنجینہ ہی انکا بوریا مسند
تری درویش بھی سلطان کہتی ہین اسیری کا

ردا و جبہ و دستار خلقت کی پھسانیکو
الٰہی وسیلہ ہو دونون عالم مین فقیری کا

نہ ہو جائی خضر رہ جی کا کہین ملّا بہیہ دریا ہے
سبق پڑہنی جو وہ مکتب مین آتی ہین ضریری کا

ہوا ہون جیسی مین پیدا نہان ہون چشم عالم سے
ازل ہی شوق ہی ہما عنقا کو تہ گیری کا

یہی توشہ ہماری ساتھ ہی صحرای وحشت مین
کہ عالم پاؤنکی چھالی مین ہی نان خمیری کا

سپیدی آگئی بالو مین جاگو غافلو اوٹھو
ہوا آنکھین ہوا روشن ستارہ صبح پیری کا

غم واندوہ و حرمان ہین مصاحب بوریا مسند
فقیری مین میسر ٹھاٹھ ہی ہمکو امیری کا

خداوندا قوی ہو دل کوئی مضمون تو نکلے
جوان فرزند بی شبہہ عصا ہوتا ہے پیری کا

نظیر مطلع خورشید ہی سر مطلع روشن
نظر مین کب جچتا ہی یہان دیوان نظیری کا

حقیقت کیا غزال دلکی چشم یار کی آگی
یہ وہ آہو ہی جسکو ہی ارادہ شیر گیری کا

غبار خط اگر نکلا کمی کیا حسن عارض مین
یہ وہ خسرو ہی جسنی ہہین بدلا ہی فقیری کا

اطاعت سی تری بندہ نہین ای سرو قد باہر
گلی مین مثل قمری طوق ہی فرمان پذیری کا

اوٹھایا دور گردون سی یہ صدمہ راست بازون نی
کمان کی گھر مین تیرونکو ہی قصد اب گوشہ گیری کا

نگاہ اہل عالم سی اسیر زار گرتا ہے
یہی ہنگام یا دست خدا ہی دستگیری کا

دل یہ سمجھا جو شب ہجر مین کوکب نکلا
اور اک نیش زنی کی لیی عقرب نکلا

گھر سی ابتک وہ نہ نکلا تھا مگر اب نکلا
بعد مدت دل مشتاق کا مطلب نکلا

کیا چمک خال کی ہی واہ لب چاہ ذقن
چاہ نخشب سی یہ گویا مہ نخشب نکلا

نظر آیا نہ شب ہجر کہین نام کو نور
چرخ پر چاند تو کیا ایک نہ کوکب نکلا

ہوگئی صبح شب ہجر قیامت برپا
مہر شاید طرف غرب سی یارب نکلا

فرش سی عرش تلک دم مین گیا ذہن رسا
ہم نہ سمجھی تھی بڑا تیز یہ مرکب نکلا

کسنی اوس ناوک مژگان کا نشانا لوہا
ہر نگاندار کبادی کی طرح دب نکلا

سنگ اطفال کی ہاتو نہ جمن مین جاہی کتنا
کوئی دیوانہ مگر جانب مکتب نکلا

منزل عشق مین رہزن کو کہان دخل تہا
ہر کنوان راہ مین گشتو نفسی لبالب نکلا

ہر طریقی سی ہی بڑہکر روش وحشی زلف
طرۂ ہفتاد و دو ملت پہ یہ مذہب نکلا

تجہہ سی ای مہر جو دریوزہ گر نور نہین
ماہ کاسہ لئی کیون جمع خ پہ ہر شب نکلا

محتسب فاش نکر پردہ یہ تہمت ہی عبث
گہر سے باہر قدم دختر رز کب نکلا

سو نہ چہپا کر وہ عیادت کو ہماری آئی
ہم تو محروم رہی غیر کا مطلب نکلا

ساقیا نام کو باقی نہین شیشی مین شراب
روح سمجہا تہا مین بیروح یہ قالب نکلا

وصف وسکی خط عارض کا جو کاغذ پہ لکہا
حرف پر نور ہوئی رنگ مرکب نکلا

چار عنصر سی بشر بنکی ہوا فتنۂ دہر
یہ عجب نسخہ معجون مرکب نکلا

آستان یار کا شاید در مسک تہا امیر
تہک گئی دوڑ کی ہم ایک نہ مطلب نکلا

وہ زار ہون کہ تختہ ہوا میری گور کا
سایہ اگر پڑا مژۂ چشم مور کا

چمکا ہی حسن سی جو وہ رخ چاند کیطرح
عہدہ ہی اپنی طائر دل کو چکور کا

ثابت نمود خط سیہ سی ہوا ہمین
چاہ ذقن نہین کوی روزن ہی مور کا

آرام کی طلب ہی تو عبرت کیواسطے
سایہ پسند ہی تو مجہے نخل گور کا

کیون صیدگاہ دہر نہ عبرت کا ہو مقام
کہیلا شکار گورنی بہرام گور کا

چاہی جو ناتوان وہ کری عشق اختیار
ایذا کی کہینچنے مین نہین کام زور کا

بی دیکہی کہینچتا ہی شبیہ میان یار
مانی کا موقلم ہی عصا دست کور کا

شیرین ہین مثل شکر کیطرح اونکی ڈکلیان
پوچہو ہماری دل سی مزہ پور پور کا

سرمایہ ہی بشر کی لئی مایہ ضرر
کہٹکا ہے مالدار کو دنیا مین چور کا

اگرچہ ماہ صیام ہی یہ پلا ہی جام شراب ساقی
ابھی تو ہین چند روز روزی کسی بہروسا ہی ایکدم کا

رہ طلب مین تمہاری طالب ہوئی جو آوارہ ہو گی آخر
تو سیر دیکھو کہ خاک سی بھی درخت پیدا ہوا قدم کا

وہ طبع عاشق مین تہا تلون زمانہ دونون بھی ایک مذہب
کبھی بنا دیر مین برہمن کبھی مجاور ہوا حرم کا

پکارتا ہون یہ بتکدی مین خدا اہی واحد خدا ہی احد
جواب دی مجکو ای برہمن یہ منہ ہی تیری کسی صنم کا

وہ بادہ کش ہون کہ رعب میرا فقط ہمین محتسب پہ غالب
جو چہنیی مجسی جام آئی تو خشک ہو جای ہاتہ جم کا

نجات دنیا کی مخصوصی ہمین نہین کوئی دینی والا
دراز عمر حسام قاتل جو آسرا ہی تو اسکی دم کا

جہان سی جو لوگ اوٹھہ گئی ہین خبر ہو معلوم اونکی کیونکر
کبھی نہ ہستی مین پھر کی آیا کوئی مسافر رہ عدم کا

ہوا ہی یہ حال زار اپنا کہ ایک شمہ کبھی جو لکھا
دوات کی آنکھہ خون روئی فگار سینہ ہوا قلم کا

جو اپنی ساتھی تہی سب ہی ہارگی کہان ملین وہ کدھر کو ڈھونڈین
جگر کو دیتا ہی داغ فرقت جو نقش رستی مین ہی قدم کا

ذرا جو تیرا اشارہ پاؤن ابھی تہ تیغ سر جھکا دون

ہزار جان بہی ہون مین تو قاتل مطیع حکم قضا شیم کا

پڑا ہون پیر مغان کے در پر یہان سے جاؤن کہان مین اوٹہکر

ملی کوئی خم کہ کوئی ساغر خیال کسکو ہی بیش و کم کا

گذر ہوا ہی جو میکدی مین ہی صید کرنی مین کیا تامل

اسیر لٹتا ہی شراب کی یہ نہین ہی طائر کوئی حرم کا

قطع رہ فنا مین کہان ہوش نقش پا ہی گور کی بغل مجہی آغوش نقش پا

وہ پانون ہون جو زینت آغوش نقش پا گل کیطرح ہنسین لب خاموش نقش پا

جس راہ سی گئی ہوا وسی راہ سی پہرو ای رفتگان یاد فراموش نقش پا

راہ جنون مین برہنہ پائی کا خوف کیا کافی ہی اسیری پانونکو پاپوش نقش پا

پوچھون مین کس سی قافلہ والونکی سرگذشت کب ہی سخن سرا لب خاموش نقش پا

زینت ہماری پانون نی دشت جنونکو دی ہر آبلہ ہوا گہر گوش نقش پا

مہندی لگاکی پانون مین کسنی کیا خرام لبریز گل ہے دامن آغوش نقش پا

سینی سی میری داغ ہی یون انکی قریب ہو جیسی نقش پا کوئی ہمدوش نقش پا

یہ اوسکی پیچھی پیچھی چلا بدحواس مین رستہ بہٹک گیا نہ رہا ہوش نقش پا

دید و شنید خاک نشینون کی ایک ہے جو چشم نقش پا ہی وہی گوش نقش پا

شکوہ کرو نہ سختی منزل کا رہرو و سمجہو اشارہ لب خاموش نقش پا

رہرو وہ ہون کہ شوق نی اندہا بنا دیا رستی کا فہم ہی نہ مجہی ہوش نقش پا

ریزش ہی میکی یار کی مستانہ چال سے شاہد ہی جام بادہ سرجوش نقش پا

شکر ہو خاک رہ جو وہ شیرین ادا چلی طوطی کی دی صدا لب خاموش نقش پا

لڑتا ہی کی ہمکو سخت جانی
خنجر کا ہوا جو بال بیکا

کیا ترک ہو شرب بادہ ساقی
روغن ہی چراغ زندگی کا

دشمن ہوئی عشق مین ہماری
دعوی تہا جنہین کہ دوستی کا

بگڑا ہی وہ لیا جو بوسہ لف
سودا انرہا ہنسی خوشی کا

دو بوسہ کرو نہ بخل اتنا
انجام بخیر ہے سخی کا

گرتی ہوئی ہم اسیر سنبہلے
کیا نام ہے مرتضے علی کا

غرور و عجز مین صاحب کمال ہوتا تہا
جو بڑہ کی بدر تو گہٹ کر ہلال ہوتا تہا

نصیب چشم کہان جلوۂ تجلی دوست
نہال طور جلا کیون نہال ہوتا تہا

وہ خط کو چہرۂ روشن سی دور کیا کرتی
کہ ہمکو کند چہری سی حلال ہوتا تہا

غضب ہوا وہ ہوئی زرد رو دل سنکر
زبان کو لال دم عرض حال ہوتا تہا

شروع سال مین موت آتی تیری گرہ یا نکو
تمام خلق مین قحط اسکی سال ہوتا تہا

گرا جو ہاتہ سی جام اختیار کیا ساقی
تجہی ملال ہی مجہی انفعال ہوتا تہا

بدی نصیب کی یہہی ہوئی بیابان مرگ
بدن کو طعمہ گرگ و شغال ہوتا تہا

کہا یہ اونسی چلیسو کنج ہو کیا جو مین دفن
چلین حضور ہوا جو ملال ہوتا تہا

بلند ہو کی نحوست مین کیون ہوا مشہور
زحل کو اوس رخ روشن کا خال ہوتا تہا

پیام سے لیکے مرا دل گیا سوی قاتل
اس ایلچی کی لئے یون زوال ہوتا تہا

دعا وصال صنم کی ضرور تہی ای دل
خدا سے طالب امر محال ہوتا تہا

بہائم [illegible] آنسو جو غیر مین دیکہا
[illegible] انفعال ہوتا تہا

یکایک اوسکو عیادت کا آگیا جو خیال
مریض عشق کو چندی بحال ہونا تہا

ہوئی جو پیر تو اوس ماہ رو سی وصل ہوا
ہمین زوال مین حاصل کمال ہونا تہا

خروس صبح نی چلا کی جو نیند حرام
ہماری ہاتہ سی اوسکو حلال ہونا تہا

اسیر بزم غنا سی وہ کیون نہ اوٹھہ جاتی
مری نصیب مین صوفی کا حال ہونا تہا

سرای ہستی سی ای مسافر ضرور گر قصد اب عدم کا
سحر ہی نزدیک رات ہی کم سحر کا تارا فلک پہ چمکا

جو ہو ملاقات کی تمنا اودہر کو تو بہی روان ہو ای دل
سفر سی ممکن نہین ہی پہر نا مسافران رہ عدم کا

گئی کچہ ایسی نہین پتا ہی جہی کوئی ڈہونڈہی کبہی نہ پاسی
غبار و بانگ جرس تو کیسو نشان نہین ایک کی قدم کا

ہوئی تلف تخت و تاج گیا مٹی و مال کیسی کیسی
کہان ہی وہ حشمت سکندر نشان دیکہو کہین ہی جم کا

نہین ہی کوئی مرض سی خالی قمر ہو شب کو کہ مہر دن کو
کوئی تپ لرز سی ہی مضطر کوئی ہی مبتلا دق و ورم کا

بدن ہی لاغر جگر فسردہ دماغ ہی خشک دل ہی مردہ
الٰہی آجای کوئی جہونکا کسی نسیم مسیح دم کا

کسی کو باندہا کسیکو پیسا کسیکو مارا کسیکو لوٹا
کی کیسو ہین قد قیامت غضب کی چتون چلن ستم کا

ساقی صدای قلقل مینا کا وقت ہی
ہی موذیون کا قتل ضعیفونکی پرورش
مرنی کی بعد ایک ضعیف و قوی ہین سب
شب اوسکی گہر گیا جو مین پروانیکی طرح
جوشش جنون مین شوق تماشا ہوا اگر
شب کو وہ پہر فاتحہ آئین تو دیکہہ لون
مجہہ ناتوان کو خوب سمجہتا ہی وہ پری
تلخی ہی سہل یار جو دی بوسہ و فن
کہتی ہین جسکو مہر وہ اوسکا تپنک ہے

اوٹہا ہی ابر باغ مین کس زور شور کا
موت آئی مار کو تو کہلا رزق مور کا
جامہ ہر ایک جسم پہ ہی ٹہیک گور کا
اوس شمع رو نی شور کیا چور چور کا
جنگل مین جا کی دیکہہ لیا رقص مور کا
مشعل جلائی اوڑکی شرر سنگ گور کا
معلوم حوصلہ ہی سلیمان کو مور کا
شیرین کنوان ہی ساحل دریای شور کا
تار شعاع نام ہی اوس مہ کی ڈور کا

ہر نوجوان کی حسن نی مارا ہمین اسیر
چمکا جو رخ چراغ ہوا اپنی گور کا

راحت وصل مین مجکو غم ہجران بہولا
عشق مین کہو تو کیا دین مسلمان بہولا
جبسی مشہور ہوا عشق مرا حسن ترا
وادی عشق ہی یہ عرصہ شطرنج نہین
ولولی ساری جوانیکی مٹی پیری مین
مشعل داغ اوسی شب کو دکہائی ہمنے
چار دن زیست کی کس بیمزگی سی کاٹے
وہ فقط تہی رہ پر پیچ پہ ہی اوہام اجل

باغ آیا جو نظر خانۂ زندان بہولا
اوسکو پوتہی نہ ہی یاد یہ قرآن بہولا
خلق کو قصہ بلقیس و سلیمان بہولا
نقد جان ہار گیا چال جو انسان بہولا
صبح ہوتی ہی مجہے خواب پریشان بہولا
کوئی پروانہ اگر راہ چراغان بہولا
موت کا مجکو نہ کہٹکا کسی عنوان بہولا
کوچۂ زلف مین دل بہول بہلیان بہولا

کیون نپائی وہ سزا ہو جو خدا سی غافل
مار کھائی جو سبق طفل دبستان بھولا

بخت کوتہ نے ادہر کا نہ ادہر کا رکھا
دام سی چھوٹ کی مین راہ گلستان بھولا

نشۂ رزنی کیا صاحب دولت کو یہ مست
فاتحہ جا کی سر گور غریبان بھولا

زیست تا حشر جو تقدیر سکندر مین نتھی
خضر کی ساتھ رہ چشمۂ حیوان بھولا

تیری چلنی کا تو اندازہ نہ آیا اوسکو
چال اپنی بھی مگر کبک خرامان بھولا

سیر ہونیکا نہین چشمۂ کوثر پہ بھی مین
مرتی مرتی نہ ترا چاہ زنخدان بھولا

مین تو کیا مصحف عارض جو ترا دیکھہ لیا
گم یہ حافظ کی ہوئی ہوش کہ قرآن بھولا

دست وحشت نہوا جامہ دری سی فارغ
یاد آیا اوسے دامن جو گریبان بھولا

سہو و نسیان سی خمیر گل آدم ہی اسیر
آدمیت کا کیا کام جو انسان بھولا

ٹھہرا نہ یہان قدم کسی کا
مشکل ہی مقام دوستی کا

ای جوشش جنون عدم کو لیچل
جنگل ہی یہ شہر آدمی کا

دریا مین عیان ہی حال امواج
عالم ہی یہان دوروی کا

غربت مین وطن سی کھینچ لائی
ہو خانہ خراب بیکسی کا

پہلی مجھے قتل کر کی جاو
ہو قصد جو خون مدعی کا

بسمل پہ تڑپ رہا ہے بسمل
قاصد یہ پتا ہی اوس گلی کا

آئینہ تمہاری عکس رخ سی
طوطی نامہ ہے بخشنی کا

افلاک نی دی ہی ہمکو دولت
دینار ہی داغ بے زری کا

اپنا تن زرد تار زر ہے
عالم ہے قبا مین جنتری کا

پھولونگی گرد ہین جو تماشائیونکی غول | ہی فصل گل مین جوشش گل و جوشش نقش پا

واماندگی کا میری کرے تذکرہ اسیر
گویا کبھی جو ہو لب خاموش نقش پا

جاتا باقی تو دنیا کی حکومت مانگتا | چار دن کیواسطے کیا پنج نوبت مانگتا
پیسکر دندان وہ سر پر آرہ کہو آتا ضرور | بانگ کا بوسہ جو مین برگشتہ قسمت مانگتا
کردیا گستاخ تمنی ورنہ گھر مین آپکے | آئینہ آتا تو آئینے کی اجازت مانگتا
پرزی نامیکی اوڑائی یارنی کیسا جواب | نامہ بر آیا ہے مجہ عریان سی خلعت مانگتا
تہا سوال زر عبث ہوتا اگر سائل کو فہم | صبر تہوڑا سا تو تہوڑی سی قناعت مانگتا
کچہ سمجھکر مینی کی ہی ایسی طالع قبول | آسمان سولی پہ رکھدیتا جو رفعت مانگتا
بال سلجہاتی جو تم لیکر حنائی ہاتہ مین | دست شانہ پنجۂ مرجان سی بیعت مانگتا
چشم پوشی اقربا سی تہی بجا ہنگام نزع | بات کی مہلت نتہی کس سی رخصت مانگتا
دو قدم تابوت یارونکو بال دوش ہے | یہ نجہتا تو خدا سی مرگ غربت مانگتا
طبع مستغنی ہوئی میری فقیری کا سبب | کیا نہ ملتی مین اگر دنیا کی دولت مانگتا
افسر شاہی سی بہتر تہا مرا کجکول فقر | ہوکی مین تیرا گدا کیا بادشاہت مانگتا
زشتی اعمال سی دوزخ کی تہی قابل تہا | کیا سمجھکر مین خدا سی باغ جنت مانگتا
طالع وارون سی کہلاتی دعا اولٹا اثر | برق گرتی مین اگر باران رحمت مانگتا
خانہ و اولاد فانی مال و دولت کو زوال | سب سے بہتر تہا جو مین سب سے فراغت مانگتا
توڑنا کیسا اگر ہوتا دل گلچین مین درد | دیکہتا گل کو تو بلبل سی اجازت مانگتا
عالم وحشت مین تہی مقبول حق میری دعا | گنج ویرانہ [illegible] دولت مانگتا

آسمان سی اپنی کپڑی بھی بچانی تھی محال
چھین لیتا رخت عریانی جو خلعت مانگتا

مرتی مرتی بھی مجھی معلوم تھا یارون کا حال
زہر دیتا جس سے وقت نزع شربت مانگتا

مال دنیا کو مین کیا کرتا حسینو نسی عزیز
جان تک دیتا جو کوئی خوبصورت مانگتا

باغ عالم مین مرا حصہ سوائی غم نتھا
خار ملتا گل جو مین برگشتہ قسمت مانگتا

داغ کہانا تہا مقدر عہد پیری مین اسیر
وقت سی پہلی مین کیونکر رزق قسمت مانگتا

حباب وار جو سر مین بھری سفر کی ہوا
اوسیطرف کو چلی ہم چلی جدہر کی ہوا

وہ گل ہوا کبھی اغیار کا کبھی میرا
کبھی ادہر کی کبھی چل گئی ادہر کی ہوا

غش آئیگا جو مجھی گرمی قیامت مین
تو جبرئیل امین دینگی بال و پر کی ہوا

جواب نامہ کہان نامہ بر کب آتا ہی
مجال کیا کہ ادہر آسکی ادہر کی ہوا

ملا نہ قلزم ہستی مین امن مثل حباب
پھری ہوئی رہی ہمسی ہماری گھر کی ہوا

خدا کیو اسطی سر خواب سی اوٹھا ساقی
پیام بادہ کشی دیتی ہی سحر کی ہوا

ہماری آہ سی بجلی کا گرم ہے بازار
ہماری آنکھ نی باندہی ہی ابر تر کی ہوا

جو گلبدن سبب زیب باغ عالم تھے
کدہر گئی وہ الہی چلی کدہر کی ہوا

حیا ضرور ہی نکلو نہ گھر سے بی پردہ
چراغ شام بجھا دیگی رہگذر کی ہوا

خیال زلف مین پھرتا ہون لیکہ مین دم سرد
ہمیشہ شام سی چلتی ہی یہان سحر کی ہوا

عدم ہی زیر قدم لامکان ہی پیش نظر
تری دہن کی ہوس ہی تری کمر کی ہوا

کسی سی کام نہین کچھ چکور کی صورت
جو سر مین ہی تو کسی غیرت قمر کی ہوا

ابھی نہ مثل کبوتر اوڑا خط او قاصد
اوڑا کی خاک ذرا دیکھ ہی کدہر کی ہوا

فراق یار ہوا بعد وصل یار اسیر
جنان مین چین سی تہا اگہی سقر کی ہوا

ہی اہل زمین پر جو ستم چرخ برین کا
در پردہ اشارہ ہی کسی پردہ نشین کا

مسجد سے نکل کر مین رہ بتکدہ بہولا
تقدیر نی میری مجہے رکہا نہ کہین کا

سجدہ تو مین کرتا ہون مگر خوف ہی اتنا
بدنامی کا ٹیکا نہ بنی داغ جبین کا

واژونی قسمت کی یہ ہی نام مین تاثیر
چہاپا مین بہی تو اولٹا ہی اٹہی نقش نگین کا

آیا ہی سی مونہ پہ تری کہینچے تصویر
فق رنگ ہوا جاتا ہی صورت گر چین کا

اقرار ہی ہر وصل کا انکار کہان تک
ہان منہ سی کبہی کہئی نہین کام نہین کا

کس دہوم سی گلشن مین بہار آتی ہی ساقی
اللہ سے اب زاہد سجادہ نشین کا

سب سمجہی کہ جہڑتی ہین یہ نو سی ستارے
پوچہا جو عرق یار نی اونگلی سی جبین کا

حسرت ہی کہ بلجای تری ہاتہ کا چہلا
طالب مین نہین مہر سلیمان کی نگین کا

قاصد مجہی ہرگز نہین خط لکہنی کی حاجت
سر کاٹ کی بہیجون کہ پڑہا ہی خط جبین کا

بازو کی جگہ شانہ قاصد مین لگا دون
شہپر مجہی ہاتہ آئی جو جبرئیل امین کا

آنی یہ حسینون نی تری راہ محبت
گز بن گیا ہر غیرت شمشاد زمین کا

کہدو کہ وہ دیدار دکہا جائین دم نزع
ہی حوصلہ باقی نگہ باز پسین کا

یکسان ہین اونہین پانہ اونہین بیچ کی پردے
ہستی مین تری مرتبہ ہی ہمکو یقین کا

چاہا یہ قلم نی کہ لکہی لف کی تعریف
تاجبر طرف روم گیا کشور چین کا

دل اونکی بزرگی کا ہمیشہ سی ہی قائل
العظمۃ للہ ہی نقش اپنی نگین کا

دیکہا کئی چلمن کیطرف بہار کی آنکہین
جلوہ نظر آیا نہ کسی پردہ نشین کا

جتنی ہین اسیر اہل دل کالیتی ہین وہ مول
دیوان مرا بیچ کے دیوان حزین کا

مژدہ وصل گلبدن آیا
تا صد اشک قطرہ زن آیا

اس رخ زرد پر پڑی وہ آنکھ
زعفران زار مین ہرن آیا

نامہ بھیجا ہی اوسنی ہمینی
بدلی یوسف کی پیرہن آیا

کچھ خبر ہی مریض عشق کی بھی
قبر کھودی گئی کفن آیا

ٹھوکرین کہاتین لاکھہ کی تقلید
کبک کو کب ترا چلن آیا

ہمنی مانگا کبھی جو بوسۂ لب
تنگ کیا کیا وہ بیدہن آیا

رفتہ رفتہ لحد مین پہونچی ہم
راہ غربت کی طی وطن آیا

ہون وہ میکش رہا نہ ضبط مجھی
ابر جب جانب چمن آیا

نہ گئی تنگ چشمی شیرین
تنگ جینی سے کوہکن آیا

واہ ری ساکنان یزد مین
نہ کبھی درمیان سخن آیا

ہمنی پہنا جو رخت عریانی
ٹھیک یہ جامۂ کہن آیا

کیون نہ ہو عیان سینہ زن اوس بت تک
دیکھنے ہاتھ برہمن آیا

حمد رب سے ملی نجات اسیر
کام میرے مرا سخن آیا

جو بحر شرم مین وہ مست ناز ڈوب گیا
یہان سفینۂ عمر دراز ڈوب گیا

نہ پوچھو غمی ہجران مین حال کشتی عمر
لگی پہاڑ کی ٹکر جہاز ڈوب گیا

ضرور کیا ہے تمہین روزہ اس نہ اٹکتے پر
کہ جی حضور کا وقت نماز ڈوب گیا

خیال سرو قد یار مین یہ رویا مین | جو نخل باغ مین تہا سرفراز ڈوب گیا

شراب شیخ نی پی طرفہ بی تمیزی سے | کہ مے مین جبۂ بی امتیاز ڈوب گیا

اوٹہا یہ ہند مین طوفان ہماری اشکون کا | تمام ملک عراق و حجاز ڈوب گیا

تمہاری چاہ ذقن پر پڑی جو اسکی نظر | حیا سے گر کی کنوین مین ایاز ڈوب گیا

تری نگہ سی طیور فلک بچین نہ بچین | بلند ہوکے ہوا مین یہ باز ڈوب گیا

تری غرور سی کہ دیا جو مین تو شکریہ ہے | کہ ہیلی خانۂ آئینہ ساز ڈوب گیا

اسیر غم ہی اسیکا کبوتر دل کو
کہ خون مین پنجۂ شاہین و باز ڈوب گیا

نالہ فلک کو توڑکے تا لامکان گیا | گستاخ رفتہ رفتہ کہانسی کہان گیا

طاعت مین بہی نہ دل سی خیال فغان گیا | مسجد مین پانچ وقت مین بہر اذان گیا

پرتو کی طرح ساتہ نچہوڑا اسیطرح | جس جس جگہ وہ مہر گیا مین وہان گیا

آیا کسی کا قیدی گیسو ہوا یہ غل | مین حشر مین جو پہنی ہوئی بیڑیان گیا

نالون سی میری فرصت دلمین پڑا نہ وق | چہوٹی ہزار تیر نہ زور کمان گیا

صندل لگا کی آئی ہے شیرین مزار پر | فرہاد درد سر نہ ترا رائگان گیا

دنیا لبان چاہ ہی انسان برنگ دلو | دم بہر کو جو یہان سبک آیا گران گیا

ہمراہ ہم بہی جائین گی یوسف کو دیکہیے | ابکی جو سوی مصر کوئی کاروان گیا

برسون تلاش خنجر قاتل مین سر پہرا | دوران ہجر صورت سنگ فسان گیا

روتی ہین کہکی یہ تن بیجان یہ میری گو | برباد قید خانہ ہی یوسف کہان گیا

انسان کی گو دکو نہ فرشتہ پہنچ سکا | یہ مشت خاک و ہی کہ تا لامکان گیا

ابتک نہ کوئی یار سے لایا جواب خط
یارب تباہ ہو کے کبوتر کہان گیا

آیا جو وقت نزع کسی لف کا خیال
ہستی سی نیستی کو مین شب درمیان گیا

حاصل ہوا نہ خاک اُدسی مانند گرد باد
سرکش اگر زمین سی تا آسمان گیا

پیری مین بھی خیال حسینون کا ہی ہی
اچھا ہوا جو زخم نہ اوسکا نشان گیا

کعبہ کو جاتی جاتی سوی دیر پھر پھرا
تہا قصد کسطرف کا بھٹک کر کہان گیا

بہکے تھی محض وعظ منبر نشین کی وعظ
دہوکا ہوا سمجہ کے مین اونچی دکان گیا

جوہر دکھائی صبر کی ہمت یہ زیر تیغ
قاتل کی دل سی حوصلہ امتحان گیا

پیری مین ابتو آہ کی طاقت نہین رہی
وہ ولولہ وہ جوش جوانی کہان گیا

کھائی ہمائی کچہ سگ جانان نی کچہ اسیر
صد شکر رایگان نہ کوئی استخوان گیا

ہم فقیرون پہ اگر فضل الٰہی ہوگا
بوریا زیر قدم مسند شاہی ہوگا

دل مرا دیر کو یا کعبہ کو راہی ہوگا
وہی ہونا ہے جو منظور الٰہی ہوگا

اوسکو بھیجا تہا خط شوق نہ سمجھی تھی یہ ہم
کہ کبوتر بھی گرفتار تباہی ہوگا

کیا ہوا تا سر منزل جو گئی تیز قدم
ہم بھی پہنچین گی اگر فضل الٰہی ہوگا

دوست اعضای بدن کو بھی نسمجھی کوئی
یہی بولین سگے جو ہنگام گواہی ہوگا

ہی کشتی کو جو گیا مین ابھی بدلی گی ہوا
ابر گلزار سے کہسار کو راہی ہوگا

دل دریا کو کری گی نگہہ یاد دو نیم
سان اس تیغ کو سنگ سر راہی ہوگا

تم دکھاؤ گی اگر چشم سخندان کی بیاض
نظر ہی فقرہ اشعار نگاہی ہوگا

کی بہی وسی طفل نی مکتب مین نصاب اکی شروع
کسقدر شاد ابو نصر فراہی ہوگا

چھان دین کیون نہ تری رہ پر خم پہ دلیر
قدر شمشیر کریگا جو سپاہی ہوگا

تخت بنجای گا اوٹھی گا جو صحرا مین غبار
جو بگولا ہی تجھے افسر شاہی ہوگا

وہی سمجھی گا ہماری دل مایوس کا حال
جو سفینہ پہ گرفتار تباہی ہوگا

بت کو بتخانی مین توڑین کی پرستش کیسی
شامل حال اگر فضل الہی ہوگا

ہی یقین جوش پر آیا جو مرا قلزم اشک
ماہ نو اوج فلک پر پہ تباہی ہوگا

عمر بھر ظلمت عصیان ہی کریگا تو حذر
کنج مرقد مین جسی خوف سیاہی ہوگا

مرگ کی بعد کوئی کام نہ آئیگا اسیر
گور تیرہ مین مددگار خدا ہی ہوگا

جب کوئی نازل ہوئی ہم پر بلا
یاد آئی سرگذشت کربلا

کبھی ہو ظلم پر قاتل کے صبر
ہو بلا گردان تہ خنجر بلا

کیا بلاؤن کا بیان ہو ہجر مین
گھر بلا اندر بلا باہر بلا

فی الحقیقت زلف کہتی ہین جسے
مو بمو آفت ہی سرتاسر بلا

بوسۂ گیسو پہ تکرار اسقدر
دیجئی صدقہ کہ رد ہو ہر بلا

زار ہون ایسا نہین پاتی مجھی
ڈھونڈتی پھرتی ہی میرا گھر بلا

دفعتہً دل قیدی گیسو ہوا
سچ ہے کچھ آتی نہین کہہ کر بلا

سر کٹی تو حرص دنیا دل سی جای
صدقہ دیجئی گھر سے ہو باہر بلا

یہ ارادہ تھا تو پھر روز نخست
کیون کہا ای منکر داور بلا

پالگا اوٹھ تیغ قاتل سی نکہ
یا نہو بیتاب تاب ضرب لا

اب سناتا ہون مین شعر مولوی
جس کا حاصل یہ کہ ہی سر بلا

دید حق کو چشم بینا چاہیئے
کب تجھی تاج شفاعت ہو نصیب

کور کورانہ مسر بہ در کربلا
تا نیفتی چون حسین اندر بلا

کام کیا نام سے علی کے آیا اسیر
ٹل گئی آئی ہوئی سر پر بلا

بدلی گا عیش و غم میں مرا حال یار کیا
افسردہ خاطروں کو خزان کیا بہار کیا

شکل حباب آب ہی دم بھر کی زندگی
ہم کیا ہماری ہستی ناپایدار کیا

برسوں میں بھی نہ آئی جو نوبت سلام کے
تو ہی تھا مگر میں تری امیدوار کیا

پی لیتی شراب کسیوقت ہم نہیں
توڑیگا ہاتہ پاؤں ہماری خمار کیا

مضطر ہی ہو گئے سی جو سنگ یار سے قدر
کیں ٹہڈیان ہمانے مری پہر مار کیا

مردی ہماری خواب میں آتی تو پوچھتی
اتنا کہو گذرتی ہے زیر مزار کیا

جتنی ملی شراب پیئں مست ساقیا
دی جام سو پیا بس انہیں وہ تین چار کیا

سامان اگر نہیں تو حوادث سی کیا خطر
جو نخل بی ثمر ہی وہ ہو سنگسار کیا

کہدو نہ پیدلوں سی تکبر کریں سوار
او بچے جو چار ہاتہ ہوئی افتخار کیا

بہر بہر کی ڈہال اشرفیان جام جام پر
لاکہون کی اپنی خرچ میں سو کیا ہزار کیا

بیکار ہی بندہی ہوئی مضمون کی باندھنا
چہوٹی خیالی جو کوئی دی بہار کیا

جاتا تہا سوی کعبہ پہرا دیر کیطرف
حیران ہوں ہو گیا مجھے پروردگار کیا

کیون توڑتا ہی شیشہ کہ شیشی میں ہی پری
ای محتسب ہی جن تری سر پر سوار کیا

ضعف مرض سے آہ کی طاقت نہین
بیمار تیر سے دل کا نکالیں بخار کیا

بنواکی خط کو بوسہ عارض عطا کرو
رکہتی ہو دل میں صاف وہ لون سے غبار کیا

تعویذ سی حصول عزیمت سی فائدہ
غافل قضا کو روک سکی گا حصار کیا

موجود نزع مین ہین حمایت کو پنجتن
اپنی حواس خمسہ مین ہو انتشار کیا

کیا وجہ بار بار جو آتی ہین ہچکیان
کرتا ہے یاد کوئی دم احتضار کیا

بخشی نہ بخشے حشر مین ہی اوسکو اختیار
مین کون اے اسیر مرا اختیار کیا

ہی جنون گیسوی شبرنگ کا سودا لٹ کا
ہاتھ آیا ترے دیوانی کو اچھا لٹکا

تنگی نام آئی اکھاڑی مین تمہاری ہم سے
چھوڑ دیتی ہاتھ ادھر ہی تو کوئی پالٹ کا

مر گئی پر ہی مقدر مین لکھی تھی تشہیر
کٹ چکا سر تو دریا سی لاشہ لٹکا

شانہ کرتی تو ہی اوس لٹ مین اے مشاطہ
ڈوری کھائیگی ہوا بال جو بیکا لٹکا

ہجر مین گھر کی تہ چرخ جو آیا کبھی ابر
ہم یہ سمجھے کہ سر کوہ سے کالا لٹکا

کیا ہوا ہمنی ہتونکی جو لئی بوسہ رخ
منہ خفا ہو کی نہ اے پیر کلیسا لٹکا

صورت تیرہ فرعون سیہ دل تھا اسیر
کیا ہوا چھپکے اگر رات کو الٹا لٹکا

شوق رکھتا ہی بہت وہ گلبدن تصویر کا
کھینچ لاتا ہی کوئی تازہ چمن تصویر کا

جانتا ہون مین بھی اے نقاش فن تصویر کا
ہی مرا دیوان رنگین بھی چمن تصویر کا

اے جنون نوبت بدلنی کی کبھی آتی نہین
کیا ہمارا پیرہن ہی پیرہن تصویر کا

صنعت خالق جدا ہی صنعت انسان جدا
دیکھ لو ہی جان سے خالی بدن تصویر کا

تو حسینون مین اگر تصویر اپنی بھیجدے
منہ تکی حیرت سی رہی انجمن تصویر کا

قابل قیمت ہی غربت مین ہمارا حال زار
بھیجنا اچھا نہین سوئی وطن تصویر کا

ہون وہ دیوانہ جو بھولی سی مرقع دیکھلون
چوکڑی بھر کر ابھی بھاگی ہرن تصویر کا

اہل حیرت کی خرابی غیر کی احسان سی ہے
آب سی برباد ہوتا ہے چمن تصویر کا

پیار آجاتا ہی لیا اوسکا نقشہ دیکھکر
چوم لیتا ہے مصور بھی دہن تصویر کا

تنگ عریانی گوارا اہل حیرت کو کہان
کب اوترتا ہے بدن سی پیرہن تصویر کا

بات کرنیکی نہین طاقت ہین ایسی ناتوان
ہی ہمارا بھی دہن گویا دہن تصویر کا

صاحب حیرت حوادث مین نہین چین بر جبین
کب ہوا اوریا ہوا ہے موج زن تصویر کا

کہہ کہو یہ غنچہ لب مطلق نہین دیتی جواب
کیا دہن انکا بھی ہی یا رہی دہن تصویر کا

وصل شیرین کی ہوس مین کاٹتا ہی کیا پہاڑ
دیکھ لینا کم نہین ای کوہ کن تصویر کا

ہی علو ئی رتبہ حیدر تحیر کا مقام
چوکھٹا ہی عرش رب ذوالمنن تصویر کا

آدمی ہون نام کو طاقت نہین مجھ مین اسیر
جسم بیحس ہے مرا گویا بدن تصویر کا

ولہ

جل جائیگا داغ دل بیتاب کا پھاہا
بالفرض ہو خورشید جہانتاب کا پھاہا

یہان داغ پہ بھی داغ اذیت پہ اذیت
تیزاب کی پھائی یہ بھی تیزاب کا پھاہا

نکھو نیگا جو مین جا کی خط شوق سفر مین
ہوگا وہی داغ دل احباب کا پھاہا

غم دوست وہ ہون داغ جگر پر اوسی رکھون
ہاتھ آئے اگر دامن مہتاب کا پھاہا

ہر درد کو لازم ہے مداوای مناسب
داغ تن ماہی پہ ہو گرداب کا پھاہا

ہین وضع تکلف سی بری صاحب ایذا
یکسان ہی گزی کا ہو کہ کمخواب کا پھاہا

جراح کو بھی یہ رقیبون نی چڑھا ہے
آلودہ کیا زہر سے تیزاب کا پھاہا

ہشیار اسیر آنکہہ ہی تجکو جو سخن مین
غافل ہی وہ فن سی جو کبھی خواب کا پیاسا

عجب طرح کا یہ آیا ہے وقت تنگی کا
کہ زن کو قصد ہی شوہر سی خانہ جنگی کا

بروج توپین ہین انجم ہین توپ کی گولی
فلک پہ کیون نہ گمان ہو جہاز جنگی کا

یہ گر گئی ہی اسیر ایت بدن مین الفت زلف
کہ پیچ پیچ ہی مری رگ رگ مین پیچ تنگی کا

اثر شش ہوا کوئی محبوب کٹ گیا مرا رنگ
سبب کچہ اور نہین ہی شکستہ رنگی کا

گروہ ہزار گناہ اوسکی پرورش ہی وہی
نہ بند رزق شرابی کا ہی نہ بھنگی کا

ضرور اوسکی سواری مین دوڑتا تیمور
شکستہ پا کو نہوتا جو عذر لنگی کا

کسی کو حکم خدا و رسول یاد نہین
زبان پہ خلق کی قانون ہی فرنگی کا

ولہ

شعر کہنی مین خیال رخ گلگون باندہا
آج کیا فکر نے گلدستہ مضمون باندہا

اور تشبیہہ سو جی کمر لیلی سے کے
موشگافی جو بہت کی تن مجنون باندہا

دیکہہ لینا جو کسی روز کیا قصد شکار
پہلی فتراک مین ہمنی سر گردون باندہا

سامنی اوسکے قد موزونکی یہ ناموزون ہے
کیا خطا ہمنی کی سرو کو موزون باندہا

کہل گئین نوح کی آنکہین وہ اٹھایا طوفان
تار رونے کا جو ہمنی لب جیحون باندہا

اشک خون تیری ہوئی لالہ عذار و نمین حنا
رنگ تونی عجب ای دیدہ پرخون باندہا

خاک کو بوجہ اوٹھانیکی کہان طاقت تہی
کس نصیبے لیے پشت پہ گنجینہ قارون باندہا

طرفہ بہکا مین دم فکر سخن مستی مین
لالہ عارض کو کہا خال کو افیون باندہا

ہم غریبون کا وہی پار کرے گا بیڑا
جسنی دریای جہان پر پل گردون باندہا

جی اف لجھنے لگا انکھون مین اندہیرا چھایا | جب تصور ترا ای گیسوی مشکبون باندہا

سامری کی نہ چلی نرگس جادو کی حضور | ہر فسونگر کا تری سحر نی افسون باندہا

بال کو دی کمر یار سے تشبیہ اسیر

خوب باریک مری فکر نی مضمون باندہا

ردیف بای موحده

جنت مین جا خرید کسی حور سی شراب | ساقی ہماری واسطے لا دور سی شراب

حاصل ہی نزع مین ہی مجھی لطف میکشی | کھچتی ہی جان تن سی کہ انگور سی شراب

تعریف چشم مست سے ہم مست ہو گئے | حاصل ہوئی شراب کی مذکور سی شراب

دی پہلی مجکو بعد مری سبکو ساقیا | تقسیم ہو تو بزم مین دستور سی شراب

وہ مست ہون کہ ہوگا جو میرا گذر وہان | فردوس مین ملی گی کف حور سی شراب

کرتی ہی صاف دل کو جلا دیتی ہی جگر | یارب بنی ہی نار سی یا نور سی شراب

زخمی ہون خنجر نگہہ مست یار کا | کھیچین گے میری خم کی انگور سی شراب

دو عیش ایکجا نہین ہوتے کبھی بہم | رہتی ہی دور کاسہ طنبور سی شراب

توڑا ہماری سر سی سبو ہو کی بد دماغ | مانگی کبھی جو ساقی مغرور سی شراب

ظاہر قبا سے ہو گی ترے سرخی بدن | کیا چھپ سکی گی شیشہ بلور سی شراب

دل مست ہی تصور روی صبیح سے | ہاتہ آئی ہمکو چشمہ کافور سی شراب

کیا پاؤن بوسہ لب میگون بغیر زہر | ایسی تو ہاتہ آتی ہے مقدور سی شراب

ہو نشہ دیکھ کر جو تری چشم مست کو | گر جائی کیون نہ دیدہ مخمور سی شراب

نالی سی کام ایک ہی میخانہ و بہشت | نزدیک سی ملی کہ مجھی دور سی شراب

شاہی سی بڑہ کی ہی مجہی مستی مین ذائقہ
بدلون کبہی نہ دولت فغفور سی شراب

کم آفتاب چشم حسد سے نہین اسیر
ڈہاپون مین دامن شب دیجور سی شراب

کب ہو مقابل رخ گلفام آفتاب
ہو لاکھ سرخ صبح کی ہنگام آفتاب

یون زلف مین وہ چہرۂ روشن نہان ہوا
ہو جس طرح غروب سر شام آفتاب

جس روز اوسکی چاند سی رخ پر ٹپک پڑا
رکہین گی طفل اشک کا ہم نام آفتاب

طائر تمہاری پرتو رخ کا ہو شکار
تار شعاع سی جو بنی دام آفتاب

اوسکو نہ ہی ثبات نہ اسکو قیام ہے
ہی عمر تیر جیسے لب بام آفتاب

پہرتا ہی روز کوچہ محبوب کا طواف
پہرتا ہی گرد صبح سی تا شام آفتاب

رکہا کبہی جو میری سیہ خانی مین قدم
ہوگا زحل کیطرح سیہ فام آفتاب

چونکو شتاب خواب تغافل سے غافلو
دیتا ہی ہر سحر یہی پیغام آفتاب

وسعت نپوچہہ میکدۂ دل کی ساقیا
ہی آسمان سبو تو یہان جام آفتاب

روشندلون کا رتبہ ہی آفاق مین بلند
ہی شہسوار ابلق ایام آفتاب

اک دن جو آگیا تہا تری عکس حسن مین
رہتا ہے روز رعشہ در اندام آفتاب

ذرون پہ اکدن جو نگی مہر کی نگاہ
محشر مین ہوگا مورد الزام آفتاب

ممکن نہین کہ بڑہ کی تری راہ مین چلے
سو ٹہوکرین نہ کہائی ہر اک گام آفتاب

ای دل شب فراق مین گر التجای صبح
کردیگا اس مہم کو سر انجام آفتاب

عریان تنون کو تیری ہی کیا خواہش لباس
ہی اُنکو مثل جامۂ اندام آفتاب

چاہو مزہ جو سیب ذقن مین تری ہو
بخت کی سیہ [illegible] آفتاب

کہتی ہین کسکو اسن جہان قتل گاہ ہی
آتا ہی روز کہینچکے صمصام آفتاب

سرگشتہ پہر رہا ہے فلک پہ عبث اسیر
باندہی حریم یار کا احرام آفتاب

قالب سی روح جب ہوی دور ازل قریب
کب دور تہی ہمین تو گہڑی تہی اجل قریب

ہی بعد مرگ کون کسی کا کہ زیر خاک
مدفون ہوی عزیز نہ میری بغل قریب

منظور فاتحہ ہے اگر تمکو گاہ گاہ
گاڑو ہماری لاش کو زیر محل قریب

کہتا ہی مار عجب حسن نہ آگی بڑہی قدم
ہی شوق وصل کا یہ ارادہ کہ چل قریب

آتی ہی کان مین یہ لب گور سی صدا
ہشیار غافلو کہ بہت ہی اجل قریب

ای موت لی خبر کہ یہ ہی مفلسی کو فکر
دین تالیان عزیز بجائین بغل قریب

کیونکر مین دور بین نکرون ہین صاف گو
مضمون ہین دور کی دم فکر غزل قریب

حیران ہون دیکہ کر رخ جانان پہ تل سیاہ
ہی منزل قمر سی مقام زحل قریب

ای شاخ ہاتہ اوٹہا جو بہار تو لطف کیا
اتنا تو جہک کہ ہوین لب و دندان پہل قریب

اوتنا ہی دور گنج قناعت سی ہی گدا
جتنا کہ اس سی ہی در اہل دول قریب

ہین جس مکان مین سارے جواہر جمع
ہم بہی تو جا رہی ہین وہین آجکل قریب

محفل مین بیٹہنی نہین دیتی وہ ہمکو پاس
جبتک کہ بہر کی رکہہ نہین لیتی بغل قریب

آتا صدای تیشہ فرہاد سے نہ خواب
شیرین کا بیستون سے جو ہوتا محل قریب

کیونکر نصیب ہوتا ہے دیدار دیکہتی
ہی دور ہمسی کوچہ جانان اجل قریب

دریا ہین اپنی رونی سی بحرین عرق و ضحکے
کامل ہزج طویل متشاکل رمل قریب

جب جا ہین دیکہہ آئین حسینونکو جاکی ہم
اپنی مکان سے ہی فرنگی محل قریب

جاتا ہین اوٹھہ کی گوشۂ عزلت سی اب اسیر
ہوتی کہین جو صحبت شعر و غزل قریب

صاف ہی وس چہرۂ روشن ہین بوئے آفتاب
پردہ اوٹھہ جائی تو شب کو ہو ظہور آفتاب

خشک آنسو کیون نہو خون دیکھین جو ہم رخسار یار
نجم ہو جاتی ہین پوشیدہ حضور آفتاب

میری گھر اگر سیاہی سی بدل جاتا ہی نور
کیا گناہ ماہ اسمین کیا قصور آفتاب

دن کو بالائی فلک تہا شب کو ہی زیر زمین
جہک گیا کیا جلد فرق پر غرور آفتاب

ایک روٹی حلق کو دیتا نہین طباخ چرخ
صبح کو کیون گرم کرتا ہے تنور آفتاب

سامنی کامل کی ناقص کی نہین بنتی ہی قدر
کب فروغ ماہ ہوتا ہی حضور آفتاب

خط نکلتی ہی ہوا رخسار جانان کا یہ حال
شام کو جسطرح گھٹ جاتا ہی نور آفتاب

کلفت دل نی چھپایا ہی جلوہ یار کا
ابر ہٹ جائی تو ہو جائی ظہور آفتاب

ہر سحر کیونکر نہ حاضر ہو تماشی کی لیے
جلوہ گاہ یار ہے بیت السرور آفتاب

کام کیا اونکو تعلق سی جو عالیقدر ہین
کب ہی پیراہن کا طالب جسم عور آفتاب

ہاتھ اوٹھائی ناخدائی سی اگر تیرا کرم
قلزم گردون سے مشکل ہو عبور آفتاب

خاک سوجھی زاہدونکو رہنہ جام شراب
کور آنکھین شپرہ کی ہین حضور آفتاب

داغ سینہ ہی مری چاک گریبان سی عیان
صبحکو جسطرح ہوتا ہی ظہور آفتاب

یاد روی یار سی روشن ہی پہلوی داغ دل
جسطرح مہتاب مین آتا ہی نور آفتاب

کیا سیہ خانی مین میری آوی خورشید رو
پردۂ ظلمات مین کب ہے مرور آفتاب

گردش گردون گردانسی تعجب کیا اسیر
ذرہ ہو جاوئے جو تجاہل امور آفتاب

ولہ

بوی گل دینی لگی گلہای داغ عندلیب
کیا ملیگا باغبان کچھ اب جو باغ عندلیب

حسن سے بڑھکر ترقی دی خدائی عشق کو
برگ گل اوتنی نہین جتنی ہین تنپہ داغ عندلیب

ایکدم مین نالہ ائی گرم کرتا ہون ہزار
سامنی میری جلی کیونکر چراغ عندلیب

اوسکی مستی سی نہ کیونکر میری مستی ہو سوا
جام میرا روی گلگون گل ایاغ عندلیب

تیری آگی وصف گل کرنیسی آجاتا ہی خشم
سرخ کردیتا ہی ہمکو سبز باغ عندلیب

دہ تری پٹو نہین ہر دم یہ تری کو جسکی گرد
ہی پتا گل کا نہ گلشن مین سراغ عندلیب

تو وہ گل ہی سونگھ لی جب تیری پیراہنکی بو
نکہت گل سی پریشان ہو دماغ عندلیب

عاشقونکا ضعف معشوقونکو ہی چشمہ رو
ہی شراب جام گل خون ایاغ عندلیب

ساری عالم مین کھلا گل اتنی آئی فصل بہار
خانہ صیاد بھی ہو جای باغ عندلیب

قدر عاشق جانتی ہین ہم کہ ہین عاشق مزاج
باغبان گل سی سیکھا ہی ہمکو داغ عندلیب

شاخ گلبن پہ جو بیٹھی ہی مسیح وقت ہی
کیون نہو چرخ چہارم پر دماغ عندلیب

گل کتر کر کی گتی کاغذ کا گلشن مین اسیر
تہا یہی مرہم خزان مین بہر داغ عندلیب

نہین دیتے اگر ہمکو شفا لب
کہو پھر کس مرض کی ہین دوا لب

سنین باتین تو ہون مردی بھی زندہ
مسیحا ہین تری معجز نما لب

غم عشق اپنا میخانہ ہی ساقی
می خون سی ہی جام دل لبالب

وہ محزون ہون جو دیکھون زعفران زار
ہنسی سے ہون میری آشنا لب

پلاتی ہین تمہاری خال افیون
شکر پارون کا دیتے ہین مزا لب

کہین کیونکر نہ ہم قند مکرر
زیادہ ایک سے ہی دوسرا لب

ہوئی اوسکا چشمۂ آب بقا ہی
بعینہ موجۂ آب بقا لب

ہماری آہ سے یہ ناتوان ہے
کہ آسکتی نہین سینی سی تا لب

نجا تو یاس سے میری نجاو
قیامت ہی فراق روح و قالب

ہو چہ احوال راہ منزل عشق
کنوین کشتون سی ہین لاکہون لبالب

فقط ہے گفتگو وجہ جدائی
خموشی مین نہین دیکھے جدا لب

الہی زخم مشتاق نمک ہے
دکھائین خندۂ دندان نما لب

کسی دیتا ہے جام بادہ ساقی
یہان ہی عمر کا ساغر لبالب

لیا بوسہ تو جان تازہ پائی
عجب جان بخش ہین نام خدا لب

اسیر اپنی زبان ہی بیزبانی
بنا ہی مثل ابروی صدا لب

پوچھا بڑہا کی ہاتہ عرق اوس جبین سی کب
دامن کا ہمنی کام لیا آستین سی کب

آزردگی سی کام دل صاف کو نہین
واقف ہوا یہ آئینہ چین جبین سی کب

آسان نہین ہی مسئلہ جبر و اختیار
اوٹہتی ہین پاؤن ساتہ ہی دونون زمین سی کب

پھر کھنچے جو چاک کرین سینۂ صدف
پونچھین وہ ظالم اشک یتیم آستین سی کب

لکھتا ہی جیسی معنی رنگین مرا قلم
تصویر ایسی کھینچتی ہی نقاش چین سی کب

اقرار وصل کا تو لیا پر ہوئی یہ چوک
اتنا نہ ہمنی پوچھ لیا اوس حسین سی کب

جاتی ہوئی وہان فرشتونکی پر جلین
پیغمبری اسیر ہو روح الامین سے کب

ردیف تای مثناۃ فوقانی

دم بھر فراق دوست سے ہی بھر وصال دوست
ہستی مری حباب ہی دریا جمال دوست

آنکھونکو بندہ گیا ہی یہان تک خیال دوست
دشمن پہ کی نظر تو ہوا احتمال دوست

آباد ہی وہی جو ہی برباد راہ عشق
سرسبز ہی وہی کہ جو ہی پائمال دوست

خنجر سی ہی سوا مجھی ایک ایک موی تن
گولی سی کم نہین مجھی اک ایک خال دوست

سیر چمن کو چشم ادا فہم چاہیی
ہی ہر نقاب گل مین عروس جمال دوست

خط کی نمود ہو کہ نہو روی صاف پر
ہم جانتی ہین ایک سوال محال دوست

جبتک ہی ہم سفر مین ہین کچھ مہربان ہین وہ
آتی ہین ناجہا ہی علی الاتصال دوست

تسکین دل نہ خط سی ہوئی خوب نامہ بر
لِلّٰہ کر بیان زبانی ہی حال دوست

لی لی وہ نقد جان تجھ فراغت نصیب ہو
مدت سی سیر ہی پاس نانشستہ ہی آل دوست

آزردگی نہین دل دشمن کی بھی پسند
کسطرح ہمکو ہوگا گوارا ملال دوست

ترغیب کیا بہشت کی دیتی ہو واعظو
مشتاق کب ہی حور کا محو جمال دوست

ایسا رفیق کوئی بھی آفاق مین کہان
ہمسے کبھی جدا نہین ہوتا خیال دوست

آتی نہ تاب حضرت موسیٰ کو غش ہو کے
آسان نہین نظارۂ برق جمال دوست

جانی لگا ہی کہ نکلنی لگا ہے خط
ہونی لگی ہی کچھ تو امید وصال دوست

عاشق کو قتل کر کی ندامت کہان تلک
عالم ڈبو چکا عرق انفعال دوست

آیا جو وقت نزع فرشتہ مجھی نظر
سمجھا کہ ہی یہ قاصد فرخندہ فال دوست

واعظ ہی ہمکو دوزخ و جنت سی کام کیا
دوزخ فراق یار ہی جنت وصال دوست

کھینچا نظارہ رشک سی یہ چاہتا ہی دل
دشمن کی خواب مین بھی آتی خیال دوست

کیا خوب کی ہی چہرہ نویسی خیال نی
دل پر لکھی ہوئی ہین بیان خط و خال دوست

سمجھی یہ ہم نیام سی باہر ہوئی یہ تیغ
بی پردہ ہوگیا جو کسی دن جمال دوست

نفرت اسیر ہمسی ہوئی اوسکو اسقدر
آتا نہین ہی خواب مین بھی اب خیال دوست

اون کا رہا مزاج جو برہم تمام رات
کچہ عرض حال کر نسکی ہم تمام رات

دکہلای حسن و عشق نی عالم تمام رات
مہتاب وہ چکور رہی ہم تمام رات

آتا ہی یار صبح کو جاتا ہی شام کو
دن بہر ہی گہر بہشت جہنم تمام رات

ای چشم گر نہ دیکھو تو افشای راز عشق
رونی کیواسطے نہین کچہ کم تمام رات

اللہ ری اشتیاق کہ سوتا رہا وہ ماہ
ہالی کی طرح گرد بہری ہم تمام رات

انسان ہمین کیون نہ دون پوشیدہ ہو وہ رخ
بی آفتاب روتی ہی شبنم تمام رات

کیا کیا نہ ہمنی کین شب وصل اوسکی منتین
سر یار کی قسم یہ رہا خم تمام رات

زندان کا حال پوچھتی ہو قیدیوں سی کیا
دن بہر تو دہوپ پڑتی ہی شبنم تمام رات

مر مر گیا مین بزم طرب مین بغیر یار
مطرب کی تال مجکو ہوئی سم تمام رات

تم وقت شام گہر تلک آکر جو پہر گیتی
اولٹا مریض غم کا چلا دم تمام رات

کس ابرو و ذقن کا رہا خواب مین خیال
کی ہمنی سیر کعبہ و زمزم تمام رات

ہوون مریض عشق کہ کرتی ہین مجہپہ دم
پڑہ کر مسیح سورۂ مریم تمام رات

اورونکو عیش ہمکو غم ہجر ای فلک
سوتی ہی خلق جاگتی ہین ہم تمام رات

تیغ نگاہ یار سی ڈرتی ہی فوج نجم
کیسی صفین ہین برہم و درہم تمام رات

پروانی اسطرف ہوا اودہر جلا ہی شمع
یہ طرفہ اختلاط ہی باہم تمام رات

کی شام ہم نی صورت بسمل تڑپ کی صبح
درد جگر ذرا نہوا کم تمام رات

جیسی بہشت کوچۂ جاناں سی ہین جدا
گرتی ہین اوٹھ کی ہم قد آدم تمام رات

کسکا خیال ہی یہ الہی کہ مثل چشم
رہتا ہی گھر مین نوحہ گرکا عالم تمام رات

گہر اوجڑ مین گیا جو تعزیہ خانی سی کم نہین
پڑھ پڑھ کی نوحہ کرتی ہین ماتم تمام رات

اوس گلبدن کی عشق مین روتی ہین کیون اسیر
ہی جسکو رشک طالع شبنم تمام رات

اوٹھاؤن منت کسکی ہر گھڑی بات
کہ تیہر سہے مری حق مین کڑی بات

دہان یار سی غنچے کو دعوے
مثل سچ ہے کہ چھوٹا منہ بڑی بات

سنا جب بادہ سکو گل غیرون نی بیچی
تو کانٹی کیطرح دل مین گڑی بات

کہون کس منہ سی اون باتون کی گرمی
بتاسا سا دہن ہی پہلجھڑی بات

کہا جب ختم ہی ہو گی شب ہجر
قضا بولی یہ ہی کتنی بڑی بات

جمی رنگین بیانی کا جو لا کھا
نکالی اور مسی کی دہڑی بات

فرشتی ہم سخن ہین نزع کی وقت
کری کوئی نہ ہمسی اس گھڑی بات

بیان گریہ کرتا ہون اگر مین
تو بن جاتی ہی ساون کی جھڑی رات

پری رو ہے یہ کیا زنجیر کا منہ
کری جو تیری وحشی سی کڑی بات

کہو تو کوہ کاٹون مثل فرہاد
مری آگی یہ ہی کتنی بڑی بات

سلاسل ہین عجب اوصاف ہاتین
کہان پائی یہ موتی کی لڑی بات

سنا جو کچھ وہ سمجھے یاد رکھا
گڑی دل مین جو کانومین پڑی بات

مسو واعظ نہ بی دستار دیکھا
حقیقت مین بڑون کی ہی بڑی بات

سلاسل زلف جو کر گون سے پہنے
اسیر وو سہتی نہین ہمسی کڑی بات

کچھ تو دیکھی تری ابرو سی خطر کی صورت
بن گیا تیغ سے جو ماہ سپر کی صورت

رنگ ہین اشک تو پیدا ہو ضرر کی صورت
دیدۂ تر مین ہی ناسور جگر کی صورت

دل پریشان ہی مرا اوسکی پریشان گیسو
شکل جو کچھ ہی ادہر کی وہ ادہر کی صورت

مہر تہی صبح شب وصل ہوا اونکی
دل بجھا کر وہ گئی شمع سحر کی صورت

جای کیا صبح کا کھٹکا کسی ساعت شب وصل
چھاگلین یار کی بجتی ہین گجر کی صورت

وحشت دل نی دکھایا ہی وہ صحرا ہمکو
سیکڑون کوس نہین جسمین بشر کی صورت

دست جانان کا یہ ہی شوق جو قاصد نملے
نامہ خود اوڑ کی پہنچ جای خبر کی صورت

ظلمت گور مین دیکھا جو کفن سمجھے ہم
اب دکھائی شب فرقت نی سحر کی صورت

زندگی بہر مرا دل سینی سی باہر ہی رہا
کبھی دیکھی نہ اس آئینہ نی گھر کی صورت

زر کو پوشیدہ کرین صاحب جنت سی بخیل
عیب زر خشت نہ چھپیگا کبھی زر کی صورت

موت سی کرتا ہی آگاہ زمانی کو فلک
روز دکھلاتا ہی کافور سحر کی صورت

کبھی معدوم کا سمجھی وہ اعادہ نہ محال
جسکو آجای نظر اوسکی کمر کی صورت

خلق جسمین کہ نہو اوسکو بشر کیا کہیی
یون تو ہی گہاس بہی جنگل مین شجر کی صورت

ہو نہ دشمن پہ جو مجھپر ہی شب ہجر عذاب
گور کافر نہ سیہ ہو مری گھر کی صورت

ہو وہ شاعر کہ نہین کچھ بھی سروپاے سخن
وقف سر بیت ہی اللہ کی گھر کی صورت

شعر کیون اپنی پسند آئین نہ شاعر کو اسیر
کسکو مرغوب نہین اپنی پسر کی صورت

وای او سپہر جسنی گندم رو یہان کہائی بہت
گر گئی دم ایک دانہ تو نشش پچتائی بہت

چشم مجرم سی گواہی چاہتی ہین اشک شرم
کہہ دو مالک سی کہ دوزخ کو نہ بہڑکائی بہت

حرص جو حد سی زیادہ ہی وہی پیغام مرگ
زہر ہو انسان کو حلوا ہی اگر کہائی بہت

کشتۂ تیغ تغافل ہون مین کہولونگا نہ آنکہہ
شور محشر اکی تربت پہ نہ چلائی بہت

ایک نالی کی بہی رخصت جب ندی صیاد نی
زمزمی اپنی ہمین گلشن مین یاد آئی بہت

ہو وہ گرشتہ بنائی جب مری مٹی سی ظرف
کاسہ گر بہی چاک کی مانند چکرائی بہت

خار اگر اون کی تیون نی بیتون کو دئی
پہول بہی اوسکی کرن پہولونسی تپائی بہت

کب شب گیسوی مشکین کی سیاہی کم ہوی
تیری افشان نی ستاری گو کہ چمکائی بہت

واہ ری فیض سبکروحی رہا محفوظ مین
ہاتہ کانٹون نی مری دامن پہ دوڑائی بہت

جا نکر باطل نہ آئی ہم فریب دہر مین
صورت ساحر تماشی اسنی دکہلائی بہت

کچہ بڑی امید ہمکو بہی دل صد چاک سی
بال جب الجہی ہوئی شانی نی سلجہائی بہت

کی دعا باران رحمت کی جو وحشت مین اسیر
کودکون نی ہر طرف سی سنگ برسائی بہت

ردیف ثای مثلثہ

ہوا وصال دل بیقرار کی باعث
دعا قبول ہوئی اضطرار کی باعث

حجاب ابروی جانان ہی یہ کلفت دل
ہلال ہمنی نہ دیکہا غبار کی باعث

بس فنا ہی نہین ہی مجہی مزار مین چین
تڑپ رہا ہون دل بیقرار کی باعث

گیا نہ دہشت گیسو سی اوس نگین کوئی
یہ راہ بند رہی خوف مار کی باعث

سپید موی سینہ اپنی ہوگئی کیا جلد
دورنگی چمن روزگار کی باعث

لحد سی کیون نہ صدا آہ آہ کی نکلے
کہ جور چرخ بدن ہے فشار کی باعث

شباب مین ہی عجب وی یار کی رونق
چمن عروس ہوا ہے بہار کی باعث

ہماری آہ سی کیون نگار خون کی ہی پرہیز
کہ پھول کھلتے ہین باد بہار کی باعث

غضب ہی یار نی کھولا ہی لف کا جوڑا
حواس کم ہین یہان انتشار کی باعث

جہان مین گرتی ہے صاف آئینہ کو خاکستر
نمود آپکی ہے خاکسار کی باعث

دل دونیم فی جھنی کلید قلعۂ چرخ
یہ جنگ سر ہوئی اس ذو الفقار کی باعث

شب وصال نہ ہم بات کر سکی اونسے
وفور گریۂ بی اختیار کی باعث

ہماری کشت تمنا ہری ہوئی آخر
سحاب رحمت پروردگار کی باعث

کمال ہی [illegible] طالع سے تنگ [illegible] ہین اسیر
جگر مین رخنی ہین اس مژہ خار کی باعث

ولہ

دست جاہل مین ہی یون خامۂ تحریر عبث
جسطرح قبضۂ نامرد مین شمشیر عبث

آہ سوزان مری فولاد کو کر دیتی ہی موم
کہدو حداد سی پہنائے نہ زنجیر عبث

آگی کو جبین ڈہونڈی دی دل لیلی جوڑا
قیس کو ہمنے دکھائی تری تصویر عبث

کر چکی مرحلہ ہستی فانی ہم طی
ملک الموت سی کہدو کہ ہی تاخیر عبث

دہن یار کا عقدہ نہ کہلے گا ہرگز
گفتگو اس مین ہی بیفائدہ تقریر عبث

ضعف سی ہل نہین سکتا ہی تن دیوانہ
طوق گردن مین عبث پاؤن مین زنجیر عبث

نامہ ہو جائیگا اک اشک ندامت سی سیاہ
میری اعمال ملک کرتی ہین تحریر عبث

جان بخشی کی نہین کشتہ وقت ہو نہین
نہ کھلا او نہ کھلا [illegible] اسیر عبث

اس مرقع مین کہان سامع اصوات کوئی
ہین خاموش لب مردم تصویر عبث

کون ایسا ہی خبر لی جو تری وحشی کی
کوئی سنتا نہین غل کرتی ہی زنجیر عبث

اب نہ وہ یار نہ وہ دل ہی ہمارا قاصد
خط کی آنی پہ ہی مکتوب کی تحریر عبث

شوق کہتا ہی بغل مین رہی نقشہ اسکا
ہی تصور کا تقاضا کہ ہی تصویر عبث

تن لاغر ہی نہان کون نشانہ ہوگا
ہر طرف ڈہونڈتی پہرتی ہین تمہی تیر عبث

کون مرتا نہین ای قاتل عالم تجہپر
تو نی باندہی ہی پی قتل یہ شمشیر عبث

کون سنتا ہے دل زار کی فریاد اسیر
مشعلین پہونکتی ہین نالۂ شبگیر عبث

اشک افشان غم الحباب مین ہونا ہی عبث
پہلی منزل پہ جو پہنچی وہ نہین روتا ہی عبث

اہل غفلت سی یہ کہدو کہ ہوئی بال سفید
کوچ کی صبح نمایان ہوئی سوتا ہی عبث

چند روزہ ہی یہان جان نہ تن کا بہی ثبات
زر خریداری املاک مین کہوتا ہی عبث

تیری دیدار کی کافر ہو جو رکہی امید
میری نزدیک قیامت کا بہی ہوتا ہی عبث

دولت وصل ملی کی نہ دلا بی قسمت
سلطنت کی لیی محتاج کا رونا ہی عبث

ظلمت بخت نجائیگی کبہی رونی سے
کہ سیاہی کا پر زاغ سے دہونا ہی عبث

کوئی نعمت نہین اس خوان جہان مین بیگا
ذایقہ ہو تو نہ میٹہا نہ سلونا ہی عبث

زیر سر ہاتہ ہی بالش کی نہین کچہ حاجت
بستر خاک اگر ہی تو بچہونا ہی عبث

سر کٹی کا مری قاصد کا وہان جانی کی ضرور
کاٹنا ناخن کا مقراض سی کہونا ہی عبث

ہین جو بد اصل نصیحت سی وہ نہین کیا حاصل
ہی جہان شور زمین تخم کا بونا ہی عبث

دامن غیر سے پوچہو نہ پسینا رخ کا
عرق شرم مین عاشق کا ڈبونا ہی عبث

دشت بیدانہ دکہایا ہمین قسمت نی اسیر
بہوک کی تاب نہین ہاتہ مین سونا ہی عبث

ردیف جیم تازی

مر گئی پر مجہ سی ہی یہ چرخ کجرفتار کج
ہی یقین اوٹھی گی میری خاک سی دیوار کج

عیب ظاہر سی ضرر کچہ اہل باطن کو نہین
کیا ہوا محراب مسجد ہو اگر طیار کج

کیا کہون ہے کسقدر زاہدونکی طبیعت مین کجی
زلف کج دستار کج رفتار کج گفتار کج

کج ادائے یار مین ہی کجروی اغیار مین
ہین عجب طالع ہماری یار کج اغیار کج

غیر ممکن ہی کہ جائی طبع دنیا سی کجی
ہی مُدام سگ کیطرح ہر وقت یہ مردار کج

راست ہون یا کج ہون باطن جد انسی شرط ہی
نیمچہ سیدھا ہی قاتل خونفشان تلوار کج

زلف قد یار کی تعریف مین لکھتا ہون شعر
راست مضمون ہین مگر ہی چار تو دو چار کج

جو بنا ڈالی کجی کی اوسیہ سارا ہی عذاب
جرم ہی معمار کا مسجد جو ہو طیار کج

ہی درستی کلک معنی آفرین کی آشکار
کیا شکستہ طرہ ہی کیا گیسوئی خمدار کج

پختہ کارونکو تواضع اس چمن مین سر سے ہے
دیکھہ لو بار ثمر سی شاخ پر اثمار کج

نیک ہی کج بی بساط دہر مین گوٹی ہے بد
رخ کی سیدھی چال ہی فرزین کی ہی رفتار کج

اپنی بیگانی کی بہی رکھتی نہین ہرگز خبر
ہین جو موذی ہر جگہ چلتی ہین مثل مار کج

عیب ہی اہل صفا کا کچہ ہنر سی کم نہین
کیا ہوا دریا مین موجونکی جو ہی رفتار کج

ہی دلیل جبن ظاہر سر مین رکھتی ہین غرور
فہم زن سی بہی کہین مردونکی ہی دستار کج

راست بازون سے کبہی سیدھا نہین چلتا ہے تو
چال تیری ہی بہت اے چرخ کجرفتار کج

مردم دنیا جو کجرو ہین تعجب کیا اسیر
بیشتر گلشن مین آتی ہین نظر اشجار کج

ہی پسند اوس طفل کو تحریر موج
کتنا روشن ہے خط تقدیر موج

دیکھ کر بازو تمہارے وقت غسل
مچھلیون مین چل گئی شمشیر موج

ناتوان وہ ہون نہ ہرگز ہل سکون
ہو جو سیر دریا تو پاؤن مین زنجیر موج

بحر مین ٹپکے جو میرا اشک گرم
بول اٹھی اف اف لب تقریر موج

صفحہ دریا ہے یا اوسکی جبین
چین پیشانی ہے یا تصویر موج

عکس کس مہ رو کا دریا مین پڑا
کہکشان سی ابرو کی ہی تنویر موج

دہوتی ہین افشانکو وہ پانی مین آج
کیون نہ چمکے اختر تقدیر موج

تشنہ لب وہ ہون جو آئی مجھ تلک
پنجۂ مرجان ہو دامنگیر موج

اشک کی دریا مین رہتا ہون رواں
ہی مری تقدیر بھی تقدیر موج

سب ہین دیوانی تری ای بحر حسن
پانی دریا مین بھی ہی زنجیر موج

ضعف سی ہی بی صدا میرا سخن
جیسی جنبش مین لب تقریر موج

جب گئے سب یار دریا پہ اسیر
ہمنے کھائے درۂ تعزیر موج

ہی بعد وصل ہجر کا ہمکو کمال رنج
ہر عیش کا جہان مین ہی آخر مآل رنج

آتی ہین وہ مگر رخ روشن پہ ہی نقاب
دیگا فراق سے بھی یہ بادہ وصال رنج

دی بوسہ اپنی پہولسی رخسار کا کبھی
کانٹی کیطرح دلسی ہمارے نکال رنج

اوس نوبہار گلشن خوبی سی ہون جدا
کیونکر نہ ہو بہار مجھے اونکی سال رنج

روز وصال ذکر جدائی نہ مت کیا
دیتی ہین تیری ہجر کی باتین کمال رنج

بوسہ کبھی کرون جو طلب منہ نہ موڑ لی
دیتا ہی [illegible] سوال رنج

شاید کبھی ہو اتری ابرو سی سامنا
کاہیدہ [illegible] ہلال رنج

ابر کرم شتاب پہنچ ہی مدد کا وقت
کشت امید کو نکرے پامال رنج

گھر ہجر مین نا ہی مسلخ قصاب سی سوا
کرتا ہی بی چھری جسی ہر دم حلال رنج

پیری ہی قہر صاحب افلاس کی لیے
عریان تنونکو دیتی ہی سردی کمال رنج

ہوتا ہی کیون ملال کی جبہی معشوق عرق
دیتا ہی مجکو اور ترا انفعال رنج

خوگر جو رنج کی ہین وہ راحت طلب نہین
جسم گلیم پوش کو دیتی ہی شال رنج

مرنی سی میری غیر ہین خوش یار ہی اداس
ٹھہرا ہو کیون مجہی دم انتقال رنج

ہر وقت کی ملال سی کہتا ہی یہ مجہی
ڈالی جو اس مین نبض کہین اختلال رنج

اس ماہ مین جو اہین جگ ادس رشک ماہ سی
دیکہا جو ہمنی چاند اوٹہائی کمال رنج

مرنی سی میری خویش و احبا کا ذکر کیا
غم رو رہا ہی رنج کو بہی ہی کمال رنج

اس شش جہت مین مجہ سی جو دیکہا تو ہی اسیر
اندوہ صدمہ درد مصیبت ملال رنج

کل کی ضرور فکر رہی تجکو یار آج
ہی کار نیک و بد مین تجہی اختیار آج

رکہتا ہی تند باد خزان سی بہی کچہ خبر
ای محو رنگ و بوی گل نوبہار آج

کر فیض سی جہان مین کشادہ کسی کا دل
لازم ہے فکر وسعت کنج مزار آج

وہ پہول بہی جہڑ ہین گی کل اونکی خاک پر
جنکی گلو سی لپٹی ہین پہولونکی ہار آج

بی کفش فرش خاک پہ چلنا پڑیگا کل
جیسا کہ اسپ و فیل پہ ہی تو سوار آج

کل تو بہی جائیگا کسی در پر امیدوار
جسطرح لوگ تجسی ہین امیدوار آج

رہتی تہی جو وسیع مکانو مین کل تلک
باقی نہین ہین اونکی نشان مزار آج

جی بہر کی دیکہ لین وہ عیادت کو آئی ہین
ای ضعف آنکہہ بند نکر بار بار آج

دستار سرخ کیون سر صیاد پر نہو
بلبل کا خون سر پہ ہی اوسکی سوار آج

اللہ رے کہ قلزم غم سی عبور ہو
دریا ہی جوش گریۂ بی اختیار آج

ساقی ہوای سرو ہی گلشن ہی ابر ہے
ہی دلمین کھیلیے ابلامی کا شکار آج

کانپون مین کب تلک غم فزای ہجر مین
ہونا جو ہی وہ ہو مرے پروردگار آج

خورشید تہک گیا ہی کہ گردون ٹھہر گیا
ہوتی نہین جو صبح شب انتظار آج

آمد یہ کسکی ہی کہ یہ ہے دل کو اضطراب
اوٹھہ اوٹھہ کی بیٹھتا ہو مثل غبار آج

ساقی نہ کام سو سے نہ مجکو ہزار سے
گن گن کی جام دی مجھی دو تین چار آج

رخصت ہوا وہ شوخ مگر آہ تک نکلی
کیا میری دل نی جبر کیا اختیار آج

شاید کہ اس مین روز قیامت کا طول ہی
کٹتی نہین اسیر شب انتظار آج

کہدی کوئی طبیب سی کر اہی کیا علاج
بیمار ہی مریض محبت ہے لاعلاج

جبتک طبیب آئی ہوا حال کچہ کا کچہ
ہی درد دل یہی کہ چلو ہو چکا علاج

ہی شربت وصال مداوای درد ہجر
اس کا کریگا کون سواے خدا علاج

اپنی دوا ہی مرگ کہ بیمار عشق ہین
ساری جہان سی ہی ہمارا جدا علاج

جانی نہ دیگا کون تمہین آؤ شوق سے
ہی محض وہم کہو اسکا ہی کیا علاج

نسخی بدل چکا تری تدبیر ہو چکی
بس ای طبیب درد محبت ہے لاعلاج

خط اوسکا نامہ بر نی دیا مجہ مریض کو
نسخہ نیا حکیم نیا ہی نیا علاج

کیا شوخ ہی مسیح سی کہتی ہی چشم یار
تیرا جدا علاج ہے میرا جدا علاج

خورشید کحل چشم کری خاکپاے یار
آشوب چشم کا ہی یہی توتیا علاج

بیمار ہون مین دست حنائی کی عشق مین
ہی درد دل کا روغن برگ حنا علاج

بیماری فراق کا اب کسکو خوف ہے
آیا مسیح ہوگئی صحت ہوا علاج

ازار مفلسی ہے اگر غم نکھا اسیر
ہر درد کی جہان مین ہین مشکل کشا علاج

ردیف جیم فارسی

نہ پوچھ اوس زلف مین ہین کسقدر پیچ
یہ قصہ ہے نہایت پیچ در پیچ

گرا مکتوب رستی مین جو تجھسے
مری تقدیر کا اے نامہ بر پیچ

ملا فرہاد کو خلعت پس مرگ
ہوا دامان زخم تیشہ سر پیچ

نہ کیونکر عمر کا رشتہ ہو کوتاہ
اوٹھایا کرتے ہین ہم پیچ بر پیچ

کری کیونکر نہ زخمے تل کی گو لے
کہ پیچک ہے تری گیسو کا ہر پیچ

بلائین الفت گیسو مین جھیلین
پڑی سر پر ہمارے پیچ در پیچ

تری زلفون نے کیا سنبل کو سبقت
نہ ایسی خم نہ اوسمین اسقدر پیچ

جو پہنچی آتش عارض کی گرمے
کرے کیونکر نہ وہ موے کمر پیچ

اوڑائی ہے اگرچہ ٹسی تکل
لڑاؤ ہمسے کوئے مختصر پیچ

فسون گر سی نہین کم قافیۂ شعر
کہ سر پر سانپ ہے بگڑیگا ہر پیچ

اسیر اوٹھتی نہین دریا مین موجین
روانی کی یہ آتے ہین نظر پیچ

کثرت مال و منال و زر و گوہر ہمہ ہیچ
وسعت کشور و جمعیت لشکر ہمہ ہیچ

ذکر اورنگ سلیمان و خم افلاطون
قصۂ جام جم و سد سکندر ہمہ ہیچ

ظل دامان علم طنطنۂ طبل و ظفر — رفعت تخت و سرافرازی افسر ہمہ ہیچ

رخت زرین و کمر بند مرصع ہمہ پوچ — مسند بوقلمون فرش مشجر ہمہ ہیچ

زینت خانہ و رنگینی سقف و در و بام — نرمی بالش و آرایش بستر ہمہ ہیچ

حرص دولت طلب جاہ سر قدر بلند — فکر دنیا غم روزی طمع زر ہمہ ہیچ

جملہ افراد برنگ خط باطل باطل — مفتی و ناظر و سر دفتر و دفتر ہمہ ہیچ

جوہر خنجر و شمشیر ہژبران ہمہ لغو — قوت بازوی مردان دلاور ہمہ ہیچ

جماجق اہل خبر بق بق ارباب سیر — مستی صاحب زر کبر توانگر ہمہ ہیچ

صنعت خامۂ نقاش و ہم تیشۂ فکر — نقش ارژنگ و صنم خانۂ آذر ہمہ ہیچ

دامن ساقی و دست طلب بادہ کشان — حلقۂ انجمن و گردش ساغر ہمہ ہیچ

خلوت آئینہ و پرتو رخسار حسین — صحبت شانہ و گیسوی معنبر ہمہ ہیچ

چشم نرگس دہن غنچہ زبان سوسن — چہرۂ گل قد رعنای صنوبر ہمہ ہیچ

یاری یار عبث دوستی دوست غلط — لقب جان من و جان برادر ہمہ ہیچ

جتنی اوضاع زمانہ مین وہ باطل ہین اسیر — جز طلبگاری اللہ و پیمبر ہمہ ہیچ

ردیف حای حطی

تیرہ بختی اپنی زائل ہو یقین ہی شام صبح — کرتی ہی ہر شب کو آخر گردش ایام صبح

عالم پیری مین ای دل چرخ کا شکوہ نکر — ہی بخیل اسکا نہین لینا مناسب نام صبح

ہون مین وہ میکش کہ بہر نذر میری روبرو — جام سیمین شام لاتی ہی طلائی جام صبح

چاہیی پیری مین عزلت نوجوانی ہو چکی — رات کی جاگی ہین ہم اٹہو کرین آرام صبح

چاہتی ہی مرغ عیش اہل دنیا ہو شکار — خاک پر تار شعاعی کا بچہاکر دام صبح

ہمسی سن لی نہ پہونچا نی کی گہات اپنی ہر بر
غسل کو وہ مہر جاتا ہی سحری حمام صبح

گور گوری ہاتہ سی کرتا ہی مسی وہ مہروش
کیا عجب پیدا کری اوسکی چہریکی شام صبح

گر ہی روزینہ مقرر کچہ اگر توفیق ہو
ایک ساغر شام کو دی ساقیا اک جام صبح

طوف کیا اوس کعبۂ ابرو کا ہی مد نظر
روز آتی ہی پہنکر جامۂ احرام صبح

اضطراب اتنا نکر ای دل تسلی پائیگا
آنی کا خط آج کل پہونچیگا قاصد شام صبح

نوجوانی مین ہی دل کو ضعف پیری کا خیال
دیکہتی ہین اپنی آنکہین شام کی ہنگام صبح

وصل کی شب کٹ گئی وہ مہروش گہر کو چلا
لیکی آئی ہی ہماری موت کا پیغام صبح

شام کا عالم ہوا کیا دیکہون فراق یار مین
تیرہ آتی ہی نظر مجکو برنگ شام صبح

ہی دیار مہر و الفت مین یہی لیل و نہار
شام گیسو عارض محبوب سیم اندام صبح

کوچۂ جانان مین چلیی نور کی تڑکی اسیر
اس سی بالاتر ہمین ہی اور کوئی کام صبح

دوستی سر کو تہی جیب مین کرتا ہون گیسو کیطرح
شہر ہم سی آنکہین جہکا لیتی ہین ابرو کیطرح

کسکی زلفون کا تصور ہی ہمین مرنیکی بعد
ہین شگاف قبر مشکین نافۂ آہو کیطرح

خوبصورت اور ہو جاتی ہین غصہ کیوقت
حسن ہر حسین ہمین دیتی ہی ابرو کیطرح

ہی یہ تعلیم تلون انکو ہنگام نشست
ہان طبیعت بہی بدلتی جاتی ہی زانو کیطرح

باغ عالم مین ہی تیرا قد موزون وہ شجر
پوچہتا ہی ہر مسلمان جسکو ہندو کیطرح

ہین وہ مجنون ہم کہ ان اگر جہان لیلی ہون کہین
ذبح دعوت مین کرنی نافیکو آہو کیطرح

ہین فقیر اوس چشم و ابرو کی مگر ہندو فقیر
ہاتہ سکہلاتی ہین اپنی شاخ آہو کیطرح

کیا ہو نہی آج اگر اپنا خط عصیان سیاہ
ایکدن ہوگا سپید آخر یہ ہم گیسو کیطرح

شکر کی جا ہی کہ بدلا اختر طالع کا رنگ
نور کچہ دینی لگا رہ رہ کی جگنو کیطرح

فکر سی سنجیدگی پیدا کری اوسکا سخن
سو کہہ کر کانٹا جو ہو چوب ترازو کیطرح

غصہ اوس ترک جفاجو کا اوترتا ہی نہین
دائمی چین جبین ہی چین گیسو کیطرح

درہم و دینار ناحق جمع کرتی ہین بخیل
گور مین دینگی یہ ایذا سانپ بچہو کیطرح

حسن وی یار دریا مین جو ہو پرتو فگن
ہون حباب و موج قاتل چشم و ابرو کیطرح

اسقدر بہی گریہ ای چشم جنون اچہا نہین
ڈہیلی آنکہونکی بہی جائینگی آنسو کیطرح

عیب سمجہین صاحب جوہر نہ کیون تقلید کو
تیغ ناقص ہی جو ہو بالا وسمین ابرو کیطرح

ہم سیہ بختونکی دل ٹوٹین تو ہو امید وصل
ہی شکست اپنی نشان فتح گیسو کیطرح

بیش و کم جتنی ہی مقدار سخن کہلجائینگی
تول لیگی طبع سنجیدہ ترازو کیطرح

کیون بغل مین تمنی پالا دل سی دشمن کو اسیر
پہونک دیگا یہ بدن کو داغ پہلو کیطرح

شاہد حی آکی بیٹہی شوق سی تل کیطرح
دیدۂ مجنون مین بہی پردی ہین محمل کیطرح

ہون وہ مجنون نالہ اکثر عضو ہین دل کی طرح
غل مچاتی ہین رگین تنگی سلاسل کیطرح

مین تڑپتا ہون سحر سی اوسکو رحم آتا نہین
سخت روز ہجر ہی جلاد کی دل کیطرح

باغمین آئی خزان رخصت ہوئی فصل بہار
باغبان بیٹہا ہی گہر معزول عامل کیطرح

ٹہرین کیا ہوش و حواس اپنی کبہی پیری کی سحر
کوچ کا پیغام لاتی صبح منزل کیطرح

جیسے پہلو سی ہمارے اوٹہ گیا وہ جان جان
دل تو کیا ہر عضو تن مین ہی تڑپ دل کیطرح

تیری چہلونسی یہ ای خنک چمن کہائی ہین گل
حلقہ حلقہ ہی بدن اپنا سلاسل کیطرح

پستی قسمت سے اس وادی مین ہین ہم ان ہر دل عزیز
ڈہونڈتی ہین ہمکو رہزن جادۂ منزل کیطرح

تو وہ گل ہی ہو اگر تجکو تلاش کیمیا ۔ بوٹیاں جنگل کی خود بولین حنا دل کیطرح

تیری جانی سی ہوئی بزم طرب ماتم سرا ۔ رو رہی ہین اہل محفل شمع محفل کیطرح

زلف کس بہرہ جبین کی یاد آئی بعد مرگ ۔ بہر گئی تربت دہوین سی چاہ بابل کیطرح

لکہ کی وصف خال روی یار مین مضمون جو ۔ کہنچتی ہین تیل ہر نقطہ کا ہم تل کیطرح

کسکی تیغ ناز گلگشت مین چلی ای باغبان ۔ لوٹتی ہین گل لہو مین اپنی بسمل کیطرح

رقص مین اوس رشک گل نی جلوہ باندہی ہی ہوا ۔ بج رہی ہین کان سے پتی جلاجل کیطرح

حلقۂ محفل کو کہیی کیوں نہ ہالہ ماہ کا ۔ جلوہ فرما ہی وہ مہر و ماہ کامل کیطرح

کشتنی وہ ہون کہ میری اشتیاق قتل مین ۔ لوٹتا ہے دل ہر اک قاتل کا بسمل کیطرح

قلزم ہستی ہے رواں غوش مین لیکن اسیر
ترنہین دامن مرا دامان ساحل کیطرح

ردیف خای معجمہ

ہاتہ اور حسینوں کی کری رنگ حنا سرخ ۔ ہین پنجۂ مرجان سی بہی ہاتہ اونکی سوا سرخ

تیغ نگہ یار کا کیا رنگ اوڑا یا ۔ سو خون کئی پر نہوئی تیغ قضا سرخ

آلودہ خون فرقت جاناں مین نہین اشک ۔ عشرت مین یہ ہی سبحۂ خاک شہدا سرخ

کیا لال زمانی کو کیا موسم گل سنی ۔ شال امرا سرخ گلیم فقرا سرخ

خرسند وہی ہی جو ہے راجع طرف حق ۔ دیکہو کہ ہی ہر وقت رخ قبلہ نما سرخ

یاقوت کی ترشی ہوئی شاید یہ صنم ہین ۔ ہی لوح جبین سی جو بدن تا کف پا سرخ

کیا عید ہوئی ہی تری آنی سی چمن کو ۔ پہولام کی پہنی ہی ہر اک گل نی قبا سرخ

دیکہو صفت شیشہ ہے اسکی لطافت ۔ آتا ہی نظر پان کی سرخی سی گلا سرخ

تعریف قلم نے جو لکھی خط زرنگی
قرطاس ہوا رقعۂ شادی سی سوا سرخ

خجلت ہی مجھی سخت ندامت سی جو ہمین
کانٹونکو بھی کرتا نہین جزن کف پا سرخ

اسکو بھی ہی شاید کہ غم شبیر و شپیر
ظاہر مین جو ہی سبز تو باطن مین حنا سرخ

سب کہتی ہین ہی جلوہ نما ماہ شفق مین
پوشاک پہنتا ہے جو وہ ماہ تھا سرخ

سمجھا ہے مگر گشتۂ الفت مجھی کاتب
شنجرف سے لکھا ہی تخلص جو مرا سرخ

سر تا بقدم ہے وہ بت رشک چمن سرخ
لب سرخ ہین رخ سرخ دہن سرخ بدن سرخ

جو سیب ہے کچھ زرد ہی کچھ سرخ ہی لیکن
بالکل نظر آتا ہے ترا سیب ذقن سرخ

دین پان جو وہ غیر کو کیا اسمین تکلف
تصویر گلی کا بھی بناتی ہین دہن سرخ

مرقد مین رولاتی ہی جو خون یاد لب یار
مانند رگ لعل ہی ہر تار کفن سرخ

گیسو کے تلے یون نظر آتا ہی وہ چہرہ
جسطرح کہ ہو سانپ سیہ سانپکا من سرخ

سمجھو مری خون سی اوس تیغ کو رنگین
پہنی ہوئی پوشاک ہی گویا یہ دلہن سرخ

بیمار تری آنکھونکا تنہا نہین انسان
آشوب سی ہی دیدۂ آہوی ختن سرخ

قاتل نے جو چھری پہ مرا خون ملا ہے
ہی طوطی خط لال کیصوت ہمہ تن سرخ

مشاطہ گلوری کی نہین کچھ او نہین حاجت
گفتار یہ رنگین ہی کہ کرتی ہی ہن سرخ

کیا پان کی سرخی سی ہی لیون دانتوکی عالم
ہین دانۂ مرجان کیطرح در عدن سرخ

کرتی ہی جدا مجھسی سیہ بخت کو قسمت
شادی سے نہ کیونکہ ہو رخ اہل وطن سرخ

خون تن بسمل نے کھلائی ہین عجب گل
قاتل ہے تری تیغ مین ہر جگہ چمن سرخ

تعریف اسیر اوس لب رنگین کی جو لکھی

فیض گل مضمون سی ہوا رنگ سخن سرخ

ہو نخل گل کی شاخ کہ آہوی چمن کی شاخ / ابرو ہی یار سی نہین اچھی کہین کی شاخ

سم ہو گیا نظارۂ گلشن فراق مین / افعی ہوئی ہماری لئی یاسمین کی شاخ

نشو و نما ہی اوسکی گلستان نور سی / سیوہ جہان کا چہرہ ہی قامت وہین کی شاخ

دیکھین کہ کسکو کسکو کری قتل مثل تیغ / اوس نخل قد مین ساعد بی آستین کی شاخ

مانی کو کھینچنے ہی جو مجھ زار کی شبیہ / لی مو قلم کی جا مژۂ حور عین کی شاخ

چھائی تمام خلق پہ کیونکر نہ اپنی آہ / ہر گھر مین ہو گی طوبئ خلد برین کی شاخ

دست جنون سے کس نی مروڑا کہ آج تک / ہی پیچ پر آہوی صحرای چین کی شاخ

تحت الثری مین پستی تقدیر سی ہوئی دفن / جانی جرید مین ہی گاو زمین کی شاخ

ملتی ہی مجکو ہجر مین تعزیر سیر باغ / ڈرہی لگا رہی ہی یسار و یمین کی شاخ

پیری مین ہی بہ رنگ عصا ہی دستگیر / نخل ریاض لطف جہان آفرین کی شاخ

شیرین وہ اپنا نخل سخن ہی کہ جسمین ہین / مصری کی برگ قند کی گل انگبین کی شاخ

ہی میری کلک فکر سی قائم زمین شعر / جیسی زمین کو تھامی ہی گاو زمین کی شاخ

صاحب کوئی تو عرض ہماری قبول ہو / ہر بات مین نہ آپ نکالین نہین کی شاخ

گلبن تو کیا ہے رشک قد یار سی اسیر
کٹ کٹ گئی ہی طوبئ خلد برین کی شاخ

ردیف دال مہملہ

یوں تجلی شانی ہیں لاکھوں اس ترک لاغر کی گرد / جسطرح اہل زیارت ہوں پیغمبر کی گرد

ہو ای کشتہ قتل ہو کر سقدر مضمون نہین / روح جو پھرتی ہی کب قاتل کی خنجر کی گرد

وقت نزع جان نہ پکڑ لا ایک بھی دست اجل
لوگ بیٹھی رہنگی بیمار کے بستر کی گرد

آئینہ رویونکو گھیری ہین رقیب روسیاہ
اژدہا بیٹھا ہی گویا فوج اسکندر کی گرد

رخ ہی کعبہ دونون آنکھین یار کی جام آب
میفروشون کی دکانین ہین خدا کی گھر کی گرد

تشنگی کا خوف کیا روز قیامت مین ہمین
سیکڑون پیمانہ دہری ہین چشمۂ کوثر کی گرد

بام پر تو تیری کوچی مین تماشای ترے
جسطرح منبر پہ واعظ سامعین منبر کی گرد

جز خرابی سیل آفت سی کہان جائی قیام
پانی پانی ہی حباب آسا ہماری گہر کی گرد

یون محافظ ہین تمہاری انجم ای اہل جہان
شب کو پہرا ہی طلایہ جسطرح لشکر کی گرد

زلف رخسار صبیح یار پر ہی مار و شیر
خط پشت لب ہجوم مور ہی شکر کی گرد

مین فقط قربان نہین ہون چشم مست یار کی
چرخ مینائی ہی پہرتا ہی اسی ساغر کی گرد

خوف تاریکی سی اندر یا دون کہہ سکتی نہین
مہر و مہ پہر کر چلی جاتی ہین میری گہر کی گرد

خط نہین نکلا تری عارض پہ ای شمشاد قد
خار ہین بہر حفاظت نخل بار آور کی گرد

سولیان ہین یہ سزای اشکباری کی لیے
ہجر مین پلکین نہین ہین میری چشم تر کی گرد

خط جو لکہی ہین بہت دیوانگان عشق نے
اوڑتی پہرتی ہین کبوتر اوس پری کی گہر کی گرد

دیکھہ لی تا شکل اصلی چشم عبرت کہول کر
آسنی ہینی لگائے قبر اسکندر کی گرد

ہر زرہ گردی کر چلی پیری کا عالم ہی اسیر
چلکی اب یثرب مین پہری قبر اسکندر کے گرد

زاہد ہو خاک بادہ پرستون مین رو سفید
ہی مثل ابر اسکی بدن مین لہو سفید

جس بوستان مین تیری صباحت کا ذکر ہو
نکلی جو سبزہ بہی تو لب آبجو سفید

ہی طرفہ زرد و رنگی روئی رقیب بہی
اوسکے حضور سرخ مری گو و بد سفید

باقی رہا جو بخت سیہ کا یہی اثر — پیری مین بہی مری نہین ہونگی مو سفید

کیا صاف چاندنی کیا آسمان کو — گویا بہرا ہی شیر میان سبو سفید

ہوتا ہے شب کو چادر مہتاب کا گمان — ای ماہ پیرہن جو پہنتا ہی تو سفید

رستم پہ زال کا ہی گمان سب جہان کو — ایسا ہی تیری رعب سی ای جنگجو سفید

کیسی خجل ہوئی ہین حسین تیری سامنے — ہر مہروش سیاہ ہی رو ہر اک ماہ رو سفید

ساقی کا ہی وہ رعب دکہائی کبہی جو آنکہ — چہرہ نمازیون کی ہوون وقت وضو سفید

رخسار یار سرخ ہی یاقوت سی سوا — شاخ بلور سی ہے زیادہ گلو سفید

عصیان سی توبہ عالم پیری مین چاہیے — کیا لطف ہی جو ہو سیاہ اور مو سفید

جیسی سیاہی خط ولب یار کا جو وصف — طوطی ہے زرد لال دم گفتگو سفید

رخسار یار سی نہ مقابل ہوا ای قمر — انصاف سے تو دیکہہ تو ہی کا رخ تو سفید

ہو او پہلو تم اس چمنستان مین مگر خو — ہو سرخ روئی دست تو چشم عدو سفید

کہیی درازی شب تاریک ہجر کیا — پیدا ہوئی نہ صبح ہوئی اپنی مو سفید

دیتی ہین کوئی ہمکو مے سرخ مغبچے — ان بی مروتون کا ہی کتنا لہو سفید

آنسو بہا کہ نصر کہدی خدا اسیر
ہوتا ہے تجکو روز قیامت جو رو سفید

تن خاکی مین ہے یون روح پابند — حباب آب مین جیسے ہوا بند

تہکا ماندا جو مین منزل پہ پہنچا — ہوا دروازۂ مہمان سرا بند

دعا ہوتی نہین مقبول یا رب — مگر باب اجابت ہوگیا بند

پہ چلے جاتے ہین ہر روز شب مسافر — کبہی ہوتے نہین راہ فنا بند

رہا کر روح کو قالب سے یارب
رہے ہے زندان میں یوسف تا کجا بند

اولجھ کر دم نکل جانے لگا صیاد
قفس کا در نکر بہر خدا بند

لکھوں تعریف تب لف دوتا کی
لگاؤن بند میں جب دوسرا بند

سیہ بختی میں کیا نالے کروں میں
کہ ہو جاتی ہی سرمہ سی صدا بند

گرے آنسو کیا جب آہ کو ضبط
عرق آیا ہوئی جب دم ہوا بند

کری کیونکر نہ وصف روی رنگین
کہ اپنی طبع رنگین ہے ادا بند

یہ خواہان ہی تری نیرنگی حسن
کہ ہو برگ گل رعنا حنا بند

کفن مجہ زار کا ہوتا پس مرگ
اگر دیتے کوئی اوسکی قبا بند

اسیر الفت نے دیوانہ بنایا
کہ دل زنجیرہ گیسو مین ہے پابند

لاکھ تیروں میں ہی مژگان کا مجھی تیر پسند
لاکھ شمشیروں میں ابرو کی ہی شمشیر پسند

جز حسین اور کسیکی نہیں تقریر پسند
دین جو یوسف تو کرون خم لب کی تعبیر پسند

سیکڑوں ہمنی حسینوں کی مرقع دیکھے
روبرو تیری نہ آئی کوئی تصویر پسند

سیکڑوں جرم مگر ایک کی تعزیر نہیں
مرد عاقل کو ہی دیوانہ کی تقدیر پسند

دی کی دولت مجھی دیوانہ بنائی نہ فلک
نقرئی ہے نہ طلائی ہے مجھے زنجیر پسند

دوست کا عیب ہی ہے دوست کی نزدیک ہنر
حق نبی کی لکنت موسے دم تقریر پسند

چل گئی صبح شب وصل کلیجی پہ چھری
ہمکو آئی نہ موذن تری تکبیر پسند

خط تو لکھتی نہیں پیغام زبانی ہی سہی
بڑہ کی تحریر سی ہے آپکی تقریر پسند

آشنا لذت می سے جو زبان ہو ساقی
شیر دایہ نکری کودک بی شیر پسند

چشم کیا روزن دیوار کا عاشق ہو میں
زلف گیسی کہ تری دسکی ہی زنجیر پسند

زخم کاری کا ہی مشتاق مرا طائر دل
لب معشوق ہی اسی صید فگن تیر پسند

کر چکا خوب میں نظارۂ قاتل تہ تیغ
اسی اجل اب نہیں آتی تری تاخیر پسند

رسن زلف مین لٹکاؤ دل زخمی کو
اسی فتراک کو کرتا ہے یہ نخچیر پسند

عقل کی خانہ خرابی ہی جو منظور نظر
جز خرابات نہین ہی کوئی تعمیر پسند

دل کی تسخیر کا معلوم ہے رتبہ جسکو
ہفت کشور کی نہین ہے اوسی تسخیر پسند

اوسکے دیدار کا مشتاق مین رہتا ہون اسیر
عرش پر جسکی ملائک کو ہی تصویر پسند

کچھ نہین پیری مین تنہا اپنی تن پر مو سپید
روز خلقت سی ہی مثل ماہ نو ابرو سپید

جسطرح پیری مین بالکل ہو گئی ہین مو سپید
کر مجھی رحمت سی یا اللہ یونہین رو سپید

انقلاب دہر فانی سی عجب کیا ہی اگر
صبح کا چہرہ سیہ ہو شام کا گیسو سپید

زینت ظاہر نہین ہی نور باطن پر دلیل
دل سیہ ہی کیا اگر ہو چہرۂ ہندو سپید

بزم مین جانی سی تیری رنگ عشرت اوڑ گیا
ہی حنی گلگون کا ساغر صورت شبو سپید

دیر سی مشتاق ہی کر صید اپنا ناوک فگن
روتی روتی ہو گئی ہین دیدۂ آہو سپید

عقل حیران ہے چھپاؤن کسطرح مین راز عشق
منہ کئی دیتا ہی ورد سینہ پہلو سپید

گل تمہی رخسار کی آگی خجالت سی ہی زرد
نرگس شہلا ہی پیش نرگس جادو سپید

واہ ری رنگ تن گلگون کہ سرخ آتی نظر
پیرہن پہنی اگر وہ شاہد گلرو سپید

زرد ہی صورت جلکی رنگت چہرۂ گلفام سے
چاند میلا ہی تمہارا کا بسکہ زانو سپید

جو نظر آتی ہین تری دندان صاف
موتیون ہی ... [illegible] آنسو سپید

کسکی چہری نی کیا ہی تجکو ای خورشید زرد
ای قمر کسکی خجالت سی ہوا ہی تو سفید

پاک ارباب ندامت کو کرینگی اشک شرم
ابر تیرہ جیسی ہوتا ہی برس کر رو سفید

بعد عصیان گریہ خجلت نہ ضائع جائیگا
خط عصیان کو کرینگی زرد کی یہ آنسو سفید

ای ہی گریہ تو پہر کیسی بصارت ای اسیر
ایک دن کردینگے آنکھون کو مری آنسو سفید

ردیف ذال معجمہ

چمک گیا تری بازو سی اسقدر تعویذ
کہ رشک مہر ہی ای غیرت قمر تعویذ

لگاؤن صندل اگر درد سر زیادہ ہو
بڑھائے اور مری سوزش جگر تعویذ

وہ فاتحے کی لئی بھی کبھی نہین آتے
مرے مزار کا کیسا ہے بی اثر تعویذ

ضرور حفظ ہے نامہ کمر سی گر نہ پڑے
گلے کا اپنی بنا اسکو نامہ بر تعویذ

ہوا ہون الفت ابروی یار مین بیمار
پلاؤ تیغ کی پانی مین گھول کر تعویذ

یقین ہوا تری ہیکل ہی کہکشان ای ماہ
چمکتے ہا ہی ستارہی کسطرح پر تعویذ

وہ جن ہی سر پہ ہمارے کہ جسکی دہشت سے
چھپاتی پہرتے ہین عامل ادہر ادہر تعویذ

سیاہی شب غم سی نکال دل کو ہی خوف
کہین پہاڑ کی چوٹی کا ہو قمر تعویذ

وہ ناتوان ہون ہوا زرد باندہ کر ایسا
بسنت کی مجھے دینے لگا خبر تعویذ

نیا جنون ہے کہ مین اوسکو پاؤن مین باندہون
جو لائی کوئی پئے دفع درد سر تعویذ

شب وصال ہو کیونکر نہ صبح کا دہوکا
کہ اوسکی چوٹی مین ہی کچھ کب سحر تعویذ

بندھا خیال خدا جانی کیا او نہین شب وصل
سرہانی رکھ لیئی چوٹی کی کہول کر تعویذ

مریض تمہی ہین عامل جو ترک می سی مجھے
لکھی ہین خون لبط می سے بیشتر تعویذ

اسی سے ہوتا ہی اِفلاس کا مرض اِبل
برابر آئی جو عدہ زرہ نہو جوشن

جو اس زمانہ مین پوچھو ہی نقش پر تعویذ
کیجے جو تیغ اجل ڈال دین سپر تعویذ

نہین یہ لخت جگر میری آنسوؤن مین اسیر
نیان آب بہاتی ہے چشم تر تعویذ

ردیف رای مہملہ

زوال حسن ہی ہستی ہو گیا اس چشم گریان پر
نظر وقت تبسم جب پڑی اوس برق دندان پر
خرد یہ دُور جا پہنچی کہ پھر کر آ نہین سکتی
رہائی کی اوسیکو فکر ہی جو قید کرتا ہی
اجل کی شاید آمد ہی کہ پھیری صبح پیری نے
جو کہنا ہجر مین کہا وہ کہون مین وصل مین قاصد
الٰہی حشر پیدا ہو کہین تربت سے اٹھون مین
کئے اللہ نے ہندو بچے کیا خوبرو پیدا
نہو آوازہ پا سے درد سر عالی دماغونکو
بہلا باریکیان کیا حصر ہونگی اوسکی قدرت کی
ہلادین چال چیونٹی کی چلا مین جسکے لاغر
پڑی رخ پر نگاہ مردم دیدہ تو پڑنی دو
نہ چل وہ چال جس سی رنج پہنچی ناتوانونکو
ہوا رخ زرد غم سے دہرتی اب اوس ابرو کے

خبر لیجے کہ پانی پھر گیا چاہ زنخدان پر
ہوا اک ور کوڑا توسن عمر گریزان پر
جنون نے یہ خبر بھیجی ہے مجھے تار گریبان پر
ورود کاروان تھا پھر یوسف چاہ کنعان پر
سفیدی طاق تھائی آبرو دیوار مژگان پر
جو روزہ فوت ہو اوسکی قضا واجب ہے انسان پر
نہایت اشتیاق ہی خانہ نشینی مرد میدان پر
بلا بھیجی عوض جرمونکے یہ قوم مسلمان پر
ذرا غافل قدم آہستہ رکھہ گور غریبان پر
بتائی تو کوئی ہین بال کتنی جسم انسان پر
شب آئی پڑ رہا اک ذرۂ ریگ بیابان پر
کہ لڑکے بیشتر پڑھتی ہین انگلی رکھہ کے قرآن پر
کہ ہی نقش قدم سل سینہ مور بیابان پر
جو زر ہاتہ آئی وہ جب حج کعبہ ہے مسلمان پر

جہان گردی سی کیا حاصل سہیر اب دل یہ کہتا ہی
کہ چل کر بیٹہہ رہیی مرقد شاہ خراسان پر

نہین یہ بخت دل جو جلوہ گر ہین کہ مژگان پر
عجب ہی ہو دل پہ داغ مائل قد جانان پر
تہ خنجر یہ وحشت تہی کہ میرا ہاتھ پڑتا تہا
نظر سی کون شاہ حسن یارب ہوگیا غائب
غلط اہل مین احوال گردون کا بتاتی ہین
خرام ناز و جوش داغ سی لالی کا گل مفقود ہے
رخ پرنور پر خط اوس حسین نی بہی نکالا ہے
تمنا ہی جو موت آنیکی منت مینی باقی ہے
کوئی دولت ہو وہ پر اہل حق کب جنگ کرتی ہین
اسیری کا اگر میری طرح اوسکو مزہ ہوتا
خمیدہ قد ہوا کیونکر ضعف زندان برہم ہو
جواب خط کی کیا امید نامہ گو کہ لکہتا ہون
نہین ہٹتا نہین ہٹتا دل وحشت خانی ہے
بہار روضۂ مقصود فرقت کب دکہائی ہے
فقیری مین جو حاصل ہی ثمر کہہ بادشاہی سے
اوٹہائی ہین جہانمین رنج ایسی خوبرویون سے
صفت ابرو کی مہروش لکہہ کر تری رنگ طلائی کے

کہلائی پہول سحر عشق نی خار جہالا پر
مرہی تا دوس قمری کی طرح ہر سرو گلستان پر
کبہی قاتل کی دامن پر کبہی انکی گریبان پر
لکہان دست برہم سودہ ہی ضعف آسمان پر
گرفتارونکو کیا معلوم کیا ہی سقف زندان پر
تجہی سرو گلستان پر مجہی سرو چراغان پر
نہین موقوف کچہ تسخیر پریونکی سلیمان پر
جلاؤن کیون نہ شمع داغ دل گور غریبان پر
ہوا جہگڑا نہ الیاس و خضر مین آب حیوان پر
تو مرغ روح یوسف بیٹہتا دیوار زندان پر
علم جب ہونگون آئی شکست افواج سلطان پر
نہ اوڑہی کا کبوتر پہر کے گرد دیوار جانان پر
یہ وہ طائر ہی جسکا آشیان ہے شاخ مرجان پر
ثمر ہی شاخ ناکامی کا جو آنسو ہی مژگان پر
قدم رکہتی نہین تیری گدا تخت سلیمان پر
پڑی گی آنکہہ جنت مین نہ اپنی حور و غلمان پر
چڑہا یا کلک نے سونا مری اوراق دیوان پر

بدن مین تیری ای شیرین دا گنی حسبا ہی　　گمان ہوتا ہی جونی شیر کا چاک گریبان پر

اسیر آنسو بہانا فرض ہی غم مین عزیزون کی
چہڑکنا چاہیئی پانی کبہی گور غریبان پر

صورت مو تری باریک ہی ای یار کمر　　بلکہ میری بھی تن زار سی ہی زار کمر
قتل عالم نکری کیون دم رفتار کمر　　ناز قاتل ہی چمکتی ہوئی تلوار کمر
ساری عالم نی آن پائی مری قاتل کی بعد　　کہول کر بیٹھہ رہا وہ بت خونخوار کمر
ہی شب و روز یہی منزل ہستی کی روش　　ہو چکی چار روان باندہتی ہین چار کمر
جامہ زیبی نی تمہاری یہ مجھے زار کیا　　اک گرہ رہگئی گر بہرتہی جو طیار کمر
اسکی بہتر نہین تشبیہ کوئی فی الواقع　　ہی تری پیرہن جسم مین اک تار کمر
کسطرح وصل مین نکلی ہوس بوس و کنار　　نہ تو اظہار دہن سہے نہ نمودار کمر
سینۂ ترک فلک صورت جوزا ہی ونیم　　کیا بچائی گا تری تیغ سی کہسار کمر
لکہہ کی خط وصف کمر مین جو کبوتر کو مین ون　　دم پرواز کری تحفہ سی سو بار کمر
جیمین آتا ہی اب چل کی عدم مین ڈہونڈون　　نظر آتی نہین ہستی مین تو زنہار کمر
صاف مثل در شہوار ہی وہ حلقۂ ناف　　کیون نہ کینچی کبہی سلک در شہوار کمر
دل عاشق کو ادن آنکہون سے بچائی اللہ　　قتل مسلم پہ ہین باندہی ہوئی کفار کمر
بار فرقت نی ہمیشہ مجھے پر خم رکہا　　حشر کی روز کری گی یہی گفتار کمر
باوفا مجہ سا جہان مین نہ ملیگا عاشق　　باندہی قتل پہ میرے نہ خبردار کمر
ہین دل کافر و دیندار جو وابستۂ عشق　　تار تسبیح ہی یا رشتۂ زنار کمر
کیا اوٹہایا ہی ترا بار محبت ای ماہ　　سیدہی ہوتی نہین گر دونکی جو زنہار کمر

ہر طرف کثرت کفّار ہی ڈرتا ہی اسیر
باندھیئے قتل پہ یا حیدر کرار کمر

آہ کی دل سی نکلتی ہین شرارے دو چار
روز لاتا ہی یہ بیمار حرارے دو چار

کیجئی جانب صحرا بہی اشارے دو چار
کہ ہرن صید ہون دس بیس شکارے دو چار

درد دل زخم جگر کاہش جان درد فراق
بی تکلف ہین یہ احباب ہمارے دو چار

لطف برسات مین ہی یا وہ کشتی کا ساقی
دن بسر کیجئی دریا کی کنارے دو چار

کون صحبت مین حسینونکی پہنچکر ہو دلیل
بس یہی دور سی کافی ہین نظارے دو چار

روندیی خاک کبہی پای حنا بستہ سہی
گل چڑہا جائی مرقد پہ ہمارے دو چار

قیس و فرہاد رہ عشق مین ٹہری باہم
پیچ ہی ہوتی ہین ہزارون مین کمارے دو چار

نام کو نور دکہایا نہ فلک نی شب ہجر
دفعۃً چہپ گئی نکلی بہی جو تارے دو چار

اونکی محفل مین جو ہوتا ہی گذرتی ہی خبر
کہ لگی رہتی ہین جاسوس ہمارے دو چار

گفتگو یار سی غیرون مین مناسب کیا تہی
یک دگر ہو گئی آنکہون کی اشارے دو چار

گہر گوشش کی وہ مہ جو کری فرمایش
توڑ لاؤن مین ابہی چرخ کی تارے دو چار

دل کہٹکتا ہی بتاؤ تو یہ ساماں کیا ہی
آج میہمان ہین نئی گہر مین تمہارے دو چار

ہوئی امید کہ ہوگا وہ پری بہی تسخیر
جن پہ یہ خوان نی جو شیشی مین اوتارے دو چار

کیا فسونگر ہین یہ زر دار کہ بہر رکہتی ہین
کرتے دم دار سی صندوق پٹارے دو چار

بوسی ہدہد کی جو اوس شوخ سی چوسر کہیلی
جیتی دو ایک کسی روز تو ہارے دو چار

رہتی ہی گور غریبان کی سر اک خالی
آہی رہتی ہین غم و درد کی مارے دو چار

مصنفہ شیر خدا فاطمہ شافع ہین اسیر

ایک کیا بلکہ ہین ہمکو تو سہارے دو چار

وصیت ہے کہ لائے شمع کوئی اپنی مدفن پر
بہت ہین جو ان پروانوں کی اس سرکش کی گردن پر

گری ہے حملہ اگر فوج نزاکت اسکی گلشن پر
سر غنچہ پہ پڑتی ہے کٹ کر سنان برگ سوسن پر

مقدر مین نہ سوزن کا نہ بخت آسیا پایا
نہ لقمہ ہے مری منہ مین نہ کپڑا ہے مری تن پر

موئی پر بھی سر و سامان وہی ہے بے لباسی کا
دوشالہ ہے حبابی پرند چادر میری مدفن پر

مری گھر مین جو لائی دور ظلمت شام فرقت کی
چراغ خانہ بہائی جیسے کر صرصر کی توسن پر

ہماری پڑ ا یان کا ٹھکانا کیا محبت مین
مسلمانون کی مرتد ہین کسی طفل برہمن پر

حسینون کی محبت مرگ بھی ہے مجکو ای قاری
سوائی سورہ یوسف پڑھنا میری مدفن پر

جو ابرو مژگان کو جو دست شوق سے مین نے
یہ بگڑا ادہ چھری سینی پہ رکھ دی تیغ گردن پر

یہی عظمت ہے ای قاتل جو تیری تیغ ابرو کی
عجب کیا سجدہ تہیرے کس طرح جائز ہو وہ ہمن پر

گلون پر بہین خنجر اسقدر رو رہتا ہے کیون گل
لیا ہم بسملون نے خون اپنا اپنی گردن پر

ترے لاغر کو جا رہنے کی غربت مین نہین ملتی
اڑائی پڑتی ہین جو رہی اپنی روزن پر

ہمارا دل بہی ہے منصور لیکن ہے بہت لاغر
کہیچا وہ دار پر کھینچو اسی مژگان کی سنون پر

حریصون کو کبھی رزق جہان سیر ہونی دی
دہان بندی فلک کہتک دہان گا و خرمن پر

زمانی کا تری خنجر پہ دم قاتل نکلتا ہے
گری پڑتی ہین کیسی کیسی بہاسی آب آہن پر

گیا کب دیکہنے کعبے کو مین یہ مجہپہ تہمت ہے
کبھی تو ہاتہ رکھکر کوئی بت فرق برہمن پر

کر وفسی سامنا ہو جب کر اپنی چاہتی او
دبا دیگی پڑی گو ضرب آہن کی جو آہن پر

بشر کا ذکر کیا ہے جانور ہین حسن کی طالب
گری پڑتی ہین پروانے ہزارون شمع روشن پر

جو دانہ ہے اسیر انگر ہے اپنی سوزش دل سے

گرے گی کیا اگر بجلی گرے گی میری خرمن پر

خزان بہا گی عمل ہے اٹھیا عالم ہے گلشن پر
سوار آیا ہے ابر آذری بجلی کی توسن پر

نظر تھی مرتے دم اوس ماہ کی رخسار روشن پر
چڑھے گی چادر مہتاب ہر شب میری مدفن پر

چلی میخانے مین تیغ نگاہ مست یہ کسکی
نہین ہے سر جو ہے باقی کسی شیشی کی گردن پر

نظارہ مجکو خوش چشمون کا مرکر بھی میسر ہے
ہرن آ جاتی ہین چرنیکو سبزہ میری مدفن پر

سر شوریدہ بر بالین آسایش رسید اینجا
وصیت ہے کہ لکھدینا یہ میری لوح مدفن پر

نہ شیرین کا قصور ایسا نہ مجرم تیشہ زن سے بھی
حقیقت مین ہے خون کوہکن خسرو کی گردن پر

نہین ممکن غم عاشق نہو معشوق کی دلمین
گریبان چاک ہین گل بلبل کی شیون پر

وہ مشتاق شہادت ہون اوٹھا لی تیغ اگر قاتل
نہ گرنی دونگا زمین پر روک لونگا اوسکو گردن پر

سلاح جنگ ہین بیکار جب شمشیر عدو برابر ہو
سپر پر ضرب تیغ ہرگز نہ لگتی ہے جوشن پر

ڈرین کیونکر نہ اہل ظلم اوس بیکس کی غصے سے
چڑھے ہے تمکشی تیر جوبن لیلی جو مٹی کی توسن پر

جیا جبتک جہان مین شغل میخواری رہا مجکو
جلی گی شمع مینا یا چراغ جام مدفن پر

بہک کر نشہ مین کہدون جو عصمت دختر رز کے
کرین سجدے فرشتے زاہدونکی اوسکی دامن پر

جہان کا چھوڑنا اہل جہان کو کیا گوارا ہو
نہایت ہجر گلشن شاق ہے مرغان گلشن پر

ستارونکو یہ آتی شوق ہے تیری لقا ہی کا
کہ آنکھین اونکی رہتی ہین تیرے ہی بام کے روزن پر

چھڑایا زیست کی جھگڑے سی مجکو تیغ قاتل نے
رہا یہ بار احسان تا قیامت میری گردن پر

دم گریہ جو عقدہ درد دل کھل دہیان آئی دولت کا
یقین ہے موتی ٹپکتے آنسو گر کی دامن پر

تعجب کیا اسیر اوسکی اگر ہم بھی ہوے عاشق
نگاہ فرہ پڑتی ہے شوخ نوخیز [illegible] پر

پہلو سے جا ئے نہ دل زار توڑ کر
کیا پا ئیے گا خاطر بیمار توڑ کر

جوش جنون مین سیکھی ہی سیلاب کی روش
آیا کبھی جو گھر مین تو دیوار توڑ کر

مشتاق زخم دل ہی مرا اے خدنگ ناز
جتنا ہو توڑ تجہ مین خبردار توڑ کر

ویران ہین دیر و کعبہ کہ کوچے مین یار کے
بیٹھی ہین پاؤن کافر و دیندار توڑ کر

بوسہ کبھی کبھی تو لے مجہ فقیر کو
ٹکڑا سا دو جواب نہ ہر بار توڑ کر

ماتم مین میری اشک بہاتی نہین اگر
پھینکو گلی سے موتیون کا ہار توڑ کر

جوش جنون نہین جا ئیے صحرا کو کس لیئے
میدان گھر کو کیجیے دیوار توڑ کر

لکھون چمن مین وصف جو بستان یار کا
خامہ بناؤن شاخ ثمردار توڑ کر

مجھ سا بھی کوئی مست نہو گا خدا پرست
مسجد بنا ئے خانۂ خمار توڑ کر

آؤ نہ خالی ہاتہ فرشتو مزار مین
لاؤ ثمر بہشت سے دو چار توڑ کر

سیب ذقن نہو گا نہ خرمای لب نصیب
پرہیز کیا کرے ترا بیمار توڑ کر

کس قہر کا ہے غمزۂ جانان کہ لیگیا
دل سا رفیق مجھ سے یہ عیار توڑ کر

منظور میری قید ہوئی کیا بجای قتل
بیڑی بنائی اوسنے جو تلوار توڑ کر

تعریف میری ضد سی نکی اوسنی شعر کی
کوڑے کا کردیا در شہوار توڑ کر

لازم تجھے خلیل خدا کی ہے پیروی
کعبہ کی راہ لی بت پندار توڑ کر

وہ مست ہون جو ترک کرون شغل مے کشی
جام و سبو کو پھینکدے خمار توڑ کر

کیونکر اوٹھین کہ ہی کشتی یوسف کا انتظار
بیٹھی ہین پانون ہم سر بازار توڑ کر

فرمایش اوسنی کی ہے ور گوش کی اسیر
تاری فلک سے لاؤن مین دو چار توڑ کر

مشکل ہی بزم یار مین شام و سحر گذر
کبتک کرون مین یار کے دربان سی گذر

ای تیغ یار جسم کو میرے دو نیم کر
ای تیر یار توڑ کے میرا جگر گذر

رستی ہین دونون دیر و حرم کوی یار کے
مشکل اگر ادھر ہو گذر نا ادھر گذر

دیتا ہے کون کسکو یہان نیک مشورہ
جو بات تیری ذہن مین آئے وہ کر گذر

دربان یار شب کو اگر در نکھولتا
دیوار پہاندنے مین نکرتا مین در گذر

ای روح شب گذر گئی وہ ماہرو چلا
تو بہی جہان سے صورت شمع سحر گذر

بحر جہان نہین کوئی آشوب گاہ ہے
کہتی ہی موج موج سے جلدی گذر گذر

آتا ہی عاشقون مین جو زلف دوتا کا ذکر
باتون مین رات جاتی ہی دو دو پہر گذر

مرغان دام کیسے ہین مشتاق بوی گل
یارب کری ادہر بہی نسیم سحر گذر

عریان کسی کا جسم ہو دست جنون کو کیا
کرتا ہی کوئی جامہ دری سے یہ در گذر

تیری کمر سے کم نہین میرا بہی جسم زار
انصاف سی نہ ای صنم ہو کمر گذر

ڈر جائیگا کہ گہر ہے ہمارا بہت سیاہ
آنکہہ اپنی بند کرکے ادہر ای قمر گذر

ہو دیر یا حرم کہین جانا نہین محال
مشکل ہے کوی یار مین ای نامہ بر گذر

ہو اس چمن مین سرو کی صورت نہ پایہ گل
بو نکلی کوچہ رگ گل سے بہی در گذر

کاشانۂ فقیر مین جا نبکے سر حق
سلطان کی بارگاہ مین ہو کر خبر گذر

ای تیغ یار کر میرا ہر عضو تن جدا
ہر سر زمین پہ کرتے ہین اہل سفر گذر

روشن دلون کی روک نہین ہی کہین اسیر
کرتے ہین ہر مکان مین شمس و قمر گذر

نہین ہی کہکشان یہ جو نظر آتی ہی گردون پر
کہچی ہے تیغ فرق ساکنان ربع مسکون پر

پہنچکر گیسو نمین اوسکی بل کرتا ہی یونشانہ
کسی شاعر کو جیسی ناز ہو جوئی کی مضمون پر

ہوا باغ محبت کی جو مر کر ہی موافق ہو
اوگی مردم گیا لیلی کی صورت گور مجنون پر

تمنا اسلئی رہتی ہی مرنی کی حریصونکو
کرین تحت الثری مین جا کی قبضہ گنج قارون پر

بحمد اللہ کس سامان سی پیر میفروش آیا
کف جمشید مین ساغر ہی خم دوش فلاطون پر

گرانجانی اگر ہو ترک آسان ہی اک مشکل
ہوئی مردی کو کب دستگار کشتی سطح جیحون پر

پسند اس باغ مین مجکو نہین جز خانہ وحشت
وہ طائر ہون کہ میرا آشیان ہی بید مجنون پر

دلا رونا خیال گریہ بس ہیگو نہین لازم ہے
زیادہ لطف مینوشی ہی مینوشونکو جیحون پر

وہ وحشی ہون یا ساری جہان کو رتبہ عالی
زمین تجمع کر سکتی ہی جا رہی اکدم مین گردون پر

یہ بی ہو جہانمین اونکی پیدایش ہی آہو سے
تصدق مشکنافی حلقہ ہای زلف شبگون پر

کہان دولت کہان حشمت کہان ثروت کہان شوکت
کہی کو کونہ کیونکر فاختہ طاق فریدون پر

فنا کی بعد بہی ہتا ہی حشمت کا نشان باقی
چراغ دیدۂ آہو ہی روشن گور مجنون پر

جگہ پائی ہی جیسی سایۂ دیوار جانان مین
ہما کو رشک آتا ہی میری بخت ہمایون پر

نہین ہی شاعری اپنی یہ سر تا پا ہی حق گوئی
گمان مرغ بسم اللہ ہی ہر مرغ مضمون پر

اسیر آوتن جو مین وحشی تو چہالی دیکھکر میری
بچہائین مچھلیان کانٹی کنار آب جیحون پر

لڑی مجنون بہت دی جان خالی ان گلگون پر
گرایا خون سعی دار و رسن لالی کی افیون پر

فلک لاتا نہین کب دو ڑ اپنی جان مجنون پر
کمر باندہی ہوئی ہتی ہی فوج نجم شبخون پر

جو حق پوچھو بلا مین عقل نے ہمکو پہنسایا ہے
نہین ہی کوئی تکلیف شریعت طفل و مجنون پر

خدا ہی عالم الغیب اپنی باتونکو سمجہتا ہے
شکایت کرتی ہین نافہم کیا رکہہ رکہی گردون پر

وہ لیلی وشش کسی عاقل کی کیونکر روبرو آوے
جو نکلی منہ سی ہوی لیکن وہ ہونا محض لاحاصل
مزاج حسن سرکش کچہ اگر انصاف پر آوے
تو اگر وشش کی شکل خس مقدر میں کہان ساحل
اوٹہایا سر کبہی اوسنی کبہی نیچی نگاہین کے
الٰہی ہجر کی شب تیرہ و تاریک ہی کیسی
اگر اچہا نہیں کہتی زبان طعن تورو کو
نہیں پست و بلند دہر سی نیکون کو بہی فرصت
بخیلون سی کبہو سیم و طلا کیون جمع کرتی ہین
گل وحشت کیا تازہ مری چہالون کی پانی نی
جو دست ظلم سے تیر نہیں اہی حق فریادی

نظر کرتا نہیں جو شہر میں سی تصویر مجنون پر
دعا ہم قحط میں مانگین تو برسی ابر جیحون پر
پڑہی زنجیر آسا زلف لیلی پای مجنون پر
اٹہایا آسمان نی کشتی گرداب جیحون پر
پڑہی تیر دوست بگاو زمین و شہیر گردون پر
نظر آتا نہیں ہی ایک تارا ہگو گردون پر
چہری کیون تیز کرتی ہو ہمارے مرغ مضمون پر
نمایان ہی کبہو یوسف چاہ میں عیسی ہی گردون پر
بلا نازل ہی کیسی گنج کی باعث سے قارون پر
اوگی کانٹی بنا جنگل میں جب گلا عبیر مجنون پر
برہنہ سر مہ و خورشید کیون پہرتی ہین گردون پر

وہ ہیں میخوار شیشے سی نہیں کم دل اسیر اپنا
نگاہ جام سے گلرنگ کا ہی چشم پرخون پر

ہی جوشش بادہ تو بہی ذرا آکی دہوم کر
دربار میفروشش ہو اگر مہے کشو
دشمن کری جو خلق تو لازم ہی خوف جان
اسطرح مجہ پہ پڑتی ہی اوسکی نگاہ مست
فکر دوا میں درد کا دل ہی مزہ نجای
اسے اسیر خوب [illegible] مقابلہ

اے ابر نو بہار برس جہوم جہوم کر
مجرا کرو زمین ادب چوم چوم کر
تلوار کاٹہی سب گلا حلق چوم کر
مستی میں کوئی مست کری جیسے جہوم کر
زخمون میں بہری مینہ جتاب تو ہم کر
رکہ [illegible] نگاہ [illegible] تیغ تو [illegible] کر

نکلی نہ فال وصل کی جھانا ورق ورق — رکھدو ادب سی طاق پہ مصحف کو چوم کر

ممکن نہین کہ آئین نہ پروانی شمع تک — گرد اپنے عاشقون کی گوارا ہجوم کر

مجہسے نہ پوچہ داغ ہین سینی مین کسقدر — ذرات کا حساب شمارِ نجوم کر

صبح شبِ وصال موذن اذان ندی — جاکر کسی خرابی مین اواز بوم کر

ای دل خوشی ضرور ہی آیا وہ تیغ زن — سر تک بِکی تو بیچکے جشنِ قدوم کر

کس کام کا وہ گنج جو آئی نہ صرف مین — بِدنظر عمل ہو تو کسبِ علوم کر

شمشیر ناز کسکی چلی باغ مین کہ گل — زخمی کیطرح گرتی ہین شاخون سی جھوم کر

مدت کی بعد آنکھون نی دیکھا ہی نورِ وصل — جلدی سحر کو شام نہ ای بخت شوم کر

دی نقد جان اسیر کہ قصہ تمام ہی
جلاد کی کچہری مین داخل رسوم کر

سر دیکی راہِ عشق مین دولت حصول کر — محضر لکہین جو خون کا مُہرِ قبول کر

دوزخ اوسی کا خلد اوسی کا اوسی کا تو — جو گھر گری خوشی سے عنایت قبول کر

کیونکر ہون مہد گور مین آرام سی شہید — بیکار ہو جو شانہ جلاد جھول کر

مانگی جو تجھ سی دوست تو دی نقد جان شتاب — ہرگز طلب کسی سے نہ قبض الوصول کر

ذلت سی ہاتہ آئی جو نعمت تو خاک ہی — ناخواندہ میہمان نہو فاقہ قبول کر

ہی خانقہ کی پاس در پیر مے فروش — زاہد کبھی کبھی تو سعادت حصول کر

بلبل کو کچہ تو چاہیئے اندیشۂ قفس — گیا شاخ گل پہ بیٹھتی ہی پھول پھول کر

ذکر خدا مین دہیان بتون کا بھی آگیا — کعبی سے دیر کو مین گیا راہ بھول کر

پہونچادی اوس صنم کو مرا خط شوق جلد — قاصد نہ دم بہر خدا اوّ سول کر

بیٹھا

بیکار محض کرتی ہے انسان کو فقر ہی
معذور نطق سی ہو زبان جیسی بهول کر

بخشی نه بخشی اسمین اوسی اختیار ہی
غافل غضب سی بیٹھه نه رحمت په بهول کر

صوفی سی کوئی کهدو که طاوس تو نهین
بزم غنا مین رقص نه یون بی اصول کر

حاصل اگر وصال نهین هجر هی سهی
جنت نه ہاتھ آئے تو دوزخ قبول کر

کنگهی جو زلف یار سی الجهی تو کیا ہوا
جانی دی ای اسیر نه قصه کو طول کر

یون عرق خط سیه مین هی رخ دلدار پر
رات کو پڑتی هی شبنم جسطرح گلزار پر

دوڑتا هی دل عبث زلف سیاه یار پر
هو جو افسوس گر وه ڈالی هاته اپنی مار پر

مین وه طائر تها تڑپ کر صحن گلشن مین گیا
رهگئی باقی کف صیاد مین دوچار پر

حادثون سے اور محکم خانه تن هوگیا
منه کی چادر گرگئی پر چهتی هوئی دیوار پر

خون ناحق کا مین اهل شرع سی لون انتقام
جهمین هی منصور سان وعظ کو کهینچون دار پر

جو کری گردن کشی لازم هی اوسکو بار غم
سر اوٹهاتی هی تو کڑیان پڑتی هین دیوار پر

بی کی می کهلائی جلوه جو هو شوق گزب
هو نیئی مرغ نظر کو آتش رخسار پر

دور سی بتلاتی هین اونگلی اوٹها کر سبزفردوش
هی گمان ماه نو شاید تری تلوار پر

شعر مین لازم هی لکهی اوسکی زلفونکی صفت
مرغ مضمون کو هین اورنگی لئی درکار پر

هین جو اهل درد اونپر هی خدا بهی مهربان
صوم کی تکلیف روزون مین نهین بیمار پر

یون برابر داغ میری پیکر خاکی په هین
هو دو هالی مین چراغان جسطرح دیوار پر

قتل اگر همکو کیا هی جلد هونا چاهیی
رنگ سنجائی نه قاتل جسکی خون تلوار پر

کهینچی کسطرح اوسیر زردی الکا گمان
هاته رکهتی هی وه کاکل مصحف رخسار پر

می کشو کیا جہوٹ متے ہو نشہ می مین چلو ۔ محتسب لایا ہے ڈاکہ خانۂ خمار پر

اشک سے خالی نہین کوئی مژہ تار نگاہ ۔ دوڑتی پہرتے ہین موتی رشتۂ ہموار پر

اوسکی نغمون کی جو مضمون کہم لکہی ہین اسیر ۔ ہی تفوق کلک کو منقار موسیقار پر

دشت وحشت کا گمان دی یا ہی گلزار پر ۔ غنچۂ گل شاخ پر یا آبلہ ہے خار پر

ہر دم اوسکی ابرونکا دل مین تہا ہی خیال ۔ ہی بجا تلوار پڑتی ہے اگر تلوار پر

کس بیابان مین نہین اوٹہی دل تیری ہو ہم ۔ تذکری رہتی ہین چہالونکی زبان خار پر

بیخبر اپنی خرابی سی زمانہ خندہ زن ۔ کیا ہنسی آتی ہے مجکو قہقہۂ دیوار پر

فرقت گل نی کیا لاغر قفس مین اسقدر ۔ رہ گئی بلبل کی دو تین استخوان دیوار پر

ہم بس دیوار وہ ہر وقت گہر مین یار کے ۔ رشک آتی کیون نہ ہمکو صورت دیوار پر

گرم کتنا تہا تری سودائی گیسو کا خون ۔ کاٹتے ہی پڑ گیا چہالہ زبان مار پر

اسقدر غیرت مجہی اخفا ہو کسی گہر مین گیا یار ۔ ڈالدون مین پردۂ چشم روزن دیوار پر

کوہکن کا خون دکہلاتا ہی یہ تازہ بہار ۔ کیون نہو جوش شقایق ہرمس کہسار پر

ای شکرلب سبز کیا ہو جیسے ہی رنگ بدن ۔ طوطیون نی زہر کہایا ہی تری گفتار پر

ہر رگ گردن مین میری جوش کہایا ہی لہو ۔ بارہ رکہوائی ہی کیا اوس ترک نی تلوار پر

سر جہکایا اپنا مستی مین نہین طاعت سی کم ۔ ہی گمان محراب مسجد کا در خمار پر

کیا حرارت ہی گڑا ہی تن مین مرہ پیکان تیر ۔ گرمی خون سی ہین تبخالی لب سوفار پر

ہون وہ دیوانہ جو رکہا کوئی جانان مین قدم ۔ ڈر گیا ایسا کہ سایہ چڑہ گیا دیوار پر

خشک کیا بالکل مری پاؤنکی چہالی ہو گئی ۔ پڑ گئی جو پیاس سی کانٹے زبان خار پر

کیا بُرا ہی ہم اگر غیرونکو کہتی ہین بُرا
طعن کرتا ہی خدا قرآن مین کفار پر

کعبۂ مقصود تک پہنچی مقدر سی اسیر
سر جھکا ہے آستان حیدر کرار پر

کی مجمع احباب مین گفتار سمجھکر
اک بات کہی ہمنے تو سو بار سمجھکر

دنیا کی نہ خواہان ہوئی ہم عار سمجھکر
کتون ہی پہ چھوڑا اسے مردار سمجھکر

نرگس مجھی کہلانی لگی باغ مین آنکھین
آیا تھا عیادت کو مین بیمار سمجھکر

تلوار جو اوس ترک نی کھینچی سر میدان
زخم اپنی ہنسے قہقہہ دیوار سمجھکر

ظاہر مین مین اکسیر ہون باطن مین کف خاک
لیتے ہین تو لین مجکو خریدار سمجھکر

بخشا مجھی خالق نی فرشتون سی یہ کہکر
جرم اسنی کئی ہین مجھے غفار سمجھکر

نیلام کی دن بھی بکی جنس دل اپنی
چپ ہو رہے کچھ دل مین خریدار سمجھکر

فرقت مین جو دی بادۂ گلگون مجھی ساقی
منہ اوسکو لگاؤن نہ کف یار سمجھکر

بازار محبت مین خریدار تمہاری
یوسف کو بھی لیتے نہین بیکار سمجھکر

جز مرگ بیابان محبت مین نہین کچھ
رکھنا قدم ای خضر خبردار سمجھکر

برباد نجائینگے مری اشک مسلسل
پہنین گے حسین موتیون کا ہار سمجھکر

ہی زرد تن زار حریصون سے عجب کیا
لوٹین ابھی سونے کا اگر تار سمجھکر

مین رند کہان اور کہان مسجد جامع
آیا تھا اسے خانۂ خمار سمجھکر

می پی کی جو آئی ہو سوی مجمع احباب
بہکے نہ زبان کیجیے گفتار سمجھکر

کچھ کام نہ تھا سجدۂ محراب حرم سی
سر ہمنے جھکایا تری تلوار سمجھکر

جب منعم مغرور سنی کی بات نہ ہمسے
چپ ہو رہے ہم صورت دیوار سمجھکر

تھا کام کا جو فقر کیا منتخب اوسکو
دولت کو لیا ہمنے نہ بیکار سمجھکر

کچھ مال نہین الفت بلبل مری نزدیک
پھولون کی یہ خواہان ہے تو زردار سمجھکر

تعظیم تھی یوسف کی فقط حیلۂ شرعی
بوسے لیے ہمنے ترا رخسار سمجھکر

لی سلطنت دہر نہ درویش نی تیری
پھینکا سر سلطان پر اسی بار سمجھکر

کی اس رہ پرخوف مین تقلید پیمبر
تربت مین ہم اعدا سی چھپی غار سمجھکر

آنی نہین دیتی وہ اسیر اپنی گلیمن
دیوانون کو پریون کا طرفدار سمجھکر

بی اثر نالے کا لب پر روز لانا کیا ضرور
آزمودہ جو ہے اوسکو آزمانا کیا ضرور

شہر سے چلکر بیابان مرگ ہونا چاہئی
جمع ہو تابوت پر سارا زمانہ کیا ضرور

سیر دریا ہی اگر مد نظر غیرونکے ساتھ
کیون بلاتی ہو ہمین مینڈہی لٹانا کیا ضرور

خفتگان خاک کی قبرون پہ آہستہ چلو
سو رہی ہین چین سی انکو جگانا کیا ضرور

مال بخشا ہے خدانی صرف کرنیکی لیے
واسطے غیرونکی اسکو چھوڑ جانا کیا ضرور

قتل کو کافی ہے آنا ایکا دامن کشان
آستینین قتل عاشق پر چڑہانا کیا ضرور

دور تلک اوسکی پہونچتی ہین گہی بانسی ربط
بڑہکی آگی کھوئی یہ بھی ٹھکانا کیا ضرور

مرحکا مین رخ سی اب ناحق اٹھاتی ہو نقاب
دم نہین سینہ مین آئینہ دکھانا کیا ضرور

صاف کہدی مجھسی خط پڑہکر کہا کیا یار نے
نامہ بر جہوٹی مجھے باتین بنانا کیا ضرور

ناتوانی سی گئین ہین پاؤنکی خود بیڑیان
مجکو ای حداد زنجیرین پہنانا کیا ضرور

بیکسی چھائی ہوئی ہی شامیانیکی عوض
قبر پہ ہم بیکسون کی شامیانہ کیا ضرور

نوجوانی تک تھا زیبا خندۂ دندان نما
ریش جب لائی سفیدی وسمہ و شانہ کیا ضرور

زار ہون ایسا کہ مردہ بہی ہی غایب کبعد مرگ
دوستو خالی جنازے کا اوٹہانا کیا ضرور

نیند آنی کی نہین ہرگز شب فرقت مجہی
قصہ گویون سے کہو قصہ سنانا کیا ضرور

نزع کا عالم ہے ابتو دیکہہ جاؤ اک نظر
پتلیان پتہرا چکین آنکہین چرانا کیا ضرور

منتظر کیون ہی کہ کہینچے وہ جفا جو تیغ ناز
موت کو آنا ہے تو آئی بہانا کیا ضرور

خط رخ جانان پہ نکلا اوڑ چلی ای مرغ نگاہ
جب خزان آئی چمن مین آشیانہ کیا ضرور

گور مین ناحق منانی کی لیئی و تری ہو تم
جان قالب مین نہین شانہ ہلانا کیا ضرور

چپ ہوای مطرب کہ ہی اک ہی فرقت مین راگ
کچہ تو میری ہی سنو اپنی سنانا کیا ضرور

گوش سامع کو گران طول سخن ہی ای اسیر
اختصار اچہا ہے بیتون کا بڑہانا کیا ضرور

اشک ہین یاد رخ و زلف مین طغیانی پر
کشتی عمر ہے دن رات روان پانی پر

ہر ذرہ ہی فروغ رخ نورانی پر
ماہ ہالہ ہے تری چاند سی پیشانی پر

مرتبہ حسن کا تکلیف مین گہٹتا ہی کوئی
خوشنما کتنی وہ زلفین ہین پریشانی پر

رحم آیا او نہین تقدیر بدل دی میری
نون ابرو سے نظر کا خط پیشانی پر

ناخنونکی ہی جو ہر جا تن عریان پہ خراش
نظر آتا ہے اتو جامہ عریانی پر

نو مہ و مہر سے ای فلک ایام ہی نحس
ایک کیا دو ہین ستارے تری پیشانی پر

میری خالق نے کیا مجہکو دوبارہ زندہ
آگیا رحم جو قاتل کی پشیمانی پر

حادثون سے نہ ملا امن بہت کی تدبیر
ابر نے برق گرائی مری بارانی پر

بہولتا ہے کوئی آب دم خنجر کا مزہ
دم بہر کتا ہے تری زخمیون کا پانی پر

ایکدن بہی نہ ملا بحر جہان مین آرام
ہوگئی عمر بسر کشتی طوفانی پر

تیری تصویر نی کہینچی ہی وہ کی گرم نگاہ
جان بہزاد جلی برق گری مانی پر

کردیا بخت نی بی بال و پر ایسا کہ مجہی
رشک ہی طائر بسمل کی پر افشانی پر

اثر سجدہ کہان اور کہان تیغ ابی بت
ہی نشان بوسہ عاشق کا یہ پیشانی پر

ہین جو عشاق انہین رنج ہی سامان عید
شاق ہی عید کا دن ور بہی زندانی پر

الفت ابروی خمدار مین دی جان اسیر
رکھدیا ہمنے گلا تیغ صفاہانی پر

جان دی ایک پری کی رخ نورانی پر
مردہ اوٹہے گا مرا تخت سلیمانی پر

خلق مرتی ہے تری تیغ صفاہانی پر
خون پیاسونکی گرا کرتی ہین اس پانی پر

اسطرح نقطی ہین دیوان ہین ہماری روشن
جیسے افشان کسی محبوب کی پیشانی پر

صاحب ظلم کا افلاس نہین قابل رحم
دل پسیجا نہ کوئی تیغ کی عریانی پر

غیر کو آب دم تیغ پلاؤ کہ سبے مجہے
مینڈہی لڑوانے سی کیا فائدہ بہتی پانی پر

کشتہ حسن جبین عشق ان مین نہین کشتہ تیغ
بدلی گردن کی مرا خون ہی پیشانی پر

ابرو و چاہ ذقن دیکہ سبے ہین عاشق
ہی یہ نزدیک کہ تلوار چلے پانی پر

لیلۃ القدر تری گیسوی شبگون پہ نثار
صبح نوروز تصدق رخ نورانی پر

آگئی دشت مین دس عارض و مژگان کی جو یاد
تیر آہون کی چلے لالہ پیکانی پر

یارسکے مطلع ابرو کی تو معنی کہدین
ناز ہی جنکو بڑا اپنی سخندانی پر

نرم طینت کو نہین کچہ اثر زخم زبان
کاٹے کیا خاک جو تلوار چلے پانی پر

لحن داود سی بہی لحن ہی جنکی بہتر
وہ گلی کاٹتے ہین تیری سخندانی پر

دیدہ کم سے نہ دیکہ اشک گدا کو منعم
جگہ اس در کی ہی تاج سر سلطانی پر

کیون نہو طول شب ہجر سی وحشت دل کو
کچھ تعجب نہین ہوتی تھین جو پریان تسخیر

کہین طرہ ہے یہ موئی سر زندانی پر
نقش تھا نام ترا مہر سلیمانی پر

تھا جو خوش فکر وہ ہی قابل تعریف اسیر
نوری پر ہے نہ موقوف نہ خاقانی پر

چاہیے مرنا نگاہ لطف قاتل دیکھکر
جان نثاری کیجیے جلاد کا دل دیکھکر

گوش گل کر باغبان مست غرور ہی عندلیب
چاہیے رنگین بیانی رنگ محفل دیکھکر

سمجھے ہم دو مسجد ونکو پاس ہین وہ میکدے
دونون آنکھین وہ نو ابرو کی مقابل دیکھکر

نامہ میرا وہ جو پڑھتی ہین تو کہتی ہین عجب
پھینک دی وہ کیا کرو گی خط باطل دیکھکر

غم سے مین کہین بیان تھا تنگ پر لکھین ہوئی
دام مین صیاد کی حال عنادل دیکھکر

لا چکی ہین بخت مقتل مین مگر آشنا ہی دور
موت پھر جائی نہ عریان تیغ قاتل دیکھکر

آدمی کیا راستی ہی جانور کو بھی پسند
ہم یہ سمجھے سرو پر قمری کو مائل دیکھکر

رہتی ہین آنکھین تمنائی تمہاری نجائے من
کیجئے مسمار میرا خانہ دل دیکھکر

چاہئی شاعر کو اچھی طرح مین فکر غزل
بوتی ہین دہقان مین ہیر حاصل دیکھکر

کیا نہ میری طرح یہ بحر فنا مین ہونگی غرق
ہنس رہی ہین کیا سبکساران ساحل دیکھکر

بد صورت بھی نہین نظارہ معنی سی کم
شوق لیلیٰ بڑہ گیا مجنون کو محمل دیکھکر

سیہ کارونکی حاجت جسجگہ ہین زرد و سپید
ہم یہ سمجھے صورت کا قدر و منزل دیکھکر

ہی جنہیون سی کی آغوش خالی ای قمر
کیا خجل ہون ہالہ گرد ماہ کامل دیکھکر

تیغ گردن پر چلی لیکن نہ کچھ ایذا ہوئی
محو ایسی ہو گئے ہم روی قاتل دیکھکر

صحبت احباب پر دل کی صفا
آنکھین روشن شمع کی ہوتی ہین محفل دیکھکر

چاندنی شب مین اولٹ دو تم بھی چہرے سے نقاب　　کبک نازان ہی فروغ ماہ کامل دیکھکر

تیغ تورکھی گلی پر کھیجے لیکن روان　　اک ذرا طرز نگاہ یاس بسمل دیکھکر

بازرکھا راہ عقبی سی فروغ دہر نی　　راہ بھولا مین چراغ غول منزل دیکھکر

مجھسا پیاسا کوئی صحرائی محبت مین نہین　　بہا کیا ہون منزلون دریا کا ساحل دیکھکر

مثل جوہر تیغ سی لپٹا مین فرط شوق مین　　مرگ سی ٹرتا ہی بھلا روی قاتل دیکھکر

ہی یہی تعبیر ای وحشت بہار آئی قریب　　چونک اوٹھی ہم خواب سے طوق سلاسل دیکھکر

سہل تھی جو ارا کنی لی اپنی حصہ مین اسیر
جان کنی وہی کوہکن نی مجکو مشکل دیکھکر

مائل یہ دل عبث ہی بت خانہ خنگ پر　　ہوتا ہی چور شیشہ جو گرتا ہی سنگ پر

ترکان چشم یار ہین امادہ جنگ پر　　کیا ہند سی کرینگی یہ دھاوا فرنگ پر

دل اپنا آگیا ہی اب اوس سبزہ رنگ پر　　طرہ ہی جسکی یاد خط سبز رنگ پر

پیری مین مو سپید جوانی مین ہین سیاہ　　رہتا نہین زمانہ کبھی ایک رنگ پر

ہین سخت دل بھی ساختہ خاصان حق کی نرم　　نقش قدم رسول کی پڑتی تھی سنگ پر

دیکھی مجھی تو اوڑ کی ابھی آتی ہون وہ صید　　پیدا کری کمان بھی مثل خدنگ پر

خندہ گل ہی خوابگاہ مجھی ہجر یار مین　　کیونکر نہو پلنگ کا دھوکا پلنگ پر

مضمون نئی بندھی ہی گل رخسار یار کے　　آتی چلی ہی اپنی طبیعت بھی رنگ پر

ممکن نہین کہ حشر کی دن ہون سرخرو　　پیسین جو وہ حنا مری قد کی سنگ پر

مفلس ہون پیچ زر نہین تجھسی نقد جان　　دل ہی مرا کشادہ سجا دست تنگ پر

دشمن پہ ہو فتح نہ جا سے اگر خدا　　کیا اعتماد نیزہ و تیر و تفنگ پر

بی سود ہے علاج دل داغدار کا
مرہم لگائی کیا کوئی داغ پلنگ پر

دریا کا بھی سفر سفر خار زار ہے
چلتا ہون راہ ارہ پشت نہنگ پر

کس ترک کا ورود ہوا صید گاہ مین
زورون پہ نیل گاو ہین آہو امنگ پر

کیسی شب وصال کہ ٹیکا ہزار سر
رکہنی دیا نہ پاون بہی اوسنی پلنگ پر

مشتاق بوسہ لب ہیگون وقت نزع
جاتی ہے جان بادہ یاقوت رنگ پر

ہندو بچون کو دیکھتی ہم بہی چلین اسیر
دن اگئی نہان کا میلا ہے گنگ پر

سیکڑون داغ تنگ جائی جگر
دی جگر اور ای خدائی جگر

شدت گریہ مین یہ ڈرتا ہون
کہین خون ہو کے بہ نجای جگر

تو تو پتھر کا ہے نہ لوہے کا
سختیان کب تلک اوٹہائی جگر

طپش دل نہ پوچھ فرقت مین
ہے یہ نزدیک منہ کو آئی جگر

لا سکے مین چار داغ اسمین ہزار
کیا جگر سے عرصے بڑائی جگر

یہ ہوا خون وہ ہوا پانی
کبھی دل رووں یا برائی جگر

غم ہی مہمان تو کچہ عزیز نہین
خون پئی سیر ہو کی کہائی جگر

مٹ کی پائی نجات صدمون سے
اب جگر ہے نہ داغہائی جگر

روتی روتی ہو غش تمام جہان
مین دکہاؤن جو کربلائی جگر

یہ اوٹہائی ہین سختیان ہمنے
پارہ سنگ ہی بجائی جگر

مین یہ کہتا ہون آہ آہ ای دل
دل یہ کہتا ہے ہائی ہائی جگر

یہ بہی ہی ہندہ جگر خوارہ
کیون نہ زال جہان چبائی جگر

سامنی تیرے تیغ کی ٹھہری
رستم ایسا کہان سے لائی جگر

گرمیون سے تری ہی دل ٹھنڈا
کون بیفائدہ جلائی جگر

دل سے پائی اسیر ہمنی خبر
جم گیا غم سی ہای ہای جگر

تفوق کس طرح دنیا مین ہی اعلی کو اسفل پر
کبھی چھائے نہ کملی بھیگ کر باران مین بادل پر

ذرا سی بات پر اہل تکبر پھاڑ کہاتی ہین
درندی ہین یہان کچھ بھی نہین موقوف جنگل پر

مگر اوسکو حاصل ہی نظارہ ان جنونون کا
بجا ہی شک آنکھون کو ہماری چشم احول پر

کہا کیا حال تونی میری دردسر کا ای حاسد
جواب نامہ لکھا ہی جو اونسی لوح صندل پر

کیا مضمون بیتابی نی برہم بسکہ مطلع کو
مقدم مصرعہ ثانی ہوا مصراع اول پر

گمان ایک کو اوسیر ہوا پانیکی چہاگل کا
یہ روئی ہیکی ہم آنکھین تمسی پانونکی چہاگل پر

سواری رات کو جب اوس شوخ کی نکلتی ہی
گرے سایہ پہ ٹوٹے ہین دل پروانہ سان لوگونکی مشعل پر

ولا منظور ہی توبہ تو پھر اسمین توقف کیا
جو عاقل ہین ہمیشہ کہتے رہین کام آج کا کل پر

کہی ہی تو نام اوسکا خریدارون مین لکھوا دو
سنا ہی جیتیان قوالی کا ساقی می کی بوتل پر

سر دربار مین کہ قائل ہوا ہان تنگ کی شکر
ہمارا اونکا جھگڑا ختم ہی اس قول فیصل پر

فراق یار مین گلزار کو مقتل سمجھتا ہون
گمان ہے شاخ گل پر تیر کا پیکان کا کونپل پر

نظر آئی جو لالی موسم گل سبزہ زارون مین
گمان ہمکو ہوا ہین سرخ بوٹی سبز مخمل پر

تری آنکھون کی گردش دیکھکر سب لوگ کہتی ہین
یہ پتلی پھر رہی ہی آہ کس انداز سی کل پر

دل صد چاک حیران ہی بہت کچھ پن نہین اسنے
کرشانہ بل کی لیتا ہی بہت اوس زلف کی بل پر

گل تازہ کہلاتا ہی وہ بہار اوس گلی بستان کا
دل عشاق چٹھی جاتی ہین اوس آتی کونپل پر

گل خندان ہیں جتنی بسملوں کی زخم خندان ہیں
گمان صحن گلستان کا ہی قاتل تری مقتل پر

اسیر اوصاف اوس چاہ زنخدان کے جو لکھو مین
گمان نہر جنت کیون نہو دیوان کی جدول پر

اگرچہ آئی ہی عاشق کی جان ہونٹوں پر
مگر ہی اب بھی تری داستان ہونٹوں پر

گلے سے اوسکی نہ آئی تھی تان ہونٹوں پر
کہ آکی رکھدئی زہرہ نی کان ہونٹوں پر

پلاؤ آب دم تیغ تشنہ کاموں کو
عطش سے پھیر رہی ہین زبان ہونٹوں پر

جو سمجھے آپکی شیرینی دہن کا مزا
شکر فروش لٹادی دکان ہونٹوں پر

وہ ایک بات مین کرتی ہین الف لاکھوں
زبان پہ تیر تو قربان کمان ہونٹوں پر

شب وصال چھری ہی مری لئی تکبیر
سمجھکے لائے موذن اذان ہونٹوں پر

جو چاند دیکھ کی اوسنی پڑھی دعای ہلال
نثار ہونی لگا آسمان ہونٹوں پر

وہ ناتوان ہوں کہ میری صدا انہیں سنتے
ہزار رکھتی ہین احباب کان ہونٹوں پر

شب وصال یہ عاشق نی شوق سے چوسی
رہا نہ رنگ مسی کا نشان ہونٹوں پر

شکر ہی ماہ لب شیرین تو تل ہی خال سیاہ
بجا ہی تل شکری کا گمان ہونٹوں پر

پسند ناقہ لیلی ہی نالہ مجنون
عبث نہ لائی حدی ساربان ہونٹوں پر

گیا نہ تیغ کی نیچے بھی شوق نظارہ
نگاہ ہی رخ قاتل پہ جان ہونٹوں پر

سوای گریہ نہیں کچھ کام صورت زخم
ہنسی بھی ہی کوئی دم میہمان ہونٹوں پر

کیا فلک نی خوشی کو یہ ہجر مین پامال
کہ نام بھی نہ ہنسی کا نشان ہونٹوں پر

جگر کی داغ نی اعضای تن کو پھونک دیا
اسیر کی [illegible] لالہ [illegible] ہونٹوں پر

شوق کفن مین ترک لباس شہانہ کر
یہ پیش خیمہ ملک عدم کو روانہ کر

سنتا ہی درد دل نہ کوئی دیکھتا ہی حال
چشم سپہر کور ہی گوش زمانہ کر

مائل ہین ایک عمر سی سائل ہون خم کا
بندوق کا عزیز نہ مجھسے خزانہ کر

ای تیغ یار کاٹ مری سر کو پیشتر
ای تیر یار پہلے جہمی کو نشانہ کر

تھوڑی دنون مین طفل جوان ہین جوان پیر
نظارۂ تغیر حال زمانہ کر

سائل یہین ہین نہین دیتی مال ای بخیل
نکل جائیگا زمین نہ مدفون خزانہ کر

بلبل جو تجھسی اوٹھ نہ سکین باغبان کی ناز
لاکھون چمن ہین اور کہین آشیانہ کر

نازک دماغ ہین وہ کہین درد سر نہو
ای قصہ گو شروع سمجھکے فسانہ کر

موزون کوئی غزل ہو تو اپنی ہی طرح مین
اغیار کی زمین پہ نہ بنیاد خانہ کر

دشوار درد عشق سی فرصت ہی ای طبیب
سو بار کہہ چکا ہون کہ میری دوا نہ کر

رکہہ دست اختلاط کبھی میری دوش پر
پوچھی کوئی تو لغزش پا کا بہانہ کر

ای اہل حصول ستی و دیوانگی سی کیا
غافل ہی تو تو کام کوئی عاقلانہ کر

رازق خدای پاک ہی ای طایر قفس
صیاد سی نہ تو طلب آب و دانہ کر

اللہ نے عطا تجھی کی ہی جبین اسیر
تجویز بہر سجدہ کوئی آستانہ کر

اذان دیکے چڑہا و اہل مسجد کا نہ خون پر
چھری چلنے لگی کی نعرۂ اللہ و اکبر پر

دل پروانہ مائل ہی قد موزون دلبر پر
تماشا ہی یہ طاؤس قمری ہی صنوبر پر

وہ عہد بیوفائی ہی کہ روتی بہی نہین آتا
پدر کی قبر پر فرزند دختر گور مادر پر

نشان کفر کا شوخیان دیکھو مصور کی
فرشتونکی جگہ دو بت بنائی دوش آذر پر

نہ گھبراؤ جو چوڑ بد کی شرط بوسہ کھیلی ہی
نہین گمنام عالم عاشق اوس ابروی پر خم کی

خدا ستار ہی عریان تنون کا پردہ رکھی گا
دئی غوطی ہمین اشک ترک اسکی گنہ ہونی نے

لیا بوسہ جو مژگان کا تو نشتر یار نی مارا
وہ طائر ہون کبھی مضطر جو اوسکو دہوپ مین دیکھا

تعجب کیا اگر خون رگ گردن او چہلکتا ہی
کیا مغرور ناحق حسن پر ان سادہ رویونکو

جو سنجیدہ ہین اونکو کام کیا اندازسانی سی
اوڑہی خورشید محشر ہی اودہر داغ جگر میرا

پہنکر جب کلاہ سرخ وہ خورشید رو آیا
کہلا ہی کچہ تو حال اس سکندری کی بی ثباتی کا

پریرو کس سلیمان قدر گشتی کا یہ لاشا ہے
یقین ہی اب کہ ہم مضمون ابرو تیر لکھین گے

حزین ہوتا ہی اوسکی واسطی جو جسکا ہوتا ہے
یقین ہی اب وہ ہوا گاہ میری شورش دل سنی

کبھی احباب سی کوئی پریشان مغز ہوتا ہے
ترا رنگ طلائی دیکھکر حشتاب ہے آنکھون مین

خسارہ کچہ نہین اب بہی لو تجہا د دلبر پر
نگاہ نداران الفت کی چڑہی ہین تام دفتر پر

سنا ہی یہ کہ آنکھین ہونگی یا اہل خشت کی سر پر
چڑہی ندی اوتر جاتی جو ہوتی بار خنجر پر

چہوا ابرو تو رکہا ہاتہ اوس ظالم نی خنجر پر
پرون کو کہول کر سایہ کیا صیاد کی سر پر

سنا ہی یہ کہ رکہوائی ہی اوسنی بار خنجر پر
بنایا آئینہ پتہر پڑین عقل سکندر پر

کیا حملہ نہ شاہین تیر انداز کی کبوتر پر
بلا نازل حرارت کی ہی ہر نی اہل محشر پر

کبھی پہبتی یہ ہمنی لالہ ہوا ہی جعفو بر پر
کہ شیشہ روز ہاہی خندہ بیجای ساغر پر

کئی ہین سایہ جو کہولی ہوئی طائر پر بر پر
قلم پر قط دیا یا بار دہ رکہوائی ہی خنجر پر

ہمیشہ چشم آئینہ ہے تر حال سکندر پر
لکہا ہی جای کاغذ خط اوسی بال سمندر پر

نہ بولین اسقدر چلا کی مجہ بیمار کی سر پر
لگی ہو دو حریصون مین لڑائی جسطرح زر پر

ستان اسیر اپنا

قدم کعبہ مین تہا جس شاہ کا دوش پیمبر پر

فراق یار مین مکروہ ہی چمن کی بہار
سپید داغ سے بدتر ہی یاسمن کی بہار

جو دیکہتا ترے بازو پہ نورتن اکبر
تو بہولتی اوسی سب اپنی نورتن کی بہار

ثنای عارض جانان مین گل ہین سب مضمون
کہان سی لائیگا یہ گلشن سخن کی بہار

بغیر غم نہین عالم مین قدر عشرت کی
خزان کی بعد بہاران سی ہی چمن کی بہار

کسی کا نفع ہی اس باغ مین کسی کا زیان
خزان ہماری ہی غسال و گور و کفن کی بہار

خزان وادی غربت مین دل ہی افسردہ
کہلای غنچۂ خاطر کہین وطن کی بہار

تمہاری سنبل گیسو نی رخ پہ لہرا کر
نئی طرح کی دکہائی شکن شکن کی بہار

ہر ایک پہول گریبان کو چاک کرتا ہی
دکہائی تمنے مگر سرخ پیرہن کی بہار

فقیر ہین ہمین کافی ہے پیرہن گندہ
پسند کسکو ہی کمخاب و گلبدن کی بہار

نہ پوچہو عالم پیری مین کچہ شباب کا حال
خزان کا دور ہوا الٹ گئی چمن کی بہار

چمن سے تم جو چلے دفعتہً خزان آئی
رہی نہ لالہ و نسرین و یاسمن کی بہار

لباس سرخ پہنکر حسین جو آئے ہین
چمن ہی آج زیادہ ہی انجمن کی بہار

بنادیا مجہے طاؤس سوز الفت نے
کہ داغہای بدن سی ہوئی بدن کی بہار

یہ لالہ کو جہ برای باغبان نیا پہولا
کہ خون سر سی ہوئی روی کوہکن کی بہار

اسیر میری سی قسمت کہان ہے بلبل کی
کہین چمن سے ہی بڑہکر مری سخن کی بہار

مرقد احباب کو رویا مین مضطر دیکہکر
داغ کہائی سیکڑون پہولون کی چادر دیکہکر

زلف تک پہنچی نہ سر سے کانونین گوہر دیکہکر
شب کو منزل ہم نہ پہنچی کی سو ہی اختر دیکہکر

ہون مین وہ میکش کہ مینا کو سمجھا قلقل گلا
خون بہا رویا گردن مینا کو بیسر دیکھکر

ہیچ تو یہ ہی اہل عالم کیا تغافل پیشہ ہین
گور دیکر بنجاتی ہین کیسی یہ ستمگر دیکھکر

کیا کہون قسمت نہین لڑتی کہ رہجاتا ہی یار
گاہ میری سمت گاہی سوی خنجر دیکھکر

محفل محبوب مین مینا ہین یا رہی اغیار ہی
اک ذرا آنسو بہا اسے دیدہ تر دیکھکر

باغبان میری خزان سی غمگین آئی خزان
گر پڑی شاخون سی پتی زیر ششپر دیکھکر

جا تو رہین قمریان آخر کہ عاشق ہوگئین
سرو گلشن کو تری قد کے برابر دیکھکر

گور سی اٹھتی رہی یاد آتی جنونکی ولولے
کھل گیا دل وسعت صحرای محشر دیکھکر

یون تصور سی تری راتونکو اڑجاتی ہی نیند
بہاگتا ہی جیسے شاہین کو کبوتر دیکھکر

ہو نہ مغرور اپنے حسن پر وہ سادہ رو
آئینہ اوسکو دکھاتا ہی سکندر دیکھکر

درد دل مین نی کہا اوس نے تو وہ کہتی ہین کیا
آئیگا مجکو یقین اے بندہ پرور دیکھکر

مرگئی پر ایک ہین شاہ وگدا آیا یقین
تربتین تکیے مین دونون کی برابر دیکھکر

یاد آتی ہین قدح نوشان رفتہ ساقیا
دل بھر آتا ہے مرا لبریز ساغر دیکھکر

ہوئی ابرو نے کیا ہے عاشق بیدم مجھے
تیغ پہ کیا دل مرا لوٹا ہی جوہر دیکھکر

جب ہمارا لیگیا پیغام ہم بولا رستہ
بار ہا جو آدمی آیا ترا گھر دیکھکر

کیا طبیبون کو نظر آتا تن لاغر مرا
بیشتر پھر پھر گئی ہے موت بستر دیکھکر

سر ہی سنگ آستان پر اب کہان اسودگی
کعبہ کی محراب بہولے یار کا در دیکھکر

تاب ضرب گل نہین رکھتا ہون مین نازک مزاج
کہدو انکو نسی لگائین مجکو پتھر دیکھکر

لالہ وسنبل کی کس آنکھون سی دیکھین سیر ہم
روی گلگون دیکھکر زلف معنبر دیکھکر

تاب نظارہ ہو ہمکو کسطرح ای برق حسن
غش ہون جب جلوہ ترا موسی پیمبر دیکھکر

تشنگی شبیرؑ کی جنت مین یاد آئی اسیر
آنکھین بھر آئین ہماری حوض کوثر دیکھکر

دی جان ہمنے چشم بت بیمثال پر
ہی مرگ کی دعا تو فقط اس خیال پر

بوسہ جو مجھکو خال رخ یار کا ملے
ہو فاتحہ ضرور کتاب غزال پر

بیجا ہی مہربانی کو جہ قاتل مین جیسے خطی
موقوف ہی وصال تمہارا وصال پر

لاغر کیا ہی عشق کمر نے یہان تلک
چادر چیڑہاون ہونگی قبر ہلال پر

انکی بہار مین ہی یہ وحشت طیور کو
ہے چاہ آبدیدہ کبوتر کے حال پر

ممکن نہین کہ غرق کری جوش بحر اشک
سمجھون سرک اوسی جو چلون بال بال پر

مجھ ناتوان کو دیکھنے آتا ہی وہ قمر
بلبل کا آشیانہ ہی شاخ غزال پر

طاؤس کیطرح ہین خرامان یہ اہل کبر
بیٹھی ہین ہم جزیرہ گرد ملال پر

وہ آہ کیجے کہ پسیمین رقیب بھی
قدرت خدا کی بدسے ہے عاشق بلال پر

ای بحر حسن ہی جو مقدر مین ڈوبنا
انسان ہو کی مرتی ہین حیوانکی چال پر

ہم ضعف سی شکار کی قابل نہین رہے
شبنم چمن مین روتی ہی بلبل کی حال پر

بھولی نہ ایک دن دل وحشی کو چشم یار
ندی چڑہی ہوئی ہی ہماری خیال پر

موسیٰؑ سے لاکھہ طالب دیدار ہون اگر
صیاد خاک ڈال کی بیٹھا ہی جال پر

اس ترک کا ہی دانت کباب غزال پر
ٹھہری نہ آنکھہ ایک کی برق جمال پر

عمدا رشتت بار گنہ سی نہین اسیر
پل ہے یہ قلزم عرق انفعال پر

پھبتی کہی یہ ہمنے تری خط و خال پر
گویا عبای سبز ہی دوش بلال پر

خورسند کیا عدو ہین ہماری ملال پر — رہتا نہین زمانہ کبھی ایک حال پر

مسند سے کیا غرض وہ مبارک ہو شاہ کو — تکیہ گدا کو ہے کرم ذوالجلال پر

اوس سرو قد کی زلف جو دیکھی ہو تو یقین — کالا سمٹ کی بیٹھ رہا ہے نہالیا پر

اللہ رے دماغ وہ دیتی نہین جواب — عاشق سوال کرتی ہین اونسی سوال پر

جوبن نہ حور کا نہ پری کا پسند ہے — جیسی پڑی ہی آنکہ تمہاری جمال پر

ای چرخ دل کو خواہش دام و درم نہین — داغ ملال دی ہے مجھے داغ ملال پر

نا فرسیدہ دلون سے ہین عالی ہی جنکی قدر — تصویر داغ کب ہی کمان ہلال پر

بیٹھا ہے یون بخیل خزانہ لیے ہوئے — قبضہ ہو جسطرح کسی افعی کا مال پر

موی کمر کی باندہی مضمون نئی نئے — باریکیان ہین ختم ہماری خیال پر

مجنون کمال ناقہ لیلی سے ہے تیز رو — تو بھی سوار کیون نہین ہوتا غزال پر

سوز غم فراق سے پوچھو نہ دل کا حال — کیا سبز ہو وہ برق گری جس نہال پر

ہی کبک و عندلیب کی گلشن مین کچھ خبر — دونون پھڑک رہی ہین ترنی لعل حال پر

بچنا کسی کا تیغ اجل سے محال ہے — رکتی تھی اسکی ضرب زرہ پر نہ ڈہال پر

دعوی کبھی کیا تھا اوس ابرو کی سامنے — یہ وجہ ہی جو اوٹھتی ہی انگلی ہلال پر

کہدو کہ اب حساب ہمارا ہی پاک ہو — آیا ہے آفتاب قیامت زوال پر

جھکے تو نگرون سے مری آنکھ کس طرح — نازان وہ مال پر ہین مین اپنی کمال پر

لہو کی عاشقی سے ہے پیدا جو شاعری — قائم زمین شعر ہی شاخ غزال پر

پائی یہ فال شانۂ شمشاد سے اسیر
قبضہ ہمارا ہو گا کسی نونہال پر

قاتل ہی تری زلف گرہ گیر کی زنجیر
شمشیر کی شمشیر ہی زنجیر کی زنجیر

دیوانہ تو مین ہون کف مشاطہ مین ہو زلف
غیرون کو ملی ہی مری تقدیر کی زنجیر

بھولی نہین ہم عالم وحشت مین عبادت
ہلنی مین صدا دیتی ہی تکبیر کی زنجیر

ہی ذکر کسی زلف کا ہر وقت زبان پر
ہو کیون نہ مسلسل مری تقریر کی زنجیر

معلوم ہوا آپکا زرگر ہے مہوس
لایا ہے بنا کر زر اکسیر کی زنجیر

رحم آگیا جب کاہکشان چرخ پہ دیکھی
بھاری نظر آئی مجھے اس پیر کی زنجیر

رہتی ہی بگڑنی پہ وہی بدعت ظالم
ٹوٹی تو بنی آہن شمشیر کی زنجیر

ایذا نہین دیتی مری پاؤنکو سلاسل
جیسی کسی دیوانہ تصویر کی زنجیر

ای آہ کمان ہے وہ تری قوت بازو
ٹوٹے نہ در خانہ تاثیر کی زنجیر

لکھتا ہی قلم بسکہ تری زلف کی تعریف
ہر سطر مری خط مین ہی تحریر کی زنجیر

ہون مجرم الفت مری تعزیر یہی ہے
ہو پاؤن مین اوس زلف گرہ گیر کی زنجیر

اندیشہ اسیر اس لئی ہی مجکو اجل سے
اورونکو ملی گی مری تقدیر کی زنجیر

امید زندگی کی ہو کس اعتماد پر
آمادہ چار خلط ہین ہر دم فساد پر

موقوف تھا حصول جنان اعتقاد پر
پہونچا مین اس کمند سی بام مراد پر

جو پختہ کار ہی وہ تواضع پسند ہی
ٹپکا زمین پہ جو ثمر آیا مراد پر

تو نی تو ایسے مال ہزارون کئی تلف
ای مرگ جان دون تجھی کس اعتماد پر

دیوانگی مین کون ہی اپنا شریک حال
خون ہی ہماری جسم کا ہے بسے فساد پر

گھر کیسی کیسی دور فلک نی کئی خراب
گنبذ تلک نہین گنبد کیقباد پر

بھاگین ہماری دل سی نہ کسطرح وسوسے
باندھے ہوئی کمر ہے یہ مومن جہاد پر

مارا ہی مجکو یار نے کہنے سے غیر کے
خون حسین گردن ابن زیاد پر

ای چشم تر نکال نہ طفل سرشک کو
لازم نگاہ قہر نہین خانہ زاد پر

حر خون کا اپنی کلفت دل سی یہ حال ہے
گویا کسی نے رنگ چھڑک دی ہباد پر

بیمار خط سبز نہو گا کبھی صحیح
مرہم کری گا خاک اثر زہر باد پر

اچھا کیا اگر نہ اون آنکھون کو دل دیا
گھر سونپتا ٹھگون کو ہین کس اعتماد پر

موج خطر سی کشتی می آشنا نہین
جب دیکھیے رواں ہین یہ باد مراد پر

ہی عالم جنون مین بیابان مجھی چمین
شمشاد کا گمان ہے ہر اک گردباد پر

ای دل زیادہ تجھسے نہین کوئی مجتہد
اپنا تو بس عمل ہے تری اجتہاد پر

اکثر کلام حق مین ہی ذکر غم حسین
موقوف کاف ہا یہ نہ یا عین صاد پر

مطلب بیاض گردن مینا کا ہی قیصو
ساقی کہلے گا کیا یہ کسی کم سواد پر

منکر ہماری آہ کی جو کو نکی تہی جو وہ
نازل ہوئی ہوا کی بلا قوم عاد پر

بت برہمن کی کام نہ آئی کبھی اسیر
دل اوس صنم کو دیجیی کس اعتقاد پر

قتل کرتی ہے اوس قمر کی نظر
تیغ کی تیغ ہے نظر کی نظر

آنکھ کیا بند ہو گئی اپنی
پھر گئی ہمسے سارے گھر کی نظر

تا ناف اوسکی عیان کمر معدوم
جس طرح چشم بی بصر کی نظر

تیغ ابروے یار تیر مژہ
صورت آتی نہین نظر کی نظر

آنکھین دکہین [illegible]
[illegible] کی نظر

ہم ہنر پیشہ دیکھتے ہین ہنر
عیب بین ہوگی سفلے ہنر کی نظر

چاند نے دیکھئے تو دور پردہ
گر نہ دیکھے تمھین نمر کی نظر

قدر آنسو کی جانتے ہین ملک
جوہری رکھتی ہین گہر کی نظر

لطف معشوق سم ہی عاشق کو
ہی کتان کو چہری قمر کی نظر

دوست دشمن کی ہمسے پھر گئی آنکھہ
ہی ادہر کی نہ اب ادہر کی نظر

دیدنی ہو نہ جبکا جلوۂ حسن
خاک دیکھے اوسے بشر کی نظر

سب کجے چہرہ رخ سے وہ ہی بیخوف
جس سی سیدہی ہی اوس قمر کی نظر

قدرت حق سے ہے چشم یار اسیر
ہی قضا کی نگہہ قدر کی نظر

مست ہین ہم مست حسن ساقی گلفام پر
خط پشت لب نہین مینا ہی زرین جام پر

خط ہی کیا صیاد تیری چہرہ گلفام پر
بلبلون کا دم پھڑک جاتا ہی اس گلدام پر

ہمرہ پیراہن نو قطع کرتی ہین کفن
رہتی ہے اپنی نظر آغاز مین انجام پر

کیا ہوا بوسہ جو ہمنی اوسکی عارض کا لیا
فرض ہی تعظیم مصحف صاحب اسلام پر

چاند بالی کیطرح قربان ہوا پریان تو کیا
بال کہولی چاندنی مین جب وہ اپنی بام پر

دیکھنا ہی ایک دن آخر زمین پہر شہسوار
کسکو آتی ہے سواری ابلق ایام پر

ساقیا فصل گل آئی طاق پر تقوی سہی
آنکہ زاہد کی ہی اب پڑنی لگی ہی جام پر

جانتا ہون کنگہی گیسو کی ہین ای جنگجو
لام باندہا ہی اوسنی ہی چڑہائی شام پر

کثرت عصیان سی دل تاریک ہی موی سر سفید
ہی عجب گہر مین اندہیرا چاندنی ہی بام پر

کیا ہوا وہ شوق کیون کہتا نہین او بہکر شکار
گور سبزہ چہرہ ہی ہے تربت بہرام پر

شمع کا جلوہ مبارک تمکو پروانو ہی
دل ہی مجہ مین کشش کا پروانہ چراغ جام پر

جب لگایا ہاتہ اوس خورشید نی تقدیر سی
صبح روشن کا ہوا عالم چہرہ کی شام پر

کون اوس خوش چشم کی غم مین نہین رو رو کی کور
دیکہ لو چہایا ہی جالا دین بادام پر

مہر اوس رخ کی مقابل ہو تو ترک آسمان
کاٹ کر سر کو چڑہائے نیزہ بہرام پر

کیا عجب مٹی جو بعد مرگ ہو خاک شفا
جان دیتا ہون شہید کربلا کی نام پر

صبح جاکر دیر مین دیکہا فروغ روی بت
روشنی رکہی خدا کی گہر مین ہمنی شام پر

تل نظر آتی نہین ہین اوسکی ابرو کی قریب
ہندؤن کی ہی چڑہائی کعبہ اسلام پر

مرگئی ہین الفت چشم و لب بتان مین ہم
فاتحہ دینا انار و پستہ و بادام پر

ای بتو فرصت غنیمت ہی کرو حاصل ثواب
ایک بوسہ ہمکو دو فی اللہ خدا کی نام پر

ای مؤذن وصل کی شب ہے چہری تیری اذان
کیون کمر باندہی ہی اس فریاد بی ہنگام پر

سبزہ بیگانہ باغ حسن سی کہتا ہی دو
باغبان کا ہی گمان ہمکو تری انجام پر

کیا ہوا حاسد جو مجکو زشت کہتی ہین اسیر
طعن اہل کفر کیا کرتے نہین اسلام پر

ہے کسکو تاب غیر کا آزار دیکہکر
ہوتا ہون زرد چہرہ بیمار دیکہکر

قمری ہی سرو سرو قد یار دیکہکر
گل عندلیب ہو گل رخسار دیکہکر

عشرت قبول کی نہ کبہی اختیار مین
آتی ہنسی تو قہقہہ دیوار دیکہکر

وحشی وہ ہون جو دشت سی آیا مین شہر مین
بہاگا ہجوم مردم بازار دیکہکر

ہی شوق قتل عام یہ دلمین بہرا ہوا
اوٹہتی ہین ہر صبح وہ تلوار دیکہکر

ہر طرح تیری حسن نی غارت کیا جہان
دوچار سنکی مرگئی دوچار دیکہکر

ورنہ ہوں میری طرح نہ حالت کرے تباہ / آئینہ کو وہ آتش رخسار دیکھکر

رخنہ ہمارے آپکی الفت میں پڑ نجاے / رہ کہینچے گا کڑکیان سر بازار دیکھکر

ہم اور قابل ہدف ناوک مژہ / کہینچو کمان ابروے خمدار دیکھکر

موسی میں اور مجھ میں ہی لی حسن یار فرق / میں سنکی مشتری ہی وہ خریدار دیکھکر

پایا نہ اس چمن میں کہیں عشق بی طمع / بلبل ہے گرد گل سکے تو زردار دیکھکر

کیا رشک سے گرتی ہیں اشک اپنی متصل / اوسکی گلی میں موتیوں کا ہار دیکھکر

حسرت سے کیا نہیں کسی رشک مسیح کے / رہ جاتے ہیں فلک کو جو بیمار دیکھکر

موسی کا حال کیا نہیں معلوم طور پر / ای اہل دید خواہش دیدار دیکھکر

کاری مری جگر میں ہیں کس درجہ زخم تیر / روتا ہے خون دیدہ سوفار دیکھکر

ہم کیا اسیر مفتی و قاضی بہک گئی
اونچی دکان حضرت خمار دیکھکر

خلوت میں یون چڑہاؤ نہ اہل نفاق کو / دیکھو اوڑی کہیں بیٹھی نہ طاق پر

انکار وصل پر او نہیں انکار وصل ہے / بڑہتا ہی اشتیاق یہاں اشتیاق پر

لکھی جواب خط میں کبھی وعدہ وصال / مرہم لگائی مری داغ فراق پر

ساقی گیا وہ شوخ کہاں میکشی کا لطف / رکھدی اوٹھا کی شیشہ و ساغر کو طاق پر

احباب کا مزاج عناصر سی کم نہیں / در پردہ اختلاف ہی اس اتفاق پر

بی استخارہ دل کو ہی معلوم حکم رب / موقوف امر نہی و نہیں جفت و طاق پر

رستہ جو مجھسے کاٹ کی چلتی ہیں راہرو / کانٹے کا کیا گمان ہی مری جسم قاق پر

کہتا ہے کون عاشق و معشوق کو جدا / ماخذ ہی ایک ہو جو نظر اشتقاق پر

ہم تو اوای مہر مینڈی تی ہین نقد ہوش
کہینچا ہی دشمنو نکی بہی ایذا سی ہمنی ہاتھ
جلتی ہین ہیول وصل کی لگنین کہان مردہ
مصحف کی میکدہی مین جگہ ای سپہر دون
وہ پانچی اوٹہا کی اگر طور پہ چلی
روز جنون مین کوہ تو کیا ہی کہون جو قصد
راضی نہین ہے دختر رز خود طلاق پر
باندہی ہی دوستون نی کمر کیون نفاق پر
دل لوٹتا ہے کاہش خار فراق پر
بت کا مقام خانہ کعبہ کی طاق پر
پروانہ شمع طور ہوئی شمع ساق پر
جاؤن شلنگ بہر کی فلک کی رواق پر

کچہ تو اثر کیا ہے مدہ آہ نے اسیر
چلنی لگین ہین اب تو وہ کچہ کچہ سیاق پر

شہرہ قد جانان کا جو سن پائی صنوبر
میخانہ ہی گلزار نہین موسم گل مین
وہ سرو اگر باغ مین گلگشت کو آئی
گلزار سے آ اترے کو چمن مقرر
ہی راست تو یہ بات کہ آگی تری قد
آئی ہی تو کچہ تمکو ٹہرنا تہا چمن مین
گلگشت گلستان سی ہمین ہجر مین کیا کام
کم صحن گلستان سی نہین سینہ ہمارا
تیرا قد رعنا اگر اوسکو نظر آئی
کیا قامت محبوب کا دیوانہ ہی یہ بہی
لیتی ہے ہر اک فاختہ جمشید سی ٹکر
خجلت سی ابہی خاک مین گڑ جائی صنوبر
دیکہو قدح لالہ و مینای صنوبر
کوکو نہ کری فاختہ بالائی صنوبر
مجبور ہی لیکن کہ ہے شل پای صنوبر
بدنامی کا جہنڈا ہی سر اپنی صنوبر
نکلی ہوس گل نہ تمنای صنوبر
ہی شوق گل و لالہ نہ پروای صنوبر
پہولونکی عوض داغ مین دل پائی صنوبر
گلشن مین بگولا ہو یہ چکر ای صنوبر
ہی نہر چمن سلسلہ پای صنوبر
پر زور ہے کیا بادہ مینای صنوبر

حسن رخ گل دیکھ تو بلبل کی نظر سے
گرویدہ قمری سے تماشای صنوبر

رغبت اوس قد موزون کا جو ہے جا بجا چمن مین
کیون بید کے مانند تھرا ے صنوبر

صدمہ ہی عجب قمری و بلبل پہ خزان مین
ہی غلغلہ ہائی گل و وای صنوبر

طاعت کا خیال آئی گلستان مین جو مجکو
مسجد کا منارہ ابھی بنجا ے صنوبر

کیا اوس قد موزون کا اسی عشق ہوا ہے
ہی سوکھ کی کانٹا جو سراپای صنوبر

عاشق ہین امیر اوسکی قد راست کی ہم تو
قمری کی طرح کون ہی شیدای صنوبر

کبھی تو مہربان ساقی ہو رند لاابالی پر
کہان تک قفل صندوق شراب پرتگالی پر

کیا موقوف تو نی قتل لیکن خلق ڈرتی ہے
گمان مارمردہ ہی تری بندوق خالی پر

نہین کانٹا بیابان کا نہ مین سبزہ گلستان کا
کمر باندھی ہی کیون گردون نے میری پامالی پر

کیا ہی سایہ پیدا قامت پرنور احمد کو
یہی ہی حجت روشن خدا کی بیمثالی پر

یہ سمجھا مرتبی مین عیسی گردون نشین ہو کر
جگہ مزدور نے پائی جو تیری قصر عالی پر

جلا مین ہجر مین وہ سرہانے لیٹ کر ایسی سوئے
بجا ہی دل کو میری رشک تصویر نہالی پر

خداوندا ہی لاحق ایام مجکو مین وہ بیکس ہون
کہ ساتون چرخ سر دہنتی ہین میری [illegible] پر

نہین حاجت گرانی کار کچھ ہین ند لاغر ہون
قناعت ہی مجھی ساقی بس اک مے کی پیالی پر

خدا جانی کہ کیا اس جال مین آرام سمجھا ہی
گرا پڑتا ہے جو مرغ نظر غرفی کی جالی پر

دکھایا بزم مین کیا اوسنی اعجاز مسیحائی
ہوئین جاندار تصویرین جو رکھا پاؤن قالی پر

نہین لازم پرستار میان یار کو کہنا
عبث ہی شاعرون کو ناز مضمون خیالی پر

عجب بیمثل ہی رخ عکس تک جسکا نہین پڑتا
گواہ آئینہ دل ہی تمہاری بیمثالی پر

یقین جان اسکو اِی قاتل لہو سی دن عید ہو جاوے
گلا جس پر رکہہ دو نمین تری تیغ ہلالی پر

میسر ہو اگر دولت تو مین سمجہون اوسی ہاتہ
یقین ہو آنسوؤں کی تار کا سلک لآلی پر

لب شیرین کی مدحت سی بان ایسی ہوئی شیرین
کہ طوطی ہر کہاتا ہے مری شیرین مقالی پر

فراق یار آہو چشم مین گہر کاٹی کہاتا ہے
بگمان شیر نیستان کا ہی مجکو شیر قالی پر

اسیر اوسکا کرم درکار ہی بخشی جسی چاہی
نہ زاہد پر نہ ہے موقوف رند لاابالی پر

موت آئی ابروے بت بی پیر دیکہکر
گشتہ ہوا مین دور سی شمشیر دیکہکر

خجلت ہوئی یہ حالت تغیر دیکہکر
صد ادکٹ گیا مری زنجیر دیکہکر

قرآن کی نقل کرتی ہین قرانیسی جسطرح
تصویر کہنچی تری تصویر دیکہکر

لوح جبین ہماری جو مرقوم ہو چکی
روئے بلا کہ خط تقدیر دیکہکر

مجہ سخت جان کی پاس جو آئی نہین اجل
ڈرتی ہے تیری ہاتہ مین شمشیر دیکہکر

خالق سنے رکہدیا سر انسان پہ بار عشق
تکلیف یہ فلک کو ندی پیر دیکہکر

سمجہا کہ پہر جنان مین ہوا دخل یار کا
عارض پہ اوسکے زلف گرہ گیر دیکہکر

کہتی ہی موت گور کی بستی قریب ہے
منعم ہی شاد رفعت تعمیر دیکہکر

قاصد پہر آیا کوچۂ قاتل سی لوٹتی پاؤن
کہولی کمر نہ قتل کی تدبیر دیکہکر

وہ صید ہون گیے تن مین لہو مارتا ہی جوش
صید افگنون کی ترکش پر تیر دیکہکر

رستم بہی ہو تو اوسکے نہ ٹہرین کبہی قدم
اوس جنگ جو کو دست بہ شمشیر دیکہکر

نظارہ باز تہا جو مین اوس حسن شوخ کا
جہپکی پلک نہ برق کی تنویر دیکہکر

خجلت سی سر اوٹہا نہین سکتی ہی ریختہ
[illegible] دیکہکر

آخر کو آسمان بہی ہوا مجہسی سرنگون
تقدیر کو موافق تدبیر دیکھکر

بیکس وہ ہون کیا دل قاتل کو بہی فگار
حسرت کی آنکہہ سی تہ شمشیر دیکھکر

پیکان کی زخم کی مجہی مطلق نہین خبر
کہایا فریب راستی تیر دیکھکر

رسوا کروگی ہمکو تو رسوا ہی ہوسکے تم
کرنا ہماری لاش کو تشہیر دیکھکر

سمجہا نہین ہی دولت دنیا مین خاک نفع
کہنہ لباس صاحب اکسیر دیکھکر

مین آپ جاکی لیٹ رہا قبر مین اسیر
جلدی اجل سکے آنے مین تاخیر دیکھکر

ساقی پکارتا ہے یہ مے کی سبیل پر
بنت العنب حلال ہی ابن السبیل پر

پیاسا وہ ہون بہشت مین رکہا اگر قدم
بہرہ ملائکہ کا ہوا سلسبیل پر

تمنی وہ گوش آدم خاکی مین کہدیا
جو راز اجتک نہ کہلا جبرئیل پر

راحت ہی غم جو فضل خدا ہو شریک حال
آتش مین گرکے آنچ نہ آئی خلیل پر

اوقات کا نہ حال غریبون سی پوچہیے
ہی زیست نان توشہ و آب سبیل پر

جب رنج کا ہوا مجہی غربت مین سامنا
رویا مین حال مسلم ابن عقیل پر

پہرتا ہی میری انگلیونکی ساتہ یون قلم
جسطرح دست کور رہو دوش دلیل پر

ناحق دماغ کرتے ہین ہمسی ہم ارذیل
اپنی نظر ہی قصۂ اصحاب فیل پر

انجم فلک پہ دیکہہ کی سمجہا کلیم دل
فرعون کی سپاہ ہی یہ رود نیل پر

داغون پہ میری چرخ دنی کیا نظر کری
سیر جنان حرام ہی چشم بخیل پر

ہاتہ آئی اوس سی خال کا دانہ تو ہی بہت
قانع ہون مین ضعیف غذای قلیل پر

بیدم ہون جب جو عازم جنت ہو میری روح
سدرہ کے نیچی فرش کرین جبرئیل پر

او از عند و ابر سیہ حی کسو نہین
یہ خسرو بہار کا ڈنکا ہے فیل پر

دی جسقدر کہ کشتی مین موجود ہو مزا
ساقی نظر ہے کسکو کثیر و قلیل پر

جاہی جو وہ قوی پہ ضعیفونکو فتح ہو ہی
غالب کیا طیور کو اصحاب فیل پر

دشمن ہوئی ہین در پی ذلت تو غم نہین
اپنی نظر ہی فضل خدای جلیل پر

ہے صبح کوچ اپنو ہویدا ار غافلو
چپلے سے چوٹ پڑتی ہی کوس رحیل پر

ہو گا اسیر او طبیبون سی کیا علاج
عیسیٰ نہ ہاتہ ڈال سکے مجہ علیل پر

دیکھی تری انجمن کی تصویر
تہی صاف کسی چمن کی تصویر

انی نے کیا شکار عنقا
کہینچی جو تری دہن کی تصویر

لی آنے گلون کا رنگ نقاش
تب کہینچے تری بدن کی تصویر

عریان ہے جہان مین کون مجھسا
محتاج ہے پیرہن کی تصویر

والبستہ زلف تہا جو مانے
کہینچی ہے شکن شکن ہی کی تصویر

دلگیر وہ ہون کہ دل ہی خوابان
گھر مین نظر ہے چمن کی تصویر

آفت سی بری ہین اہل حیرت
کب ذبح ہوئی ہرن کی تصویر

مانی ہو وہین شبیہ شیرین
جس جا کہ ہو کوہکن کی تصویر

غربت مین ہے کسکو رنج غربت
ہی پیش نظر وطن کی تصویر

لی نوک کی کیون نہ کلک مانی
کہینچی تری بانکپن کی تصویر

مانی ہی اسیر فکر اپنی
کیونکر نہ کہنچی سخن کی تصویر

ہو دسترس جو اوس رخ گلگون کی دید پر
چادر چڑہاؤن پہولون کی قبر شہید پر

جسکی نظر ہی آیہ حبل الورید پر
روتا ہے خون زخم گلوی شہید پر

مارا ہی یارنی مجھے پاس رقیب سے
خون رضا ہے گردن ماموں رشید پر

قاتل کی تیغ سی کوئی بچتا ہی رخت تن
ہی آستین چڑہی ہوئی قطع و برید پر

قاصد کہلا لفافہ یہ تیرا فریب ہے
اوسکی تو دستخط نہین خط کی رسید پر

صاحب معاف کیجئی میرا کہا سنا
آجائیے نہ غیر کی گفت و شنید پر

آیا مہ صیام نمازی ہوا وہ ترک
تیغ وگلو کی اب ہی ملاقات عید پر

پیاسا وہ ہون اگر مین پیون آب تیغ ہی
بہیجون دہان زخم سے لعنت یزید پر

تابع کو اپنی اور ستاتا ہے آسمان
یہ پیر مہربان نہین ہوتا مرید پر

قاتل کبھی تو قصد تماشے کا چاہئی
لالہ اوگا ہوا ہے مزار شہید پر

جام شراب ہمکو علی الاتصال دے
ساقی عمل ضرور ہے ہل من مزید پر

ابرو دکہائے یار تو دل کی گرہ کہلے
موقوف قفل کی ہی کشایش کلید پر

ہر گھر مین نور مہر برابر ہے جسطرح
احسان ترا ہی ایک قریب و بعید پر

دنیا سے کچھ غرض نہین ہمکو لالا کیا
نازل بلا ہی خانہ رہے زن مرید پر

ای ترک خون زخم سے طوفان بپا ہوا
رومال تیغ باندہ گلوئے شہید پر

چوری لگاؤن دل کی مین کیا زلف یار کو
رکھتی ہی ہاتہ رخ سے کلام مجید پر

حیدر کا نام نقش مری دل پہ ہے اسیر
ناد علی کہدی ست نگین حسد بہ پر

ردیف خط یار کو لکھتا ہون میں مضطر دو جائے
اوڑ کے جاتے نہین کس لی کبوتر دو جائے

آخری وقت کبھی نہ مجھے کیا یاد کیا
ہچکیاں آئین دم نزع برابر دوچار

شوق نظارہ ٹہرنی نہین دیتا گہر مین
روز اوس کوچے مین ہو رہتی ہین چکر دوچار

محتسب بادہ پرستون کا ہوا کیا نقصان
ایک ٹوٹا جو سبو بنگئے ساغر دوچار

گوکہ باران ہی ہوئی سردمری خاک لحد
اب بھی ڈہونڈو تو نکل آئین کی اخگر دوچار

بحر الفت بہی مگر ہی کو نے خونین دریا
غرق ہو رہتی ہین ہر روز شناور دوچار

لعل و یاقوت کرون کیا کہ نہین مجکو جنون
منعمو تمکو مبارک ہون یہ پتہر دوچار

قید سی میری پہڑکنی نے چہڑایا مجکو
دست صیاد مین باقی ہین فقط پر دوچار

کشتی بادہ تو دیتا ہے مجہے ساقی پہ غیر
ہائے خیر ہوئے پڑگئی لنگر دوچار

دیۂ تر نے کیا کب نہ تلاطم برپا
ہر محلے مین نہ کس روز گری گہر دوچار

ای فلک تابکجا ظلمت شبہای فراق
چشم مشتاق کو دکہلا کبہی اختر دوچار

ساقیا دین ابہی اک جام کی قیمت مین تجہے
گنج ہمکو اگر آجائین میسر دوچار

کسطرح فوج دو چندان نہو جانبازونکی
ایک دو کرتی ہے وہ تیغ دو پیکر دوچار

دیرتک گہر سی کسیوقت نکلتے نہین وہ
طالب دید گہڑی رہتے ہین باہر دوچار

ملک الموت جو آتی نہین منظور یہ ہے
پیچ دکہلاۓ ہمین اور مقدر دوچار

ہون وہ طائر کہ نہین ضعف سی مجہین کچہ جان
استخوان جسم مین دو تین ہین باہر دوچار

چشم تر روکی ہمکو دیتی ہی ہردم جو اسیر
شب کو تا صبح بدلتا ہون مین بستر دوچار

حال کچہ اوسکے دہن کا ہی نکہنا بہتر
اس معمی مین ہی خاموش ہی رہنا بہتر

کینہ درکینہ پنہان سی کرین دل خالی
زخم بگڑے گا نہین چور کا رہنا بہتر

منع کیا کرتی ہو رونی سی مری آنکھون کو
یہ تو ناسور ہین کچھ انکا ہی بہنا بہتر

نازک اندام ہو تم پھولون کا زیور پہنو
نہ تو سونی کا نہ چاندی کا ہی گہنا بہتر

منحصر آپ پہ ہے کچھ راہ خدا مین دینا
ہاتھ اسواسطی بائین سی ہی دہنا بہتر

ہو مین حلہ جنت مین نمد پوش رہے
کبھی ہمنی کوئی ملبوس نہ پہنا بہتر

دفن ہو شہر خموشان سی الگ لاش مری
مر گئی پر بھی جدا سب سی ہی رہنا بہتر

شعلہ رو آگ ہین ہی کام جلانا انکا
پاس سی انکی ہی کچھ دور ہی رہنا بہتر

اونکی مرضی سی ہی مطلب حق و باطل کیسا
جو کہے یار وہی چاہیے کہنا بہتر

فرصت فکر نہین تو نکہو شعر اسیر
نطق بیجا سی ہی خاموش ہی رہنا بہتر

ردیف زای معجمہ

گلشن مین کیا کرون مین زبان فغان دراز
غنچہ دہن دریدہ ہی سوسن زبان دراز

جاوہ ہو دشت مین کہ فلک پر ہو کہکشان
دونون ہی ہین زیادہ مری بیڑیان دراز

اے شمع ہو خموش نکر سوز دل بیان
کوتاہ شب ہی اور تری داستان دراز

تجکو نہین زوال زمانیکو ہی زوال
رستی ہی تیری ظلم کی اے آسمان دراز

زخمی ہون ہونٹ بوسہ لون مین اگر چشم یار کا
ہوئی ہر مژہ ہین صورت نوک سنان دراز

دیتی ہے بڑھ کی ہر دہن زخم کو جواب
قاتل کی تیغ تیز ہی کتنی زبان دراز

کی بال بھر نہ دل کی ہنسانے مین کوتہی
یارب ہو عمر گیسوی عنبر فشان دراز

ناسور دل بھرین گی نہ مرہم کی پٹیان
لازم ہین ان کنوؤنکی لئی رسیان دراز

پائیگا اس بخیل سے کیا خاک اے گدا
دست طمع نکر طرف آسمان دراز

بیٹھا ہون زیر نخل بیابان حج مین غریب
سر پر کھچا ہوا ہی عجب سائبان دراز

تن مین نہین ہے جان مگر صورت سبو
دست طلب ہی جانب پیر مغان دراز

کیونکر ہی نہ قبر جنوب و شمال مین
ہی نخس شرق غرب مین صحن مکان دراز

بیجا ہے فکر کوتہئے عمر کی اسیر
سب ہے دامن عنایت پیر مغان دراز

ہو گئی قہر شب وصل گجر کی آواز
اوڑ گیا جی جو سنی مرغ سحر کی آواز

سینہ و دل ہی تیرا تیر جو سن سے گذرا
صاف آئی ملک الموت کی پر کی آواز

قدر انداز کمون کیونکر تری چشم کو مین
نہ سنی آج تلک تیر نظر کی آواز

لن ترانی کو بھی وحدت نی بنایا ارنی
ہو گئی ایک ادہر اور اودہر کی آواز

یہ وہ منزل ہی جہان قافلہ اترا ہی نہین
کان مین آنے لگی کوس سفر کی آواز

مر گئی سب شب فرقت مین الہی شاید
نہ موذن کی صدا ہی نہ گجر کی آواز

چہکی اوس شوخ کی کوچہ مین کبوتر یون جا
دم پرواز نہ آئے تری پر کی آواز

جاتی ہی خوابگہہ یار مین پڑ رہتی ہی آنکھہ
کہ جگا دے نہ اوسی پاے نظر کی آواز

کھڑکھڑاتی ہین تن خشک مین یون ضعف سے عضو
جیسی آندہی مین ہو اوراق شجر کی آواز

دوست دشمن کو ہوئی سرمہ مری ظلمت بخت
نہ صدا خیر کی باقی ہی نہ شر کی آواز

مر گیا یار نے جب دوڑ کی ہٹ بند کیی
ہو گئی صور قیامت جہجہی در کی آواز

کان کو چاندنی کا ہول بنا دیتی ہے
کتنی روشن ہی مری رشک قمر کی آواز

سرمگین چشم کو کسطرح سخنگو کہیے
بند ہو جاتی ہی سرمہ سے بشر کی آواز

الفت موی کمر ہی سبب نالہ کشی
دبی رہتی ہے یہ گہڑی اوسکی کمر کی آواز

نالہ کش ہجر مین رہتا ہون شب و روز اسیر
خستہ کیونکر نہو مجہ خستہ جگر کی آواز

ردیف سین مہملہ

بلبل کی دل سی اوڑ گئی فریاد کی ہوس
نکلی نہ نکلے خاطر صیاد کی ہوس

تہوڑی سی عمر اور ہو یارب مجہی عطا
رہجاے آسمان کو نہ بیداد کی ہوس

پر آسنے کیا مراد نپایا ہے اگر خدا
نکلی ارم بنا کی نہ شداد کی ہوس

ہر گل بغیر یار ہے گلچین کا منتظر
ہر عندلیب باغ کو صیاد کی ہوس

ای چرخ چاہئی کبہی ایسا بہی انقلاب
شیرین کو ہو نظارہ فرہاد کی ہوس

سر کو فراق یار مین ہی آرزوی سنگ
گردن کو اپنی خنجر جلاد کی ہوس

کہدو کہ پائمال کری میری لاش بہی
قاتل کو رہ گئی ہو جو بیداد کی ہوس

خواہان تیری نہ خلد مین جائین نہ قاف مین
ہے حور کی ہوا نہ پریزاد کی ہوس

شاعر کو حرص شعر اگر ہو تو کیا عجب
کسکو نہین ہے کثرت اولاد کی ہوس

مضمون تمام کئی ہین اون آنکہون کی کلک نے
کیونکر نہ بیت بیت کو ہو صاد کی ہوس

مانند آئینہ ہمہ تن چشم ہے یہ دل
ایسی ہے دید حسن خداداد کی ہوس

اوس گل کی آرزو ہمین لائی یہان تلک
تہی کسکو سیر گلشن ایجاد کی ہوس

ہم قیدیون کا قید مین کسطرح جی بچے
پہیری چہری جو حلق پہ جلاد کی ہوس

بیکس ہے مدد اسیر کی ہنگام نزع ہے
یا مرتضی اسے آپسے امداد کی ہوس

کیون نہو بیری مین اپنا دل اوداس
صبح کو ہو جاتی ہے محفل اوداس

دہر مین اپنی خوشی سے ہی خوشی
دل اوداس اپنا تو ہی محفل اوداس

رہگیا پیچھے کوئی کیا ہمسفر
ہے نہایت آجکی منزل اوداس

دے خداوند دوبارہ زندگی
ہی ہماری قتل سے قاتل اوداس

کل طبیعت کو تو کچھ تسکین بہی تھی
آج کل سے ہی زیادہ دل اوداس

نجد سے مجنون گیا یارب کدہر
ہی نہایت صاحب محمل اوداس

کون سنتا ہے حسینون مین مری
شہر ناپرسان مین ہی سائل اوداس

کون ہیکس غرق دریا ہے اسیر
آشنا ہین جو لب ساحل اوداس

ردیف شین معجمہ

جلون ہزار رہونگا مین خستہ جان خاموش
کہ مثل شمع ملی ہی مجھے زبان خاموش

مین نالہ کش ہون شب ہجر سب جہان خاموش
جرس فغان مین ہی مصروف کاروان خاموش

کچھ انتہای نصیحت بہی حضرت ناصح
دماغ کہیچیے خالی نہ مہربان خاموش

سناؤگی مجھے باتین جو روز پڑھ پڑھ کر
تمہین کہو کہ رہیگی مری زبان خاموش

ہزارون باتین سنین محفلون مین یارون کی
مرا تہا دل کہ رہا مین یہان وہان خاموش

دہان یار سے تشبیہ غنچہ بیجا ہے
مقام غور ہے گویا کہان کہان خاموش

شب وصال ہی باقی ابہی ہی دور سحر
خدا کو مان موذن ندی اذان خاموش

جنون کی جوش مین الٹی ہی سوجہتی ہی مجھے
دم سکوت ہون گویا دم بیان خاموش

ہماری داغون کی دیکہی جو روشنی شب ہجر
چراغ آہ کو کری جل کی آسمان خاموش

نصیب کیا ہمین زندان مین خواب راحت ہو
کہ اکیدم نہین رہتی ہین بیڑیان خاموش

نمود ہین تو کری ہمت گفتگو کیونکر
گلہ نہیں ہے اگر ہو وہ بیدہان خاموش

چھپی نہ داور محشر کی سامنی عصیان
پکار ہی عضو بدن جب رہی زبان خاموش

نہ کر کلام بہت ساربان سی ای لیلی
شروع ہوتی ہی مجنون کی داستان خاموش

محال راہ محبت مین ہی سکوت تجھی
لحد کو جیسی کوئی مردہ ہو روان خاموش

بیان مین درد جگر کیا کہ ولن بلبلیون سے
صدا یہ دل کی ہی ہر دم کہ ای زبان خاموش

سنا نہ صبح شب وصل نعرہ تکبیر
چھری چلی نہ موذن کسی پہ تان خاموش

پکڑ کی ہات تجھی لیجلون مین خلوت مین
اگر رہین تری ہاتھون کی چوڑیان خاموش

شب فراق مین آئی نہ ہمکو نیند اسیر
ذلیل ہو گئی ہو آپ قصہ خوان خاموش

اب پاؤن شل ہین کیجی کیا یار کی تلاش
تھی جب تلک کہ طاقت رفتار کی تلاش

دنیا ہی بیوفا کہ ہر ای ال تری ہین ہوش
کوچے مین اور یار وفادار کی تلاش

ای دل کہان تلک یہ تری برخلافیان
ہی مجکو یار کی تجھے اغیار کی تلاش

مسجد مین بیٹھ رہیے کہ آخر ہوئی بہار
اب کیا ضرور خانہ خمار کی تلاش

دیکھا جسی جہان مین ہی مطلب کا آشنا
رہرو کو بھر سایہ ہے دیوار کی تلاش

محشر مین بحر عفو اگر موج زن ہوا
ہوگی ضرور مجھسے گنہگار کی تلاش

خواہان ہی میری دل کا لب جانفزای یار
اولٹی ہی اس مسیح کو بیمار کی تلاش

گردش بغیر وجہ نہین چشم یار کی
شاید ہی اسکو طالب دیدار کی تلاش

راحت کہین نہ خانہ آفاق مین ملی
ہر چند ہیش در پس دیوار کی تلاش

شاید اوسی سے مجکو خبر یار کی ملے
اسواسطے ہی پرچۂ اخبار کی تلاش

نومشق شاعرونکو ہی یون شوق سامعین
جیسی سنئے طبیب کو بیمار کی تلاش

یوسف کو تیری ہاتہ ہی بکنے کی آرزو
رہتی ہی اسلیئے اوسی بازار کی تلاش

قیدِ مکان سے خانہ بدوشی مین ہم رہا
مزدور کی ہی فکر نہ معمار کی تلاش

سب مضمون سی گوشۂ عزلت مین چہپ گئے
دربار کی تلاش نہ سرکار کی تلاش

کرتی ہی سائلون سی خجل مجھکو مفلسی
اس واسطی ہے درہم و دینار کی تلاش

مومن کو عشقِ صورتِ کافر کہان اسیر
بیجا ہے قید خانے مین گلزار کی تلاش

کبہی تو کم ہو جہان تباہ کی گردش
کہو سپہر کری راہ راہ کی گردش

زمانی کی ہی یہ طاقت کہ کوئی دم ٹہرے
پہرا رہی ہے یہ تیری نگاہ کی گردش

جو ہین مصاحب کم ظرف ہین وہ سرگشتہ
دلیل اسپہ ہی دولاب چاہ کی گردش

تمہاری منزل عالی کا تب نشان پایا
جب آفتاب نے دو چار ماہ کی گردش

مین رقص مستی طاؤس دیکھکر سمجہا
کہ یون ہی ہی کوئی دم چترِ شاہ کی گردش

ملا نہ کوچہ ترا نامہ بر کو مشکل ہین
ہزار صورت پیک نگاہ کی گردش

یہی ہی گردش رفتار اگر جنون مین مری
بنی گی شعلۂ جوالہ راہ کی گردش

تمام سال مین اک روز وصل بہی ہوتا
کبہی سپہر نی ایسی نہ آہ کی گردش

تری طلب مین نہین گو کہ کم سیر ابہت
فلک پہ قطب نی سیکھی ہی ماہ کی گردش

شبیہ چشمِ صنم خیر کہینچ لے مانی
کبہی کہی گی نہ چشم سیاہ کی گردش

تمہاری چاہ مین دیکھی وہ حال عاشق زار
بہنور مین جسنی نہ دیکہی ہو کاہ کی گردش

بہنور یہ سمجہی ہی یارب کہ گرد باد مجہی
کہ بحر و بر مین پہراتی ہی راہ کی گردش

ہماری خاک سی بنتی ہین روز چاک اسیر
ہی اب تلک وہی بخت سیاہ کی گردش

ردیف صاد مهمله

کرتا ہی جسطرح کہ وہ گل انجمن مین رقص
طاؤس اسطرح نہین کرتا چمن مین رقص

روحون کو قبض ای ملک الموت ابھی نکر
قاتل کو بسملون کا خوش آیا ہی رن مین رقص

شوخی سی بوٹی بوٹی پھڑکتی ہی یار کی
کیا بھر دیا ہی کوٹ کی اوسکی بدن مین رقص

تیر نگہہ کا تم جو نشانہ بناؤ گے
پتلی کرے گی چشم غزال ختن مین رقص

یوسف کی حق مین چاہ ہوا زینۂ عروج
کیون دل کرے پھڑکی نہ چاہ ذقن مین رقص

آیا جو لب پہ نام ترا یہ خوشی ہوئی
کرنی لگی زبان ہماری دہن مین رقص

زنجیر کی صدا ہی صدائی غنا مجھے
کیونکر کرون خوشی سی نہ دیوانہ پن مین رقص

محفل کو اوسکی رقص کی تنہا خوشی نہین
پھولا نہین سماتا ہی خود پیرہن مین رقص

بیجا ہی ایسی شغل سی باز آؤ صوفیو
جائز نہین ہی شرع رسول زمن مین رقص

ردیف ضاد معجمہ

مجھ رند بادہ کش پہ ہی شرب مدام فرض
زاہد پہ جیسے روزہ ماہ صیام فرض

ہر صبح مغبچون سے یہ کرتا ہون مین سوال
ای بندگان خاص ہی کچھ فیض عام فرض

مرنا ہی خواب خواب سی اوٹھنا ہی زندگی
انسان کو یاد مرگ ہی ہر صبح و شام فرض

زیبا ہی ہم جو رک کی چلین کوئی یار مین
ہی حاجیون کو حج حرم مین مقام فرض

زندہ ہی دل تو نفس کشی بھی ضرور ہی
مومن کو بھی جہاد حضور امام فرض

جو ہین بیان کرون ہی اوس سی بیان کمہ
قاصد بعینہٖ ہی ادا اسے پیام فرض

بہتا ناصر ورا وس سی ہی تو ایسی جہنگ
ہی صورت سلام جواب سلام فرض

رندِ زنا ہی کچہ غرض ہی نہ مطلب نماز سے
جو کام ہمکو آپ کہین ہی وہ کام فرض

اوٹہہ اوٹہہ کی بیٹہتا ہون جو عم اضطراب دل
ہی اس نماز مین بہی قعود و قیام فرض

پہلی کرون جو حمد تو پیچہی بتون کا ذکر
نام خدا ہی وقت شروع کلام فرض

کیونکر نہ تیری کعبہ ابرو مین سر جہکین
سجدہ ہی خلق کو سوئی بیت الحرام فرض

ہو مالدار حسن تو بوسے عطا کرو
دینے کو ہ آپ کو ہے دام دام فرض

منظور شاعرونکو ہی تیری دہن کا ذکر
عنقا کا کر لیا ہی زمانے مین نام فرض

بو نی چمن سی مست ہوی جا نگر شراب
غنچے کو شیشہ گل کو کیا ہمنے جام فرض

گمراہ ہی جو خفنہ سی برگشتہ ہی اسیر
ہی الفت امام علیہ السلام فرض

ردیف طای مطبقہ

ایک ہی مجکو سے لکہے جو یار خط
نامہ بر اوسکو لکہون مین چار خط

نامہ بر سے لکہے نہ یار خط
تیغ غم کی تن پہ ہین وہ چار خط

بسکہ درد دل کی ہین مضمون رقم
زرد ہی مثل رخ بیمار خط

کوئی قاتل مین اگر جاتا نہین
پہیر دی قاصد مری سر مار خط

کیا ہی مرغ نامہ بر کی احتیاج
آپ اوڑ جانیکو ہی طیار خط

تو وہ ٹکڑے ہے اگر قرآن لکہا
نسخ خط بہی ہو گیا گلزار خط

لکہدیا ہے دیدہ تر کا جو حال
بن گیا ہے ابر دریا بار خط

وہ تو پڑہتا ہی نہین ای نامہ بر
کیجیے تحریر کیون بیکار خط

گرم مضمون کچھ نہین شعلون سی کم
لیکی جائے مرغ آتش خوار خط

آتش گل مین دہوان ہوتا نہین
کیا کرے پیدا اثر رخسار خط

ہی جو مضمون کی یہی پیچیدگی
ہوگا قاصد کی گلی کا ہار خط

چار پارہ یار نی ضد سے کیا
ایک خط کے ہو گئی ہین چار خط

خوف رہتا ہی نہ کاتب ہو رقیب
کون لکھوائے سر بازار خط

مصحف رخ کا ہی قاصد اس مین وصف
سر پہ رکھ لے صورت دستار خط

نامہ و پیغام اب کس سے اسیر
یار کے رخ پر ہوا اظہار خط

پڑھ سکی کیا وہ بت سنے پیر خط
نامہ بر سے نامۂ تقدیر خط

ای کبوتر تہام کر منقار مین
لی ہی جا مانند کاغذ گیر خط

شکل کچھ اب زندگانی کی ہوئی
یار نے بہیجا ہے مع تصویر خط

بسکہ مژگان کی لکھی ہین ہمی وصف
بنگیا ہے ترکش پر تیر خط

اوسنی لکھہ بہیجا نہ آنا میرے گہر
کیا جلون سے پاؤن کی زنجیر خط

گہر اگر اوسکا نہین ملتا تجھے
کو بکو قاصد نکر تشہیر خط

خامۂ بہزاد ہے میرا قلم
لکھ رہا ہون یار کو تصویر خط

خط جبھی لکھتے ہین ہی زرگر پسر
زرگری مین کیجیے تحریر خط

جرم قاصد کا اگر سمجھے ہو تم
چاک کیون ہوتا ہی بی تقصیر خط

خط لکھا اوسنی تو ہم دولت مل گئی
ہوگیا میری لیے اکسیر خط

ابروی جانان کا کچھ لکھا جو حال
حرف جوہر بنگیے شمشیر خط

ایک بھی پرزہ نہین لکھا ہی یار
تب گیا قاصد کہ جب خلعت دیا

سیکڑون کرتا ہون مین تحریر خط
لیگیا کب بی سپر شمشیر خط

ہی نوشت و خواند لاحاصل اسیر
دہو سفینہ توڑ خامہ چیر خط

ایک بھی ایسا نہین پرنور خط
لکھتی لکھتی ہو گیا بار گران
نامہ لکھئے یار کو اسسے جدا
گھر ہی وسیع قِ تجلی کا کھان
ہاتہ آجائی نہ غیرون کو کہین
کیا سپیدی کیا سیاہی ہی عیان
سبزہ بیگانہ گلشن سی ہے
میری داغ دل کو ای قاصد ہوا
ملک دل مین کب ہی قاصد کا گذر
عرضیون پر بھی نہین ہی التفات
ہین وہ بی پروانہ لکھین ہم جواب
کیا مرا تیرا رہ عنوان ہین ساتہ

خط روئے یار ہے مشہور خط
لی کی جائے اب کوئی مزدور خط
سات جو عالم مین ہین مشہور خط
باندہیئے بالای نخل طور خط
بہیجی مجکو نہ سنے دستور خط
چاند ہی وہ رخ شب دیجور خط
کیجئے جہری سی اپنی دور خط
صاف مثل مرہم کافور خط
پاس ہی وہ کیا مین بہیجون دور خط
کوئی لکھے اوسکو کیا مقدور خط
لیکی رضوان کا جو آتے حور خط
کھینچ اپنی حد پر اسے منصور خط

اوس رخ روشن کی مضمون سی اسیر
بنگیا ہے برگ نخل طور خط

کیا کدورت ہی جو سمجھا ہی اگر ڈاک مین خط
دل کی تلوو نسی ملا دیتا ہے وہ خاک مین خط

کہکشان جسکو سمجھتا ہی جہان ای قاتل
تیری شمشیر کا ہی سینہ افلاک مین خط

لخت دل یون نظر آتا ہی مجھی اشک کی ساتھ
جسطرح ہو کمر قاصد چالاک مین خط

قتل کی خوف سے قاصد نی بڑھایا نہ قدم
دور سی پھینک دیا کوچہ سفاک مین خط

نہین جاتی ہین وہ حمام مین بھی اس ڈر سے
کسی عاشق کا نہو کیسۂ دلاک مین خط

ایک دو روز کا مہمان ہون مین بیمار فراق
شاید آجاے وہ بھیجو تو اوسی ڈاک مین خط

سمجھی ہین باغ جنان یار کی رخ کو نہ کہین
سبزۂ باغ جنان ہی نگہ پاک مین خط

ربط خیاط سی ہمنے جو کیا کام آیا
لیگیا یار تلک رکھہ کی وہ پوشاک مین خط

وای تقدیر کہ قاصد بھی ملا افیونی
کھو کی آیا ہے کہین نشۂ تریاک مین خط

صفت قامت بالا مین ہین مضمون بلند
اوڑ کی جبتک نہ لگائی کہین افلاک مین خط

قاصدی کی لئے موجود ہین جبریل امیر
بھیجنا چاہیے بزم شہ لولاک مین خط

ردیف ظای معجمہ

دل مین اپنی ہی سر گیسوی جانان واعظ
تری تقریر سنی کون پریشان واعظ

کس طرح دل کو یقین ہو جو بیان کرتا ہے
دیکھہ آیا نہین تو روضۂ رضوان واعظ

اسقدر ہمکو نہ تعزیر معاصی سے ڈرا
ہم تو ہین اپنے گناہون سے پشیمان واعظ

صحن گلشن بھی ہی مسجد جو ہون گوش شنوا
نخل منبر ہی ہر اک مرغ خوش الحان واعظ

کسکی دانتون کی تصور مین ہون انگشت نما
دیکھکر مجکو ہے انگشت بدندان واعظ

کچھ بیان مصحف عارض کا سنا تو جانون
سن چکا ہون مین بہت معنی قرآن واعظ

حق ہی الفت مین بتونکی نہین رہتا ایمان
راست کہتا ہی کہ ہے مرد مسلمان واعظ

اسقدر ذکر جہنم سے ڈرائی نہ ہمین
گہر مین اللہ کی کیا لاہی گا طوفان واعظ

ہمکو خود عالم سودا مین پریشانی ہی
مغز تک تک کی نگرا اور پریشان واعظ

پاک رندون کا معاصی سی ہوا مین نکلا
باری خجلت سے کی ہوا سرنگریبان واعظ

گر سکے ایک سخن سامنی میری نہ اسیر
ہو فصاحت مین اگر ثانی سحبان واعظ

ردیف عین مہملہ

بزم مین پہرتی تری گرد ای پری رخسار شمع
پاؤن مین اپنی جو رکہتی طاقت رفتار شمع

تیری فرقت مین ہے ای گل باعث آزار شمع
چشم محفل مین کہٹکتی ہی برنگ خار شمع

ایسی ظلمت ہی یہان مہر آکی نبتا ہی توا
گر سکے پر نور کیا میر امکان تار شمع

اپنی سوز دل سی ہی بزم جہان مین روشنی
آسمان فانوس ہی یہ آہ آتشبار شمع

آکی بزم یار مین پایا ہی کیا تاج شرف
رکہتی ہی شعلہ سی سر پر طرہ زرتار شمع

شیخ ہی کافر کا ہی جز نار جہنم کیا علاج
کیون نہ آتش مین جلی ہی صاحب زنار شمع

بزم مین بی پردہ کسکا عارض روشن ہوا
شرم سی ہی زرد مثل چہرہ بیمار شمع

سامنی علی کی کب رہتا ہی اذنی کا فروغ
روبروئی مہر عالمتاب ہی بیکار شمع

ای کمان ابرو نہ ٹہری تیری قد کی سامنی
بنگئی تیر ہوائی جب ہوئی طیار شمع

آہ کی آندہی کی باعث ہی ہمارا گہر سیاہ
ہی ہوا ایسی کہ گل ہوتی ہی سو سو بار شمع

ہم نہین دنیا مین چہوڑا نام اگر روشن تو کیا
شب کو روشن ہو جو خالی گہر مین ہی بیکار شمع

سوز دل کا اپنی افسانہ سناؤن مین اگر
صبحدم تک پہر نہ توڑی آنسوؤن کا تار شمع

وجہ روشن ہی جو یہ ستی ہی ہی وتی بہی ہے
عشق مین ہیرتی ہی مجنون ای پری رخسار شمع

ہون مین وہ دل سوختہ چاہی جو گہر مین روشنی
ڈہل کی پروانیکی چربی سی ہوتی طیار شمع

گرد ہون کیونکر نہ دل عشاق کے پروانہ وار
آستین فانوس سیمین ساعد دلدار شمع

رو رہی ہی دہن ہی ہی سر ہی لب پر دود آہ
ہی مگر محفل مین پروانون کی ماتم دار شمع

مائل عصیان ہی دل اہل جہان کا چہرہ صاف
گہر تو ہی تاریک روشن ہی پس دیوار شمع

اسلیی خلوت مین ہم روشن نہین کرتی کبہی
گہر کو پروانونسی کردی گی ابہی بازار شمع

بزم عالم مین کبہی غافل نہین ہین ابنت باز
دیکھی جب صبح تک رہتی ہی شب بیدار شمع

راست بازونکو ہی دولت عین ماتم مین نصیب
پہنی ہی اشکونسی اپنی موتیون کا ہار شمع

وہ ہی داخل محفل جانان مین ہم خارج اسیر
رکھتی ہین ہم بخت خفتہ طالع بیدار شمع

جان لی گی بوسہ لبہای دلبر کی طمع
زہر ہی میری لیئے قند مکرر کی طمع

بیمشقت دولت دنیا ملی ممکن نہین
غوطی کہلواتی ہی غوطونکو گوہر کی طمع

بوریا بس ہی کلاہ فقر کافی ہے ہمین
تخت دارا کی نہ ہی تاج سکندر کی طمع

مرد جو ہین اونکو کیا آرایش ظاہر سی کام
عورتون کو چاہیی ملبوس و زیور کی طمع

دور گردون سی ہین سرگردان بگولی کیطرح
خاک تیری خانہ بردوشون کو ہو گہر کی طمع

شش جہت مین حرص دولت کی نہین کس سی چار و ناچار
ایک کشور گر ملی ہو ہفت کشور کی طمع

لیگیا زیر زمین ہی گنج قارون اپنی ساتہ
اتنی ہی انسان کو لازم نہین زر کی طمع

ہوو وہ عریان سب دنیا سی ہی نفرت بعد مرگ
گور ہی کہتی نہین پہولونکی چادر کی طمع

سفلہ طینت لذت دنیا پہ مرتی ہین اسیر
مور دار آسا ہی انکو شیر و شکر کی طمع

ردیف غین معجمہ

جس مکان مین ہو ترا خسارۂ انور چراغ
مانگی پروانون سی اُڑ جانیکو بال و پر چراغ

پرتو رخ سی تری روشن ہوی گھر گھر چراغ
خاک پر ہر گل فلک پر ہی ہر اک اختر چراغ

جب ہوا مغرور انسان روشنی دل کہان
بزم مین آتی ہی گل کر دیتی ہی صرصر چراغ

شمع کافوری جلی ایوان خسرو مین تو کیا
کوہکن کی گور پر ہے لالۂ احمر چراغ

مٹ گیا داغ جگر وہ زلف جب آئی نظر
سامنی کالی کی روشن رہ سکی کیونکر چراغ

یاد حق مین رو اگر منظور ہی آنکھون مین نور
محفل عالم مین ہی محتاج روغن ہر چراغ

پوچھتی ہو سب مجھسے کیا افسانہ مرگ و حیات
آگیا جھوکا ہوا کا رہگیا بجھکر چراغ

اسطرح مضمون ہین میری طبع کو وجہ فروغ
جانتی ہی جسطرح فرزند کو مادر چراغ

مر گئے پر بالی کرتی ہین ترے دل سوختہ
صاف روشن ہی کہ دیتا ہی دھوان بجھکر چراغ

نام روشن ہی مرا عالم مین ہین خلوت نشین
روشنی ہی بزم مین فانوس کی اندر چراغ

گرد پھر کر تیری قربان ہو جو تجھکو دیکھ لے
شعلۂ جوالہ ہو ایسی کری چکر چراغ

کون آیا فرط شادی سی جو بالیدہ ہی بزم
جامۂ قندیل سی ہر وقت ہی باہر چراغ

میری سوز دل سی ہی ساری زمانی کا فروغ
جل کی کر دیتا ہی روشن جیسی سارا گھر چراغ

کوچۂ محبوب مین سب سنتی ہین ہم اندھیر ہے
نامہ بر جا ساتھ لیکر پھر پیغمبر چراغ

روشنی خانۂ ایمان انہین سی ہی اسیر
خانۂ اللہ مین ہین حیدر صفدر چراغ

داغ الفت کیون نہ دل روشن کری بنکر چراغ
کون دولت خانہ ہی جسمین نہین ہی زر چراغ

جب ہوئی زائل جوانی کیسی چہری کی چمک
صاف روشن ہی کہ بی روغن جلی کیونکر چراغ

آستین فانوس ہی تو چہرہ سیمین ہی شمع
رات گیسو ہی تو اوسکا چہرۂ انور چراغ

ہو گی دیوانہ کری پیراہن قندیل چاک
دیکھ لی تجکو تو یہ جامی سی ہو باہر چراغ

بادہ کش ہین شب کو کیا درکار ہمکو روشنی
شمع مینا ہی ہماری بزم مین ساغر چراغ

کشتہ ہون اوس چشم کا مین کچھ تو لازم ہی نشان
روغن بادام سی روشن ہو مرقد پر چراغ

کام آئی بعد انسان کی جو انسان کا ہنر
آئینہ بنجائے بجھکر گور اسکندر چراغ

آدمی کیا بحیسون کو میری مرنی کا ہی غم
دیدۂ پر آب ہی مرقد پہ میری ہر چراغ

گل فشان ہونی سی ہوتا ہی عیان اوسکا یہ قصد
میری تربت پر چڑہائی پہولونکی چادر چراغ

دیدۂ انصاف بہی درکار ہی معشوق کو
سمجھی کحل چشم پروانونکی خاکستر چراغ

شام فرقت کیا عجب ہی ذبح ہو جانا اسیر
پہیرنی آیا ہی میری حلق پر خنجر چراغ

زلف دکہلائی جو اوسنی مٹگیا داغ جگر
آگی افعی کی بہلا روشن ہی کیونکر چراغ

دی خیال گیسوی جانان تونکو کیون داغ
شام ہوتی ہی تو روشن ہوتی ہین گہر گہر چراغ

اوسکی دانتونکی چمک سی دی جو نسبت نگیا
رشتۂ گوہر فتیلہ روزن گوہر چراغ

خال زنگی جانتی ہین ہم حضور روی یار
دیدۂ پروانہ مین ہوگا پری پیکر چراغ

میری داغ دل سی ہی پرنور سب دنیا اسیر
جل کی کر دیتا ہی روشن جیسی ہالہ گہر چراغ

ملتا نہین اگر نہ ملے یار کا دماغ
اوس سی سوا ہی اپنی دل زار کا دماغ

جز بحث ہو سکے نہ طبیبون سی کچھ دوا
تک تک کی کہا گئی تیری بیمار کا دماغ

واعظ مگس کی گزتی ہین طینت کہ مثل شہد
ہر روز رچاٹ جاتی ہین دو چار کا داغ

دکھلاؤ چہرہ ورنہ اوتر جاوین طور سے
موسی کی طرح کسکو ہے انکار کا داغ

سحبان سی کمند و بڑہ کی نہ بولی مری حضور
نا فہم سے نہین مجھے گفتار کا داغ

بیمار جیسے ہم ہین طبیبون کا ذکر کیا
ملتا نہین ہے اب کسی عطار کا داغ

لائی ہی بوی گل جو قفس تک نسیم صبح
کچھ اور ہی ہے مرغ گرفتار کا داغ

دکھلا سکے آئینۂ ماہ ای فلک
عالی ہی یار آئینہ رخسار کا داغ

کرتا ہے سامنا دل پر داغ سی مری
کیا ٹل گیا ہے لالۂ کہسار کا داغ

کیسی بدل گیی ہی ہوا باغ دہر کی
ہی زاغ کو بھی بلبل گلزار کا داغ

لائی نسیم کاکل محبوب کی شمیم
طالب ہی بوئے نافہ تاتار کا داغ

فیض قدم سی تیری ہوا مین ہی ہر چمن
ہی پھول سی بھی بڑہ کی ہر اک خار کا داغ

جسدن سے گرد خال رخ یار کی پھرا
ہی آسمان پہ کوکب سیار کا داغ

سنتا نہین فرشتونکی ہم بادہ خوار کیا
کچھ اندنون فلک پہ ہی خمار کا داغ

ہین سر برہنہ گوشۂ عزلت مین ای اسیر
دربار کا داغ نہ دستار کا داغ

ردیف فا

ہوگا مجھسا پابند سر زلف
کہ سر گرم ہون قربان ہر سر زلف

کہان گل روی جانان کی مثال بلبل
کہان گیسوی سنبل ہمسر زلف

اوڑا ہی چاہتا ہی طائر حسن
کھلی ہین دونون جانب شہپر زلف

ہند ہی شیرازہ ڈالو جلد سو باف
پریشان ہو رہا ہی دفتر زلف

کئی سودی ہین اپنی سر مین باہم
سر کاکل سر گیسو سر زلف

ختن بیجا نی مین جون نقد دل کیا
اگر سوداگری سوداگر زلف

جدہر دیکھو ہین قصان دل کی ہتاوس
تماشا ہے سواد کشور زلف

ید بیضا ہی وہ رخسار روشن
عصائی دست موسی اژدر زلف

سفینہ حسن کا ٹھہرے نہ کیونکر
کہ ہین دونون طرف دو لنگر زلف

ہوا سی درہم و برہم نہین بال
کلا کرتا ہے یہ بازیگر زلف

ابہی آنکہین کہلین غش سی جو آجانے
شمیم مشک خال و عنبر زلف

مری دل کی پریشانی نپوچھو
ہی یہ بہی ایک فرد دفتر زلف

تری چوٹی مین ہین جو چاند سورج
انہین کو کہتی ہین سب زیور زلف

شب دیجور سی ہی چاندنی رات
عجب افشان سی چمکا اختر زلف

مگر زنجیر کے ہین پاؤن مشتاق
اسیر اچھا نہین اتنا سر زلف

لاکھون قصور کرتی ہین اہل عطا معاف
توبہ تو کی شراب سی ساقی خطا معاف

غیرون کی ساتہ باغکی منظور ہی جو سیر
رکہیے حضور مجکو برائے خدا معاف

بوسلے وہ لیکی بوسہ گیسو کیا جو غدر
کرتی ہی ایسی جرم ہماری بلا معاف

ساری زمین خدا کی یہ سب بندہ خدا
پوچہو تو حاکمون سی یہ کرتی ہین کیا معاف

مہندی لگائی ہی تو کہاری لگا مجہی
گوڑری نہو گی ابی بہت رنگین ادا معاف

اللہ رہی کریم تو عصیان کا خوف کیا
اب کچھ معاف کچھ ہین بر فرد جزا معاف

دل رکھ کی ہاتہ پر جو گیا مین حضور یار
ہنسکر کہا کرون مین تری نذر کیا معاف

آزردہ دل کسی کا نکر ہو جو خوف حشر
تقصیر غیر کی نکری گا خدا معاف

غیر دنسی کیا امید ہی اتنا ہی کاش ہو
تقصیر آشنا کی کری آشنا معاف

کوچی مین تمنی ہمکو جگہہ دی تو کیا ہوا
قطعی زمین کی کرتی ہین اہل عطا معاف

ساقی یہہ ہوش مین کہی کہتی ہین تجہسی ہم
مستی مین کچہہ کہین تو ہماری خطا معاف

ہون دوستی دوست حیدر صفدر کا اسیر
بالکل مری گناہ کری گا خدا معاف

ردیف قاف

پابند حرص و آز نہین مبتلای عشق
بیگانہ جہان ہی جو ہی آشنای عشق

موسی ہین حاجی حرم کبریای عشق
عیسی ہین حاجب در دولتسرای عشق

آئی مکان سی صاف نظر حال لامکان
اوٹہی جو پردہ حرم کبریای عشق

کنج لحد مین مردہ صد سالہ جی اوٹہی
جبدن ذرا ہلی لب معجز نمای عشق

ہر روز قتل ہوتی ہین بیجرم سیکڑون
ہی کربلا سی بڑہ کی کہین کربلای عشق

یوسف کنوین مین گرکی ہوئی بادشاہ مصر
رفعت بہی وہی کنوئین جو کسیکو جہکای عشق

دل کہای داغ جان تلف ہو جگر جلی
کچہہ ہمکو اختیار نہین جو رضای عشق

منصور کا یہہ ظرف کہان تہا آبل پڑا
مشکل ہی شرب بادۂ مردازمای عشق

جس کا مرض ہی نام جسی کہتی ہین اجل
وہ ابتدای عشق ہی یہ انتہای عشق

محمود ہی جہانمین نہ مجنون نہ کوہکن
سنتا ہی کون کس سی کہون ماجرای عشق

کیونکر ازل سی ساتہہ ہو حسن و عشق کا
یہہ ہی برای حسن تو وہ ہی برای عشق

بندہ تو کیا خدا بہی ہی عاشق رسول کا
دیکہا تو دو جہان مین نہین کچہہ سوای عشق

نکلی جو آف زبان سی زبان اپنی قطع کر
دیتا ہی یہہ صدا دہن بی صدای عشق

روشن ہی حال خلق پہ باغ خلیل کا
انگارہی پہول ہون جو تماشا دکہای عشق

بنجای برگ گل سی ہوا پردہ دماغ
آئی جو نکہت چمن دلکشاے عشق

ہو خاک پای حضرت ختم رسل اسیر
ایسا کوئی کہان خضر رہ نمای عشق

مرکرہی چہوڑتی نہین پیچہا بلائی عشق
دشمن کو بہی خدا نکری مبتلای عشق

طوفان کرین جو سیل کی مانند آی عشق
دیوار صبر و خانۂ طاقت گرای عشق

زندہ ہی نام وامق و فرہاد آج تک
مرتی ہین کو کجی کشتۂ تیغ ادای عشق

زلف سیاہ یار کو دیکہا تالک نہین
پیچہی پڑی کہان سی الہی بلای عشق

کجکول فقر تاج ہی اورنگ بوریا
ہی بادشاہ وقت تمہارا گدای عشق

کہدو طبیب سی کہ ہی بیفائدہ علاج
ہی مرگ دارو ہی مرض لادوای عشق

فیض نظر سی ہوتی ہین درویش بادشاہ
آیا ہی اپنی دام مین جب سی ہمای عشق

آئی جو بادشاہ نہ تعظیم کو اوٹہی
بیٹہا ہی بوریئی پہ یہہ جم گرگدای عشق

اکسیر کی طلب نہین مجہہ خاکسار کو
کر خاک پای عشق مجہی کیمیای عشق

جلد بدن ہی جامۂ گلدوز داغ سی
آئی ہی ٹہیک میری بدن پر قبای عشق

سینہ مین دل کسی کا ٹہرہا ہوا کہان
کہینچی پہاڑ کو نفس اژدہای عشق

پروانہ وار آتی ہین خاطر مین وسوسی
یارب چراغ عقل بجہا دی ہوای عشق

مین ہون اگرچہ ابہی بیکار ہو اسیر
گویا دل و جگر ہین مری دست و پای عشق

بنت کی اوس گلی مین جمع ہین پانچ چار طوق
اک ایک کرگی نو سی یہہ ہون نو ہزار طوق

عاشق سی ہین محال کی طالب یہ سرو قد / قمری سی کہتی ہین کہ گلی سی اتار طوق

رستی مین گر پڑا ہی جو نعل سمند یار / بیڑی گلی کا ہو ہی پروردگار طوق

دیوانہ ہون تو اس بت شیرین ادا کا تن / مانند نیشکر ہین گلی مین ہزار طوق

ہی ناگوار بعد فنا مجکو سرکشی / لازم ہی پہر گردن شمع مزار طوق

حداد اندنون مرا زور ون یہ ہی جنون / زنجیر مین آٹہہ سات بنا پانچ چار طوق

ایذای طوق اٹہہ مینسکی دم نکل گیا / پہانسی مری گلی کو ہوا خاردار طوق

دولت کی حرص نی مجہی دیوانہ کر دیا / چاندی کی بیڑیان ہون مری زرنگار طوق

جاتا نہین ہی ہیچ مقدر کا قید مین / مدت ہوئی کہ بیڑی گلی کا ہی ہار طوق

مشتاق دید آنکہین ہین مانند ماہ نو / کیا خوشنما ہی تیری گریبان کا یا طوق

قسمت کا پیچ جوش جنون نہین نجای کا / پہرنی لگی گا شعلہ جوالہ دار طوق

جب قید مین پڑی گا مجہی اشتیاق قتل / پیدا کری گا خنجر قاتل کی دہار طوق

لی ہیری رنگ زرد کا سونا تو خوب ہی / اوس طفل کی لیی جو بنائی سنار طوق

زیور رہی عروس سخن کا ہی ای اسیر / زنجیر پاؤن سی نہ گلی سی اوتار طوق

جہکتی ہین کب کسی سی جو ہین سرفراز عشق / حاجت رکوع کی نہین رکہتی نماز عشق

کہدو کہ چشم کم سی نہ دیکہین مجہی حسین / جو کارساز حسن ہی وہ کارساز عشق

بہر جہان مین مجہہ سی محبت کا تہا قیام / مین ہو گیا تباہ تو ڈوبا جہاز عشق

اوتری کبہی نظر سی کبہی اوسکی منہہ چڑہی / ہم آزما چکی ہین نشیب و فراز عشق

روشن ہا اوسی سی محفل آفاق ہی تمام / رکہتا ہی مثل شمع جو سوز و گداز عشق

قبضی مین اوسکی صورت شانہ ہی زلف حسن
اللہ ری درازی دست دراز عشق

منصف ہی تو تو زلف کی ڈوری مجھی لگا
دی ہاتھہ سی نہ سلسلہ امتیاز عشق

اوٹھہ اوٹھہ کی بیٹھتی ہین جو ہم اضطراب مین
بس ہی یہی قیام و قعود و نماز عشق

کھینچی جو آہ سینی سی دل کو نکال دون
کانون زبان کو کہی جو کوئی راز عشق

ہی لن ترانی وارنی سی عیان یہہ صاف
ہوتا ہی ناز حسن بقدر نیاز عشق

سجدہ کرین تو سنگ در یار پر کرین
ہی فرض عاشقونکو ادای نماز عشق

منظور یہہ نہین کہ جلین پردہای گوش
لاؤن زبان پہ کیا سخن جانگداز عشق

جولان کی وقت عرصہ کونین تنگ ہی
دوڑا ہی راہوار کہان یکہ تاز عشق

ہی کب سی صید ہونیکو طیار مرغ دل
چنگل تو اپنا تیز کری شاہباز عشق

جلنی لگی قلم صفت شمع ای اسیر
لکھون اگر مین قصہ سوز و گداز عشق

ردیف کاف تازی

مزاج وہ نہ رہا وصل یار کی نزدیک
جنون ہوا جو دن آئی بہار کی نزدیک

جگہہ ہی وحشیونکی قصر یار کی نزدیک
پڑا ہی جا کی یہہ لشکر حصار کی نزدیک

رہی جنون مین بھی احسان غیر سی نفرت
گیا نہ مین شجر سایہ دار کی نزدیک

ابھی ہی اتنی محبت کہ راہ چلتی ہین وہ
ٹھہر ٹھہر کی ہماری مزار کی نزدیک

سواد شہر خموشانکو دیکھہ عبرت سی
لحد فقیر کی ہی شہریار کی نزدیک

نہ پوچھہ ہوش و خرد کا خیال زلف مین حال
لٹا یہ قافلہ [illegible] کی نزدیک

جنون کی جوش مین فصد بن تو لین طبیب ہوئی
نگر عبث کہ دن آئی بہار کی نزدیک

[illegible] اومین کمی غرق ہی تو دنیا [illegible]
یہہ دو [illegible] کنارہ کی نزدیک

بلا کی قیس کو دکھلا دی دور سی جلوہ
یہہ کہا ہی لیلی محمل سوار کی نزدیک

رہی یہہ آہ کی شعلی بلند مرگ کی بعد
کہ آسکی نہ فرشتی مزار کی نزدیک

ہمیشہ رہتی ہی جن مومنونکو قید نماز
وہ پانچ وقت ہین پروردگار کی نزدیک

وہی ہی زشت جو ہی زشت رو بروی حبیب
وہی ہی خوب جچے جو خوب یار کی نزدیک

چمن مین ایک ہی بلبل کا باغبان قائل
مرا سخن ہے مسلم ہزار کی نزدیک

چمن مین جا کی روش پر کبھی گلو سی ہنسے
جنو نمین روی کبھی آبشار کی نزدیک

کسی کو رنج ہو نالو سنی اپنی کیا حاصل
گرہ نہ کوئی ہماری مزار کی نزدیک

یہہ حال زار ہی ابتو کہ رو کی اوٹھتا ہی
جو بیٹھتا ہی تری بیقرار کی نزدیک

الہی آئی تو آئی نجف مین مرگ اسیر
لحد نبی تو علی کی مزار کی نزدیک

دل سرد ہوا اب وہ کہان ولولۂ اشک
تھا سلسلہ شوق تلک سلسلۂ اشک

دونون نی مجھی ایک نہ تاثیر دکھائی
اہی دل گلہ آہ کرون یا گلہ اشک

ہمجنس کی ہمجنس نہین دری ایذا
ٹوٹی نہ کبھی خار مژہ آبلۂ اشک

پہرات رہی گھر مین مری شام سی تا صبح
ٹوٹا نہ شب ہجر کبھی سلسلۂ اشک

آتی ہی خوشی دل کی طرف صورت رہزن
ڈرتا ہون نہ لٹ جای کہین قافلۂ اشک

آب آب ہو خجلت سی ابھی ابر بہاری
دیکھی جو مری بارش بیجا صلۂ اشک

نکلی ہی صدف سی جو گہر بہر تماشا
دریا مین ہی شاید خبر داخلۂ اشک

کس رات نہ مین فرقت محبوب مین رویا
اک رات نہ قضا مجھ سی ہوا نافلۂ اشک

کنعان ہی مرا دیدۂ تر مصر ہی دامن
بی یوسف تاثیر نہین قافلۂ اشک

دل گیا سبب گریہ سی اب ہوگا خبر دار　　ملی آج تلک تو نہ ہوا مرحلۂ اشک

پیری مین گیا ولولۂ عشق جوانی　　ہی حوصلۂ آہ نہ اب حوصلۂ اشک

فرقت ہی جو اوس سی تو یہی کام ہین دونون　　یا مشغلۂ آہ ہی یا مشغلۂ اشک

اوس کا گہر گوشش نہی ہی یہہ ارادہ　　اللہ بلند اس سی کری حوصلۂ اشک

پہنچا دی مرا خط مری محبوب کو قاصد　　انعام مین دونگا مین تجہی مرسلۂ اشک

سالک و رندان مجہی ہنس ہنس کی دکہاوین　　منظور اگر ہو تمہین دینا صلۂ اشک

ہی ابر کی طاقت کہ اسیر اوسکو نمانی
جاری جو کری مفتی دل مسئلۂ اشک

رسائی فہم کی کیا ہوگی اوسکی آستانی تک　　یہہ تیر کج کی صورت سے نہ پہنچی گا نشانی تک

گلی کیا کیا کرین گی ہمصفیران گلستان سے　　قفس سے لیگئی قسمت جو ہمکو آشیانی تک

دکہایا جب سی منہ پیری نی چہٹی ہی جوانی سے　　زمانہ خوب تہا کچہہ تو جوانی کی زمانی تک

خوشا وہ پاؤن ہو جسکا گذارہ اوسکی کوچی تک　　خوشا وہ سر پہنچ جای جو اوسکی آستانی تک

وطن چہوڑی تو انسان منزل مقصود تک پہنچی　　جدا ہو کر کمانسی تیر جاتا ہی نشانی تک

وہ طائر ہون بنایا جی مشقت رزق دنیا مین　　پہنسا یا دام مین جب لیگئی تقدیر دانی تک

اجل جلدی نہ کر تو جان لینی کو جو آئی ہے　　توقف چاہیی اوس قاتل عالم کی آنی تک

نہین شبہہ زمانہ ایکدن آخر تو بدلی گا　　جو حسرت ہی تو یہہ ہی رہن ہم اوس زمانی تک

رہا وہ چہرہ گیسو کی سبب محفوظ بوسونسے　　نہ آیا سانپ کی دہشت سی کوئی اس خزانی تک

جنون کی ہوین طوق و سلاسل توڑ کی ٹکڑی　　گرفتاری ہماری ہی فقط فصل گل کی آنی تک

کوئی نخل چمن کیا پہنچی نخل قد جانان کو　　نہایت بڑہ چلا جب پہنچا اوسکی شانی تک

الٹ دینگی وہ پردہ آپ ہی اپنی عماری کا
ذرا آنی تو دو میری لحد کی شامیانی تک

موئی جب ہم تو قسمت نی سراپا ہمکو زینت دی
لحد پر پائینتی سی چادر گل ہی سرہانی تک

طمع دیکھو کہ اہل حرص مٹی آپ لیتی ہین
رسائی ہی نہین منظور قارونکی خزانی تک

برا رتبہ ہی انسان کا نہ سمجھو مشت خاک اسکو
یہی ہی دخل ہی جسکو خدا کی کارخانی تک

قفس سی پاؤن پاؤن ہم گلستان تک تو پہنچی ہین
الہی پر نکل آئین تو پہنچین آشیانی تک

اسیر آگی نہ تہا کوئی نہ حیدر سا کوئی ہوگا
شروع عہد آدم سی پیمبر کی زمانی تک

ردیف کاف فارسی

چمک گیا ہی یہ غازہ سی روئی یار کا رنگ
کہ جسکی سامنی کٹ کٹ گیا بہار کا رنگ

ذرا نہین ہی کسی گلبدن مین بوئی وفا
بدل گیا ہے عجب باغ روزگار کا رنگ

کیا یہ کون کہ سارا چمن ہوا لال لال
ہر ایک پہول نی پیدا کیا ہزار کا رنگ

قتیل کس سی آلودہ لب کا ہون یارب
کہ سوسنی ہی ہوئی بر مری غبار کا رنگ

نہو جہان کی سفید و سیاہ سی غافل
کبہی سیاہ کبہی ہی سفید یار کا رنگ

وہ گل عذار جو گلزار مین نہین آیا
جما ہی دیدۂ نرگس مین انتظار کا رنگ

نہ شعر وہ نہ رباعی مری کرینگی پسند
کبہی نہ دو کا جمی گا وہان نہ چار کا رنگ

چمک گئی ہین یہ سرخی سی پان کی وہ دانت
کہ موتیو نمین ہی یاقوت آبدار کا رنگ

ہمین بہی عید مین ای رنگ رز ہو شادی عید
ہماری خوشی پیراہن اوس نگار کا رنگ

مگر وہ مہروش آیا ہی فاتحہ کی لیے
چمک گیا ہے مری گنبد مزار کا رنگ

ادہر ہی عالم پیری ادہر ہی عہد شباب
یہان خزان کی ہی زردی وہان بہار کا رنگ

گمان ہی نہ شنجرف کا زمانے کو — لہو سے سرخ جو ہی آنسووں کی تار کا رنگ

خیال کر کی جو پستانکو اوسکی روتا ہون — ہر ایک اشک مین ہی دانۂ انار کا رنگ

دکہاؤن سینہ پر داغ کے بہار جو مین — خجل یہہ ہو کہ اوڑہی روی لالہ زار کا رنگ

اسیر ایک بہی اب بات بن نہین آتی
بگڑ گیا ہے نہایت مرے دیار کا رنگ

ردیف لام

تم بات کرو اوس سی جو ہو بات کی قابل — ہم بات کی قابل نہ ملاقات کی قابل

اللہ کی قدرت ہی کہان غیر کہان ہم — چڑہتی ہین وہ منہ پہ جو نہتی بات کی قابل

کہدو مری تربت مین نکیرین نہ آئین — ہوتا نہین دیوانہ ملاقات کی قابل

کیا ذکر رخ یار کرون تیرہ دلو نسی — دن کی یہہ کہانی ہی نہین رات کی قابل

زیبا ہی مرا خانۂ دل ہو جو گہر اوسکا — یہہ کعبہ ہی اوس قبلۂ حاجات کی قابل

شرم آتی ہی ہر چند کہ ہی نقد خرد پاس — یہہ نذر نہین پیر خرابات کی قابل

خاموش رہی ہم جو گئی دیر و حرم مین — دونون نظر آئی نہ مناجات کی قابل

بہت سی ہی سب ہم مرقع تری آگے — کس کا ہی دہن حرف و حکایات کی قابل

وہ حمد کی قابل ہی ذرا اشک نہین ہین — لیکن ہی کہان حمد تری ذات کی قابل

نہ موڑ گئی تیغ تری عید کی دن بہی — شاید مجہی سمجہی نہ ملاقات کی قابل

اتنا بہی کلیجا نہین غم کو جو کہلاؤن — تقدیر نے رکہا نہ مدارات کی قابل

تعمیر جو کعبہ کی ہوئی ناف زمین مین — شاید یہہ زمین تہی نہ خرابات کی قابل

لائق نہین جو بات کی ہان ہم سخن اوس سی — خاموش وہ بیٹہی ہین جو ہین بات کی قابل

کرتی ہین جو وہ فخر دو ابرو یہ بجا ہی
غنچہ کو ہی بیجا دہن یار سے دعوی

حقا کہ یہہ مطلع ہی صبا بات کی قابل
چہوٹا سا دہن کب ہی بڑی بات کی قابل

ہم محفل جانان مین اسیر آپ ہی چپ ہین
باتین وہ بنائین کہ جہون بات کے قابل

پہیر لینا ہے کب گوارا دل
دیکہتی ہے فقط تمہارا دل

دل سے اک دل کو راہ ہوتی ہے
جو تمہارا ہے وہ ہمارا دل

نیم شب کوئی آس پاس نتہا
کچہہ نسمجھے کسی پکارا دل

جان تک آپ سی عزیز نہین
آزمالے تہو گیا ہمارا دل

کیمیا صبر کی اوسی کو ملے
مثل سیماب جسنی مارا دل

ہوچکا تہا چہ ذقن مین غریق
پاگیا زلف کا سہارا دل

کچہہ تردد نہین دیا ہے اوسے
دیکہہ کر ہمنے استخارا دل

جاتے ہین اوسکے سامنی بیخوف
یہہ جگر ہے یہہ ہے ہمارا دل

قدر ہو میری جانفشانی کی
یارب آہی کہین تمہارا دل

اب کی بچ جاے جی تو عہد یہہ ہے
پہر کسی کو ندین دوبارا دل

آہ سے پہونک دی کا ہفت فلک
لائیگا ایک دن حرارا دل

کچہہ کرو اوس سے عرض حال اسیر
ہمکو کرتا ہے یہہ اشارا دل

گلشن کو لیجلو ہے ہمین آرزوی دل
اس مین بہی مرغ قبلہ نما کا ہی خاصہ

شاید کہ آہی اب اسی غنچہ مین بوی دل
ہر وقت سوی کعبۂ ابرو ہی روی دل

اوسکو بلا کہ کوچہ جانا نمین آپ چل
رانون کو مجہ سی رہتی ہی یہہ گفتگوی دل

آدہی نکل کی میان سی وہ تیغ رہگئی
پوری نہ بسملون کی ہوئی آرزوی دل

ماہی کی طرح الفت ابروی یار مین
پی تیغ ہی ازل سی بریدہ گلوی دل

کچہ تو امید لذت زخم خدنگ سے ہے
رخ ہے تری کمان کا اُدہر کو سوی دل

جیسے صفا ہی اسمین کمان اوسمین وہ صفا
قلعی کہلے جو آئینہ ہو روبروے دل

رکہی جو اوسنے تیغ گلوے رقیب پر
دل مین ہماری قتل ہونی آرزوی دل

اغیار کا تو کوچہ الفت مین ذکر کیا
حق یوں پوچہی تو جان یہان ہی عدوی دل

درکار کیا ہی ظرف مِی عشق کی لیے
کافی ہین اپنی ساغر چشم و سبوی دل

گیسو کو اپنی شانی سی دیتی نہین ہین بل
پہانسی بنا رہی ہین وہ بہر گلوی دل

آئینہ کی طرح تو وہ پیش نظر رہے
لیتی ہو مجہ سے دل تو کرو آبروی دل

ترچہی نگاہ اسکو گوارا نہیں ذرا
کیونکر بنی کہ تمنی بگاڑی ہی خوی دل

مشکل گذر ہی کوچہ گیسوی یار مین
پہنچون وہان تلک تو کرون جستجوی دل

ہو داغ معصیت کی سیاہی ذرا تو دور
ای آب اشک شرم کرو شستشوی دل

بیکار تار اشک ہی فرقت مین اے اسیر
ہو سو جگہہ سی چاک کرون کیا رفوے دل

تشبیہین ایسی ملتی ہین شاعر کو خال خال
اسود سی نہ لعت کعبہ ہی ابرو بلال خال

الفت مین اوسکی کشتگی تیغ ہلال ہون کمال
کیا جانتا تہا بال کی کہینچیگا کہال خال

لالی کی حسن یار سی تشبیہ ہے بجا
چہرہ کمال سرخ سیہ ہی کمال خال

بوسہ کا ہو ارادہ تو ای دل سمجہ کی لی
انگاری کی طرح ہو غصہ سی لال خال

شاخ غزال ابروی خمدار یار ہے
آنکھین غزال نافۂ مشک غزال خال

شمع و چراغ کا شب فرقت مین ذکر کیا
تارہی بہی آسمان پہ نکلی تو خال خال

کیون مانگتا مین بوسۂ رخ جانتا اگر
کولی لگائیگا مجہی وقت سوال خال

بہوکی ہین نان نعمت دیدار کی جو لوگ
ہی اونکی حق مین دانۂ رزق حلال خال

نقطہ ثواب کا خط اعمال مین نہو
ایسا گناہ گار کری بال بال خال

مین کیا کہ آسمان کا بہی دل داغ داغ ہی
دیتا ہی ساری خلق کو داغ ملال خال

آنکھون کی تل جلائین گی عاشق ہی بیقرار
رکھی نہ خوف صدمۂ عین الکمال خال

سنتی ہین رومیونکی زبان سی ہم ای اسیر
بیشک ہی زنگیون مین عدیم المثال خال

ردیف میم

ساقی کسی سی کام نہین ہی سوای خم
بیگانہ شیشہ ہو نہین آشنای خم

فرقت مین کیا قیام کرین زیر پای خم
ڈرہی نکل نجائی کہین اژدہای خم

سچ ہی کہ ذکر عیش بہی ہوتا ہی نصف عیش
عید غدیر ہو جو سنون ماجرای خم

بہو تیغ موج میکی جو تیزی ہے ساقیا
دونون کٹین گی دست سبو ہو کہ پای خم

وہ مست ہین کہ اپنی وصیت ہی بعد مرگ
گنبد نہو لحد پہ ہماری سوای خم

جبتک ہی آفتاب چلی ساقیا شراب
تا دور آسمان رہی ساقی بقای خم

میخانۂ جہان مین ہی حکمت اسی پہ ختم
جسکو پسند مثل فلاطون ہی جای خم

رکھتی ہی پاؤن دختر رز جو ہو گئی
ساقی تہی کیا زمین ارم سی بنای خم

مستی مین بوسۂ لب ساغر تو لی لیا
اب چاہی توبہ بہی رکہہ کر ادای خم

آئی اگر وہ ساقی یوسف لقا نظر
پہر کیون کنوین فراق مین مجکو جہکای خم

واعظ ثبات دہر ہی زور شراب سی
پہٹ کر گری سپہر اگر ٹوٹ جای خم

بی یار میکدی مین بلا کا ہی سامنا
کہولی ہوئی ہی منہ کو ہر اک اژدہای خم

دیتی ہین تیری مست کو کیا جام شیر و شہد
ٹوٹی کا کیا خمار نہ جبتک چڑہای خم

میخانہ مجکو محفل رود و سرود ہی
ہی جلد تنگ جام پکہاوج بجای خم

میخانی مین جو آئی وہ گل پیرہن اسیر
جامی مین پہر خوشی سی نہ پہولا سمای خم

یار سی کام ہی کیا خوی بد یار سی کام
گل کی مشتاق ہین رکہتی نہین ہم خار سی کام

مار ڈالا ہمین غرفہ سی وکہا کر ابرو
دور سی ہمنی لیا تیر کا تلوار سی کام

اور طائر جو ہین پر اونکی کترا ہی صیاد
ہم تو مقراض کا خود لیتی ہین منقار سی کام

ہاتہ سیو دن کو لگا مین کی تر گل ہو گیے
باغبان ہمکو ہی نظارۂ گلزار سی کام

کوہکن کوہ تو مین کاٹ رہا ہون نہ عجب
بہاری بہاری ہوئی ہین عشق کی بیمار سی کام

دین و دنیا ہی فراموش تری الفت مین
ہیچ دہاری مین ہین اس یار نہ اوس یار سی کام

ہمکو انداز خرام آپکا ہی دل سی پسند
کبک کی چال نہ طاؤس کی رفتار سی کام

زندگی بہر ہی فقط مومن و کافر مین تمیز
مرگ کی بعد نہ کچہہ یار نہ اغیار سی کام

ہم تو اوس آنکہ کو دیتی نہین تکلیف نگاہ
سخت بیدرحم ہین جو لیتی ہین بیمار سی کام

آنکہ اسیواسطی ہی کان اسیواسطی ہین
تیری دیدار سی مطلب ہی نہ گفتار سی کام

خانقاہ اہل عبادت کو مبارک ساقی
ہم ہین میخوش ہمین خانۂ خمار سی کام

آشنائی سی میان حسن پرستی ہی مراد
خوبصورت ہو نہین کافر و دیندار سی کام

ہم ہین مفلس ہمین معشوق بہی مفلس ہی پسند
مثل بلبل نہین کچہہ شاہد زر دار سی کام

فصل گل مین بہی جو آزاد نہین کرتا ہے
کچہہ تو صیاد کو ہی مرغ گرفتار سی کام

غیر سی ہمکو سرو کار نہ مطلب ہے اسیر
ایک رکہتی ہین فقط حیدر کرار سی کام

ہوئی رو رو کے لاغر سقدر ہم
نظر آتے نہین مثل نظر ہم

پس دیوار جانان سایہ آسا
پڑی رہتے ہین غش ہو دوپہر ہم

ذرا چل ای نسیم آہ تہم کر
مزاج زلف جانان ہو نہ برہم

وہان بہی دل بجہا ئی چرخ ظالم
جو پہر ہین چہپین مثل شرر ہم

کف رنگین ذرا سینہ پہ رکہدو
لگاؤ زخم دل پر لال مرہم

بسان شمع ہین اک شب کی مہمان
کہان اس بزم مین وقت سحر ہم

زمانے کی خبر سے ہمکو کیا کام
اسیر اپنی نہین رکہتے خبر ہم

ردیف نون

زنگار گون مین تیغ ہون گرد ملال مین
جو ہر چہپی ہین پردہ تغیر حال مین

نالان دل بشر ہو نہ کیون خشک سال مین
چلا رہی ہین سوکہہ کی پتی نہال مین

ہون مست یاد چشم بت بی مثال مین
پیتا ہون بادہ ساغر چشم غزال مین

غسل و کفن یہی ہی کہ مردہ ہی بعد مرگ
گرد ملال ہین عرق انفعال مین

فرقت مین شوق وصل تو وصلتمین خوف ہجر
راحت فراق مین ہی نہ ہمکو وصال مین

اس بیکسی مین عیش سی وقعت نہ ہم ہوے
آئی کبہی ہنسی تو ہجوم ملال مین

شکر خدا کہ نقص مین ہمکو کمال ہے
داخل مین ہم بھی حلقۂ اہل کمال مین

پیش نظر وہ مہوش ساچہرہ ہی چار فصل
دخل خزان نہین مری باغ خیال مین

بیرنج ہین جو صحبت اہل صفا مین ہین
پڑتی نہین گرہ کبھی چینی کی بال مین

آخر کلیم طور پہ غش کہا کی گر پڑی
نظارۂ جمال غضب ہی جلال مین

گیسو بھی قتل کرتی ہین مثل صف مژہ
لشکر کی ساتھہ یار ہین اس مو چال مین

ساقی مہ صیام ہی اب میکشی کہان
رکہدی اٹھا کی جام کو طاق ہلال مین

سٹی ہوا یہ مشک تری زلف کی حضور
خاک اوڑ رہی ہی کوچۂ ناف غزال مین

آفت مین وہ دونون پہنس گئی کیا جواب خط
زندان مین نامہ بر ہی کبوتر ہی جال مین

جوش جنون مین جیسی مین میری بدن پہ داغ
پتی بھی اسقدر نہین ہوتی سفال مین

چلتی ہی تیری راہ طلب مین او سمجہہ گیا
پای کبود چرخ رکاب ہلال مین

ہو کر امیر شوق فقیری وہی رہا
ہین جا بجا گلیم کی پیوند شال مین

بی فاصلہ نکلتی ہین دن رات مہر و ماہ
دن کو نہ رات کو ہی توقف وصال مین

خالی نہین کلف سی کبھی چودھوین کا چاند
داغ ملال شرط ہی کسب کمال مین

شکر خدا کہ جامۂ زیبا ہی ناپسند
اب تک تو ہم پہنسی نہین تنیو کی جال مین

دریا ہی دوست ماہی دریا ہین عشق باز
فرقت مین سرگزشت ہی انکی وصال مین

مجہہ ناتوان کا عقدۂ خاطر کہلی گا کیا
کہلتی نہین اسیر گرہ پرکی بال مین

دکہلا کی منہ مرا بھی گرد ملال مین
آئینہ غرق ہی عرق انفعال مین

دل پای بند زلف ہوا شوق خال مین
طائر کو جیسے دانہ پہنساتی ہی جال مین

امید عیش کیون نہو ہمکو ملال مین
ہو سو جو انقلاب جہان اک اک سال مین

ای بت تری وصال سی وہ نا امید ہو
شبہہ ہو جسکو مرحمت ذوالجلال مین

مضمون کس طرح دہن یار کا باندہیے
آتی نہین یہ بات ہماری خیال مین

مقبول ہو کلام تو صحت سی کیا غرض
ہم تو اذان بہی دین تو زبان بلال مین

دل خون کسی کی مردمک چشم نی کیا
بو ہی لہو کی نافۂ مشک غزال مین

حاصل ہو غیر دست تہی سائلون کو کیا
خالی ہر ایک حرف ہی لفظ سوال مین

روکی نہ ضرب تیغ اجل کو کسی طرح
روغن جو پیہ شیر ہو گینڈے کی ڈہال مین

نا اہل کو بہی اہل سمجہتی ہین بے تمیز
تصویر شیر شیر ہی چشم غزال مین

کہاتا ہی بیخبر سگ یار استخوان غیر
حیوان کو کیا تمیز حرام و حلال مین

سودا تہا کیا اوسی بہی تری چشم شوخ کا
خشکی ہی اسقدر جو کباب غزال مین

چہرہ کمان مین ترک کمان دار کا نہین
دیکہا ہی ہمنی بدر کا جلوہ ہلال مین

زلفون پہ انکہین دل کی بہای ہین عجب سرشک
موتی پروے ہین تری بال بال مین

پیچہی پڑا ہی اس دل وحشی کی عشق یار
شیر گرسنہ جیسی ہو فکر غزال مین

دیکہی نگاہ بد سی نہ اس جسم زار کو
تنکا بنی کا رشک ہی عین الکمال مین

پیاسی ہین میری خون کی ای قاتل جہان
بالی کی مچہلیان تری گیسو کی جال مین

طاؤس و کبک لاکہ دکہا تمکین خرام ناز
بازی ہی انکی مات تری ایک چال مین

اہل جہان پہ وقف ہی زنبور کا عسل
کیون کر نہ ہاتہ ڈالیی موذی کی مال مین

مستون کو شکر چاہیی ساقی کا ہر طرح
چینی مین وہی شراب کہ جو جام سفال مین

دل کیون نہ آئی طفل مغنی پر ای اسیر

داؤد ہی وہ لحن مین یوسف جمال مین

در پیر مغان ہی اور مین ہون | مرا بخت جوان ہی اور مین ہون
سمجھتا ہے یہ اپنی دل مین مغرور | زمین ہی آسمان ہی اور مین ہون
مجھے دیکھا در گلشن کیا بند | خزان مین باغبان ہی اور مین ہون
عداوت نفس امارہ شیاطین | ہجوم دشمنان ہی اور مین ہون
سگان دیکھا دیکھہ کر کہتا ہی مجھکو | یہہ مشت استخوان ہی اور مین ہون
نہ مونس ہی نہ تنہائی مین ہمدم | بس اب ہو کا مکان ہی اور مین ہون
زمین کوی جانان کہہ رہی ہے | بلند اک آسمان ہی اور مین ہون
جگہہ اوس حور کی محفل مین پاے | تماشاے جنان ہی اور مین ہون
نہ کعبہ سی نہ بتخانی سی مطلب | وہ سنگ آستان ہی اور مین ہون
نہین بچنی کی عشق زلف مین جان | بلای ناگہان ہی اور مین ہون
یقین ہی اب برای مطلب دل | فقط وہ جان جان ہی اور مین ہون
کہان چہری کی زردی مثل زاہد | شراب ارغوان ہی اور مین ہون
سخن سے زندہ ہی محشر تلک ناصر | بہار بیخزان ہی اور مین ہون

اسیر اندیشۂ محشر کہان کا
خدا ہی مہربان ہی اور مین ہون

ناتوانی سی ہی یون دوش پہ حال گردن | جس طرح دست شکستہ ہو وبال گردن
گر سبکبار کہین جلد مجھی کاٹ کی سر | ہی یہی خنجر قاتل سی سوال گردن
تیزی تیغ اجل ہی بدیں فرقت مین | ٹھہر سی دم ٹھہر نہین رہی کی وصال گردن

خلعت فخر ہی ساری شہیدونمین مجھے
ہو تری تیغ کا رومال جو شال گردن

کرسکے خنجر قاتل سی تجاوز سر مو
سر کا مقدور نہ اتنا نہ مجال گردن

ہی مری بزم تصور مین ضیا طور کی طرح
شعلۂ شمع تجلی ہی خیال گردن

دیکھتا ہون جو بیاض سحر و نقطۂ نجم
یاد آجاتا ہی اوس ماہ کا خال گردن

یہہ لطافت یہ صباحت یہ صفا اوس مین کہان
ہی غلط گردن مینا سی مثال گردن

چشم ساقی کا تصور ہی مجھی جام شراب
کم نہین شیشۂ صہبا سی خیال گردن

کل تلک راست جو قد تہا الف قامت دار
سرنگون آج ہی وہ صورت دال گردن

سب یہہ کہتی ہین کہ نکلا ہی عجب عید کا چاند
جب سی وہ طوق طلائی ہی ہلال گردن

تیغ قاتل نی شہادت کا دیا ہی خلعت
دامن زخم گلو ہی مجھی شال گردن

پیچ کہا کہا کی بنی حلقۂ زنجیر کی شکل
طوق کی بوجہہ سی پہنچا ہی یہ حال گردن

ای پری شاخ یہہ ترشی ہوی بلور کی ہے
گردن حور سی کیا دون مین مثال گردن

ہی سراپا کو مری عشق سراپا سی اسیر
ہاتہہ تنہا نہین مشتاق وصال گردن

روئین گی تردار ہینگی گردش افلاک مین
دفن جب یون کرتی ہین زر مرد کی صورت خاک مین

موت آئی تو غم ابن شہ لولاک مین
خاک ملجای الہی کربلا کی خاک مین

یاد چشم مست مین ہین اسطرح پلکون پر اشک
خوشۂ انگور جیسی ہار بستہ تاک مین

رشک تی پہیری چہری دل پر مری اوشہسوار
جب بندہا دیکہا کسی نخچیر کو فتراک مین

طبع سی مضمون کبھی پیدا نہونگی بی تلاش
کیا ہنسین ظرف گلی گردش نہو جب چاک مین

منزلون اونسی ہوئی دوری تو کچھہ غم نہین
وہ بہی آسکتی ہین جاسکتی مین ہم بہی ڈاک مین

صاف وہ رخسار ہو پر جای جسپر اپنی آنکھ
خاصہ ہی موج دریا کا نگاہ پاک مین

آبرو چاہی تو کر جلدی در میخانہ بند
محتسب آیا ہی ساقی دختر رز کی تاک مین

کیا موافق اوس پری پیکر کا ہو ہمسی مزاج
سرکشی ہی آگ مین افتادگی ہی خاک مین

تیری دانتونکی چمک نی بسکہ روشن کردیا
کم نہین ریشی شعاع مہر سی مسواک مین

دولت دنیا سی ہین محروم ارباب ہنر
سیم و زر دیکہا نہ ہمنی کیسۂ دلاک مین

فتنی برپا ہوتی ہین کیسی سر رہ ہر قدم
عطر فتنہ مل کی نکلی ہین جو وہ پوشاک مین

غیر نی شانہ کیا اوس زلف مین سمجہا یہ مین
سانپ کا مسکن ہی یہ ہی شانۂ ضحاک مین

ہجر کی شب دیکہہ کر سوی فلک روتا ہو مین
ہین نمک افشان ستاری دیدۂ نمناک مین

پنج راحت ہی فقط رنگ شرافت کی سبب
خندہ زن ہون مثل گل پیراہن صد چاک مین

رزق کی تنگی نہ کیونکر ہو پی اہل زمین
ایک خوشہ ہی فقط نہ خرمن افلاک مین

ذرہ ذرہ کیون نہ دکہلائی چمک خورشید کا
مل گئی ہین کیسی کیسی مہر طلعت خاک مین

پستی طالع ہی مرتی پر نصیب اہل کفر
مردہ کس ہندو کا پایا اطلس افلاک مین

میری رونیسی نہو کیونکر جہانکو خوف غرق
نوح کا طوفان بہرا ہی دیدۂ نمناک مین

ہی کڑا پانی بہت گرداب بحر عشق کا
دست و پا ماری یہان طاقت ہی کس پیراک مین

لغزش پا سی صراط حشر پر کیا کام اسیر
ہاتہہ اپنا ہوگا دست صاحب لولاک مین

خوش ہین ہمسی جو وہ بات نہین کرتی ہین
ہم بہی ایسون سی ملاقات نہین کرتی ہین

بیٹہکا آٹہہ پہر ہی درجانان اپنا
کون دن ہی کہ وہان رات نہین کرتی ہین

لگ گئی چپ سی جو مجکو سبب اوسکا ہی یہ
بات اتنی ہی کہ وہ بات نہین کرتی ہین

کیا بیان ہو تری کوچی کی فقیرونکا شکوہ
بادشاہ ہو انسی ملاقات نہین کرتی ہین

ہم وہ ہین دیتی ہین جو رندین ہمین کوثر کی قدح
فخر ای پیر خرابات نہین کرتے ہین

رہنی والی تری کوچی کی وہ کہتی ہین مانع
جا کی کعبہ مین مناجات نہین کرتی ہین

میکشی کا وہ نہین کچہہ لطف نہین ای ساقی
جو بسر باغ مین برسات نہین کرتی ہین

کام رہتا ہی انہین بادہ پرستی سی مدام
زندہ ضائع کبہی اوقات نہین کرتی ہین

شور دربان نکرین دور سی دیکہین جو مجہی
پاس اتنا بہی یہ بدذات نہین کرتی ہین

نیت صاف سی ہین معتقد اونکی ہم رند
مغبچی کوئی کرامات نہین کرتے ہین

منتظر رہتی ہین ہم شام سی تا وقت سحر
وہ قدم رنجہ کبہی رات نہین کرتے ہین

بندۂ عشق ہین پر فرق ہی اتنا کہ تمہین
سجدہ ای قبلۂ حاجات نہین کرتی ہین

باغ جنت مین وہ رضوان سی بہی گی مین نہ امید
مہمان کی وہ مدارات نہین کرتی ہین

اب تو برسون سی وہ اگلا سا نہین ربط او نہین
عید کی دن بہی ملاقات نہین کرتی ہین

کس قدر تازہ مضامین ہماری ہین اسیر
راست کہتی ہین مباہات نہین کرتی ہین

نجا دن عوت حاتم مین وہ سقیم ہو نہین
گدا تری در دولت کا یا کریم ہو نہین

دکہائی مجہی دیدار ہو چکا انکار
جو آب برق تجلی ہین تو کلیم ہو نہین

شفا نہین جو مقدر مین ہی دوا بیسود
قضا کو روک لی تو قائل حکیم ہو نہین

بہشت ترک کہ آدم سے سوچ تو زاہد
مجہی بہی اس مین جگہ دی ترا سہیم ہو نہین

ملی ازل سی مجہی آبروی یکتا سے لئے
مجہہ نہ آسمان مین صدف گوہر یتیم ہو نہین

مری صدا کی ہین مشتاق گوش اہل فلک
دعای اہل دل و نالۂ سقیم ہو نہین

بڑی ہی لوٹ تلون سی دامن ہمت
مزاج طفل نہین رای مستقیم ہو نہین

شگفتہ ہین مری باعث سی غنچۂ خاطر
ریاض صحبت احباب مین نسیم ہو نہین

کشادہ دل ہی ازل سی مراز بانہین
تمام فیض ہون اندیشۂ کریم ہو نہین

خدا کا خوف کرای چرخ دی نہ مجکو شکست
دل مریض ہو نہین خاطر یتیم ہو نہین

مکان ہی پست تو ہو وقت رفعت ہمت
مسیح خرچ پہ ہون طور پر کلیم ہو نہین

کبھی غیند کبھی زرد ہے مرا چہرہ
نگاہ اہل طمع مین طلا و سیم ہو نہین

وہ اعتقاد کہ ہون لائق ہزار بہشت
وہ فعل بد کہ سزاوار صد جحیم ہو نہین

اسیر بس یہی اشعار چند کافی ہین
کہون نہ طول غزل شاعر قدیم ہو نہین

دل عشاق ہین کیا شاد پہنسکر زلف دلبر مین
کیا ہی قید یون نی رتجگا زنجیر کی گہر مین

پہنسا جا کر دل اپنا حلقۂ گیسوی دلبر مین
گرایا ہی جو قسمت نی تو ہمکو غار اژدر مین

لہو ہرگز نچہوٹیگا شہیدان محبت کا
پہنسا رکہا ہی تیری تیغ نی زنجیر جوہر مین

مے الفت کی قابل ظرف ہی ساقی مری لکا
سماتی ہین نہ یہہ خم مین نہ شیشی مین نہ ساغر مین

جواب نامۂ اعمال لکہہ رکہا ہی ہمنی بہی
فرشتون نی جو کاندہی سی کرینگی پیش محشر مین

کہین کیا خاک مین گرکر جو کچہ لذت اٹہائی ہی
نہوگا چہین ایسا طفل کو آغوش مادر مین

مکان جب لامکان اوسکا ہو خط پہنچای کیسا کر
کہان سی آئی ایسی عرش پروازی کبوتر مین

سوی میخانہ شاید محتسب آہی میکشو آیا
کہ کف لایا خم می خون اوترا چشم ساغر مین

اگر یون ہین کرے گا شوخ چشمی سادہ رو کو نفسی
چہنا جائیگا اک دن آئینہ سد سکندر مین

چلا ہی کوچۂ قاتل کو خوش خوش لیکی خاطر
خدا جانی کہ کیا لکہا ہی قاصد کی مقدر مین

تلاش رزق مین انسان کیون سرگشتہ پھرتا ہے
عنایت رزق کرتا ہی خدا اکثر ہی کو بیٹھے گھر مین

جو ہین اہل صفا کیا کام ہی اونکو تلو نسی
کبھی اوٹھتی نہ دیکھین ہمنی موجین آب گوہر مین

نگر وہ میکش خونخوار آیا جانب گلشن
بھرا ہی باغبان نی خون بلبل گلگی ساغر مین

نکر ترک وطن ہرگز جو اپنی زندگی چاہے
نہین بجھتی ہین ہوتی ہین شرر جبتک کہ پتھر مین

شب وصلت وہ کرتی ہین محبت بہی عداوت بہی
نہین ہی خط پشت لب ملا ہی زہر شکر مین

ہماری کشتی می بہی کہانسی کس جگہہ پہنچے
کہ ڈوبی قلزم عصیان مین نکلی جا کی کوثر مین

اسیر اللہ سی ہر دم دعا اپنی یہہ رہتی ہی
کہ دم نکلی الٰہی الفت آل پیمبر مین

یکایک کب ملی عشرت جو لکھی ہو تقدیر مین
کہ خم سی شیشہ مین شیشہ سی می آتی ہی ساغر مین

امیر ونسی کہو بہولین نہ کمخواب و شجر مین
گذر جائی گی محتاجو نکی بہی اک ایک بوری مین

گرایا چاہ مین اخوان نی لیکن یہ نسمجھی تھے
کہ ملک مصر کی شاہی ہی یوسف کی مقدر مین

ہزارون داغ لاکھون آبلی ہین اور دل میرا
تماشا ہی لگی ہین پھول بہی پھل بہی صنوبر مین

جو بد ہین اونکو کب ہوے گا اثر نیکو نکی صحبت کا
موافق بہی منافق بہی تھی اصحاب پیمبر مین

دلا گبھرا نہ فرقت مین میسر وصل بہی ہو گا
زمانہ منقلب ہے کچہ کا کچہ ہوتا ہی دم بہر مین

پہنچ جاوی گا اوڑکر یار تک مکتوب شوق اپنا
نہین آتا تو کیا سرخاب کا پر ہی کبوتر مین

ہلاکت مین جو پڑ جاوی یعنی جان آفت کو
مقر ریش و بز کی موت ہی قصاب کی گہر مین

وہ سرگشتہ ہون میری گہر چراغ شام اگر آوے
رہی تا صبح مثل شعلہ جوالہ چکر مین

دلا وہ مرد میدان قیامت ہی ترا نالہ
گرایا آسمان کی توپ کو جو ایک ٹھوکر مین

بعینہ ہی وہی لکہی پڑے ہو نامین حال جاہل کا
کہ جیسی سادہ رہجاتی ہی کوئی فرد دفتر مین

اسی گل کی تصور نے رلایا اسقدر مجھکو — رگ ابر بہاری بن گیا ہر تار بستر مین

فراق یار مین کچھ لطف میخواری نہین باقی — بجای بادہ بھر دی زہر ساقی میری ساغر مین

فقط ہی زندگی تک انتہا عشرت و عسرت — نہین کچھ فرق زیر خاک درویش و تونگر مین

تیری گیسو کا مین دیوانہ نازک طبیعت ہون — عوض زنجیر کی کر قید مجھکو موج عنبر مین

پھری گرد آتش رخسارۂ محبوب سی اگر — نہ پروانیکو تاب ایسی جان آتنی سمندر مین

لکھا ہی ہمنی بیتابی کا جو احوال نامی مین — ہوا ہی طائر سیماب کا عالم کبوتر مین

اسیر اندیشۂ تربت نہ ہمکو خوف محشر ہی
ہوا ہی خاتمہ بالخیر اپنا عشق حیدر مین

آئی گلشن مین جو تم اور ہوائین ہوتین — پتی پتی مین چلاجل کی صدائین ہوتین

ہمکشون کی جو نہ مقبول دعائین ہوتین — کالی کالی نہ گلستان مین گھٹائین ہوتین

روز محشر تو گناہون کا نہ کھٹکا رہتا — یہین ای کاش جمع ہوتی تھین سزائین ہوتین

آگی دنیا مین فرشتی بھی گنہگار ہوئے — ہم تو انسان تھی نکیون ہمسی خطائین ہوتین

سب شب ہجر مین خاموش جو ہوتی شب وصل — بولتی مرغ اذانون کی صدائین ہوتین

پوچھتی صاحب اسلام بھی ہندو کی طرح — یار تیری سی بتون مین جو ادائین ہوتین

باغبان تونی دم سرد سی روکا مجھی کیون — ٹھنڈی ٹھنڈی تری گلشن مین ہوائین ہوتین

مین جو آیا یہ مری ساتھ عدم سی آئین — مین نہوتا تو جہان مین نہ بلائین ہوتین

ملک الموت ہی ایسا تھا طبیب ورنہ — تم سی فرقت کی مریضونکی دوائین ہوتین

ابر مژگان کو جو مین رخصت بارش دیتا — پانی پانی ابھی ساونکی گھٹائین ہوتین

کیا کرون فوج حوادث نی بھی گھیر لیا — ٹالتا اونکو جو دو چار بلائین ہوتین

بیٹھ رہتی مری مرقد پہ مجاور بن کر / لاکھہ ہین دو جو او نہین یاد وفا مین ہوتین

لطف کرتا جو وہ عیسی تو سمرتا کوئے / مقبری تو نسی موقوف قضائین ہوتین

نم دکہاتے تو اگر چہرۂ گلگون اپنا / چاک پہولون کی نہ گلشن مین قبائین ہوتین

تندرستی مری دشوار تہی بی شربت مرگ / لاکھہ بیماری فرقت کی دوائین ہوتین

یار کی تیغ کی محراب مین کرتا جو سجود / زندگی بہر کی ادا مجہ سی قضائین ہوتین

صیدگہ سی جو مین غیر دنکو نکرتا باہر / تیری تیرون کی نہ موقوف خطائین ہوتین

گر دعا کاش دکہاتی اثر سہ اسیر
بند غولون کی بیابان مین صدائین ہوتین

کاسۂ فقر لین کلاہ نہ لین / تیری درویش تخت شاہ نہ لین

کب ہو ہمسی کسی کی دل شکنی / ہو دو راہہ تو ایک راہ نہ لین

گہر با ہون تو ہم چمن سی ترے / باغبان ایک برگ کاہ نہ لین

سایہ تیغ کے سوا قاتل / تیری زخمی کہین پناہ نہ لین

ہاتہہ رکہہ کر کمر پہ یون نہ چلو / رستے والے عدم کی راہ نہ لین

تیرے گالونسی اونکو کیا نسبت / دون کی آفتاب و ماہ نہ لین

بولے دربان سی دیکہہ کر وہ ہمین / کیون یہہ ٹہرے ہین گہر کی راہ نہ لین

مرہی جائین دکہائے آنکہہ جو یار / دم تہ غمزہ نگاہ نہ لین

جنس دل بیچنے کو نکلے ہین / خواہ اسی مول لین وہ خواہ نہ لین

تحت سے ہے کہ لوٹتا ہے سبو / اپنے ذمے یہہ ہم گناہ نہ لین

پیر ہو کر فلک کی کیا پروا / نام ممسک دم بگاہ نہ لین

ہم تو ڈوبین وہ ناخدا ہو کر / خبر کشتی تباہ نہ لین
خرمن ماہ ہمکو دی جو فلک / وہ غنی ہین کہ برگ کاہ نہ لین
ملک دل سے یہ حکم ہے اوس کا / کہ خراج اور بادشاہ نہ لین

قلزم عشق ہے عمیق اسیر
آشناؤن سے بھی کہدو تھاہ نہ لین

پرتو فگن جو چہرۂ ساقی ہو آب مین / عید غدیر خم ہو مکان حباب مین
رخنی گئی ہین اوسکی مژہ نی نقاب مین / جالی کٹی ہی یا ورق آفتاب مین
ای اہل حشر مژدہ کہ تمکو ملی نجات / دن ہو گیا تمام ہماری حساب مین
زاہد نہ طعن کر جو کردن مین ثنای مے / بنت العنب کا ذکر ہی ام الکتاب مین
رہتی ہین شوق کعبہ ابرو مین جان بلب / قصد ثواب کر کی پڑی کس عذاب مین
مقصود کل کا ایک ہی جز ماہو یا چکور / جو نور ماہ مین ہی وہی آفتاب مین
رو پوش ہم سی دولت دنیا ہی اسلیئے / رہجا ہی روئی زشت کا پردہ نقاب مین
جل کر موا ہون آتش می مین مین ناتوان / نہلاؤ میری مردی کو اشک کباب مین
ساقی نہ سیر ہون ان مین جو دریائی می ہون / خم کس شمار مین ہی سبو کس حساب مین
غفلت مری سنای کی مجکو پیام یار / نازل ہیمیر دن پہ ہوئی وحی خواب مین
ای کلک لکہہ مقابل ہر بیت ایک بیت / تعمیر ہو مکان مکان کی جواب مین
نالان ہوا تہا مین لب دریا جو ایکدن / انگشت موج رہتی ہی گوش حباب مین
ہی کون لا جواب زبانی مین بجز خدا / تیرا دہن ہی تیری کمر کی جواب مین
دل اپنا تاب جلوۂ جانان نہ لا سکا / پانی یہ تجلی سے [illegible] ہوا آفتاب مین

لب پر علی کا نام دم نزع ہو امیر
اپنی یہی دعا ہی خدا کے جناب مین

شامل ہی گرد کلفت دل کسکی آب مین
ہی ریگ مثل شیشۂ ساعت حباب مین

پرتو فگن ہی ابروی ساقی شراب مین
دو ماہ نو کا جلوہ ہی اک آفتاب مین

پیتا ہون می ہزار مین ہوتا نہین ہون سیر
ہو جرعہ نوش جیسے کوئی تشنہ خواب مین

جتنا کہلای یار غم ہجر کہا سکے
دعوت کا ہی طعام نہین یہ حساب مین

مین تہک گیا زبان نکیرین مرک رہی
رد و بدل ہوسے یہ سوال و جواب مین

مین ہون جو شہر علم تو یہ باب علم ہے
ہی مصطفے کا قول یہ حیدر کی باب مین

نفرت یہ وصل سی ہی کہ باندہی نہ اونسی تیغ
دیکہی ہم جو عاشق و معشوق کی داب مین

بی یار تہا جو ہجر گی کا مزا پسند
ڈالا نمک کباب کی بدلی شراب مین

نازک دلون کو قید تعلق سے کام کیا
پائی گل سوار نہ دیکہا رکاب مین

بیمار زلف و رخ ہون یہی ہی میری دعا
گہس گہس کی مار چہرہ پلاؤ گلاب مین

غفلت تجہی دکہائی گی دنیا کی حشر مین
دولت کسیکو ہاتہ لگی جیسی خواب مین

ایمان مرا ہی روی مخطط حبیب کا
ہون امت پیمبر صاحب کتاب مین

اس بحر بی ثبات مین غفلت ہی زندگی
کہلتی ہی آنکہ کچہ نہین رہتا حباب مین

دل کو مری نہ کہینچی چاہ ذقن سی دور
ماہی کی زندگی ہی وہ جبتک ہے آب مین

مصحف کا دیکہنا ہی عبادت ہی ای امیر
ناظر ہین روسے یار کی داخل ثواب مین

نامہ لکہا ہی وصف رخ بیحجاب مین
قاصد روانہ ہو شرف آفتاب مین

دیکھی جو اوسکی قامت دلجو کو خواب مین
گڑ جای سرو ڈوب مری جوی آب مین

یون چشم تر ہے یاد رخ بیحجاب مین
رکھتی ہین جیسی ظرف گلاب آفتاب مین

مسکن مرا جدا ہے جہان خراب مین
آب گہر صدف مین ہوا ہون حباب مین

ساقی کا عکس خط نہین جام شراب مین
خط شعاع ہی قدح آفتاب مین

تکیے سے ہو علیحدہ مجہ نالہ کش کی قبر
مردی غریب مفت پڑین کیون عذاب مین

توسن پہ ہے سوار جو وہ آفتاب حسن
گردون نہین سماتا ہی چشم رکاب مین

دولت مین چاہیی کہ رہی فقر کا خیال
پیری کو یاد کیجیی عہد شباب مین

آفت مین کون کون نہین میری قید سے
بیڑی بلا مین طوق پڑا ہی عذاب مین

کم می کشون کا مرتبہ جمشید سی نہین
ساری جہان کی سیر ہی جام شراب مین

بیمار اوسکی نرگس میگون کا یہ بھی ہے
ہیو جہ کچہ ورم نہین چشم حباب مین

دہوؤ جو بال ساحل دریا پہ آ کے تم
لہرائین موجین سانپ کی مانند آب مین

سایہ فگن نہین تو نہو سائبان ابر
ہاتہ اپنا سائبان ہی ہمین آفتاب مین

ہر ایک زخم تن سی جو آتی ہی بوی گل
شاید کہ تیغ یار بجھے تھے گلاب مین

اوس طفل کی ہی شکل عجب شکل دلپذیر
پڑتا ہی عکس آئینہ اسا کتاب مین

غفلت مری کہائی گی مجکو جہان کی سیر
کہلتا ہے دور دور کا احوال خواب مین

بیچھا رہا ہون خط عبث اوس ترک کو لکھا
بھیجا ہے کاٹ کر سر قاصد جواب مین

سرکش مین پختہ مغز کی جوہر کہان اسیر
موتی صدف کیطرح نہ دیکھی حباب مین

وہ مست ہین کبھی خشت کو ہم نہ کام کرین
ملی جو دولت جمشید صرف جام کرین

خدا کرے کہین دیدار کو وہ عام کرین — کہ جا کی طور پہ موسیٰ کو ہم سلام کرین

ضرور کیا ہی کہ وہ تیغ بے نیام کرین — اوٹھائین چہری سی پردہ تو قتل عام کرین

زمین مین آپ ہی گڑ جائے کام مردہ — کرین عزیز تو شرکت برای نام کرین

جنون کا ہی یہ تقاضا کہ مثل شبنم و گل — جو ہنسکی صبح کرین ہم تو روکی شام کرین

یہ آسمان کی ہی خواہش کہ صوت پرگار — جہان سے کوچ کرین ہم وہین مقام کرین

کسی کی ہاتہ وہ سیب ذقن کب آتا ہی — وہ پختہ کار نہین جو خیال خام کرین

اثر دکھانی لگے اب تو نالہاے فراق — یقین ہی وصل کا اولٹا وہ اب پیام کرین

وہ ناتوان ہین اوٹھائی جو ہمکو بزم سی یار — تو گھر سی در تلک آتی ہی آتی شام کرین

لگائین تیغ کہ چھوٹین عذاب سی بسمل — وہ کام آئین جو اسوقت مین تمام کرین

ہر ایک داغ بدن پر ہی شبہہ دینار — فقیر کیون نہ مرے گرد ازدحام کرین

مین لکھہ رہا ہون خط شوق کہتی ہین قاصد — یقین ہی یہ کہ یہ محشر تلک تمام کرین

مری لحد مین نکیرین بنگئے تصویر — زبان بند ہی حیرت سے کیا کلام کرین

مریض اوس رخ و گیسو کی لٹ گئی ایسی — کسی طرح نہ کٹی شب جو دن تمام کرین

ابھی تو خاک کا تختہ ہو صفحۂ تصویر — لگا کے پاؤن مین مہندی جو وہ خرام کرین

کبھی وہ خط بھی جو مجکو لکھین تو بی میرا — ہو العزیز نہ تحریر و السلام کرین

برا کہین نہ اوسے جو برا کہے ہمکو — بری کرین اوسی تب قصد انتقام کرین

تمام سال تو دشوار ترک می ہی اسیر
ہر ایک ماہ کو کیونکر مہ صیام کرین

رہا باقی نہ مری بے تفاوت دوست و دشمن مین — مقام صلح کل پایا پہنچکر ہمنے مدفن مین

محبت اثنا کرتی ہین جبتک جان ہی تن مین
کوئی مدفون نہین ہوتا کسیکی ساتھ مدفن مین

اثر دیکھو مری دیوانگی کا سیر گلشن مین
کہ ابر کوہسار آیا ہے پتھر بھر کی دامن مین

اثر ہوتا اگر ای باغبان بلبل کی شیون مین
لگاتی مثل اخگر آگ گل گلچین کی دامن مین

بجز سختی نہین مئی ذرا ابہی تجہ مین ای سنگدل قاتل
فرشتون نی مگر گوندہی تہی مٹی آب آہن مین

تہی الفت سی ہین اس میکدی کی جتنی ہین ساکن
ندیکہا ایکدن ست سبو شیشہ کی گردن مین

سحر تک شام سی حسرت نہین ملتی جو سوزش سی
مگر شامل ہی پروانیکی چربی شمع روشن مین

اگر ملتی بہی ہی دولت تو کام آتی نہین اپنی
گہر ہوتی ہین مثل اشک غائب کی دامن مین

نہین کچہ خوف انکو تیزی شمشیر دولت سی
نقوش بوریا سی تن فقیرونکی ہین جوشن مین

کیا غل کم کی ایسا بلبلون نی دسکو نوا نہ
کہ جاتی گل بہری گلچین نی کانٹی اپنی دامن مین

کیا دیر مغان مین ایک بت کا انتظار ایسا
کہ دونون پتلیان پتہرا گئین چشم برہمن مین

مری خاک کو کمری کی مضمحل کیا پستی طالع
نکل آئیگا ستمگر کی آخر چاہ بیژن مین

نہین ہی خوف و رنجک کچہ اہل شجاعت کو
کہ مثل تیغ اپنی جوہر ان سے ہین یہ جوشن مین

نہ پہچانا مجہی دشمن نی بالونکی سفیدی سی
غبار کاروان نی خاک جہونکی چشم رہزن مین

کبہی باندہی کبہی صیاد نی بلبل کی پر نوچی
خداوندا نہ آجائی کوئی قابوی دشمن مین

بقائی روح تک جہگڑی ہین سارے قصر و ایوا سی
نہین لگتی جو بستر بہی ہون دی ایک مدفن مین

صفت کرتی ابہی تیری مسیحا تو وہ ہونٹونکی
جو ہوتی تاب گویائی زبان برگ سوسن مین

ہوئی ہین اہل دنیا پیر پر اتنک نہین نادم
اوتر کر آرہا ہی پشت مین خم تہا جو گردن مین

بنا تا ہی مکان منعم عبث برسونکی رہنی کو
قیام روح تو پہلی سمجہلی خانہ تن مین

دعا سی بلعم باعور بہی اللہ نی سن لی
رہی سرگشتہ موسی سالہا صحرای ایمن مین

حسینونکو اسیر ایسی ہی الفت اپنی دیوانے سے

مری جنہین کہ لب خشک و چشم تر کی ہین
عجیب موی مژہ ترک فتنہ گر کی ہین

جو مرتے ہین علی کی وہ کس نشتر کی ہین
امید زیست بہی ہی خوف مرگ بہی شب ہجر

خمیدہ پشت ہی مو ہین سفید سست اعضا
ہمین تو نزع کی ہچکی لگی ہی ہوش ہین گم

شب فراق مین دیکھی جو اپنی موی سفید
بجا ہی دیکھہ کی اون ابرؤونکو آئی پیارہ

تری دہان و کمر دیکھہ لین تو جانین ہم
اوٹھین گی غیر سی کیا تیری تیغ ناز کی وار

خبر ہے تجکو مرضیون کی ای مسیح ضرور
لحد کی خاک سے پایا ہی رتبہ اکسیر

بہار باغ مبارک ہو نونہالون کو
گدا ہون پر مرا احسان ہو شوق سی ای غنی

حرم ہی کوچہ جانان یہ حج کو جاتا ہے
چمن مین ہو وم ہی ہیری قفس مین پہنسی کی

عبث وجود عدم کی نہین ہی آمد و رفت
اثر کیا نہ لیس مرگ تیرہ بختی کا

حمایل کیطرح پہنی ہوئی پہرتی ہین گیسو وہ مین

وہ پادشاہ حقیقت مین بحر و بر کی ہین
قضا کی تیر ہین نشتر رگ جگر کی ہین

وہ خانہ زاد کہ مالک خدا کی گھر کی ہین
لٹک رہی ہین ادہر کی نہ ہم اودہر کی ہین

قضا کی دیر ہی سامان سب سفر کی ہین
وہ پوچھتے ہین ارادی کہو کدہر کی ہین

ہوئی امید کہ آثار کچھ سحر کی ہین
یہ پیچے کسی محبوب کے کمر کی ہین

بڑی گھمنڈ جنہین تیزی نظر کی ہین
یہ حوصلے تو ہماری دل و جگر کی ہین

غریب شام کی مہمان ہین یا سحر کی ہین
قتیل کس نطفہ کیمیا اثر کی ہین

درخت خشک ہین مشتاق ہم تبر کی ہین
قبول تجکو جو ٹکڑے مری جگر کی ہین

بڑے ثواب مقدر مین نامہ بر کی ہین
کچھ ایسی اوڑتی ہے گویا کہ پر خبر کی ہین

تری تلاش مین ہر و ادہر اودہر کی ہین
چراغ قبر یہ بہی روغن ہنر کی ہین

نبی کا معجزہ سبطین کو بھی حاصل ہی
خدا شناس جسی سر غیب کہتے ہین
ہماری تازہ مضامین کو دیکھہ باغ نجا
ملا وہ نکو تلون کا قصہ رنگا رنگ
جو بد ہین اونکو عداوت ہی حق شناسون سے

قمر کی طرح سے دو ٹکری اگ کہر کی ہین
مری حساب وہ مضمون تری کمر کی ہین
گلون کی انمین ہی خوشبو مری ثمر کی ہین
ستون جسمین زمرد کی در گہر کی ہین
عدو علی کا ہی تلخ جس شجر کی ہین

چہپی گا ہمسی کہان کوئی معنی باریک
اسیر دیکہنی والی ہم اوس کمر کی ہین

شاہی کرون قبول مین ایسا گدا نہین
جز ضعف اور توشۂ راہ فنا نہین
ابروی یار سے طلب بوسہ ہی عبث
جاہون ابہی تو ساتہ صدا کی نکل چلون
کشور سپاہ طبل علم چتر تاج تخت
بیگانہ آشناسی مین ہون ہی محال عقل
افتادگی اب آئی ہی ایسی مزاج مین
ہون ہر قدم جو گرمی تن سی عرق عرق
بی عقل ہین فرار جو کرتی ہین روز جنگ
پستی ہین چہپائی کیون صفت دانہ ای جنون
وہ چشم کیا ہی جس سے روان ہون نہ غم مین اشک
کشتی ہماری رکہتی ہے طوفان سی کیا خطر

بہتر مری گلیم سے بال ہما نہین
تہ کردہ نان کمر مین ہی پشت دوتا نہین
اس کعبہ مین قبول کسی کی دعا نہین
زنجیر پا مری مجہے زنجیر پا نہین
دل پادشاہ چاہیے موجود کیا نہین
بیگانہ کون ہے جو مرا آشنا نہین
جز خاک تن مین آتش و آب و ہوا نہین
ہین دیر پا یہ آب مری نقش پا نہین
مرتا نہین وہ جنگ مین جسکی قضا نہین
جگہ ہمارے پاؤن کا کچہہ اسیا نہین
ماتم مین جو قبا نہ قبا ہو قبا نہین
اللہ ناخدا ہے اگر ناخدا نہین

مشتاق ہون تو چاہ زنخدان یار کا
مین مثل خضر تشنہ آب بقا نہین

ٹھری میان شہر وہ دیوانہ کسطرح
جسکو پسند صحبت مردم گیا نہین

کثرت ہی برق و سیل حوادث کی ہر طرف
مور ائین کسطرح مری خرمن مین جا نہین

واقف ہی سحر چشم سخنگو سی گوش دل
ظاہر ہے یہ کہ کوئی سخن بی صدا نہین

غافل ہون رہروان عدم کیون نہ ای اسیر
عمر روان کی تیز روی مین صدا نہین

عاجز ہین سب غرور کسیکا بجا نہین
آفاق مین خدا کا کوئی دوسرا نہین

عمر روان روان ہے کوئی جانتا نہین
یہ طرفہ کاروان ہی کہ جسمین درا نہین

یاور غریب کا کوئی اوسکے سوا نہین
وہ آشنا ہی جسکا کوئی آشنا نہین

صوفی سی کہہ و فہم سی تو آشنا نہین
جامے مین ہر بشر کی ہو ایسا خدا نہین

ای شیخ جا کی جانب کعبہ کرون مین کیا
کیا بتکدہ مین جلوۂ نور خدا نہین

دار العمل سی دار جزا کا ثبوت ہی
ظاہر یہ ہی کہ شرط کوئی بے جزا نہین

مخلوق سب یہ اوسکی ہین الا ہو خواہ لا
اس ہست و نیست مین کوئی اوسکی سوا نہین

منکر رجوع رب کہتے ہین جو سوی غیر رب
کیا اونکو یاد جملہ قالو بلے نہین

جبر یہ سے کہو کہ ہی ظلم اور عدل اور
تیرا خدا ہے جو وہ ہمارا خدا نہین

ذری ہین کس شمار مین خورشید کی حضور
اوسکے سوا ہمین طلب ماسوا نہین

سمجھی جو اوسمین مجہ مین جدائی ہی بی بصر
دریا سے موج موج سے دریا جدا نہین

موسی سنین کلام شجر کو ذر الغرور
طوطی ہی پشت آئینہ اصلی صدا نہین

سجدہ خدا کو کیجئی کیا خلق کی حضور
مقبول وہ نماز ہے جسمین ریا نہین

ظاہر مین فرق ہی صفت رنگ و بوی گل ہی اصل ایک گو کسی سی جدا نہین
دولت وہی ہی جسکو گرہ کہتی ہین تنگ حرص دل ہی غنی تو حاجت سیم و طلا نہین

شدت ہو درد دل کی تو گھبرا نہ ای اسیر
مرتا ہی کب مرض سی وہ جسکی قضا نہین

وصف آئینہ رخ کیجیے حیرانی مین باندھیی زلف کی مضمون پریشانی مین
یا مژہ خشک تہی یا اب ہی لہو بہرہ اشک یا تو خاک اوڑتی تہی یا آگ لگی پانی مین
تیری نقشہ کا ہو عاشق یہ ہی مجھ زار کا قصد جیب رہون جا کی کہین ہو قلم مانی مین
لخت دل خون جگر تک نہین باقی اے ضعف کیا کرون دعوت غم کی سر و سامانی مین
صفت اوس آئینہ رخ کی جو لکھنی تھی مجھ سا کچھ لکھ گئی ہم عالم حیرانی مین
نہ سمجھ کفر کو ایمان سی جدا ای واعظ دیکھہ زنار تو تسبیح سلیمانی مین
کر مشقت جو ہو بوئی گل جنت کی طلب تازگی روح کی مشکل ہی تن آسانی مین
کبھی درکار جنون مین نہوا اور لباس عمر کی ہمنی بسر جامہ عریانی مین
شکل اچھی جو تری بانک پنی کی کھیچے نوک باقی نہ رہی گی قلم مانی مین
صورت شانہ تو سل ہو کسی گیسو سے ہم سیہ بخت ہین اس سلسلہ جنبانی مین
کر دیا تفرقہ دہر نے یارون سے جدا ربط باقی ہے فقط زانو و پیشانی مین
منہ جھکا کر کبھی دھوتی ہین جو دریا مین وہ بال سانپ لہراتی ہین موجون کی جگہ پانی مین
استخوان کھائی سگ یار کی ساتھ اگر ہما ہی مناسب کہ طفیلی بہی ہو مہمانی مین
کہد و پریون سی کہ دل پھیر دین دیوانون کا نالشی ہو نہ کہین جا کے یہ دیوانی مین
خود نمائی کا جو ہو بزم شہادت مین خیال دیکھہ منہ آئینہ دم کے قربانی مین

تیغ بی مثل تری ابروی پر خم کی ہی یار
اصفہانی مین یہ خم ہی نہ خراسانی مین

سنکر خرق فلک کیلیی ہوتا ہی حکیم
اہرمن دخل ناری قدرت یزدانی مین

شعر تہوڑی ہین غزل مین تو مناسب ہے اسیر
مرتبہ حسن کا گہٹتا ہے فراوانی مین

رہا ہی یاد ابرو مین مجہی شغل فغان برسون
وہ مومن ہون کہ دی ہی مینی کعبہ مین اذان برسون

سبب یہ تہا کہ فرقت مین جیا مین ناتوان برسون
بہت ڈہونڈہا نہ پایا موت نی میرا نشان برسون

وہ بلبل ہون رہا دشمن ہمارا باغبان برسون
جلائی آگ راتونکو قریب آشیان برسون

مزہ عشق جوانی کا کوئی جاتا ہی پیری مین
جو زخم اچہا بہی ہوتا ہی تو رہتا ہی نشان برسون

صبا وقت ہین ہم بہی تیتی بوٹی بوٹی ہی
ہمارا بہی رہا ہی اس چمن مین آشیان برسون

یقین صیاد کو مشکل سی آیا میری الفت کا
کہلا رکہا قفس کا در برائی امتحان برسون

خموشی خوب ہی اپنی وگرنہ ایک نالی مین
رہین گی برہم و درہم زمین و آسمان برسون

نہ کعبہ کا نہ ہمسی دیر کا ہی حال پوشیدہ
یہان ہمنی مہینون عمر کاٹی ہی وہان برسون

قوی سی جلد اہل ضعف ٹہجاتی ہین آفت مین
کہ گل جاتا ہی تن رہتی ہین باقی استخوان برسون

نہین کچہ امر آسان عشق اوسکی زلف پیچان کا
ہوا جسکو یہ سودا اوسنی پہنین بیڑیان برسون

جو خط نکلا تمہاری آتشین رخ پر تو زیبا ہی
کری پیدا سمندر آگ روشن ہو جہان برسون

لبان تک اسیا دل کی وہی باقی رہی نالی
دبائی گو کہ دانتون کی تلی ہمنی زبان برسون

کبہی وہ فاتحہ کو بہی نہ آئی لوح تربت پر
جو ہم آغوش تہی مانند خط توامان برسون

نہو گا دوسرا ہمسا پرستار ابی خدنگ افگن
کئی ہین ہمنی سجدی زیر محراب کمان برسون

تلاطم خیز ہی ایسا اگر دریای اشک آشنا
تباہی مین رہیگا یہ جہاز آسمان برسون

وفور ضعف یہ ہی ناتوانی اسکو کہتی ہین
کیا جب یاد اوسنی ہمکو آئین ہچکیان برسون

رہی جاری ہمیشہ اشک بی تاثیر آنکھون سے
نہ پہنچا منزل مقصود تک یہ کاروان برسون

ہماری اشتیاق دل کی طول ایسی کہانی ہی
نہو ختمہ بیان کبھی اگر یہ داستان برسون

نہ آنکھا نہ آیا اپنی تربت پر سگ جانان
امانت کیطرح رکہی زمین نی استخوان برسون

عجب کیا ہی جو انکو رتبہ جمشید حاصل ہی
قدح نوشون نی کی ہی خدمت پیر مغان برسون

قدم تہک جائین گی جبدم تلاش تیغ قاتل مین
یقین ہی سر پہریگا صورت سنگ فسان برسون

اسیر اندیشۂ اعدا سی ہین عزلت نشین ہم بہی
میان غار ابراہیم تہی جیسے نہان برسون

تیغ تولی ہوئی نکلی جو وہ بازارون مین
ہم بہی ہین جنس شہادت کی خریدارون مین

ایک عیسی بہی ہین اوس چشم کی بیمارون مین
ایک یوسف بہی ہین زلفونکی گرفتارون مین

وہ ہوم محشر مین ہوئی جب تری آمرزش کی
بیگنہ مل گئی چہپ چہپ کی گنہگارون مین

کچہ تو انصاف پر آئی ہی طبیعت انکی
کہ در انداز چنی جاتی ہین دیوارون مین

کبھی مژگان کی کبھی ابرون کی یاد رہی
نکلی تیرون سے تو ہم گہر گئی تلوارون مین

اعتماد اپنی عناصر پہ ہو کیونکر ہمکو
ایک کا ایک مخالف ہو جب ان چارون مین

کو مکدر رہین گر درد تہ جام کیطرح
لطف اوٹہتا ہی جو ہم بیٹہتی ہین یارون مین

گشت کرتی ہو جو تم گشت مین اوٹہتا ہی یہ رشک
روز چل جاتی ہی بندوق زمیندارون مین

تیر سی توڑ سوار کہتی ہی مظلوم کی آہ
رخنی کرتی ہی یہ فولاد کی دیوارون مین

جتنی قاتل تہی مری بعد ہوی سب بیکار
توڑ تیرون مین نہ اب باڑہ ہی تلوارون مین

اپنی بندون مین تیغ اولٹو رخ سیمین سی نقاب
کچہ تصدق بہی ہو تقسیم گرفتارون مین

کیا چھپاتا ہی مری خون کو ای تیر فگن
ہی مری خون سی سرخی تری سوفارون مین

غم نہین بند جو دربان نے دربار کیا
جھانکنی کے لیے روزن تو ہین دیوارون مین

خوگر غم کو زمانی مین خوشی سی کیا کام
عید کی دن بہی محرم ہی گرفتارون مین

ہاتھ آیا ہمین فردوس نہ دوزخ دم حشر
بیگناہون مین نٹھہری نہ گنہگارون مین

لڑکھڑاتی ہین قدم کیون نہ دین مین اوسکے
زاہد خشک تو ساقی نہین میخوارون مین

کسکی آنکھین نہین دیدار بتان کی طالب
سیکڑون تار نظر اولجھی ہین زنارون مین

نہین برسا جو یہ ابر مژہ تر امسال
جنس کا قحط ہی ہر تال ہی بازارون مین

تیری وحشی گئی ہستی سی عدم کو عریان
دھجیان ہو گئی تار رخت بدن خارون مین

فکر دنیا غم دین پاس احبا سر دوست
اتنی کامون پہ بہی ٹہہری ہین بیکارون مین

غسل دریا مین بہی ہی ابروی جانان کا خیال
گھیر لین آ کی نہ موجین مجہی تلوارون مین

روح فرہاد سے شاید ہو ملاقات اسیر
روز اسکے لیے پہرتا ہون مین کہسارون مین

کیا کرون اشک اگر صاحب تاثیر نہین
طفل سے ہو جو خطا لایق تعزیر نہین

نہ پڑھی یار تو اوسکی کوئی تدبیر نہین
ورنہ مکتوب ہمارا خط تقدیر نہین

بھاگتی ہین تری دیوانی سی جنگل مین غزال
ہمہمہ شیر کا ہے نالہ زنجیر نہین

قبضہ حیران ہی ہون سارے جہان پر کیونکر
بڑھ کی وہ ہاتھ سی قاتل تری شمشیر نہین

کم آئی نظر اوسکی تو کسی دل پہ ہو نقش
شکل نادیدہ کبہی قابل تصویر نہین

ای جنون ہمکو درختون کی بہی قسمت نملی
بید مجنون ہے مگر پاؤن مین زنجیر نہین

ستم چرخ کی شاکی ہین عبث مردم دہر
حکم سلطان ہو تو جلاد کی تقصیر نہین

وعدہ خلا مریدون سی عبث کرتا ہی
خوہ گلستان حنا مین گذر پیر نہین

آب غربال کے مانند نکل جاؤن گا
سدرہ جوش جنون مین مجھی زنجیر نہین

کہین دشمن ہی زبان میری اوسی دی گی جواب
دور کی جنگ مین بیکار یہ شمشیر نہین

چاہیی گوشہ نشینی مین تری الف کی یاد
گھر ہی بازار جو دروازے مین زنجیر نہین

جسکی بیٹھا جو مین اوس در پہ تو دربان نی کہا
چلیی اوٹھیی یہ نہ رہین آپ کی جاگیر نہین

ایک ہی سا اصل ہی یہ کبر یہ نخوت کیسی
مین اگر خاک ہون کچھ آپ بھی اکسیر نہین

بارہا ہمنے حسینون کا مرقع دیکھا
تیری سی شکل نہین تیری ہی تصویر نہین

اذن لی پیر مغان سی تو یہان داخل ہو
شیخ میخانہ ہی یہ کعبہ کی تعمیر نہین

دم ہی شکوہ نہ کہول ای رگ گردن دم ذبح
تیغ ہی کند ہی جلاد کی تقصیر نہین

کور باطن کو مری شعر کی کیا قدر اسیر
چشم خفاش مین خورشید کی تنویر نہین

نالۂ دل مین مری کونسی تاثیر نہین
توڑ مین تیر کہ یہ کاٹ مین شمشیر نہین

آفت دہر سے خالی کوئی تعمیر نہین
گوشۂ امن بجز خانۂ زنجیر نہین

راست قد دفن ہوئی ہین جو زمین مین لاکھون
کون سی گور ہے جو ترکش پر تیر نہین

مرگ کی بعد خیالات جہان سی کیا کام
یہ وہ ہی خواب کہ جسکی کوئی تعبیر نہین

اہل رفعت مدد غیر سی رہتی ہین بری
شمع مہتاب کو کچھ حاجت گلگیر نہین

کیا گلہ ہی نکری بات جو وہ غنچہ دہن
دہن تنگ مین گنجائش تقریر نہین

جان بری الفت گیسوی سیہ مین ہی محال
سانپ لپٹا ہی مری پاؤن مین زنجیر نہین

ہون وہ طائر کہ ملی بی پر و بالی مین بھی پر — کس جگہ جسم مین پیتھا کہ وہان تیر نہین

خواب غفلت سی ذرا کھول مسافر آنکھین — شب کٹی صبح ہوئی کوچ مین تاخیر نہین

خط رخسار چھپاتی ہو عبث عاشق سے — کاغذ زر یہ نہین نسخہ اکسیر نہین

تمسی کیا دون مین مہ چہاردہم کو نسبت — ایسی ابرو نہین یہ زلف گرہ گیر نہین

اتہو اوس قید مین الایا ہی مقدر کہ جہان — آب شمشیر نہین دانہ زنجیر نہین

ہاتہ اٹھاتی ہین دعا کو مگر اتنا ہے یقین — قابل محو ہمارا خط تقدیر نہین

اہل حیرت کو ہی کیا عشق مجازی سی غرض — گل کی مشتاق کوئی بلبل تصویر نہین

سیر میخانی کی زہاد کو لازم ہے اسیر
خلد مین ایسی کوئی قصر کی تعمیر نہین

لب پر جز تذکرہ زلف گرہ گیر نہین — پیچ کچھ جسمین نہو یاد وہ تقریر نہین

کیا وہ سینہ ہی جو سینہ ہدف تیر نہین — کیا وہ گردن ہے جو گردن تہ شمشیر نہین

نامہ بر حال جو دیکھا ہے زبانی کہنا — خون روتا ہی قلم حاجت تحریر نہین

ای برہمن جو سنین بت ابھی دل پانی ہو — بانگ ناقوس مرا نالہ شبگیر نہین

ہون وہ مقتول کہ قاتل سے ہے الفت مجکو — آب خنجر سے لہو کب شکر شمشیر نہین

رکھتی ساتھ تواضع کی ہی انسان مین خم و — ہی کمان معانقہ مین بیکار اگر تیر نہین

یہی تیزی جو زبان کی ہی تو بندہ کا سلام — قطع الفت کی لیے حاجت شمشیر نہین

دل ندیتا تو بلاؤن مین نہ پہنستا ایسا — میری تقصیر ہی کچھ آپ کی تقصیر نہین

دیکھ تو بزم حسینان کو مصور جاکر — کون سی شکل ہے جو قابل تصویر نہین

الفت قید نکلنے نہین دیتی باہر — تیری دیوانے کو کچھ حاجت زنجیر نہین

ذبح ہو جاؤنگا آنکھین تو ملا اے قاتل
نگہہ ناز تو ہی پاس جو شمشیر نہین

کون دنیا مین ہے دل جسمین نہین تیری جگہ
تجکو رہنی کی لیے حاجت تعمیر نہین

دوڑ کر خود مری آغوش مین آتی ہین حسین
کون کہتا ہے مری آہ مین تاثیر نہین

گالیان لکہہ کی نہ دکہلائے وزبان کو کہولو
کام تقریر کا ہے حاجت تحریر نہین

باغبان ہون وہ سیہ بخت کہ گلشن مین مری
شام سوسن کی سوا صبح طباشیر نہین

شوق رہبر ہے تو چل جلد زیارت کو اسیر
ہند سی دور بہت روضۂ شبیر نہین

مردہ نہ یون دبا کوئی دشمن نہین ہون مین
تیرا ہی ایکبارہ تن ای زمین ہون مین

مذہب ہی عشق عاشق روئی حسین ہون مین
کس دہر مین ہین بت کہ برہمن نہین ہون مین

ہر وقت مین ایک ہی مری ہستی و نیستی
ثابت یہ خود مجہی ہی کہ گویا نہین ہون مین

یارب یہ کسکی سجدہ درگاہ ہی اشتیاق
مانند آفتاب سراپا جبین ہون مین

جز عجز کبر مجہمین ذرا بہی نہین رہا
آگی تو آسمان تہا پر اب زمین ہون مین

مٹتی ہی سینہ لب سی نہوتی تہی لب جدا
قدرت خدا کی ہی کہ کہین تم کہین ہون مین

گہر سی نکل کی کیا مجہی پہر نیکی ہو امید
ہمر از گفتہ ہون نفس واپسین ہون مین

دیکہو نگاہ کم سے نہ مجہہ خاکسار کو
وہ خاک ہون کہ سرمۂ عین الیقین ہون مین

غصہ مین ہی جو اوسکی مژہ مجہسی پوچہی
جوہر شناس خنجر چین جبین ہون مین

کیا پہنچی دست شوق تری ہاتہ پاؤن تک
دامن ترا ہون مین تری آستین ہون مین

قابل نہین جحیم کی بہی فعل زشت سی
منہ ہی مرا کہ طالب خلد برین ہون مین

اعلی کیا ہی مجکو نہ ادنی نصیب نے
بالائی آسمان ہون زیر زمین ہون مین

ہی تنگی جہان سی کسی انجمن کا لطف / اتنی جگہ نہین ہی کہ خلوت نشین ہون مین

ہوتا ہون بدگمان تو یہ کہتا ہی نامہ بر / خط دو کہ جبرئیل کی صورت امین ہون مین

اسباب خانہ ہی تو خم و ساغر و سبو / وہ گھر شرابخانہ ہی جسمین مکین ہون مین

ظاہر مین ہون مقیم تو باطن مین ہون روان / دریا ہی یہ زمانہ تو کشتی نشین ہون مین

لیلی کی ساتھ ہوتی ہین مجنون کی تذکری / اللہ ری اتحاد جہان تم وہین ہون مین

بڑھکر کوئی زمانی مین اس سی نہین شفیق / تقدیر میری ساتھ ہی میری کہین ہون مین

بسمل کی ہچکیان ہین کہ میری سوال اسیر / مجروح خنجر لب نان جوین ہون مین

فکر توصیف دہن مین شعرا رہتی ہین / روز مضمون نئی غیب سی آ رہتی ہین

صورت سبزۂ بیگانہ ہین اس باغ مین ہم / سب مین ہوتی ہین مگر سب سے جدا رہتی ہین

قطع امید عطا ہی مری مذہب مین گناہ / ہاتہ شل ہو گئی ہی مصروف دعا رہتی ہین

صائم الدہر جو ہین انکو ہی کیا فکر معاش / سالہا سال یہ مہمان خدا رہتی ہین

کب توجہ نہین اوس ابرو پر خم کی طرف / رو بقبلہ صفت قبلہ نما رہتی ہین

خاک ہوتا ہے رہ عشق مین اکسیر بقا / جو بگڑتی ہین یہان کچھ وہ بنا رہتی ہین

تنگ آیا ہون مین افلاس مین مہمانون سے / استخوان تن مین نہین گرد ہما رہتی ہین

منزل عمر سی ہر دم ہین یہ آمادۂ کوچ / کان اپنی طرف بانگ درا رہتی ہین

خون پیا داغ سہی صبر کیا کچھ نہ کہا / خوش ہین ہنستی ہین اب بہی وہ خفا رہتی ہین

کذب دعوی یہ نہین حال ہمہ تن ہی دلیل / جتنی ناقص ہین وہ انگشت نما رہتی ہین

ہر شب ہجر کو کرتا ہون مین مر کی سحر / روز ہنگامی قیامت کی بپا رہتی ہین

بت ہین گر آزردہ تو ہون ہمسی ہے اللہ تو خوش
بتکدہ ترک کیا کعبی مین جا رہتی ہین

ای اجل کر نہ کرم اونپہ جو تجھسے ہین نفور
لی خبر اونکی جو جینی سی خفا رہتی ہین

فرش مخمل پر امیرونکو مبارک رہی خواب
خار زارون مین ترے آبلہ پا رہتی ہین

صحبت اہل فنا انکو خوش آتی ہی اگر
گھر جو تکیے مین بنا کر فقرا رہتی ہین

آمد یار کی مشتاق نہین کونسی راہ
منتظر دیدۂ نقش کف پا رہتی ہین

چشم نرگس ہی نہین طالب دیدار تری
کان پھولون کی بھی مشتاق صدا رہتی ہین

پوچھتی کیا ہو تپا آئینہ رخسارون کا
دل عاشق مین یہ ارباب صفا رہتی ہین

میری نالی ہین ستون خیر ہی اتھی ورنہ
ہفت افلاک زمین پر ابھی آ رہتی ہین

چشم انصاف کشادہ ہی ہماری ایسے
گوش دل منتظر دخل بجا رہتی ہین

تعزیہ خانہ ہی کہتی ہین جسی کوچۂ عشق
جو یہان آتی ہین مصروف بکا رہتی ہین

واہ کیا صاف طبیعت ہین قدح نوش اسیر
ہم انہین لوگون کی خاک کف پا رہتی ہین

پھنس گئے خط ذقن کی چاہ مین
غوطے کھائی آب زیر کاہ مین

کیا کرم سے ایک ہین اچھی برے
آپ کی سرکار عالیجاہ مین

وہ مسیحا ہو جو کی تمنے نظر
جان ڈالی مرغ بسم اللہ مین

بوریی سے ہاتھ بہر اونچا ہی تخت
فرق کتنا ہی گدا و شاہ مین

ہون وہ مضعف توڑ ڈالون اپنی پانون
ہو اگر پامال کانٹا راہ مین

حاجیو اوس سرو قد کی یاد ہے
رکن اعظم حج بیت اللہ مین

ساتھ ہین عاشق ہزارون ننگے سر
آتے ہین لیکے علم درگاہ مین

بند کر لے آنکھہ چل سوی عدم
ہے کہین بتخانہ اونچا راہ مین

عشق لایا آنسوؤن کو سوے چشم
کاٹ کر دریا گرایا چاہ مین

کعبے چلتا ہون پر اتنا تو بتا
میکدہ کوئی ہے زاہد راہ مین

اہل حق ہی ہین یہان پست و بلند
چرخ پر عیسے ہین یوسف چاہ مین

ای فلک دے قبر تو ہمکو وسیع
عمر گذری خانۂ کوتاہ مین

ابتو ہی روپوش وہ خورشید رو
دیکھیے آئی نظر کس ماہ مین

دل جلائے کیون نہ وہ چاہ ذقن
معدن گوگرد ہے اس چاہ مین

طرفہ عریانی مین پایا ہی لباس
تن چھپا رہتا ہے گرد راہ مین

منہ چڑہی گا کیا رقیب حیلہ جو
شیر کی جرات ہی کب روباہ مین

مہربان وہ بت ہوا ہمپر اسیر
شکر ہے اللہ کے درگاہ مین

لگی نہ ہاتہ جو اوسکی کمر تو عیب نہین
ہماری قبضہ قدرت مین دست غیب نہین

مقام فکر ہی نیرنگیٔ ریاض جہان
وہ کون غنچۂ گل ہی جو سر بجیب نہین

وہ بت ہی صاف کہ ہمسی خفا خدا جانی
بجز خدا کوئی وانامی حال غیب نہین

جری کو جامہ میسر اگر نہین تو نہو
برہنگی پی شمشیر کوئی عیب نہین

ہماری دل کو مصائب کی تاب ہو کیونکر
خباب شیث نہین حضرت شعیب نہین

دکہا رہا ہی مجہی دل وہ باغ یکرنگی
جہان بہار شباب و خزان شیب نہین

ہی ایک شکل بد و نیک دوست دشمن سے
وہ آئینہ ہی یہ دل جسمین زنگ ریب نہین

تمہارا سینہ ہی یا تختہ بہشت برین
در بہشت برین ہی یہ چاک جیب نہین

وہ بی وہین سرمحفل ہی آج گرم سخن
سنین وہ جسکو یقین صدائی غیب نہین

لئی یہ دست جنون نی لباس کی لیتی
کہ آستین نہین دامن نہین ہے جیب نہین

دلیل رنگ شرافت ہی اس چمن مین بہی
پہٹی لباس پہ خندان ہین گل تو عیب نہین

ہنروروں کو مبارک رہی عرق ریزی
ہنر ہا ہین کوئی آتا نہین تو عیب نہین

اسیر رفعت معنی اگر نہین تو نہو
ردیف سست نہین قافیون مین عیب نہین

بلائین لاکہہ شب ہجر مین یہان آئین
شکایتین نہ کبہی اوس سی درمیان آئین

فلک پہ جائین جو آہین یقین نہین آتا
کہ رک کی دل سی کبہی جا بہ تا زبان آئین

مریض عشق کو ایسا خیال وصل رہا
تپین جو ہجر مین آئین تو توامان آئین

کمند جذبۂ دل گیا جنون مین کام آئی
کہ کوہ قاف سی پریان کشان کشان آئین

سنی جو خلد مین حورون نی اوسکی حسن کی دہوم
خدا سے اذن لیا زیر آسمان آئین

تصور رخ و گیسو مین جب گئی نالے
کبہی سیاہ کبہی سرخ آندہیان آئین

شہید ناز ہین کس مست کی یہ شیشہ رگی
کہ بسملون کیطرح انکو ہچکیان آئین

کہلی نہ گل کوئی تازہ یہ ڈر رہی بلبل کو
چمن کا روز بدلتا ہی باغبان آئین

گرائی آدمی بجلی بہائی اشک نی سیل
جہان گیا مین نئی آفتین وہان آئین

کہلا یہ خانۂ زندان مین میری قید کو طول
بلا مین طوق پڑا تنگ بیڑیان آئین

لرز گیا دل ہم رنگ کلام واعظ سے
عجب مہیب صدائین دم بیان آئین

بزنگ ماہی بی آب اوسکا دل تڑپا
نظر جسی تری بالیکی مچہلیان آئین

کرین جو کام جوانونکی پیر کیا ممکن
کہ دست و پا مین گئی قوتین کہان آئین

اسیر آج ہے پھر عیش باغ کا میلا
چلو چلو کہ حسینون کی ڈولیان آئین

کرین اشعار موزون اسکی وصف قد موزون مین
بلندی شاعری تنکو ہو اگر درکار مضمون مین

پھنسا ہی دل مرا جا کر کسیکی زلف شبگون مین
جنونکی جوش نی زنجیر ڈالی پای مجنون مین

پھرا ہون عالم وحشت مین برسون کوہ و ہامون مین
رہا ہون اشتیاق صحبت فرہاد و مجنون مین

سواد فہم کا پردہ پڑا ہی چشم حاسد پر
کرےگا موشگافی کیا مری جو تیکی مضمون مین

تری خال رخ گلرنگ سی تشبیہہ دی ہمنے
زیادہ کسطرح نشہ تہو لالی کی افیون مین

زمین مین گاڑتی ہین سیم و زر بیفائدہ ممسک
عبث کرتی ہین اپنی گنج داخل گنج قارون مین

ہوا ثابت جنون مین بھی بشر رہی فقط ایذا
نہ تھکی ایکدن زنجیر پائی بید مجنون مین

کیا ہم وزن گلشن مین جو اوسکی قد موزون سے
ہوا قمری کو سکتا سرو کی مصراع موزون مین

دکھا دو اپنی ہی ظرف کی ای می کشو وسعت
پیو پھر بھر کی می پیمانہ خورشید گردون مین

چلی کچھ تیز تحسین کی ہوا تو رنگ اوڑ جاوے
نزاکت سی نزاکت ہی مری گلہای مضمون مین

سنگ جانان سے کیونکر دین کسی لہو کو نسبت ہم
تفاوت ہی بڑا گاو زمین و شیر گردون مین

یہ آنکھین جل رہی ہین اب نہین ہین نام کو آنسو
نیا دیکھو تماشا اوڑ رہی ہے خاک جیحون مین

مکان آباد تھی جتنی ہوئی ہونگی مکان آخر
نہ کوئی طاق کسری مین نہ ایوان فریدون مین

جنھین اہل زمین سب رات کو انجم سمجھتی ہین
یہ رخنی ہیری تیر آہ سی ہین سقف گردون مین

حنا گلزار سی منگوا کی پسوانی سی کیا حاصل
ڈبو لی اونگلیونکو اپنی ای قاتل مری خون مین

مقام عافیت پایا جو خم مین بیٹھہ رہنی سے
یہ تیری فیض سے ساقی تہی فقط عقل فلاطون مین

درازی اپنی دکھلاتی یہ کسکی دست وحشت نے
کہ جا دامن سی اودہر چاک ہین دامان ہامون مین

اسیر امید عشرت آسمان سی سخت بیجا ہی
فقط یارونکو دہوکا ہے کہان مے جام و اژدون مین

کوئی میخانہ ایسا ہی کہان اس دور گردون مین
بھرا ہی بادہ مستی تمہاری چشم میگون مین

خمار آلودہ ہون کیونکر نہ میکش ربع مسکون مین
شراب عیش اے ساقی نہین مینائے گردون مین

ہماری چشم گریان نی کیا رنگ مقتل مین دکھایا ہے
کہ عالم شاخ مرجان گل ہی اوسکی تیغ پرخون مین

عنایت کوئی کر مینای جی ہمکو بہی ای ساقی
خم و پیمانہ ہین قابو نہی جمشید و فلاطون مین

ترقی تجکو ہر دم ہی مہ ہر روز ایک صورت پر
مقابل مہر کیا ہو تجہسی حسن روز افزون مین

بجائی دل فنی لیکن نہ پہنچا اوسکی گیسو تک
یہ انجمی ہاتہ آتا کچہ اثر ہوتا جو افسون مین

کیا گردون نی میری اختر طالع کو پست ایسا
ہوا اک اور درہم جا کی داخل گنج قارون مین

کلام اللہ شاہد ہی کہ قادر نظم بالا ہی
تردد کیا ہی بسم اللہ کی مصرع موزون مین

کسی دل مین اثر پیدا کری تیغ ہم گدا جانین
تکلف کیا عمل پائی جو سلطان ربع مسکون مین

زمین پشت و دریا ہی یہ مجہ وحشی کی رونی سے
کہ جا دی موج دریا نکلی چل نکلی ہین ہامون مین

نہین بی لخت دل آنکہون سی جو آنسو نکلتی ہین
کئی یاقوت بہی شامل ہین سلک در مکنون مین

تصور اوس کمر کا بسکہ وقت فکر باندہا ہے
زیادہ بال سی باریکیان ہین میری مضمون مین

چڑہین ای جسم خ قبر کوہکن پر مسعودہ بین
مناسبت مجنون ہی ظل بید مجنون مین

روانی دیکہہ تو خون سر فرہاد کی شیرین
یہ سرعت اور یہ گرمی کہان خسرو کی گلگون مین

گر اسلطان نعمون دنیا مین کیونکر اوسکی سایہ سے
ہما رہتا ہی تیری سایۂ بخت ہمایون مین

عجب کیا ہے اگر پہنچا ہی من منقل آتش
جلن ہی بڑہ کی جگر سے مر ہر قطرۂ خون مین

ہنسی کیا لیا سمجکر اوسکو کشت زعفران لیلی
ہوا رنگ رخ ہو صرف اگر تصویر مجنون مین

نہ کیونکر شاد ہو باریکی مضمون سے دل میرا
سمائیگا مرا مضمون چشم ذرہ مضمون مین

کیا تیری قد موزونکی اوسکو ناموزون
نکالین مہنی شاخین جو کی مصراع موزون مین

سر مو لکھہ سکی کوئی اسیر اسکو یہ کیا ممکن
سیہ بختی کی بختی ہو جو صفر لف شبگون مین

امید وصل سے ہے دل ہجر مین ہلاک نہین
بہت قریب ہے عیسی اجل سے اگ نہین

بشر نہین جسے اندیشہ ہلاک نہین
وہ کون خاک ہے جسکا مآل خاک نہین

وہ کون مست ہے کلفت سے جو ہلاک نہین
سوای دردخم آسمان مین خاک نہین

کمال آج حسینونکی سرخ سرخ ہین ہاتہ
مری لہو کا تو مہندی مین اشتراک نہین

خیال وصل حسینون سے اور دست تہی
خرید جنس کا سوداگرہ مین خاک نہین

یقین نہین ہے تری زہد کا ہمین زاہد
قسم تو کہا کہ تجہی دختر زر کی تاک نہین

بری گناہ سے کیونکر رہین یہ دولتمند
شراب خانہ مین دامن کسی کا پاک نہین

جو تپ بہی آئی عیادت کی ہے امید کسی
ہماری اونکی وہ اگلا سا اب تپاک نہین

نگاہ بہر کی اوسی کوئی آنکہ کیا دیکہی
کہ آفتاب ہے وہ روی تابناک نہین

فدا ہین اوسپہ سب اہل زمین اہل فلک
کدہر کو غلغلہ روحنا فداک نہین

علی کا نام ہے سلمان صفت جو ورد زبان
دہان شیر مین بہی ہشت ہلاک نہین

ہین ایک دیدہ مادر مین طفل خرد و بزرگ
گدا و شاہ مین کچہ فرق زیر خاک نہین

عجب نہین ہے گنہگار آدمی ہین اگر
یہان تو آکی فرشتی خطا سے پاک نہین

صفای ساعد سیمین کو کیا کوئی دیکہی
کہ آستین مین تری پیرہن کی چاک نہین

لٹک رہی ہین ستارونکی سیکڑون انگور
سپہر کیا ہے اگر دار بست تاک نہین

جدا جو تمسی ہون عاشق ایسی فنا ہو جاتین
بجز نگاہ یہ دوامہ مین انکا کا نہین

پھرا رہا ہی فلک کیا سمجھ کی سر پھیرا
بھنور نہین ہی بگولا نہین تو چاک نہین

بنی نہ سامنی فرعون کی کبھی جسسے
خدا نسی پاک ہی جسکو کسی سی باک نہین

غرور کیا ہے جسکا نہ سوار ہوا دو
کھلی ہی راہ کسی وقت بند ڈاک نہین

پی سواری شاہ جنون بنی ہی سر ترک
عبث اسیر گریبان مین اپنی چاک نہین

کام پارس کا یہ ارباب نظر کرتی ہین
دیکھ لیتی ہین جو آہن تو زر کرتی ہین

درد کی فرقت مین اک شام سحر کرتی ہین
زندگی عین تلاطم مین بسر کرتی ہین

اشک موقوف کوئی دیدۂ تر کرتی ہین
کٹنی تاریکی شب فرقت مین سحر کرتی ہین

یاد ابرو مین کہ وان اشک اگر کرتی ہین
دامن تیغ کو لبریز گہر کرتی ہین

کچھ دو دو شا سی نہین کام کہ ہین پہنچتی
ایک کملی مین ہم اوقات بسر کرتی ہین

منزل عمر نہین ہمسفر و جای قیام
تم چلو یا نہ چلو ہم تو سفر کرتی ہین

چشم عبرت ہو تو مردی نہین کم واعظ سی
مرگ اک دن ہی یہ زندونکو خبر کرتی ہین

کچھ نہ کہاتی ہین پیتی ہین تمہاری عاشق
ہجر مین کام فرشتون کا بشر کرتی ہین

ہی بیابان بجای خدا خال رخ یار کی یا
ایک دانی پہ ہم اوقات بسر کرتی ہین

دکھا غیر کا کیا کہ ہم اونکی در سی
جسکی نظارۂ خورشید و قمر کرتی ہین

بسکہ اختفای محبت ہی ہمین مد نظر
اپنی دل سی ہی نشان داغ جگر کرتی ہین

درد حسرت سی ہین جلتی انکھین روشن
تو ہی آتا ہی نظر جسکو نظر کرتی ہین

دی بجا بہر ہنو سخت اگر تمکو کہین
[illegible] نی اشک یہی باتکا خنجر کرتی ہین

راہرو دونون ہین زیادہ ہون یا تر دامن
ہے تری آنکہ تو وہ خشکی کا سفر کرتی ہین

دل تمہارا نہ پسیجی تو عجب کا ہی مقام
یہ وہ نالی ہین کہ پتھر مین اثر کرتی ہین

صرف زر کرتی ہین تعمیر عمارت پہ جو لوگ
ان سی پوچھو کہ کسی دل مین بہی گہر کرتی ہین

کم یہ کاندہونکی فرشتی نہین ہر کاروان سی
میری احوال کی روز اوسکو خبر کرتی ہین

استخوان اسکی جو سرمہ ہون تو ہون کیا پروا
پہر گئی آنکہ ادہر کب وہ نظر کرتی ہین

کام کیا تنگی عالم سی فقیرون کو تری
جہوپڑی مین بہی فراغت سی بسر کرتی ہین

پیچ و تاب دل عشاق تماشا ہی اسیر
یہ کبوتر وہ نہین ہین جو کمر کرتے ہین

اعضای بدن یہ ٹوٹتی ہین
گویا کہ تپنچی چہوٹتے ہین

می پیتی ہی خوشی ٹوٹتی ہین
توبہ کی نصیب پہوٹتی ہین

لکہتا ہون جو خط مین حال گریہ
قرطاس پہ حرف پہوٹتی ہین

ہوتی ہین سبک جو ہین گرانبار
رہزن بہی ثواب لوٹتی ہین

ہوتی ہین جو میری پاؤن زخمی
کانٹون کی پہپہولی پہوٹتی ہین

رندونکو ہی شغل دزدی مے
میخانونکی قفل ٹوٹتی ہین

ہی حوض یہ چشم دل خستہ
فوارے مژہ کی چہوٹتی ہین

مردون کی لحد پہ جل کی مزدور
مزدوریان گورکی کوٹتی مین

تاچند یہ صحبت تن و جان
جگ ایسی ہزارون ٹوٹتی ہین

وہ وادی عشق ہے کہ جسمین
خم شیشہ دلون کے چہوٹتی ہین

حداد بنا ہے کے محبت کی زنجیر
کیون آہن سے دکو ٹوٹتی ہین

دنیا مین لٹا کی ہم گھر اپنا
عقبی کا ثواب لوٹتی ہین

ہم دام اجل مین ہوتے ہین قید
احباب اسیر چھوٹتی ہین

کچھ جدا نور علی و احمد مرسل نہین
ایک کو دو کس طرح سمجھون کج مین احول نہین

دیکھہ ای دل مطلع کونین ہی کیسا دو لخت
مصرع ثانی سی ربط مصرع اول نہین

شعر پڑہکر اشک افشان کس لیے ہین اہل درد
میرا دیوان ہی ابو مخنف کا یہ مقتل نہین

ہجر ساقی مین مجھی کیونکر نہو خوف ہلاک
اژدہا کہسار سے آیا سیہ بادل نہین

ہمرہ رخ خال کی نقطون کا ہی لکھا ہون وصف
صورت فیضی مری تفسیر کچھ مہمل نہین

مین یہ سمجھا روشنی مین شب کو نکلا جو امیر
غول مشعلچی چراغ غول ہی مشعل نہین

پستی طالع یہ میری رو رہا ہی اسقدر
بحر تقویم منجم نہر ہی جدول نہین

کاٹ ڈالون سر کہ ہو مطلق زوال دردسر
درد سر کیو اسطے دردسر صندل نہین

ہجر کی شب میری آنکھون سی جو آنسو ہین رواں
اشک پانی سی بہری ہی تکیہ مخمل نہین

تیری تیغ امتحان کی کون کہا سکتا ہی زخم
مرد اس میدان کا جب جوہر اول نہین

ہی جو معشوق اسکو ہی عاشق کی صحبت سے گریز
میہمان طاؤس کی گھر مین کبھی بادل نہین

دشت غربت مین ہی اہل وطن کا ہی خیال
ساتھ میری آدمی کا کس جگہ جنگل نہین

داغ دل موجود ہی نان سفر درکار کیا
پاؤن مین چھالا ہی پانی کی اگر چھاگل نہین

بادہ کش ہین کیون مجھی عورت مین گر ہی مطلب
گھر مین قاضی کی تو می کی ایک بھی بوتل نہین

تا بہ اتممت علیکم نعمتی سی ای اسیر
جز علی کوئی وزیر احمد مرسل نہین

کون صاحب تبسم ہی جبین یہ عقدہ حل نہین
جسکا ثانی ہو خدا کی ذات وہ اول نہین

کب تہا وہ کب نہ ہی اے حاکم واعدل نہین
آخر آخر نہین یا اول اول نہین

غیر کا احسان اوٹھاتی ہین کوئی اہل صفا
دل وہ آئینہ ہی جسکو حاجت صیقل نہین

نالی کرتا ہون نہین ہی نام کو آنکھون مین نم
ہی عجب بجلی چمکتی ہے مگر بادل نہین

انقلاب دہر ظاہر ہی عیان تغیر حال
آج جو ہی کل تہا جو آج ہی وہ کل نہین

چہرہ روشن چھپاتی ہو عبث دامن سی تم
شمع ہی فانوس مین پر آنکھہ سی اوجہل نہین

گہر پر آکر ستاتی ہین مجھے کیون آشنا
بہاگ جاؤنگا مین وحشی دور کچہ جنگل نہین

شرم آتی ہی کہ مین کاندہون پہ جاتا ہون سوار
کون ہی تابوت کی ہمراہ جو پیدل نہین

کیون نہ کپڑی پہاڑ کر راہی ہون صحرا کیطرف
دست و پا میری ابہی انی جوش وحشت سل نہین

آگیا ہے پردۂ ابر تنک مین آفتاب
رقص مین رخسارۂ محبوب پر آنچل نہین

ہون وہ میکش خم چڑہاؤن تو نہو تسکین دل
باعث سیری یہان ملی ایک دو بوتل نہین

قوت معنی عیان میری قلمدانسی ہی رو
شیر سی خالی کبہی یہ کلک کا جنگل نہین

گل گئی بازار مین بلبل گئی سوی قفس
قصۂ صیاد و گلچین آجتک فیصل نہین

کسکی خوشبو آگئی جسنی معطر کر دیا
عطر دان صحن چمن مین کونسی کونپل نہین

سہل سمجہی ہو ہماری دل جلانی کو عبث
آہ سوزان ہی یہ دود آتش منقل نہین

لائی ہی وحشت ہمین کس وادی تاریک مین
منزلون جسجا کہ دست غول مین مشعل نہین

چاہتی ہین جو مزہ دنیا مین نادان ہین اسیر
نخل حنظل ہی یہ شیرین اسمین کوئی پہل نہین

اوسنی پیغام یہ بہیجا ہی کہ ہم آتی ہین
ایسی عالم مین کہ اوٹہی ہمین دم آتی ہین

کبھی آتی نہیں کہتی او نہیں ہم آتی ہیں
آدمی بھیجتے ہیں روز کہ ہم آتی ہیں

سرد ہنگامہ یوسف نظر آتا ہی ہمیں
آج کسکے سر بازار قدم آتی ہیں

ظاہرا کچھ تری بیمار کو تخفیف ہوئی
تپ تو آتی ہی مگر غش او بھی کم آتی ہیں

وعدۂ قتل میں ہی وعدۂ فردا ہر روز
خوب قاتل تری تلوار کو دم آتی ہیں

سر کٹی عاشق شیدا ہیں ہزاروں ہمراہ
آج درگاہ میں کسکی یہ علم آتی ہیں

بت پرستوں سی کہو پوچ رہی کسکو
کبھی مشکل میں بھی آڑی یہ صنم آتی ہیں

دیکھئی زیست ہی یا مرگ کہ جلاد و مسیح
آج بالین پہ عیادت کو بہم آتی ہیں

تھم جو آتی ہو تو سب نخل پئی استقبال
بڑھ کی گلزار سی دس بیس قدم آتی ہیں

تیغ کعبہ ہی کہ ہر سجدۂ شکرانہ کروں
کھیلنے کو وہ مری ساتھ صنم آتی ہیں

کشت سینچی نہ مری جھوم کی آیا سو بار
کتنی چھینٹے تجھی ای ابر کرم آتی ہیں

کوئی قاتل سی ہو کیا رجعت قاصد کی امید
پھر کی کب راہی اقلیم عدم آتی ہیں

تیغ کھینچے ہم اگر اہل عدم دیں یہ صدا
اک ذرا اور توقف ابھی ہم آتی ہیں

دہ کماندار کری صید تو کیا خیر مگر آپ
تیر کی زد پہ غزالان حرم آتی ہیں

آب کوثر سی بھری جام کری زینت قصر
کہدو رضوان سی کہ ہم سوئے ارم آتی ہیں

خاک پیدا ایسی مضمون ہو شہرہ ہی میں آسی
کہ ثمر نخل کہن سال میں کم آتی ہیں

جنت ارضی ہی ہی جو کچھ ہی بی حورین
باغ جنت کی ہوا ہی سایۂ انگور میں

ای بہار تازہ داغوں نے بھی ال ... دورین
پھول بنجاتی ہیں انگارے بھی تنور میں

کیا حرارت ہی بھی ... تہیں ہی جراح دیکھ
شمع کی مانند بھی جل اوٹھی ناسور میں

کس شہ خوبی نے ڈالی ہے عمارت کی بنا
شادیانے بج رہے ہین خانۂ معمور مین

گفتگو کیا ذرہ کی کرتا ایک ذرہ خاک کا
بولتا تھا حکم تیرا پیکر منصور مین

جو سنے نغمہ اوسے ہو جاے اے مطرب جنون
تار ہون میں رشتۂ گریبان کی اگر طنبور مین

کیا دل پرسوز مین آے خیال روے یار
کود پڑتا ہے کوئی جلتی ہوئی تنور مین

رنگ مہندی کا تری گوری ہتیلی مین ہے یون
بادۂ گلرنگ جیسے ساغر بلور مین

اوس رخ روشن کی مضمون کس طرح روشن ہون
نور کا ہر ایک فقرہ ہے دعائے نور مین

سو دیونکو نیستی قسمت ہے دولت مین نصیب
سیکڑون ہین چاہ صحن خانۂ زنبور مین

واہ کیا اللہ نے پہل تیری زخمی کو دیا
ذائقہ انگور کا ہے زخم کی انگور مین

روسیاہی کب تلک یارب مجھے کر دے سپید
صبح کی امید رکھتا ہون شب دیجور مین

ہے فروغ حسن ایسا نور ہو یا چاندنی
جب نکلتی ہین وہ ملجاتا ہے سایہ نور مین

تھی جو قسمت مین گرفتاری وہی باقی رہی
مر گئے پر دل ہے پہنا زنجیر زلف حور مین

میری زخمونکو جو اے جراح ایذا ہے کمال
نشک کا تھا سیل شاید مرہم کافور مین

لشکر افلاس سے اندیشہ کیا مجکو اسیر
ہون مین ظل رایت شاہ ابو المنصور مین

داغ دل کہیا خیال نرگس مخمور مین
آفتاب آنے نپایا سایۂ انگور مین

تل نہین ہین جابجا اوسکی رخ پر نور مین
غسل کو اوتری ہین زنگی چشمۂ کافور مین

دل ہوا مجروح یاد نرگس مخمور مین
پنبۂ مینا کی تہی جا بخیہ ناسور مین

جانب جنت چلی ہے روح کس مسکین کی آج
دست غلمان [illegible] شیشۂ جام حور مین

آج کل سی کچھ نہین مین طالب دیدار حسن
آئینہ تھا دل مرا خلوت سرائے حور مین

ذرّی افشان کی ہین یون زلف سیاہ یار مین
جسطرح جگنو چمکتی ہین شب دیجور مین

تم اگر دعوی انا الحق کا کرو حق ہی وہی
جھوٹ کہتا ہون تو اوٹھون مذہب منصور مین

زادۂ موذی سی موذی کو نہین کچھ فائدہ
جلتی ہی کب شمع مومی خانۂ زنبور مین

بام پر چڑھکر دکھایا کسنی جلوہ حسن کا
لوٹتی پھرتی ہی بجلی جلوہ گاہ طور مین

داستان یوسف کی سنتا ہی تو کہتا ہی وہ شوخ
جی نہین لگتا مرا اس قصۂ مشہور مین

تیری گرمی سی تو ای واعظ کلیجا پک گیا
ذکر دوزخ کیون کیا فردوس کے مذکور مین

گرم بازار حسد کس جا زمانے مین نہین
آگ کی ہستی پہ روٹی جل گیی تنور مین

جسقدر اندھیر ہو عالم مین خوش ہین بد سرشت
کیسی چورونکی بن آتی ہی شب دیجور مین

طور کو سمجھی ہین بازیگاہ یہ طفلان شوخ
جھولتی ہین ڈال کر جھولا نہال طور مین

ہونگی ہم بیجان جو کوئی دوست پہنی گا کفن
جا رہیگی روح اپنی مثل بو کافور مین

نقد جان کا ہی خدا مالک امانت دار مین
جیسی سلطان کا خزانہ قبضۂ گنجور مین

ہو گی غافل گر پڑی مے سی جو مستونکی طرح
می بھری تھی جای روغن کیا چراغ طور مین

چاندنی مین صفت روی یار کرتا ہون رقم
باندھتا ہون زلف کی مضمون شب دیجور مین

آبلی ٹوٹینگی دل کی اوسکی شفقت سی اسیر
زہر جسکو اہل بدعت نے دیا انگور مین

کون سنتا ہی عبث کسلیی فریاد کرین
اوسکو ہچکی بھی نہ آئی جسی ہم یاد کرین

ای اجل صبر کر ای تیغ لگی پر رک جا
کوئی دم اور بھی نظارۂ جلاد کرین

طائر رنگ حنا ہون چمن ہستی مین
لال ہو جائین جھی صید جو صیاد کرین

اللہ اللہ عجب ان ہی ... [illegible] داغ
... [illegible] ... برباد کرین

رکھہ زمین پر قدم آہستہ ذرا ای مغرور
مورچی دب کی سلیمان سی نہ فریاد کرین

ہم تو تنگ آکی سوی ملک عدم جاتی ہین
آپ اب اور کسی پر ستم ایجاد کرین

بات بہی اہل وطن نے نہ سفر مین پوچھی
کسکو یارون مین فراموش کسی یاد کرین

کہو عشاق سی ہی وصل حسینون کا محال
ربط ممکن نہین انسان سی پریزاد کرین

جتنی احباب ہماری تہی وہ دنیا سی گئی
ماتم قیس کرین یا غم فرہاد کرین

نیل دو ٹکری ہو بنجای گلستان آتش
کوئی مشکل نہ رہے آپ جو امداد کرین

آرہی ہین جو بہت نیند کی جہونکی شب وصل
سالہا سال کی محنت نہ یہہ برباد کرین

خضر آئین تو مجہی راہ بتانے کی لئے
لے بلکے کوچی وہ جہکاؤن کہ بہت یاد کرین

کر چکین ہین تری دیوانی یہہ زندانین صلاح
چل کی صحرا مین نیا شہر اک آباد کرین

باغبانون کو ہی کچہہ رحم بہی لازم پس مرگ
دفن قمری کو تہ سایۂ شمشاد کرین

ملک کا ذکا گوارا نہین لینا ہمکو
کیا خدا سی طلب گلشن شداد کرین

ہون وہ طائر نہین گلشن مین ٹہکانا میرا
عین احسان ہی مجہی صید جو صیاد کرین

وصل مین خوب تہموشی نہین دم رکتا ہی
کچہہ ہماری نہ سنین آپ ہی ارشاد کرین

چاہئی کہینچین جو شیرین کی مصور تصویر
صرف تصویر مین خون سر فرہاد کرین

قصد گلشن مین یہہ رکہتی ہین تری عاشق قد
خواب آرام تہ سایۂ شمشاد کرین

نظری کرتی ہین کیا شعر یہہ خوش چشم اسیر
چشم بینا ہو تو آنکہون سی ابہی صاد کرین

خواب ہی مین نظر آجای وہ رخسار کہین
یا خدا طالع خوابیدہ ہون بیدار کہین

یار کی ساتہہ مین تہہ [illegible]
گرد [illegible] کی نہ [illegible] کہین

کس طرح تنگ کی نہ ہم بیٹھے رہین مسجد مین
کوچۂ یار مین عشاق کھڑے رہتے ہین
عاشق چاہ ذقن وہ تو یہ وابستۂ زلف
یاد ابرو مین ہی کچھہ اور ہی عالم دل کا
اوج حاصل ہو جو مفلس کو کرے ترک بدی
کشتی عفو کو آنا ہے اگر جلد آئی
حشر کی روز سحر سے یہ رہیگا مجھی خوف
کوچۂ یار مین مجھ سے یہ ادب کا ہی کلام
نقد جان دیکے ہین ہو جو خریداری کو
سیر دنیا کی ہی منظور تو ہشیار اے دل
بزم جانان مین کسی من زر کی نہی بان
طالب فاتحہ خوانی بھی نہین ہم پس مرگ
حرص کہتی ہی کہ پھرنا ہی زمانہ مین ضرور
ہین وہ عاشق ہمین کرلیتی ہین معشوق پسند

ڈھونڈھ مارا نہ ملا خانۂ خمار کہین
دو کہین تین کہین پانچ کہین چار کہین
دل ہی محبوس کہین جان گرفتار کہین
سخت مضطر ہی مگر چل گئی تلوار کہین
پاؤن مین چبھتی ہین خار سر دیوار کہین
عرق شرم مین ڈوبین نہ گنہگار کہین
یہان نہی آجای نہ فرقت کی شب تار کہین
دیکھہ پامال نہو سایۂ دیوار کہین
کوئی یوسف نہین بکتا سر بازار کہین
جال ہی جال ہی ہوتا نہ گرفتار کہین
دو جو باتین کسی بدگو کی سنین چار کہین
خوف ہی یار کی ساتھہ آئین نہ اغیار کہین
ضعف کہتا ہی کہ جانا نہ خبردار کہین
لائق کار جو ہین رہتی ہین بیکار کہین

گرم بزم شعرا ہو چکی چل جلد اسیر
ایسی جلدی مین کہی جاتی ہین اشعار کہین

ہی وصل گل و بلبل ناشاد چمن مین
دربند ہے گل چین ہی نہ صیاد چمن مین
دیوانہ کرے کیون نہ مجھی سیر گلستان
ہر گل نظر آتا ہی پری زاد چمن مین
معشوق سے بہتر ہی کہین رتبۂ عاشق
قمری کی جگہہ ہی سر شمشاد چمن مین

نہرین کہین لبریز کرائے گریۂ بلبل
تختی گل و سوسن کی ہین برباد چمن مین

صیاد کی آتی ہی گری شاخ سی بلبل
کیا جانی پڑی کیسی یہہ افتاد چمن مین

گلگشت کا کیا لطف تری ہجر مین ای گل
نرگس ہی بنی دیدۂ جلاد چمن مین

دل سی مری تعلیم لیا کرتی ہین غنچے
کرتی ہین گلستان کا سبق یاد چمن مین

اللہ نے بلبل کو اسیری سے بچایا
دیوانہ ہوا آتی ہی صیاد چمن مین

کیا سرو و صنوبر ہون قد یار سی ہمسر
اصل اسکی نہ کچھ اوسکی ہی بنیاد چمن مین

گل توڑ کی کیون توڑ رہا ہی دل بلبل
گلچین نہ کر ایسا ستم ایجاد چمن مین

شاخون سی جدا گل نہین ہوتی ہین ہوا سے
اوڑتی ہوئی پھرتی ہین پریزاد چمن مین

کچھ نالۂ بلبل مین قیامت کی ہی گرمی
تپ چڑھتی ہی آتا ہی جو صیاد چمن مین

مستون سی کبھی یہہ نہ کیا پیک صبا نی
آو تمہین ساقی نی کیا یاد چمن مین

بی فکر ہی شاعر سی نکلتی ہین کہین شعر
موزون ہی ہر اک مصرعۂ شمشاد چمن مین

کہدو کہ بھری ایسی دم سرد نہ قمری
سردی سی اگر جامی نہ شمشاد چمن مین

لازم ہے اسیر اب کسی ندا تمہین بھی جائیگی
خرم ہوئی خاطر ناشاد چمن مین

تاب سخن حضور بت بیدہان نہین
اوسکا دہن نہین تو ہماری زبان نہین

کچھ انتہائی شفقت پیر مغان نہین
تعریف کیا کرین کہ ہماری زبان نہین

راحت نصیب اہل جہان ہو گمان نہین
اوسکی طلب ہی ہم ہین جسکا نشان نہین

ہر دم ضرور کیا ہی چڑھانا اوتارنا
سوچو تمہین کہ مین تو بشر ہون کمان نہین

ہر زخمہ کا نگہ مین ہی لذت جان دوست [illegible]
یوسف نہ [illegible] مین جو کوئی ایسا گران نہین

چپ ہو شب وصال ہو دن خدا سی ڈر
چلا رہا ہی کیون ابھی وقت اذان نہین

کی ہی خدا نے یار کی خلقت برنگ گل
یہہ نرم ہی بدن کہ کہین استخوان نہین

اقرار وصل اگر نہین انکار ہی سہی
کچھہ تو کہو زبان مبارک سی ہان نہین

سن لیتی ہین ملائکہ بانگ شکست دل
ایسا زمین سی فاصلۂ آسمان نہین

جابتک کہ ہم جہان مین ہین قائم ہی سب جہان
جب ہم نہین جہان نہین گویا جہان نہین

حاجت روا کو کرتا ہی لاغر یہہ آسمان
کچھہ دست پشت خار مین جز استخوان نہین

دل آب ہو گا اسکو تماشا نجانے کی
زخمی بدن مرا چمن ارغوان نہین

دل ہی مرا کہ اس مین ہی پوشیدہ عشق لطیف
اک بال آئینہ مین ہی وہ بھی نہان نہین

اللہ کی ہی دین جسی کہتے ہین عروج
حاصل ہی پر ملک ہون تو دور آسمان نہین

ہم مست ہی چھپا نہین سکتی ہین انکھی عجب
جیسی شراب شیشی کی اندر نہان نہین

کیون کر کہون کہ زخمی تیغ نگاہ ہون
دل مین ہزار زخم ہین تن پر نشان نہین

بازار شاعری مین یہہ جنس سخن اسیر
ارزان بہت ہی دل پہ کسی کی گران نہین

ہستی تو ہی مگر کہین میرا نشان نہین
بی جسم روح ہون مجھی قید مکان نہین

درکار خشت خم کی سوا نردبان نہین
کچھہ پیر میفروش کی اونچی دکان نہین

تنوین کا ہی نون تمہارا دہان نہین
پیدا ہی گفتگو سی بظاہر نشان نہین

مستونکو کیا ہی جام جہان بین کی احتیاج
کیا ساغر شراب مین سیر جہان نہین

دیکھیے تری دہان دکمر چشم غور سے
اسکا پتا نہین ہی تو اوسکا نشان نہین

پھر ہی بر اوسکی جا بجا عجب ہی خط سیاہ
ظاہر ہی یہہ کہ آتش گل مین دہوان نہین

پروا ہی کسکو ہو جو رخ یار پر نقاب
خورشید چار پردہ کہین ہی پر نہان نہین

اظہار سب پہ عیسی و ادریس کا ہی حال
ہمت بشر کو شرط ہی دور آسمان نہین

مجبور ہون جو مجھہ سی ہوا افشای راز عشق
یہہ ضعف ہی کہ طاقت ضبط فغان نہین

کیا آسمان اوسکی برابر کریگا ظلم
سب جانتے ہین عید مین نذر جوان نہین

دل کو چہ ذقن مین ہی کب چھوٹنی کی چاہ
یوسف کنوین مین منتظر کاروان نہین

ہی انتخاب مصرعہ گیسو ترا اگر
معنی وہ پیچ کی ہین کہ جسکا بیان نہین

لیکر وہ مہ مرا دل صد چاک کیا کری
روئی قمر کو شوق نقاب کتان نہین

گویا ہی جسن چمن مین تمہارا دہان تنگ
غنچی کی منہ مین غیر خموشی زبان نہین

پابند کب مکان کی ہوتی ہین صاف دل
مرغ نگہہ کا دیدہ کو رآشیان نہین

ماہ صیام ہی مجھی ہر ماہ ہجر مین
جز فاقہ میرے گہر مین کوئی میہمان نہین

محفل کو اوسنی آکے مرقع بنا دیا
تصویر کی طرح کسی قالب مین جان نہین

جاری ہی سوز دل کا وہی فیض بعد مرگ
کس کی لحد پہ شمع سر استخوان نہین

دیر و حرم پہ کچھہ نہین موقوف واعظو
دل صاف ہو تو یار کا جلوہ کہان نہین

احباب کی نظر مین سبک ہون تو ہون اسیر
کرتا ہون شکر دل پہ کسی کی گران نہین

بیمار ہون عشق کے سفر مین
توشہ مرا درد ہے کمر مین

لذت ہے جو اپنے شعر تر مین
ہوتا ہے مزہ یہہ کس ثمر مین

اک دم سے سو آئی یا نہ آئی
خوش یہہ ہے کہ کچھہ نہین بشر مین

مسجد مین گئے وہ بال کھولے
اندھیر کیا خدا کے گھر مین

دیوانہ ہے اوسکے قد کا شاید
ہین طوق گلو سے نیشکر مین

دانتون کی چمک نے مجکو مارا
کیا تیغ کی آب تھی گہر مین

احسان کسی کا لون نہ سر پر
ٹھہرون نہ مین سایہ شجر مین

سوزش سے یہی تو شمع آسا
ہے عمر تمام رات بھر مین

کیونکر ہو یقین حشر واعظ
ہے صدق بھی کذب بھی خبر مین

اوڑجاؤن مع قفس سوئی باغ
طاقت یہہ کہان ہے بال و پر مین

خاتم مین جڑی وہ مہروش کیا
وہبا ہے نگین قمر مین

یارب کوئی حور قبر مین بہیج
لگتا نہین جی اکیلے گہر مین

جز سیب ذقن کہ ہے وہ نایاب
ہوتا نہین تخم کس ثمر مین

لالی مین وہ ہے نہ ماہ مین ہے
جو داغ کہ ہے مرے جگر مین

افسانہ عشق کو ندے طول
ہوتا ہے اسیر درد سر مین

فکر انجام جہان گذران رکھتے ہین
ہجر مین وصل کا اتنا تو نشان رکھتی ہین
کہ وہ غم اور ضعیفون سی جہان مین اٹھوا
ساتھہ نشست کی ہین نا فہم بہی یہ صاحب نخل
ہوک کیون کہوئین نہ دیارہ کہا کرتیہ حسین
جلوہ دوست مناسب بل صد جا کہین ہے
کی دوا کی لئی خاک قدم ای شکست مسیح

نام رکھتی ہین ہم اونکو جو نشان رکھتی ہین
تنگ مثل نگین تنگ مکان رکھتے ہین
ای فلک ہم تو ابہی تاب و توان رکھتی ہین
گنج کچہہ عیب نہین جسکو نہان رکھتی ہین
پاس ابرو سی ہلال رمضان رکھتی ہین
قابل پوشش مہتاب کتان رکھتی ہین
پہول نرگس کی چمن مین یرقان رکھتی ہین

ڈر گئی ہین مری نالون سے موذن ایسے
انگلیان کانون مین ہنگام اذان رکہتی ہین

ہونگی محتاج وہ دو ہاتھہ زمین کی پس مرگ
سیکڑون ملک مین غصبی جو مکان رکہتی ہین

بوسہ اوس چشم کا لی کوئی یہہ کیسکا ہی جگر
موی مژگان خلش نوک سنان رکہتی ہین

دیکھتی ہین مرا احوال نکرتی ہین جو بات
آنکہہ نرگس کی تو غنچی کا دہان رکہتی ہین

دختر رز کو جو چہو لون بہی لگاتی نہین منہ
رند پاس ادب پیر مغان رکہتے ہین

وصف کس منہ سی کرین اوس مژہ و ابرو کا
لب شمشیر نہ خنجر کی زبان رکہتی ہین

وصف زیبا ہی تری چاہ ذقن کا ہمکو
صاف دہوئی ہوی کوثر سی بیان رکہتی ہین

رہ گیا اپنا تن زار جوانی بنر سے
باغ سی ہم یہہ پر کاہ نشان رکہتی ہین

ہین اگر الفت ظاہر کی طلب گار رقیب
ہم بہی اک بار فروشی کی دکان رکہتی ہین

کتنا پوشیدہ جلاتی ہی تپ عشق ہمین
نہ شراری نہ حرارت نہ دہوان رکہتی ہین

دشت وحشت مین کسی چشم کا ایسا ہی اثر
سجدی کرتا ہون ہرن پاون جہان رکہتی ہین

کاٹ کہاتی ہین جو موذی کبہی کرتی ہین بات
ہو کی انسان یہہ افعی کی زبان رکہتی ہین

وصل مین ہجر کا کہٹکا نہین ہوتا موقوف
جب بہار آتی ہی ہم خوف خزان رکہتی ہین

عیب مین عیب سمجہتی ہین ہنر کو بہی اسیر
آگ کا نام یہ نافہم دہوان رکہتی ہین

کوئی مزہ وہ زیر فلک چاہتا نہین
زخمون کی واسطے جو نمک چاہتا نہین

دل ہو کسی کا صاف فلک چاہتا نہین
با شکل آئینے کے چمک چاہتا نہین

ایسی ہی عام اب تو زمانی مین طرز بخل
ذرون کی آفتاب چمک چاہتا نہین

دیتا وہ بوسۂ لب شیرین مجہی ضرور
لیکن رقیب کور نمک چاہتا نہین

نقاش دست کو مرا سادہ مزاج ہے — تصویر مین بھی نوک پلک چاہتا نہین

نادان ہین کرتے ہین تقاضا جو مال کا — اہل زمین کا کچھ یہہ فلک چاہتا نہین

آبحیات خضر کی مانند کیون نہ ہون — مین طول عمر حشر تلک چاہتا نہین

تا کوئی یار نامہ پہنچ جاوے یا خدا — قاصد کی بھی تلاش ملک چاہتا نہین

کیا تل قریب مطلع ابرو بھی یار ہو — مضمون تازہ نقطہ شک چاہتا نہین

ساقی وہ بادہ کش ہون کہ عالی مرا ہی ظرف — مینا کی بھی شراب فلک چاہتا نہین

کیا کام امتحان سے ہے کامل عیار کو — زر ہے سخن مگر یہہ محک چاہتا نہین

تنہا یہہ دل گیا صف مژگان کے سامنے — جو ہے جری کسی سے کمک چاہتا نہین

کیونکر ہین عشق مین نکرون ضبط آہ واشک — ویرانی سماؤ سمک چاہتا نہین

آنکھین دکھاؤ بوسہ خرمای لب ندو — پی کر شراب کو مین گزک چاہتا نہین

احسان مرد کا ہے گوارا اسیر کو
جز مرتضی کسی سے کمک چاہتا نہین

چند روزہ ہے فقط روح تن انسان مین — قید یوسف نہین رہنے کا بہت زندان مین

مجھسا دیوانہ کہان ہے چمن امکان مین — تخت پریون کی اوترتی ہین مرے زندان مین

ہجو ہو غیر کی کیونکر نہ مری دیوان مین — ظالمون پر جو خدا لعن کرے قران مین

کہو بالین پہ دم نزع نہ ہو شین احباب — شاق ہوتا ہے مسافر کو سفر باران مین

ای فلک یوسف یعقوب زلیخا کو ملی — دھوم ہو مصر مین کہرام پڑے کنعان مین

کی کمی عالم وحشت مین نہ طاقت نے کبھی — ہاتھ چھوٹا جو گریبان سے پہنسا دامان مین

پردہ اولٹو کہ صف خلق ہو برہم درہم — تیغ کی طرح نکل آؤ کبھی میدان مین

کیا ذم گریہ بند تین ہمسی مضامین بلند
ہائی اڑ آو ڑتی نہین وحشت کی بیابان مین

غیر ممکن ہی کہ اک روز نہ پیدا ہو فساد
جا اضداد کا مجمع ہی تن انسان مین

سچ ہی کوئی نہین ہوتا ہی مصیبت مین شریک
نیند کیا موت بہی آئی نہ شب ہجران مین

رہی یہہ منظور نظر راز جنون کا اخفا
بیڑیان غل نہین کرتی ہین مری زندان مین

نرہی نار و جنان مین مری رنیسی نقیض
ہاتہہ مالک کا دیا منہیر کف رضوان مین

گرمی داغ مٹی بعد فنا تو یارب
دہوپ کہلتی ہی مسافر کو بہت میدان مین

شعر مہمل جو پڑہین وہ لو ہون معنی پیدا
مغز لب سی پڑی جان تن بیجان مین

کہتی ہین چہرۂ محبوب پہ خط نکلا ہے
نامہ لکہین گی اب اوسکو لو خط ریحان مین

چشم ترنی تری چہری کا تصور کر کے
بہر دئی ہین گل خورشید مری دامان مین

قتل ہو خلق جو پیراہن قاتل اودتری
تیغ عریان کی ہین جوہر بدن عریان مین

باندہی ہین ابروی جانان کی جو مضمون مینے
خانۂ کعبہ ہی ہر بیت مری دیوان مین

ہجر معشوق مین کیونکر نہو بیحس عاشق
تن ہی مٹی جو نہو روح تن انسان مین

میری دعوت کو بہی وہ عنیب کی دعوت سمجہا
ضعف سی مین نہ سمایا نظر مہمان مین

نظر آتی نہین یہہ دیدۂ حاسد کو کبہی
کتنی باریک مضامین ہین مری دیوان مین

جسم بیحس کو مری دیکہہ کی اشکون ہین اسیر
لوگ کرتی ہین مسافر کا گمان باران مین

خط مودار ہوا وصلکی راتین آئین
جنکا اندیشہ تہا منہہ پہ وہی باتین آئین

کبہی شادی کی نہ شادی ہوا رنجکا رنج
مر دی نکلی مری گہر سی نہ براتین آئین

فاش پردہ سری تا ہو کسی ہو خیمہ کا
زندگی گر چشم سی کیا تنگ ... قناتین آئین

فرقت گیسوی شبرنگ مین گیا جی اولجہا
کالی کالی جو نظر ہجر کی راتین آئین

کیا تکلف ہی جو مکتب مین وہ لکہنی بیٹہی
کلک سونیکی تو چاندی کی دواتین آئین

ان حسینون نی بہت جمع جو کی دولت حسن
حورین فردوس سی لینی کو زکاتین آئین

دل پر داغ نی دکہلا دیئی ایام بہار
آنکہین روتی لگین برسات کی راتین آئین

رکہ کی اورون پہ برا مجکو کہا کرتی ہو
گالیان دینی کی اچہی تمہین گہاتین آئین

گردش بخت موافق ہوئی صد شکر اسیر
ہجر کی روز گئی وصل کی راتین آئین

چہپائی دلمین اوس پردہ نشین کی آرزو برسون
یہ وہ غنچہ ہی سربستہ نہ پہولی جسکی بو برسون

وہ میکش ہین لگایا دختر رز کو ہمنی منہ او سدام
سبو نی ہاتہہ باندہی جب ہماری روبرو برسون

فلک نی کب نہ مثل شمع کی ذلت مین گرمی
عرق بنکر مری چہرسی ٹپکی آبرو برسون

خبر لی تیری خنجر نی نہ تیری تیر نی پوچہا
چہنیون دل مرا اتڑپا رہا درد گلو برسون

ہی زہاد رندون پر جواب اونکی اوٹہاتی ہین بحث
رہی ہین پاہی بند بیعت دست سبو برسون

اجل سر پر ہی جبتک کارخانہ ہی وہ فانی ہی
زمانی مین نہ مین رہتی کو آیا ہون تو برسون

ملا ہی تب نیا مضمون تری دست حنائی کا
کیا ہی دل کو جب اس فکر مین ہمنی لہو برسون

زلیخائی جہان تیرا ستم مشہور عالم ہے
رہا زندان مین یوسف سا مقید خوبرو برسون

ہوا حل مسئلہ اوسکی دہان تنگ کا کسدن
رہی باہم زبان دانون مین اسکی گفتگو برسون

کوی مچہلی نہ ہاتہہ آئی کہ ہستی مین گرگ ہوتی
لگا کر شست بیٹہی ہم کنار آبجو برسون

کفن مین عطر اگر ملدو گی تم اپنی پسینی کا
ہماری خاک سی بہی آئی گی بہو لونکی بو برسون

کرم کس دن کیا پیاسون پہ ابر تیغ قاتل نی
چمک کر رہ گئی سینی مین برق آرزو برسون

رہا باقی عبادت مین علاقہ خاکساری کا
تیمم سی نمازین کین ادا جائی وضو برسون

اوٹھا ہی کب قدم سی ہمارا روزی قیامت تک
رہا ہی حلقۂ زنجیر با طوق گلو برسون

ریاست چاہتا ہی تو مشقت بہی گوارا کر
گدا کی بہیس مین سلطان پہرین ہین کو بکو برسون

قوی سی پیر لوا آتی ہی آفت ناتوانون پر
لحد مین جلد گل جاتا ہی تن ہستی ہین مو برسون

مٹا دل سی کسی ساعت نہ اوسکا نقش یکتائی
کیا ہی گوشۂ عزلت مین ہمنی فکر ہو برسون

نہ گھبرا نزع مین اہل علی آئی ہین بالین پر
یہہ وہ ہنگام ہی جسکی دعا کرتا تہا تو برسون

نئی وحشت رہی وحشت مین ہمکو ایک مدت تک
گریبان پہاڑ کر دامن کیا ہمنی رفو برسون

بڑہا ئی قدر میخانی کی ساقی جوش مستی مین
گیی کعبہ سمجہہ کر ہمنی مسجد سی چارسو برسون

تری خاک قدم کی کب او نہین اکسیر ہاتہہ آئی
رہی عشاق کو شغل ہوس جستجو برسون

اسیر اوس کا لب جانبخش مانع تہا یہہ کیا کرتا
رہی دلکو مری تدبیر مرگ آرزو برسون

تری کمر سی سوا زار و ناتوان ہون مین
فقط ہی نام کو ہستی مری کہان ہون مین

خدا کری کہ تری تیغ کا بنون جو رنگ
خدا کری کہ تری تیر کا نشان ہون مین

یہہ کسکی نقش قدم سی ملا ہی تاج شرف
زمین پکار رہی ہی کہ آسمان ہون مین

تمام شہر مین یارب ہی تیر خنجر حسن
شہید مثل تمنا کہان کہان ہون مین

اگرچہ جسم کیا قیمہ قیمہ قاتل نے
ہنوز طعمۂ شمشیر امتحان ہون مین

خدا سی ڈر نہ چہری پہیر مجہہ پہ اے صیاد
کہ ایک مشت پر و مشت استخوان ہون مین

نہ تاب جنبش پر ضعف سی نہ طاقت آہ
قفس سی بڑہ کی گرفتار آشیان ہون مین

نہین ہی بزم جہان مین کوئی [illegible]
ذلیل صورت ناخواندہ مہمان ہون مین

کروں نگاہ توجہ تو ہے ضرر میرا / کہ زال ہوئی وہ دنیا ہی نوجوان ہوں مین
او سی جواب سی نفرت مجھی سوال سی ننگ / وہ بد ہین ہی خموشی سی بیزبان ہوں مین
نجانا مجھی صیاد ننگ دام و قفس / کہ فخرِ زمزمہ سنجانِ بوستان ہوں مین
ہزار زاغ مری گرد ہین ہزار ہما / عزیزِ خلق ہوں گوشتِ استخوان ہوں مین
عدوی خلق خدا ہی جو کاٹتا ہی مجھی / کہ نخلِ سبز سرِ راہِ بوستان ہوں مین
غضب ہی دل کی تکبر سی چاہتا ہی پڑے / کہ مثلِ طاعتِ ابلیس رائگان ہوں مین
نپوچھ میری تباہی کہ اس گلستان مین / برنگِ طائرِ گم کردہ آشیان ہوں مین
قفس مین ہی نہ ٹہکانہ مرا نہ گلشن مین / وبالِ خاطرِ صیاد و باغبان ہوں مین
بقا تجھی کو ہی ای مالکِ زمین و زمان / نہ جاودان ہی زمانہ نہ جاودان ہوں مین
زمین فشاندی صبح ہوں گا داخلِ خلد / بس ایک رات تری گھر مین مہمان ہوں مین
میہ زرد ہوگی رخ اوسکا مرض مین رکہتا ہے / بہار جسپہ تصدق ہی وہ خزان ہوں مین
جو شک نجات مین اپنی کروں تو کافر ہوں / اگرچہ تیغِ معاصی سی خستہ جان ہوں مین
علی وسیلہ جنت نبی شفیعِ امم / خدا کا قول ہی بندوں پہ مہربان ہوں مین

مآلِ عشق سی آگاہ دل مرا ہی اسیر
مری کسی پہ جو کوئی تو نوحہ خوان ہوں مین

کری یہہ مرگ سی پرہیز وہ سقیم نہین / تری مریض کو کچھ حاجتِ حکیم نہین
خدا کی فضل سی کچھ بہشت غنیم نہین / کہ ذوالفقار علی ہی دل دو نیم نہین
ہزار شکر گدای کی ننگ سی چھوٹے / ہماری عہد مین باقی کوئی کریم نہین
لکہا ہی یہہ لوح پر اول قلم نی روز ازل / فنا ہی سب کو کوئی جز خدا قدیم نہین

دبا دیا ہی مجھی کوہ سیاہ کی نیچے — شب فراق سی کوئی بلا عظیم نہین

قبولِ فیض کی خاطر ہی شرط استعداد — کوئی سہیل سی خوشبو بجز ادیم نہین

اوٹھای رنج تو بڑہ جای آبروی بشر — عزیز خلق کہان گوہر یتیم نہین

ہزار رنگ جہان خراب کی بدلین — خلل پذیر مری رای مستقیم نہین

ہماری آہ سی افسردہ ہی دل عالم — شگفتہ جس سی ہون غنچی یہ وہ نسیم نہین

ذلیل مجکو نسمجو تمہارا عاشق ہون — جو برق طور نہین تم تو مین کلیم نہین

جہان ہی بزم حسینون کی ہی گذر میرا — وہ کون باغ ہی جس مین کہ مین نسیم نہین

نگاہ کرتی ہین حسرت سی کیسلی مفلس — فلک پہ شمش و قمر کچہہ طلا و سیم نہین

کبھی نہ نقل مین خصلت ہو اصل کی پیدا — کہ رنگ ہی گل تصویر مین شمیم نہین

جو دوست ہو گا نسمجھی گا عیب دوست کو عیب — کہ ناگوار خدا الکنت کلیم نہین

کرے نہ حور جنان ہمسی غمزہ بیجا — ابھی تو جاتی ہین ہم دور کچہہ جحیم نہین

پسند طبع نہین ہی کسی کو وضع خلاف — کبھی خدا کا نہین دوست جو کریم نہین

انہین کی دست و قلم مین ہی صحت مضمون — وہ کون شاعر کامل ہی جو حکیم نہین

کرین نہ اسکی تمنا دو شالہ پوش امیر — سوا گدا کی کوئی لائق گلیم نہین

اسیر اپنے گناہون سی ناامید نہو — امیدوار جنان قابل جحیم نہین

مدت سی آگئی تہی خشکی سی چشم تر مین — باقی نہین رہی ہی اب آہ بہی جگر مین

ہی جسم زار اپنا یون اشک چشم تر مین — آجائی کوئی تنکا جیسی کسی بہنور مین

کیا کہیی کسقدر ہی پیری مین سلب طاقت — رہ رہ گیا ہی اکثر عکس آئنہ کی گہر مین

تہوڑی بلا سبب ہی کم حوصلہ کی خو مین — گربہ ہی شیر شرزہ گنجشک کی نظر مین

ناداں کو ہو مبارک دنیای دون کی دولت
لین ہاتھ مین عصا کیا جب ہوئی کمر شکستہ

اچھی طرح وہ چہرہ رویا مین بھی نہ دیکھا
نکلی ہین گو کہ گھر سی یارو نکلی گھر مین ارمان

اللہ رے نزاکت پڑ جائین بل ہزارون
اللہ رے ناتوانی معدوم ہو گیا تن

خط کا جواب پائی یا پڑی ہی وہ ادا سے
کب فرق سائلون مین کرتی ہین اہل ہمت

برہم ہی طبع جانان کیونکر ہو راہ پیدا
پوشیدہ نقص باطن رہتا نہین کسی کا

محنت کشون پہ نا ہو رحمت خدا کی ظاہر
پیدا کسی طرف تو تربت مین روشنی ہو

دیکھی تھی اوس مژہ کی جنبش کبھی جو ہمنی
تن بھر مری نمایاں جتنی ہین داغ وحشت

تار نگہ مثال ہی جسکا ہی اوسکی زینہ بیجا
رخسار و لب کا بوسہ رکھتا ہی جو محبت

جا ہین ابھی ہمیری دل سی اندیشہای دنیا
روح روان عدم کو پہنچی جوان ہوئی جب

چرخ فلک سی کیونکر نفرت نہ کری یہ دل

دندان سنگ کا موتی زیبا ہی گوش تر مین
کیا آر ہم لگائین ٹوٹی ہوئی شجر مین

بجلی چمک چمک کر رہ رہ گئی نظر مین
سارا وطن ہماری ہمراہ ہے سفر مین

ہو موج بوی گل کا پٹکا اگر کمر مین
کچھ ہون تو مین سماؤن احباب کی نظر مین

دیکھون کہ کیا لکھا ہی تقدیر نامہ تر مین
ذری ہی مین سب برابر خورشید کی نظر مین

مشکل سی ہو گا روزن گر جی ہوئی گہر مین
آخر کھلی اگر ہو تا بنے کا میل زر مین

قصر نماز جائز ہے اسلیے سفر مین
کچھ سوجھتا نہین ہی یا رب اندھیری گھر مین

اب تک کھٹک رہی ہی وہ پھانس سی جگر مین
ہوتی نہین ہین اتنی پتی کسی شجر مین

دیکھی نہ کچھ بھی اچھی ہون سو چراغ گھر مین
یہ ذائقہ نہ پایا ہمنی تو گل شکر مین

اچھا نہین بتون کا قبضہ خدا کی گھر مین
راہ دراز طی کی قاصد تو دو پہر مین

[illegible] ماہ دونون داغ [illegible] نظر مین

ہے ثمرہ مصیبت خاصان حق کا حصہ
کہتا ہے سر بریدہ کیسی امان تبر مین

نالہ سنی کسی کا کب ہے دماغ اوسکو
بانگ شکست دل سی ہوتا ہی دردسر مین

بے اذن کیون تم آئی مرقد پر ای عزیزو
آتا ہی بی اجازت کوئی کسی کی گہر مین

رحمت سی کب ہی خالی دنیا کی کوئی لذت
تلخی ہی زہر کی بہی شیرینی شکر مین

اوس آنکہہ کی جو پتلی دیکہی نگہہ نی ہارا
کیا جانتی تہی پنہان ہے تیغ اس سپر مین

وقعہ شباب کو ہی بس زندگی مین اتنا
لی جیسی کوئی رہرو دم سایۂ شجر مین

آغاز اسیر جو ہے انجام وہ علی کا
مولد خدا کی گہر مین مشہد خدا کی گہر مین

عاقل ہے تو اس پند کو حکمت سی سنو جان
ہی مال فدا جان پہ عزت پہ فدا جان

ہین چار عناصر مین نئی چار عناصر
دل آگ ہی چشم آب ہی تن خاک ہوا جان

اینک تو نہین روح کی معلوم حقیقت
تحقیق تو یہہ ہے کہ اسی حکم خدا جان

ہی موئی مژہ تیر تو شمشیر ہی ابرو
کہینچی تری تصویر مصور کی ہی کیا جان

ہی عالم کثرت مین بہی وحدت کی نمائش
عاقل ہی تو موجونکو نہ دریا سی جدا جان

آرائش دنیا ہی بزرگون کا تصرف
شاہونکی توجہ کو فقیرونکی دعا جان

کس کس کو کیا قتل نہ جلاد فلک نی
پہولے جو شفق سرخی خون شہدا جان

ایسی نہ صفائی نہ کسی مین یہہ لطافت
معلوم نہین ہمکو ترا جسم ہی یا جان

اللہ کا ہے ہاتہہ محمد کا ہے بازو
اللہ و محمد سی نہ حیدر کو جدا جان

وہ صاحب عزت ہی خدا دی جسی عزت
تعظیم کرے خلق تو تائید خدا جان

ہر دم ہی اوس ابرو کی طرف دلکو توجہ
قبلہ سمجہہ اسکو تو اوسی قبلہ نما جان

فرہاد جو ملتا تو اسیر اوس سی یہہ کہتا
شیرین سی ہی تیری کہین شیرین ہی سوا جان

رونمائی دخت رز ہی گنج زر برسات مین
ہن برستا ہی مری ساقی کی گہر برسات مین

خود بنایا ہی مسافر خود وہ کرتی ہین گمان
میری گہر آیا کسی کا نامہ بر برسات مین

اسقدر مُردیکو کیون روتی ہین مُردیکی عزیز
شاق ہوتا ہی مسافر کو سفر برسات مین

چار رون آزردہ ہی ساقی تو ہوا ہی چشم تر
آٹھ آٹھ آنسو نہ رو آٹھون پہر برسات مین

لکھنؤ سی جا کی کلکتہ کیا آنکھون نی غرق
آگئی ہی تار بجلی پہ خبر برسات مین

ساقیا دیوار پہاندینگی یہہ پہر دخت رز
تاک کہا ہی ترا مستون نی گہر برسات مین

آبرو بہتی ہی تو انسان پر پڑتی ہین پیچ
کیا نہین دیکہی ہین دریا کی بہنور برسات مین

دیکہتا ہون فرقت ساقی مین جب برق و سحاب
آنکہین بہر آتی ہین جلتا ہی جگر برسات مین

دی فقیری نی مجہی سیل حوادث سی نجات
تیغ باران کی ہوئی کملی سپر برسات مین

رہنی دیتی ہی کوئی گہر مین ہوائی سبزہ زار
جانب صحرا نکل جاتا ہون ہر برسات مین

وقت گریہ پہر دقد آئین نہ کیون کر مجکو یاد
باغبان اکثر اگاتی ہین شجر برسات مین

پرورش کرو دل کی تا ثابت رہی روز بلا
بی مرمت ہو تو گر پڑتا ہی گہر برسات مین

اشک افشانی مین کیا ٹہری گی دیوار بدن
ہو گئی بوچہار سی خالی کمر برسات مین

فرقت محبوب نی ہمکو رلایا اسقدر
بنگئی انسان سی ہم ابر تر برسات مین

اسقدر روتا ہون زندان مین کہ رہتا ہی اسیر
خانۂ زنجیر کو گرنی کا ڈر برسات مین

ہی جدائی اوس سی کہانا ہی جینا اندنون
ای فلک شاید ہی ربع زون کا مہینا اندنون

سادگی ہی گوش جانان کا قرینا اندنون
موتیون کو آئی کا دانون پسینا اندنون

عید اضحی ہی نہ ہجر یار مین عید صیام
ہر مہینا ہی محرم کا مہینا اندنون

بعد مدت وصل کی دن ہمکو آئی ہین نظر
کیا جدا ہو لب سی لب سینی سی سینا اندنون

ہی نسبت ای رشک گلشن دو گنہ نکو آپ بہی
جی مین آجائی تو چلئے شاہ مینا اندنون

رند مفلس ہون تڑپتا ہون بہت پینی کی لئی
یا الٰہی کوئی مل جائے دفینا اندنون

دور ہی برسات قاصد کیون سفر کرتا نہین
ہے نہ ساون کا نہ بہادون کا مہینا اندنون

فصل گل آتی ہی ساقی باغ میخانہ بنا
جام ہی ہر ایک گل ہر سرو مینا اندنون

رند یاد ساقی کوثر مین پیتی ہین شراب
کشتی مے مغفرت کا ہی سفینا اندنون

کون ہی کہنی سی جو چاک گریبان کو سی
چاہئی ای وحشیو ناخون کا سینا اندنون

ورد ہی نام اوس پری کا اسم اعظم کی طرح
ہی نگین میرا سلیمان کا نگینا اندنون

اکیسی کیسی زر بکف فصل بہار انمین ہین گل
خاک نی اوگلا ہی قارون کا دفینا اندنون

خستہ اہل جہان سی ہی یہ دولت منفعل
خود زمین مین گڑ گیا ہی ہر خزینا اندنون

خط سبز یار نی ایسا کیا مرنیکو عام
ہو گیا ہی خضر کو دشوار جینا اندنون

کند گئی ساری مکان کیا لکہنو برباد ہے
سوجہتا ہی دل کو مکہ یا مدینا اندنون

عام ہی ظلم فلک دم مارنی کی جا نہین
رات دن اپنا وظیفہ ہی رضینا اندنون

جوش ہی یہہ اوس یم خوبی کی الفت کا اسیر
مثل ماہی ہی یہان داغون مین سینا اندنون

عنایت بعد مرگ اتنی تو یہہ جلاد کرتی ہین
کسی کو ذبح کرتی ہین تو ہمکو یاد کرتی ہین

کیا ضعف جنون نی خشک یہہ زنجیر کی صورت
جو ہل جاتا ہی سر سب عضو تن فریاد کرتی ہین

بہرا ہے تیغ دم بدم کوئی ساعت ای قضا دم ہم
ابھی بسمل تماشائی رخ جلاد کرتے ہین

اور اڑا ای باغبان مجکو نہ گلشن سی وہ طائر ہون
پھنساتی ہین جو مجکو رشتے نگہ صیاد کرتی ہین

خزان باغ جوانی کی جو پیری کہین دکھلاتی ہے
بہار غنچہ ایام طفلی یاد کرتے ہین

ملے موقع تو ہم اوسکی کمر کا بھید پتا پوچھین
نظارہ غیب کا مجذوب مادر زاد کرتی ہین

بلند اللہ نی ہمت بھی کی بالا بلندون کو
یہہ بندی بول لیکر سرو سی آزاد کرتی ہین

عیان ہین جابجا یون تل خط رخسار جانان مین
پریشان جلیسی دانی دام مین صیاد کرتی ہین

ملک کی نزع مین صورت نظر آئی تو جی ہم
طالب کوئی آدمی آیا وہ ہمکو یاد کرتی ہین

مری اشکون نی کھویا نور آخر میری آنکھون کا
جو لڑکی ناخلف ہوتی ہین گھر برباد کرتی ہین

مقام سایہ و نقش قدم ہمسی کوئی پوچھے
فن افتادگی تعلیم یہہ استاد کرتی ہین

زمانی مین نہین ہے کوئی طائر خوشنوا مجہسا
چھری دیتی ہین مجکو کیا غضب صیاد کرتی ہین

لب بام اپنی لب باین اپنی آنکھ مین پڑے ہو زن
کبھی آنسو بہاتی ہین نہ ہم فریاد کرتی ہین

کوئی ملتا ہی وہ شیرین ادا غارت گر ہستی
عبث یہہ درد سر ہم صورت فرہاد کرتی ہین

الٰہی کیون نہین گرتی ہی دیوار قفس میری
کہ نالی ہم خلاف مرضی صیاد کرتی ہین

رہا ای باغبان اب لطف کیا گلشن مین رہنے کا
بہری ہی چشم نرگس سرکشی شمشاد کرتی ہین

فقیرون کو نہ چشم کم سی دیکھین صاحب دولت
اسیر الفقر فخری مصطفےٰ ارشاد کرتی ہین

وہ کشتہ ہون مری دشمن بھی مجکو یاد کرتی ہین
زیارت روز میری قبر کی جلاد کرتی ہین

ستم ایجاد جب کوئی ستم ایجاد کرتی ہین
تو ہر امتحان پہلے ہمین کو یاد کرتی ہین

بجز دولت نہین کچھ خاک اوٹھا محبت مین
بہاتی ہین جو آنسو آبرو برباد کرتی ہین

ظالم جو ہماری تھی ہوتی سب غیر کی دے
خدا کا شکر زیر خنجر جلاد کرتے ہین

ہوئی ہے یہہ سمجھ کر فاختہ شمشاد پر عاشق
کہ گیسو مین کبھی وہ شانۂ شمشاد کرتی ہین

نمد ہوندار ہے آباد جلسہ دوستدار ونکا
کبھی ہنس بول کر ہم وہ گھڑی دلشاد کرتی ہین

حرم مین آئی مدت سی مگر وہ چال تھی اپنی
کہ ابتک ساکنان دیر ہمکو یاد کرتی ہین

بہہ کثرت کو وکان اشک کی ہی صورت آدم
جہان جاتی ہین ہم بستی نئی آباد کرتی ہین

قدم چلنے کی قابل ہین نہ پر اوڑنیکی لائق ہین
ستم کرتی ہین پھر جو مجھی آزاد کرتی ہین

کرون باور نہ کیونکر قاصد محبوب کا کہنا
خدا کا حکم ہی جو کچھہ رسول ارشاد کرتی ہین

حسینون کی ستم سی چرخ ظالم تنگ ہے برگردان
جگر مریخ کا بھی خون یہہ جلاد کرتی ہین

جلا دنیا قفس کا بات کیا ہی ہم اسیرونکو
نہین کرتی جو نالی خاطر صیاد کرتی ہین

کرتی بالتو نسے اوسکی مزرع دل کیون ضائع ہو
برستی ہین جو تیہر کشت پر برباد کرتی ہین

یہہ کون آیا ہی ای ساقی کہ شیشی بزم عشرت مین
عوض قلقل کی تم تکرار مبارکباد کرتی ہین

جو کوئی پوچھتا ہی نام میرا تو تجاہل سی
وہ کہتی ہین کہ ٹہرو سوچتی ہین یاد کرتی ہین

سبکروحی مین یہہ دلکو گران جانی نہ تھی ہے
ہوا ابتک ہم اپنی خاک خود برباد کرتی ہین

وہ نالان ہون جو میری طرح وہ نالی بھی گئے ہین
بتون سی برہمن ناقوس کی فریاد کرتی ہین

اسیر احوال یاد آتا ہی جب شاہ خراسان کا
میری آنکھین کو آنسو دجلۂ بغداد کرتی ہین

بجا ہی آنکھون ہی گرم آنسو جو شمع کی طرح ڈہل رہی ہین
لگی ہی آگ اپنی دل مین بدن سی شعلی نکل رہی ہین

کنارے دریا پہ ہمکو پانی نہین پیا ایک بوند اسیر

چڑہی ہی جو جون کی ہمسی تیوری حباب آنکھین بدل رہی ہین

ریاض عالم مین جلوہ گر ہے عجیب نیرنگ بے ثباتی

ہوا سے ہلتی نہین ہین، یہی درخت ہاتھو نکو مل رہی ہین

کبھی تو تم بہی نکل کے گہر سے تلاطم بحر اشک دیکھو

کہ جا بجا پڑ رہے ہین نالے ہوا سی بیڑ ہی او چھل رہی ہین

کبھی نہ بہٹکین سے کے جوش وحشت مین شب کو رستہ تمہاری وحشی

تمام صحرا مین روشنی ہے چراغ غولونکی جل رہی ہین

جنازہ میرا گلی مین اونکے جو پہنچے ٹہرا کی آتنا کہنا

اوٹھانی والے ہوئی ہین ماندی سو تہنک کے کاندہا بدل رہی ہین

گلی حسینون کی کربلا ہی کہ خال وابرو سی عاشقون پر

ستم کی گولی برس رہی ہی خدنگ آفت کی چل رہی ہین

کہین کی نقطے اگر کہین مین ہماری دیوانپن کیا عجب ہے

طیور معنی ہین سے جو الفت ہم بہہ دانہ بدل رہی ہین

یقین ہی ہمکو اجل کا لیکن غرض ہی نقل مکان سی اپنے

کڑی ہے منزل جو ہمکو چلنی مکان سی کچھ دور چل رہی ہین

خیال عالم ذوق مین پوچھو نہ ہم سی احوال جوش رقت

کنوئین بہن دوا بنی دیدۂ تر کہ دونون یکسان ابل رہی ہین

محیط سے مردمان آبی سفر کرینگے مگر عدم کا

حباب ہوکی نہین مین بدا یہ اونکی خیمہ نکل رہی ہین

گمان خط سبز کا ہے بیجا تمام ہے سبز حبا بلد عارض

برنگ افعی تمہاری گیسو بلا کا کچھہ زہر اگل رہے ہین

بدن ہی میرے جدا کیا ہے جو آج مقتل مین میرے سر کو

ہوئے ہین کچھہ شاد ایسی کہ پیتری وہ بدل رہی ہین

یقین ہے صفت فشار ہین ہوتہ زمین بعد مرگ اون پر

جہان مین مصحف زخون سے برسون جو لوگ دست و بغل رہی ہین

لحد پر آکر ذرا خبر لو کہ بیقرارون کا حال کیا ہے

تمام اعضا پڑے ہین بیحس مگر دل اونکی اوچہل رہی ہین

تمہارے محفل مین بخت لایا یہان رقیبون کا دخل پایا

اگرچہ پہنچے بہشت مین ہم مگر جہنم مین جل رہے ہین

پہنچ کے ترکونکے بیٹھگے پر کوئی گذر جائے کیا سلامت

ہزار تیغین نکل رہین ہین کرور خنجر اوگل رہے ہین

خجل ہے گرمی سے تیرے محفل کی شمع پروانی کیا بچا ہین

عرق عرق ہے پرو لیے اپنی ہزار رنگی یہ جہل رہی ہین

نہین ہے تیرا غم جدائی یہہ مرگ ہی بہر اہل عالم

دبا ہے پہیلی ہوئی جہان مین کہر ولنسی مردی نکل رہی ہین

سفر سی وہ شمع رو پہر آیا ہو ہمن مرادین ہمارے خاطل

اسیر گہی نے چراغ کیا کیا ہر ایک مسجد مین جل رہی ہینا

کہا دل گرفتہ تیر ہولات وگذاف ہین | تیغ زبان غنچہ سی ہر دم غلاف ہین

یون ہے مدام اپنے قلم کی شگاف مین
نافہ ہو جیسے مشک کا آہو کی ناف مین

پھرتا ہے گرد ابروے جانان کی دل مرا
کعبہ کی گرد کعبہ ہے گویا طواف مین

چاہون تو روون چاہون نہ روؤن مین غمزدہ
دریا ہے حکم موسی دریا شگاف مین

ہو جبین جدا نہین تجھ سے یہ مین شریک تجھ
ہے عین اتفاق یہان اختلاف مین

پیتا ہون مدتون سے مین اس بزم مین شراب
ابتک مگر تمیز نہین درد و صاف مین

واقف وہی ہے آپ کی طرز خرام سے
دیکھا ہی جسنی تیغکا چلنا مصاف مین

ہی میری قاصدی سے کبوتر کو یہ گریز
جا کر چھپا ہے مثل پری کوہ قاف مین

قاصد بتاؤن تجھکو مین اونکا نیا پتا
خط پڑھتی ہین وہ روشنی روی صاف مین

میرا مزاج اور ہے اوسکا مزاج اور
صورت موافقت کی کہان اختلاف مین

یہہ انتظار خط نی کیا ہی مجھی ضعیف
چاہون تو چھپ رہون مین قلم کی شگاف مین

قاتل کی تیغکو یہہ مری قتل کا ہی شوق
بجلی کیطرح لوٹ رہی ہی غلاف مین

کافر ادا نہان مین سر تو تعجب نہین اسیر
ہی ذو الفقار حیدر صفدر غلاف مین

ہوتی آتی ہی وہ بوی انس یار و نما نہین
کچھہ کسی کو کام مردون سے مزار و نہین

زاہدان خشک شامل بادہ خوار و نہین
ان پیادون کی کبھی گنتی سوار و نہین

زاہد و کس وہم سی امسال آتی ہی بہار
جو نہ مست اندلون وہ ہوشیار و نہین

جھرنی مین پر بارش باران ٹپکتی ہی گہرو
نام کو ساقی کدورت بادہ خوار و نہین

واہ محفل ہو رہی ہین سنگی جو اوسکا ستار
میری اشکو نکا تو کوئی تار تار و نہین

کیا ہماعی تیری چابروابرو کی ہی ناخن دل
چست ہین سب ایک مصرع سست چار و نہین

مرکے بھی اہل زمین کو تنگ کرتا ہی فلک
جنبش ہی مین تا رہین مردی مزار و نہین نہین

نون کہا سکتا ہی تیغ ابروے حسن کا زخم
مرد میدان کوئی لاکھو نمین ہزارو نمین نہین

جل ولا سوسے عدم اب زندگی کا لطف کیا
کوئی غمخوار نہین کوئی دوستدار و نہین نہین

ہے جو بوسون کا وظیفہ اب ملی سرکار سے
دور ہی نیکی تاب ہم امیدوار و نہین نہین

دیتے ہین ایذا جو اہل ظلم کیا پروا مجھے
گل کو ہنسنی کی سوا کچھہ کام خار و نہین نہین

فائدہ دیتا ہے کیا پیراہن خاکستری
فاختہ ای سرو تیرے خاکسار و نہین نہین

کیا عجب مجکو جو اسپ عمر و کہلائی زمین
یہہ بہت منہ زور ہی ہین شہسوار و نہین نہین

عشق مین اوس سرو کی جیسا مرا جلتا ہی دل
آنگ ایسی باغبان تیری چنار و نہین نہین

اشک خونین کو مری مژگان پہ دیکھا ہی رشک گل
گل کوئی ایسا تیری پہولونکی ہار و نہین نہین

قطری شبنم کی نہین پہولونمین آنسو ہین مرے
ہین مری لخت جگر دانی انار و نہین نہین

بادشاہی کا جو دعوی ہے تو کر پیدا تمیز
تاج کی رکہنی سی ہم تاجدار و نہین نہین

گر گئی ہر موئی تن مین العنت مژگان اشر
کون رگ ہی اپنی جو تیغونکی دہار و نہین نہین

اوس ذقن کو سیب سی دیتا ہی جو نسبت اسیر
خام ہی اوسکی طبیعت پختہ کار و نہین نہین

بلبل نکر اس طرح فغان گل کی ہوس مین
صیاد نہ چہن دی تجھے دیوار قفس مین

طفلی مین وہ ہی چال کہ دل سبکی ہین بس مین
ڈہاؤگی قیامت کوئی دو چار برس مین

گلزار کسی کہتی ہین گل نام ہے کس کا
صیاد ہماری تو کہلی آنکہ قفس مین

آفاق مین سب کو سمجھہ سفلہ طبیعت
شاید ہو ہما بہی کوئی انبوہ مگس مین

پہنی ہوی پہرتے ہین جو زنجیر طلائی
سودا اسے انہین دولت دنیا کی ہوس مین

اے مرغ گرفتار پر و بال نہ پھیلا
ادنی کو نہ حاصل ہو کبھی رتبۂ اعلی
کیا دور ہے محبوب اگر ہو کشش دل
دشوار ہے کچھ دل کی صفائی نہین آسان
دولت ہے جہان خار خلش اوسکی ہے ہمراہ
خاطر شکنی دوست کشی شعبدہ بازی
تا چند یہ اے دور فلک ہجر کی راتین
کس روز کیا تمنے مرا دل ہدف تیر
خوش ایسے ہین پامال مری لاش کو کر کے
چالاک ہے کیا سیکڑون دل اوسنے چرائے
پوچھا ہے کسی نے نہ مجھے روز قیامت
چاہو ہے جو بقا نطق سے بہتر ہے خموشی

مقراض کا عالم ہے ہر اک چاک قفس مین
نقش پر طاوس کہان بال مگس مین
طے منزل معراج ہوئی چند نفس مین
چینی کا خمیر اوٹھتا ہے چالیس برس مین
اک سینچ ہے لوہے کی بھی سو نیکی کا مس مین
عالم سے جدا شہر محبت کی ہین رسمین
اک روز تو ہو وصل بھی برسون مین برس مین
بے پر کی اوڑاتی ہو عبث بیٹھ کی دس مین
بند ہوا سے ہین وہ نعل طلا پای زرین
آیا نہ ترا دزد حنا دست عسس مین
دوزخ بھی گیا ہاتھ سے جنت کی ہوس مین
ہے طول حیات فقرا حبس نفس مین

لعنت ہے اسیر اوس پہ جو تھی قاتل شبیر
کیا اور کہون حق سنان ابن انس مین

جادہ راہ بقا غیر از فنا ملتا نہین
جس سے مجبور رہتی ہے دولت کا پتا ملتا نہین
ہے تجسس شرط یہان ملنے کو کیا ملتا نہین
چشم فی کی مدتون گردش تو پایا اک تل
مسلخ قصاب ہے یا جلوہ گاہ ناز دوست

ہے خودی جب تک کی انسان مین خدا ملتا نہین
سر پہ آ کرتا ہے پر ظل ہما ملتا نہین
پر کہین دنیا مین صادق آشنا ملتا نہین
رزق انسان کو مقدر سے سوا ملتا نہین
ذبح ہوتے ہین ہزارون خونبہا ملتا نہین

دل دیا تو دی الہی الفت حسن ملیح
دے جو مجھکو دنیا ہو کہ فرصت ابھی

المدد موقع مدد کا ہی یہہ ای باد مراد
ڈہونڈتے پہرتی ہین ہم صحرا مین مثل گردباد

ہو گیا کیا جانیی لیجا کے خط کسکا تباہ
گمرہے خود منزل مقصود کی ہی رہنما

آدمی کیون طالب راحت ہی دور چرخ مین
گلشن ہستی مین یہہ آب مروت کا ہی قحط

شکل آئینہ پہ جو ہو سرے حیرت کا سبب
دشمن پنہان سی انسان کیون نہ ہوگی ہر طرح

حق اگر پوچھو تو یہہ بہی نسخۂ اکسیر ہے
بدمزاجون کو صفای ہو کسی کی کیا پسند

رو کی مانگ امداد سی جا ہی جو وسعت نہ ہو کی
منزل تاریک دنیا مین توقف کیون نہو

ای برہمن بت ترے سنگ رہ اسلام مین
شاعران حال کیا مضمون نو پائین اسیر

اس کباب بی نمک مین کچھ مزا ملتا نہین
ڈہونڈتا ہی خاک مین قارون گہر ملتا نہین
ڈوبتی ہی اپنی کشتی ناخدا ملتا نہین
منزلون یاران رفتہ کا پتا ملتا نہین
صورت عنقا کبوتر کا پتا ملتا نہین
خضر ملجاتی ہین جسکو راستا ملتا نہین
چین دانی کو بزیر آسیا ملتا نہین
نخل کو پانی بی نشو و نما ملتا نہین
خلق صورت مین ہی معنی آشنا ملتا نہین
چاہ اگر خس پوش ہو اوسکا پتا ملتا نہین
چہانتی ہین خاک سب مضمون نیا ملتا نہین
ہو وہین جب تلخ پانی کا مزا ملتا نہین
شیر دایہ طفل کو ہی بی بکا ملتا نہین
اس اندہیری مین عدم کا راستا ملتا نہین
ایسی جو ملتا ہی پہر اوسکو خدا ملتا نہین
ڈہونڈتی ہین یہہ تخلص بہی نیا ملتا نہین

جلوے دکہا رہے ہین کیا پہول اس چمن مین
ہین لاکہہ لاکہہ یوسف اک ایک پیرہن مین

پیری نے آکی ڈالا نقصان در سخن مین
بیچاری دانت ناحق باندہی گئی رسن مین

اہل وطن کو پہنچے اوڑکر خبر ہمارے
قاصد رہا سفر مین نامہ گیا وطن مین

خالق کو بھی خوش آئی اپنی عدو کی ذلت
صدقے کا رزق لکھا تقدیر برہمن مین

پھر نکیر و منکر سے ہے احتیاج خلعت
تابوت کا دوشالہ رکہدو مری کفن مین

ظاہر ہے ہجر کی شب یون کہکشان فلک کی
ہو جیسے مار مردہ طاؤس کی دہن مین

رکھتی ہین سوز دل ہم پردی مین وہ گلہ مین
جلتی ہے اپنی گدڑی مشعل کی سر مین ہین

باریکی جہان سے کیا کیا خلش اوٹھائے
اوتنی ہین دل مین پہانسین جتنی ہین مو بدن مین

ای ربط چار عنصر تو نے ہمین پہنسایا
اندوہ مین بلا مین تشویش مین محن مین

دیوانہ ہوا اگر دل چاہے برا کسی کا
بوئی نہ بان جو کاتی چالی پڑین ہن مین

کنگھی بھگو بھگو کر سلجھائی نہ گیسو
پانی سے اور محکم ہو گی گرہ رسن مین

ہے عشق زلف و لب مین دیوانہ کون مجہسا
اک پانون ہی ختن اک پانون ہی یمن مین

اندا وہ کیا اوٹھائی جسکو خدا بچائی
محفوظ چاندنی سی ہین زخم گل چمن مین

نازک ہین وہ نہ کیونکر آئی اونہین پسینا
شمعون کی روشنی سی گرمی ہی انجمن مین

کشتون نے تیری قاتل مر کر حیات پائی
مردے نہین کفن مین زندہ ہین پیرہن مین

ابرو کا ماتی ہین خنجر گذار لوہا
مژگان سے تہا گہہ ہی مردان صف شکن مین

سہتے ہو بوستان دنیا پی شبہہ جای ماتم
آیا ہی طفل غنچہ لپٹا ہوا کفن مین

ہچکی اسیر ہر دم غربت مین آ رہی ہے
یارون نی یاد شاید ہمکو کیا وطن مین

دی گا جواب بلبل کیا کوئی اس چمن مین
پھولی ہوئی زبان ہے ہر غنچہ کی دہن مین

عریان تری رہین گی کیا قید پیرہن مین
دو دن نہین ٹہرتے شمس و قمر گہن مین

ہر عضو کہہ رہا ہی اوس سادہ رو کی تن مین
قلعی کہلی جو آئی آئینہ انجمن مین

ہے خال زیر ابرو رخسار زیر گیسو
عقرب میں وہ قمر ہے سورج ہی یہ گہن میں

وحدت میں با ہمہ ہوں کثرت میں بی ہمہ ہوں
خلوت میں انجمن ہی خلوت ہی انجمن میں

خورشید بھی پہلے نکلے گا اپنا مردہ
شام شب جدائی ہوگی سحر کفن میں

قاتل سی زیر خنجر آنکھیں لڑیں برابر
مرتی ہوئی نہ آیا فرق اپنی بانکپن میں

جوش صفائی دل سی کیا اہل جہل واقف
بے کار آئینہ ہے اندھوں کے انجمن میں

جو بات اپنی منہ سی نکلی وہ نسک نکلی
جبتک نہ بان یارب گویا رہی دہن میں

بیکار تیکدی میں آنسو نہیں ہیں میرے
ہوتی ہیر ورہا ہوں زنار برہمن میں

کیا پوچھتی ہو مجہہ سی دل کا مری ٹھکانا
ہوگا چہ ذقن میں یا زلف پر شکن میں

گرد نظر سی میری شک ہی یہہ اونکی دل میں
آئینہ دیکھیے ہیں زہرہ کے انجمن میں

جہنک کر ملوک نکلا خط ہی تمہاری رخ پر
موقع نماز کا ہی ٹھہرا گیا گہن میں

فرقت میں عیش کیسا بوتل ہمن می ہی ساقی
جس طرح خون سودا دیوانی کی بدن میں

غارت گر دل کا جلوہ دیکھا تو نقد دل کو
گہبرا کی ہمنی پہینکا اوسکی چہ ذقن میں

صحبت سی شیخ کی ہیں تہہ تنگ گریزان
کعبہ سی آرہی ہیں بت دیر برہمن میں

راحت سی تھی عدم میں ہستی میں رنج اوٹھای
آئی اسیر ناحق خلوت سے انجمن میں

تم رنگ ہو سخن میں تم پھول ہو چمن میں
تم روح ہو بدن میں تم شمع انجمن میں

اوسنے ہوئی جدائی تقدیر کی برائی
بیموت موت آئی فرقت ہی روح و تن میں

رونق جو تھی گلونکی سب ہو گئی وہ مٹی
اونکی نظر جو بدلی خاک اڑ گئی چمن میں

با ہم یہہ تذکرہ ہی جلاد چرخ کیا ہے
لوہا برس رہا ہی بانکونکی انجمن میں

جب یار سی ملا مین غمگین تھا خوش ہوا مین
مردہ تھا جی اوٹھا مین جان آگئی بدن مین

گھر کر سحاب آیا نہر و نہین آب آیا
دور شراب آیا رندو چلو چمن مین

پائی امید بستہ آفت مین جان خستہ
دل کشتی شکستہ دریای موجزن مین

بینا پہ ہی نمایان انجام اہل امکان
گریان ہی شمع سوزان شادی کی انجمن مین

مرد جلیل ہون مین الا ذلیل ہو نہین
تیغ اصیل ہو نہین لیکن ہون سست تن مین

کیا چرخ کی جفا ہی اس درجہ دل پیسا ہی
انگشت آسیا ہی افسوس سی دہن مین

شعر اگلی جب بہا ہی لفظ او نہین کہہ بنا ہے
پیوند نو لگا ہی پیراہن کہن مین

تم ہیر کو جو آتی اک طرفہ گل کھلاتی
پھولی نہ پھر سماتی گل اپنی پیرہن مین

زندہ سخی ہی ہر دم آئی جو موت کیا غم
ہی نو کر خیر حاتم اب تک ہر انجمن مین

ہر عضو جسم جانان ہی مثل چشم فتان
کرتا ہی کار مژگان ہر ایک مو بدن مین

تاب سخن کہان ہی اوسکو جو بی مکان ہی
گویائی زبان ہی جبتک کہ ہی دہن مین

اخفای خون مین ہی کی قاتل نی طرفہ سوجھی
تلوار ہو کی پوچھی مقتول کی کفن مین

خاموش اسیر ہر دم رہتا ہون مثل خاتم
ہون نامدار عالم پر مہر ہی دہن مین

چھوڑ دینا اسی ثبات نہین
کچھ بڑی ایسی کائنات نہین

قابل رد تمھاری بات نہین
رات کو دن کہو تو رات نہین

دل نہ توڑو اگر مسلمان ہو
کعبۃ اللہ سومنات نہین

سیکڑون پیاسی ہوتی ہین سیراب
تیغ قاتل یم فرات نہین

دل لیا جان لی مگر ای عشق
تجھہ سی اب تک مجھی نجات نہین

نامہ بر کیا جواب خط لکھون
پاس میری قلم دوات نہین

قیس و فرہاد و نل برابر ہین
عشقبازی کسی کی ذات نہین

آسمان پر دماغ یار کا ہی
خاکسارون پر التفات نہین

کچھ تو ملجای بوسہ یا دشنام
دیجیی زہر اگر نبات نہین

ہم سخن یار ہو رقیبو نسے
چپ رہو ہمین یہ کوئی بات نہین

شعر کہہ کی کیون نہ بانٹین ہم
فرض کس مال مین زکات نہین

دل پہ صدمہ ہی کیا خدا جانے
کہ بجز آہ اور بات نہین

ہر صفت عین ذات خالق ہی
صفت انسان کی عین ذات نہین

ذہن انکی نہین ہین خداوندا
یا دہن مین بتون کی بات نہین

اپنی ایام زندگی مین اسیر
روز عید و شب برات نہین

کیا کرون مین جو گذر خانہ دلبر مین نہین
دخل انسان کا سچ ہی کہ مقدر مین نہین

دولت وصل بجز ہجر مقدر مین نہین
روز ہجر یا شب پروانہ مری گہر مین نہین

اوڑ کی پہنچی گا کف یار تلک خط میرا
چپ رہی کچھ پہ سر خواب کبوتر مین نہین

لاکہ پیاسی ہوی سیراب ہوے ہون انفعال
میری تقدیر کا پانی تری خنجر مین نہین

مین بہی مستی مین تماشای جہان کرتا ہون
ساغر جم مین ہی کیا جو مری ساغر مین نہین

دل جو ہو صاف تو ہو تجہہ سی رجوع بد و نیک
میہمانون کی کمی آئینہ کی گہر مین نہین

سر کی پایا ہی جو آغوش لحد مین آرام
چین وہ طفل کو بہی دامن مادر مین نہین

پیش سرو قد محبوب ہین سب ہیچ نی
دخل معنی کسی مصراع صنوبر مین نہین

منتخب میری طبیعت سی ہون کیا شعر ی
نی کی مانند ہین ہم خلق پی نالہ کشی
بادہ کش کیف می عشق سی کیا واقف ہین
دور ہی کوچہ جانان مرا خط کیا پونچیے
آسیا چرخ برین چاک بگولا گرد آب
ہون وہ لاغر جو بلاقات کو میری آیا
مل گئی خاک مین رکہتی تہی فلک پر جو دماغ
اسقدر سیر ہی مین کیون خواہش دولت مین حریص
کوچہ زلف مین رہتا ہی خوشحال مرا
مجہہ سی پوچہی کوئی فاقہ کا مزا دنیا مین
چشم عشرت ہی جسی چرخ سی وہ نادان ہے

زشت فرزند کوئی دیدہ مادر مین نہین
خبر صدا روح ہماری تن لاغر مین نہین
یہہ می ہوش ربا شیشہ و ساغر مین نہین
تاب قاصد مین نہین جان کبوتر مین نہین
کون ای عشق تری ہاتہہ سی چکر مین نہین
بی تکلف وہ یہہ سمجھا کہ کوئی گھر مین نہین
وہ ہوس دل مین نہین وہ ہوا سر مین نہین
نہ ملی گا نہ ملی گا جو مقدر مین نہین
پہر قسمت مین نہین ہیچ مقدر مین نہین
نعمت فقر ہی یہہ بخت تونگر مین نہین
دیکہہ لو ہی کسی اولٹی ہوی ساغر مین نہین

ابر رحمت ہی مرا دامن تر مجھکو اسیر
خوف کچھہ گرمی خورشید کا محشر مین نہین

سلامت تاک جسکی فیض سی مینخوار جیتی ہین
نپوچہہ ای یار کچھہ احوال ہم اندوہناکون کا
بتون نے کیا کرامت برہمن سمجھا خدا جانے
ہمیشہ جشن کا سامان ہمارے گھر مین رہتا ہے
رفوگر کیون عداوت مجہہ سی کرتا ہین کو کہدی
کیا جنگل کو خالی کہیلنی جب وہ شکار آئی

یہہ وہ دایہ ہی جسکا شیر لاکھون طفل پیتی ہین
خدا کا شکر کرتے ہین ادا اب تک تو جیتی ہین
نہ چلتی ہین نہ پہرتی ہین نہ کہاتی ہین نہ پیتی ہین
فراق یار مین ہر روز ہم مر مر کی جیتی ہین
کہ سینہ چاک ہوتا ہی گریبان وہ جو سیتی ہین
نہ آہو ہین نہ نیلی ہین نہ پارہی ہین نہ چیتی ہین

غرور و کبر اتنا بھی نہیں اچھا ہی رندو نشے
بہت بہکی ہوئی ہین مے مگر زاہد بھی ایسے ہین

ہوا ہی قطع ان ترکون پہ جامہ جانسپی کا
جو ٹی ہین آستینونمین گریبانونمین فتنے ہین

مقام اپنا ہی جنگل صحبت انسانسی نفرت ہی
ہماری دوست آہو ہین ہماری یار چیتے ہین

احبا تیری لاغر کو نہین کہتے ہین تپ بت ہین
زمین کا بلکہ چاک سینہ اس رشتی سی سیتے ہین

سمجھ مردہ نہ ہرگز تیغ قاتل کی شہیدونکو
پیا ہی آب حیوان خضر کی مانند جیتے ہین

بچھائی ہی جو خضر و کوہکن نے عشق کی چوپڑ
وہی ہاری ہین بازی کو ہم اونہی دونوں سی جیتے ہین

اسیر آفت مین ڈالا ہی فراق یار نے ہمکو
تڑپتے ہین سسکتے ہین غرض مرتے ہین جیتے ہین

خزان ہی جب تلک مشہور تو پتہ ہی پر ہیزگار نہین
بہار آتی ہی کیسے چلے ہلی ہم بادہ خوارونمین

مرا اوجھا ہی شہرونمین تری شہرت دیارونمین
نہ بلبل چہچہاتا کہون مین نہ گل جھپا ہزارونمین

قضا نے کوہکن کو کس طرف یارب چھپا رکھا
ٹپکتی پھرتی ہی سر روح میرے کہسارونمین

شب فرقت کی ایذا کھینچکر ثابت ہوا ہمکو
کہ بس ہوگا یہی احوال مردونکا مزارونمین

شب فرقت یہہ پھوکا میری دلکو آتش غم نے
ہوئی پیدا اچانک سوزش کی نالونکی شرارونمین

نہین یہہ داستان کم لیلی و مجنونکی قصہ سے
لکھی جاتی ہی میری تیری الفت اشتہارونمین

یقین ہے جای گل خاک چمن سے خار پیدا ہون
اگر شرکت ہو میری چشم تر کی آبشارونمین

جو شب کو گھر سی نکلی تو ہر سو روشنی پھیلی
کیا روشن چراغان نور حسنسی رہگذارونمین

ہوئی محفل کی محفل سیر ساقی تیس جیسے
ادھر بھی کوئی ساغر ہم بھی ہین امیدوارونمین

فلک دی لاکھہ ایذائین ہمیں گی ہر یائیں ان
چمن مین دیکھہ لی جاکر کہ گل خندان ہے خارونمین

پری ہونگے بجمع مین تمہین کو لوگ دیکھینگے
نہان رہتا نہیں مہتاب انجم کی قطارونمین

رباعی منتخب ہے کیا تمہاری چار ابرو سے
کہ مصرع ایک سے ہی دوسرا اچھا چارونمین

ہوا اتنا حال اسکی کشش صحبت زہاد مین جیسا — وہی عالم ہوا آیا جو زاہد بادہ خوارونمین
وہ دیوانہ ہون رکہتا ہون قدم جب مین بیابان مین — تو جادی اثر دہی کی طرح چھپ جاتی ہین عیارونمین
نہین گمنام زندانخانہ عالم مین مین مجنون — مری دیوانگی تذکری ہین ہوشیارونمین

اسیر اتنا ہماری واسطے کیا مرتبہ کم ہے
گنی جاتے ہین ہم شیر خدا کی دستدارونمین

پہنکر خلعت نو جامی باہر تھی جو یارونمین — کفن پہنی ہوئی سوتے ہین کیا غافل مزارونمین
نہین لاتا کوئی وہ پھول بہی اب اونکی تربت پر — برنگ بو تھی جو نازک بدن اونکی ہارونمین
سحاب بیکسی کیا اونکی قبرون پر برستا ہے — خرامان صورت طاؤس تھی جو سبزہ زارونمین
خموشی ہی عجب گردون نے بدلا رنگ گویائی — زبانین لال ہین اونکی جو بلبل تھی ہزارونمین
لحد پر اونکی کوئی فاتحہ پڑھنے نہین آتا — لکھی جاتی ہین جنکی نام نامی اشتہارونمین
زمین کے نیچے اونکی شکل پہچانی نہین جاتی — شبیہ ہین جنکی کھچ کھچکر پہنچتی ہین دیارونمین
ہوا مین اڑتی پھرتی ہین اونہین کی خاک کی ذرے — جو یکتا مہر صورت تھی لاکھون مین ہزارونمین
کہین ہین عضو تن اونکی کہین تار کفن اونکی — جو یکتا تھی ہزارونمین جو سرکش تاجدارونمین
نظر آتی ہین جسدم کاسۂ سر پاس کہتی ہی — خدا جانی فقیرونمین یہ تھی یا شہریارونمین
عجب ہوش ہین یکبیک ہی پہر گیا جاتی ہے — زبان زد صورت جمشید تھی جو بادہ خوارونمین
ہوئی آئینہ جا ہین انکی رنگ آلودہ — سکندر کو بہی جو گنتی نہ تھی امیدوارونمین
جو دیکھو پانچ حس کو ایک اونہین سے نہین باقی — عناصر کا یہ عالم ہی ٹھہری ہی پہوٹ چارونمین
گہر سی خار و خس جہاڑی خزان شمع و گل لاکر — نہ یارونمین نہ ایسا ہی کوئی خدمتگذارونمین
ہوا کی دوش پر جسم الجسم خاک پہرتی ہے — نصیب کاسۂ سر ٹھوکرین ہین رہگذارونمین

اسیر آخر تو اک دن گوشۂ عزلت مین جانا ہی
خوشا وہ لوگ جو چھپ چھپکے خود بیٹھی ہین غار زمین

چمن مین وہ رند شرابی نہین
گل داغ سے کم گلابی نہین

جو ویران گھر ہے تو آباد گور
خرابی ہماری خرابی نہین

کہون خاک سوز جگر دل کہان
پڑھون مرثیہ کیا جوابی نہین

گئی میری نالون کی چشمی یہہ خشک
فلک پہ کوئی برج آبی نہین

لہو بادہ لخت جگر ہین کباب
شرابی نہین ہین کبابی نہین

لکھون خط مین کیا وصف رخسار یار
مری دائرے آفتابی نہین

زمانہ ہے غش ہو نہ پہڑوالو نقاب
مناسب بہت بیحجابی نہین

عدو میرے دربان دربار بند
کوئی صورت باریابی نہین

پڑھون گے اگی غزل اب اسیر
کہ اب شاعر فاریابی نہین

روبرو اونکی یہہ سامان ہا کرتی ہین
ذرہ و مہر مین میدان رہا کرتی ہین

تیری ہی گرد ہم ایجان رہا کرتی ہین
ہالہ سان ماہ پہ قربان رہا کرتی ہین

ذکر توبہ کا بھی کرنی نہین دیتی توبہ
مغبچی حلق کے دربان رہا کرتی ہین

گور طیار کفن قطع جنازہ موجود
ہجر مین مرگ کی سامان مہیا رہا کرتی ہین

مغفرت کی نظر آتی ہی بس اتنی صورت
ہم گناہون سے پشیمان رہا کرتی ہین

ہے رقم حال پریشانی بلبل شاید
ورق گل جو پریشان رہا کرتی ہین

قبر مین بھی ہے جو وحشت تری دیوانونکی
اب بھی ہاتھون مین گریبان رہا کرتی ہین

تہمت گریہ کیا کرتی ہین مجہپر یہ رقیب
سیکڑون جہوٹکی طوفان رہا کرتی ہین

خطا سی نفرت سے بجا یار کی رخسارونکو
دور ہندو سے مسلمان رہا کرتی ہین

دخل پاتی نہین سیکے دل بی پروا مین
حسرت و یاس گوارمان رہا کرتی ہین

جب نظر کیجہی سے ساتہہ حسینونکے رقیب
خار پہولونکی نگہبان رہا کرتے ہین

قاصدی سی کوئی ہوتی ہین کبہو تو فارغ
آمد و شد مین یہہ گردان رہا کرتے ہین

گالیونکی ہے سماعت ہمین آنکہونسی قبول
تیری ہونٹونکی طرف کان رہا کرتی ہین

باغ جنت مین کرینگی وہی طائر پرواز
تیری تیرون پہ جو قربان رہا کرتی ہین

ہی بجا اہل جنون اہل غضب کو کہنا
سایہ جن مین یہہ انسان رہا کرتی ہین

مجہسا عالم مین کہان شاعر می نوش اسیر
گرو می مری دیوان رہا کرتے ہین

حیرت سی خیال بت ہی پیر مین آنکہین
بیکار ہین یون جیسے کہ تصویر مین آنکہین

زرو کی مشاوون گا مرقع کو مین ہیرے
مانی نہ بنا نا مری تصویر مین آنکہین

نر نگہ چشم زلیخا ہوئی یوسف
لکہی تہین نہ یعقوب کی تقدیر مین آنکہین

ہو جاے گا ثابت گنہ طالب دیدار
جب حشر کی دن آئین گی تقصیر مین آنکہین

نظارہ ابرو سے پہر امتنہار ا
جوہر کیطرح گر گئین شمشیر مین آنکہین

پردہ تو اوٹہا یا وہ مگر بیٹہی ہین خاموش
کانونسے زبردست ہین تقدیر مین آنکہین

ہوتا ہی عبث یار کی مژگان کی مقابل
آہو کی نکل آئین گی اک تیر مین آنکہین

کسکا سے گذر قید مین جو پہر تماشا
سب حلقۂ زنجیر ہین زنجیر مین آنکہین

ای جان جہان اب ہی سر قبر گذر کر
باقی ہین تن عاشق دلگیر مین آنکہین

دیکھون انہین کب طالع موسی ہون ہیچ سر
دن رات ہین دیدار کی تدبیر مین آنکھین

زنجیر ہو کیونکر نہ مرا سلسلۂ اشک
روتی ہین غم زلف گرہ گیر مین آنکھین

کیا کام مصور نے کیا چشم حسد دور
تصویر بنائین تری تصویر مین آنکھین

کرتا ہی ہر اک موی مژہ کام زبان کا
کیا تیز ہین اوس شوخ کی تقریر مین آنکھین

بیجان وہ ہوا جسکی طرف خشم سی دیکھا
بڑھ کر ہین کہین زہر سے تاثیر مین آنکھین

دل کیون نہ زیارت سی اسیر اپنا ہو روشن
اندہون کو ملین روضۂ شبیر مین آنکھین

جو لکی ابر کی ساقی ہماری گھر برستی ہین
عوض قطرون کی اونسی شیشہ و ساغر برستے ہین

کسی پر رحم ہے اوسکا کسی پر قہر ہی اوسکا
کہین گوہر برستی ہین کہین پتھر برستے ہین

مری پلکین جو دیکھین تر کہا اوس برق طلعت نے
بھلا دیکھین یہہ لکی ابر کی کیونکر برستی ہین

کرین اظہار جو احسان کا اونسی خاک احسان ہو
گرجتی ہین زیادہ جو وہی کمتر برستی ہین

ہوای گیسوی جانان جو چلتی ہی سمندر پر
تو بدلی مچھلیونکی ابر سی اژدر برستی ہین

عجب ہے بانکونکی زبانی راتدن حسن مین
کبھی تیغین برستی ہین کبھی ساغر برستی ہین

جنہین کہتی ہین مہر و مہ یہہ دست فیض ہین اونکی
کہ انسی رات دن یاران سیم و زر برستے ہین

غضب ان سینہ صافونکا نہین کچھہ لطف ہے خالی
بھری بیٹھی ہین شیشی دیکھیی کس پر برستی ہین

دکہاتا ہی سمان کیا آسمان ہم بادہ خوارونکو
ٹپکتی ہین یہہ مہوشب کے گویا اختر برستی ہین

نہا کر جب نچوڑا اونسی بالونکو یہ سمجہا مین
نہین پانی کی قطری ابر سی گوہر برستے ہین

وہ ابر تیغ قاتل ہے کہ جس سے خاک مقتل پر
ہزارون قطرۂ باران کی بدلی سر برستے ہین

اسیر ایسے نہ عالم پر فضیلت ہی ائمہ کے

کہ قبرون پر بھی باران نور کی اکثر برستے ہین

دم جنبش آج اولٹ دیتی ہین شش جہت پلکین
ایسی گر گشتہ ہین کیون مثل مقدر پلکین

انکی بندہ گئی رخسارہ قاتل کی طرف
ضبط اسرار محبت ہی یہ منظور نظر

ہو سیاہی یہ وہ رازی کبھی دیکھی نہ سنی
انکا مارا نہین ممکن ہے کہ پانی مانگی

یاخدا نرگس بیمار کو ہو جلد شفا
ڈوبتی وقت تو تنکون کا سہارا ہو جاے

سینے بہر قتل کو جو یہان ہین تو وہ تلوارین
صفحہ آئینہ آجاے اگر پیش نظر

جب مرے جان نثار ہی مجکو کفن کی حاجت
زیب اللہ نے بخشی ہی مناسب سبکو

ہر گھڑی بہتی ہین ہار پیچ لہو کی انسے
اونچی ہی نشتر غم مری دلمین بہی چبہین

کیا تقی ہے تری حسن کو اللہ اللہ
لاکہ خونریز ہین گر دیدی دلمین جگہ

نام کو خون ہماری تن لاغر مین نہین

گل کرینگے نہ صبا کا ہدف شمشیر پلکین
دل مین آئین مری آنکہہ مین کہین پھر پلکین

واہ ری شوق جو چبکین تہ خنجر پلکین
خشک ہی خون جو ہون آنسوؤن سی تر پلکین

حد تعریف سی ہین آپ کی باہر پلکین
آنکہہ بوندی کی کٹاری ہی تو خنجر پلکین

یہی کرتی ہین دعا ہاتہہ اوٹھا کر پلکین
دیکہہ لون نزع مین یا خالق اکبر پلکین

ابروان سے نہین کم بال برابر پلکین
ابہی ہیر تو سہی بنا دین اوسے مسطر پلکین

نہ چھپانیکو جو دین اشک کی چادر پلکین
آنکہہ کے واسطی بی شبہہ ہین بور پلکین

ہین رنگین حلق بریدہ کی بمقر پلکین
جتنی آنکہون مین ہین یا خالق اکبر پلکین

قدسی ہے زلف سوا زلف سے بڑہ کر پلکین
کیسی کہٹکین جو پڑین آنکہہ کے اندر پلکین

نوک کی لیتی ہین کیا صورت نشتر پلکین

خواب مین ہاتھہ لگی دولت بیدار اسیر

کہ ہوتین شانۂ گیسو ہی ہمسر پلکین

جو شاہ عشق کا دفتر تمام لکہتے ہین
وہ لوگ ہمکو مدار المہام لکہتے ہین

ڈرو خدا سی برا ہمکو اے بتو نکہو
فقیہ غیبت مومن حرام لکہتے ہین

شہید عشق مجہی جانتے ہین کاتب ہے
یہی سبب ہی جو سرخی سی نام لکہتے ہین

ہمارا نام فقط خط مین بہول جاتے ہین
دعا کسی کو کسی کو سلام لکہتے ہین

خلاف مجہ سے یہانتک ہین کاتب اعمال
کوئی گناہ کری میرے نام لکہتے ہین

ہوائے بادہ کشی ہی یہ خوشنویسی مین
کہ روز خط کی عوض خط جام لکہتے ہین

دوات جام ہی خامہ ہے گردن مینا
ثنای نرگس میگون مدام لکہتے ہین

بتون کی وصف لکہین کیا حجاب کی ہی جگہہ
ہم اس قلم سے خدا کا کلام لکہتے ہین

کبہی جو ہمسے وہ لکہواتے ہین کوئی احوال
ہم اوسمین اپنے ہی قصہ تمام لکہتے ہین

یہ عشق سبزۂ خط مین ملا شرف ہمکو
سلام خضر علیہ السلام لکہتے ہین

چہپین گی داور محشر سی کسطرح عصیان
فرشتی میرے عمل صبح و شام لکہتے ہین

یہ تیز دست ہین ہم وصف خط کی لکہنی مین
کہ ایک دم مین حدیقہ تمام لکہتے ہین

جو صرف دام ہبانی مین کرتے ہین صیاد
اسیر نام مرے دام دام لکہتے ہین

چار عنصر مری رباعی ہین
ہفت اعضا نہین سباعی ہین

حال عاشق نہین انہین پڑہے
جتنی پرچے ہین اطلاعی ہین

روی روشن ترا ہے یا خورشید
موی خط یا خط شعاعی ہین

نامہ بر کچہہ نہین کہا اوسنے
تیری باتین سب اختراعی ہین

وصل ممکن نہین ہے بی قسمت | سارے بیکار یہہ مساعی ہین

خوش روز حساب گیا ہے اسیر
کہ ائمہ ہمارے ساعی ہین

دہوپ کی گرمی نہین زنہار قیصر باغمین | چہتریان ہین سایۂ اشجار قیصر باغمین
کس مسیحائی یہہ کی گفتار قیصر باغمین | ساری تصویرین ہوئین جاندار قیصر باغمین
کیاریان ہین گلشن جنت کے جتنی ہین چمن | کوثر و تسنیم ہین انہار قیصر باغمین
دیکہہ لین حورین اگر رو رو کے دل خالی کرین | کیا بہری بہولونکی ہین جہنار قیصر باغمین
ایک یوسف تہا وہان ہین سیکڑون یوسف یہان | مصر سی بہی بڑہ کی ہی بازار قیصر باغمین
قاف کی پریونسے بڑہ کر ہین ستارونسی سوا | مہ جبینان پری رخسار قیصر باغمین
ہین شکر لب مہربان چاہ زنخدان ہے سبیل | بٹ رہا ہے شربت دیدار قیصر باغمین
شوق سیر السما ہے دروازہ کرین جو بان جو بند | آئے رضوان پہاند کر دیوار قیصر باغمین
ذکر کیا ہی اوج و پستی کا کہ یکسان ہین تمام | سطح دریا کے طرح ہموار قیصر باغمین
موسم گل مین بہار تازہ آتی ہی نظر | جمع ہین محبوب گلرخسار قیصر باغمین
لوگ جو باہر ہین اونکو بہی تماشا نصیب | بسکہ آئینہ ہے ہر دیوار قیصر باغمین
سبزۂ خوابیدہ چونک اٹہتا ہی اکثر خواب سے | بخت نرگس کیون نہین بیدار قیصر باغمین
سبزی سی مقصود آنکہونکا ہو حاصل اسیر | بخت خفتہ ہو گئے بیدار قیصر باغمین

ردیف واو

اسقدر یاروں نے پوچہا میری حال زار کو | مرگ سے بدتر عیادت ہو گئی بیمار کو
واجب التعظیم تو کوچہ ترا جای ادب | بیٹھ جائے تو اوٹہانا چاہیے دیوار کو

بہون ہلاکر گورمین عشاق گیسو کو سلا
رات جگہٹ کی لیے ہی قاتل جگا تلوار کو

جہومتی جاتی ہین کیون مستی مین نکہت فروش
کہدو ہشیار ونسی جہوڑین مست کے رفتار کو

لائی ہی کو جیسے اوس گل کی صبا خاک شفا
باغبان صحت مبارک نرگس بیمار کو

حادثون مین ہوتی ہین مغلوب غالب بیشتر
لوٹ لیتی ہین وبا مین عورتین بازار کو

ہون وہ مجنون میرے چہالونکو نہین کرتے قبول
خار صحرا اس سے بہاری جانکر دستار کو

حفظ تہوڑا بہی بچاتا ہی بلای سخت سے
ہی سپر باران مین یہ چہتی گلی دیوار کو

تا اسی پردے مین وہ مطرب پسر ہو مہربان
جای مرغ نامہ بر بہیجو نہین موسیقار کو

ہی اذیت بہی زیادہ عمر ہی جتنی دراز
کیا پریشانی درازی سے ہی زلف یار کو

دی خموشی بہی اونہین جتنے دیا جنکو کمال
کب ہے گویائی زبان تیغ جوہردار کو

خندۂ دندان نما ہر بات مین اچہا نہین
ارہ کر دینگی یہہ دندانی تری تلوار کو

ہین جو جاہل اونکو بینائی کا دعوی ہی عبث
چشم روزن سی نظر آتا ہے کیا دیوار کو

شاید انکلین اودہر اغیار بہی ہمراہ یار
پاس میرے قبر مین رکہدو سپر تلوار کو

عیش سے توام ہی غم ہی زخم سی ظاہر اسیر
چہرۂ خندان سے لازم دیدۂ خونبار کو

خوف گیسو سے جہوٹی کیا گوی روی یار کو
اژدہا گہیرے ہوی بیٹہا ہی اس گلزار کو

سخت نادان ہین جو ہمسایو نسی کہتی ہین امید
تر ندیکہا آب پیکانسے لب سوفار کو

تہا قوی تن اسپر اوس سفاک نی پہنی زرہ
پایداری اور چہلنی سے ہوئی دیوار کو

ہین یہہ افسون گر یہی دیوانی مگر اوس زلف کے
ہار کی بدلی لپیٹے ہین گلی مین مار کو

ظلم مین بہی ظالم خونریز مین یاری طلب
پاؤن چلتے وقت دست غیر ہی تلوار کو

آج دکھلاؤ مجھی چاہ ذقن کل دور ہے
تشنہ تر رکہی کا وعدہ تشنۂ دیدار کو

خلق جو ہر ہو تو ہو ہر دم چلی گی تیغ یار
عرق عالم ہو تو کیا غم ابر دریا بار کو

دل قوی جنکا ہی وہ کیونکر حوادث سی ڈرین
سیل کی پروا نہین کچہہ اہنی دیوار کو

ماتم مجنون مین پر خم بید مجنونکی ہی پست
کوہ کن کا داغ ہے ہر لالہ کہسار کو

شل یاران لباسی یہہ دغا پیشہ نہین
ای مسیحا تپ نچہوڑی گی تری بیمار کو

جل رہا ہی دیکھہ کر ایسا مری سینی کا داغ
ڈہونڈتا پہرتا ہی سورج سایۂ دیوار کو

تیرہ دل ہون کیون نہ روشن حال جو مین کہولون زبان
شمع کر دیتی ہی روشن ہر مکان تار کو

یاد اوس رخسار کی ای دل مرض مین چاہئے
باعث صحت ہی قرآن کی ہوا بیمار کو

خو بیرو ہو جاتی ہین محفل مین جب اوس سی دوچار
مرتی ہین دوچار آجاتا ہی غش دوچار کو

مردہ دل پایا جو شیخ شہر کو مینی اسیر
گنبد مدفن مین سمجھا گنبد دستار کو

باغبا نہ پہول مین درکار بزم یار کو
لیچلو دار الشفا مین نرگس بیمار کو

آنکہہ کی پتلی نے دی تیزی نگاہ یار کو
یہہ سپر پردہ گر فسان سی ہو گئی تلوار کو

گل کرون خون کف پا سی یہہ مین ہر خار کو
بلبلا مین جنگل مین آ کہین چہوڑ کر گلزار کو

کیا پسند آئی دل پر داغ زلف یار کو
فی الحقیقت دشمنی طاوس سی ہی مار کو

اک نظر دکھلا دی اپنی جلوۂ رخسار کو
دیر سی آنکہین ترستی ہین تری دیدار کو

رو رہا ہون اپنی چہری کا دکہا کندن سا رنگ
تار سوفی کا بنا دی آنسوؤنکی تار کو

ای دل تنگ اوسکی ابرو کا تصور چہوڑ دے
کہینچتا ہے تو شکنجے مین عبث تلوار کو

آگی پیری تی کیا یون چار عنصر کو خراب
جس طرح برباد کرتی ہی خزان گلزار کو

بارہا ہمکو یہہ آیا جوشِ وحشت مین خیال
توڑ ہی سنگ تراز دستے سر بازار کو

گوہر دندان و لعل لب کا بوسہ چاہیئے
کیا جواہر مہرہ ہے درکار رنجہ بیمار کو

دل ہمارا ہی کہ ہی اسمین خیال چشم مست
ورنہ کب مسجد مین ملتی ہی جگہہ میخوار کو

صحبت احباب مین کیا دیدۂ تر کا ہی کام
سرد کر دیگا یہہ باران گرمی بازار کو

عاشقون کی جان لیگا وسمۂ ابروی یار
بارہ کر دیتی ہی خونریز جہان تلوار کو

باغبان فرقت مین مجکو گل نظر آتی ہین زخم
تیغ کا پانی دیا کیا تو نی اس گلزار کو

دونون ہین مشتاق میری قتل کی تکلیف دو
دو رسی بندوق کو نزدیک سی تلوار کو

جلئے اوس کوچے مین اوس رخ کا نظارہ کیجئے
ہین قدم جلنی کی خاطر آنکھہ ہی دیدار کو

میکشون مین آگئی ہو حضرت قاضی جو تم
دونون ہاتھون سی سنبھالا چاہیئے دستار کو

سامنی اوس ترک کی آئی اگر جلاد چرخ
پاؤن پر رکھدی کمر سی کھول کر تلوار کو

دشمنون کا ہی اگر بلوہ نہ گھبرا ای اسیر
آئینگی مولا صدا دی حیدر کرار کو

نظر آتا ہے ترا چہرہ زیبا کس کو
حسن بی پردہ ہی پر تاب تماشا کس کو

سیر گلشن کی ہی صیاد تمنا کس کو
پر جو تو وا نہین کرتا تو ہی پروا کس کو

ساری عالم سی مرا گوشۂ غزلت ہی جدا
گردش چرخ کرے گی تہ و بالا کس کو

خواب آرام مین ہمسایی ہین کوچی سنسان
کون سنتا ہی پکارون شب یلدا کس کو

قتل کرتی ہو شب آفاق کو اتنا تو کہو
اپنی جوبن کا دکھاؤ گی تماشا کس کو

کوچۂ زلف مین زنجیر بہی ہی طوق بہی ہے
کون آفت مین پہنسے جا کی ہی سودا کس کو

جب جلائین جلائین گے وہ میرا ہی جگر
جز کلیم اور ملیگا ید بیضا کس کو

نگاہیں تک لب محبوب پر آئیں لیکن
ہم نے اتنا بھی نہ جانا کہ کہا کیا کس کو

زیست ہی مرگ محبت میں مجھے مرگ ہی زیست
ملک الموت کہوں کس کو مسیحا کس کو

کون معشوقہ ہر جائے دنیا پہ مرے
سارے عالم کی یہ رقابت ہی گوارا کس کو

واہ ای چرخ یزید اوج یہ محروم حسین
کون حق دار تھا دی شوکت دنیا کس کو

لذت فاقہ سے آگاہ ہیں جو لوگ ہیں خاص
بیخبر ملتی ہے یہ نعمت عظمیٰ کس کو

خلق اللہ نے دنیا میں نہیں کی راحت
ڈھونڈتے پھرتے ہیں یہ مردم دنیا کس کو

شوق بوی گل مقصود ادھر لایا ہے
ورنہ تھی گلشن امکان کی تمنا کس کو

دو گے زاہد کو جو تم بوسہ لب شیریں کا
منہ نہ موڑے گا کبھو زہر ہے حلوا کس کو

یار کی لعل لب و گوہر دنداں میں ہے بحث
کس کو سچا کہوں ان دونوں میں جھوٹا کس کو

شب کو آنے کو کہا اوس نے تو کیا اسکی خوشی
اپنے جینے کا ہے تا شام بھروسا کس کو

ہوں تو بیمار محبت مگر اتنا نہیں ہوش
درد کیا چیز ہے کہتے ہیں مداوا کس کو

ہیں جو کہتا ہوں کرو یہ دل مردہ زندہ
ہنسکے کہتے ہیں کہ سمجھے ہو مسیحا کس کو

مجھ سے آوارہ وحشت کی نہیں ہے تلاش
ڈھونڈھتا پھرتا ہے جنگل میں بگولا کس کو

جمع سب ہونگے قیامت میں ہیں فقیر و غنی
دیکھیں یاں اوس روز ملے دولت عقبیٰ کس کو

فکر امروز میں مصروف ہیں سب اہل جہان
ای اسیر انکو ہے اندیشہ فردا کس کو

کیوں نہ شاق اوس غنچہ دہان کا ہو میرے پر گو
کیا کماں چلاتی ہے جب چھوڑتے ہیں تیر کو

گر نہ ہو تم چھوڑ خستہ جانی ہیں صرف تقریر کو
تو نے دم بھی دیکھا ہے کسی نخچیر کو

پھر وہ کیا ہو ان وہ جن میں جو ہر ذاتی نہیں
سان پر چڑھتی نہیں دیکھا گلی شمشیر کو

ظلم کی قوت بنا دیتی ہی انسان کو شریر
ربط پیکان نے کیا خون ریز عالم تیر کو

ہو قلم ہوسے میان یار سے پہلی بنا
ای مصور کھینچ تپ مجھ زار کی تصویر کو

خط نہ لکھا یار نے یہہ نامہ بر سے کہدیا
ہی جواب اتنا کہ وہ پڑھ لین خط تقدیر کو

جانتے اہل ظلم ہین سب ایک ہین خرد و بزرگ
لوٹ رہا تھا آیا ہے نیزے کی برابر تیر کو

بدلے قاصد کے وہان کوی مصور بھیجیے
اسلیے تا کھینچ لائی یار کے تصویر کو

ہون وہ کشتہ میری دشمن ہین ہی تم عاشقین
کیا پریشانی سے ہے زلف جو ہر شمشیر کو

وصل سے نفرت ہے ایسی شکل او مجھای
کھینچی وصلی پر جو مانی یار کے تصویر کو

ہون وہ طائر سے جو کچھ زخم کمانی کا مزا
پہدیتی ہین اپنی اوس ناوک فگن کے تیر کو

خط شوق اوس کو دک نقاش کو بیٹھی لکھا
چاہتی قاصد بناؤن طائر تصویر کو

مانی و بہزاد باہم رشک سی لڑنی لگی
کھینچگے رشمشیر جب کھینچا تری تصویر کو

تیرہ بختی ہین صفائی قلب ہے کیونکر عیان
ابر رکھتا ہی نہان خورشید کی تنویر کو

کچھ نہ پایا ہمنے اوسکی زلف سیاہ کی حضو
کہر کہر بلایا جوش وحشت مین سبب زنجیر کو

تنگ آیا ہون یہ صدمہ ہوسے اکر پایا اسیر
لوٹتا پتھر سے ہین لوح خط تقدیر کو

دیکھی تیزی سے ہوا ابروے ہمت بھی تیر کو
بھیجے ہون دار القضا مین بانده کر شمشیر کو

بہر خبر میری کرے کون اوس بت بے پیر کو
جب سنو حکم صدا دروازی کی زنجیر کو

ذبح کرنی کون آتا ہے یہہ مجھ نخچیر کو
پہلے بھیجا ہے خبر کرنی کے خاطر تیر کو

تیر سے ابرو کی ہین زخمی لڑ رہی کیا ہمکو کام
موںہہ لگانے ہین ہمارے زخم کب شمشیر کو

عاشق مژگان ہون مجکو خبر کی خاطر ہی لیسا
خانۂ دل مین جو آ سینے نکالون تیر کو

بے کمر ہی یار بن ہے تو مصور کیا کرے
ذلتیں کھینچی اگر کھینچے تری تصویر کو

شمع کا سر کاٹنے سے بزم میں کیا فائدہ
روسیاہی کی سوا حاصل ہی کیا گلگیر کو

تشنہ تر کرتا ہے ہمکو شربت دیدار یار
جس طرح زخمی پیئے آب دم شمشیر کو

وصل کی شب کان میں پہنچی جو آواز اذان
سمجھے ہم قاتل موذن کو چہری تکبیر کو

قید خانی سی رہا ہوتا ہوں پر اتنا ہی غم
اور قیدی آکی پہنینگی مری زنجیر کو

قتل کرکے مجھکو کیوں ہوتی ہو رسوا ای جہاں
خون بہری کپڑی بدلیے دہوئی شمشیر کو

خواہش دولت نہیں رکہتے ہیں تری خاکسار
سیم و زر کی کیا ہی حاجت صاحب اکسیر کو

کیوں اٹہا دیتے ہیں جو عاصی ہی توقع ہو گی ہاتہ
ہے وہ قادر کیا بدل سکتا نہیں تقدیر کو

پاے خفتہ نے مری اوسکو بہی بے حس کر دیا
مار سردہ کی طرح جنبش نہیں زنجیر کو

آنکہ چہرے پر صفائی سی بہہ سکتی نہیں
کہنچ سکتا ہی مصور کب تری تصویر کو

صاف وہ پہچان جائیگا جو نکلی گی صدا
جا کے اوس در پہ ہلایا چاہیئے زنجیر کو

دلکو پہرے رہتی ہی اوس موی مژگاں کی تلاش
ڈہونڈتا پہرتا ہے ہر سو یہ نشانہ تیر کو

کنج عزلت میں جو تنہائی سے گہبرایا اسیر
ہم نشیں میں نے بنایا مردم تصویر کو

ملجائے سزا دو نہ پہر آزار کسی کو
اللہ کرے تم بہی کرو پیار کسی کو

جلاد یہی ہے ملک الموت یہی سے
چھوڑے گی نہ زندہ تری تلوار کسی کو

پیدا و نہاں اوسکے دہن کا ہے معما
آسان کسیکو ہے یہ دشوار کسی کو

نسبت تن لاغر کو نہ دو اپنے کمر سے
کرتا نہیں اتنا کوئی طیار کسی کو

احباب کفن رکہے لحد میں نہ اوٹہائیں
منہ ڈہانک کے [illegible] گنہگار کسی کو

در پردہ پتا حضرتِ واعظ نے بتایا
معلوم ہم نہ تھا خانۂ خمار کسی کو

کیا بوسۂ ابرو کی مجھے اوس سے ہی ہو امید
خلعت مین جو دیتا نہو تلوار کسی کو

گھر مین وہ مجھی لیگئی دربان سے یہہ کہکر
پہنچے خبر اسکے نہ خبردار کسی کو

جو خانۂ الفت مین بہا مر کے وہ نکلا
یہہ گھر نہین ہوتا ہے سزاوار کسی کو

نادان ہے جو پہولون کا گلہ کرتی ہی بلبل
کب دہیان مین لاتے ہین یہہ زردار کسی کو

معلوم ہوا ہمکو کہ یہ آب بقا ہے
ملتا ہے نہین شربت دیدار کسی کو

مرنے مین تری زلف پہ ہندو و مسلمان
تسبیح کسی کو ہے یہ زنار کسی کو

کب خواب مین وہ سیمتن آتا ہی کسی کے
کب ملتی ہی یہہ دولت بیدار کسی کو

ڈر کر وہ کہی ہاتہہ جو انگیا کو لگاؤن
رسوا نکرو پہاند کے دیوار کسی کو

کس شوق سے دیتا ہین اسیر اوسکو دل اپنا
پاتا جو زمانے مین وفادار کسی کو

ہم مر چکے افسردہ رخ یار ہے تو ہو
بلبل نہین خرابی گلزار ہے تو ہو

لڑکی سہے گہر مین بند دریا رہے تو ہو
کوٹھہ ملا ہے بیچ مین دیوار ہے تو ہو

جہنجہلا کے بولی وہ جو سنا میرا حال زار
مرتا ہے تو مرے کوئی بیمار ہے تو ہو

زور جنون نہین بام فلک پہاندتی ہین ہم
اونچی مکان یار کے دیوار ہی تو ہو

شبیہ اسکے رخکی حق مین یہہ ہو کا خدا کا حکم
داخل گروہ جنان مین گنہگار ہے تو ہو

بدلی مین بیشتر نظر آتا ہے آفتاب
زیر نقاب یار کا رخسار ہے تو ہو

آنکہین سفید اپنے ہوئین شوق دید مین
اب آئنہ مصاحب سرکار ہے تو ہو

مجہکو نہ دیکہئی مرے مضمون کو دیکہئے
دست گدا مین گوہر شہوار ہے تو ہو

پوشیدہ کرسکے چاہ زنخدان وہ کہتی ہین
کیا کام کوئی تشنۂ دیدار ہے تو ہو

نازک بہت ہین کیا وہ کرینگی کسی کو قتل
خنجر کمر مین دوش پہ تلوار ہی تو ہو

لاؤن کہان سے داغ جگر قابل پسند
گو لالہ کا پہول آپ کو درکار ہے تو ہو

ظلمت پسند ہی ہمین بخت سیاہ کی
اونکی مسی کا رنگ ہوادار ہے تو ہو

مشتاق حاجیون سے زیادہ ہین بادہ کش
کعبہ سی دور خانۂ خمار ہے تو ہو

کینے سے ہے کوئی نفرت زاہد سے [illegible]
خواہش کو جو مہر سے انکار ہے تو ہو

گھر مین تو دخل غیر نہین ہے مری سوا
کوچے مین اوسکے مجمع اغیار ہے تو ہو

ہم تو قسم خدا کی نہ سجدہ کرین کبھی
کعبہ اسیر سنگ در یار ہے تو ہو

مر کے کافی ہے یہ میرا دل روشن مجھکو
کب ہے درکار چراغ سر مدفن مجھکو

آج منظور ہے وسعت رخ روشن مجھکو
دیکھنا شاہد مضمون کا ہی جوبن مجھکو

آشیان کیا نہ رہے حسرت گلشن مجھکو
دست صیاد ہے اب شاخ نشیمن مجھکو

کوچۂ جانان مین پہنچ کر اجل آئی صد شکر
کیا زمین ہاتھ لگی ہی [illegible] مدفن مجھکو

دل مین آتا ہے چلون دیر و حرم مین وہ طریق
برہمن شیخ کہے شیخ برہمن مجھکو

کہینچ تلوار کمر سے کہ نہ کہینچ اے قاتل
مار ڈالے گا ترے حسن کا جوبن مجھکو

ہون وہ کشتہ تن ہے بر سی یہ اتنی ہی صدا
کاش پامال کرے یار کا توسن مجھکو

شمع سب فرقت مین جلاتا ہے چراغ امید
چاہیے یار کے تصویر کا روغن مجھکو

[illegible]
ماہ و خورشید کا سب خال ہی روشن مجھکو

زخمی ہوتا ہے جگر دیکھ کی گہر کا شیشہ
[illegible] مجھکو

دمِ خنجر سے کوئی اب مرا اٹھتا ہے گلا
رفع کر دے یہ نزاعِ سر و گردن مجھکو

ہے گران زادِ سفر بوجھ نہین اوٹھ سکتا
کاش ملجائے کوئی راہ مین رہزن مجھکو

ہون جو تا خم رہین فکرِ معیشت مین جناب
روز دیتا ہے خدا رزقِ معین مجھکو

وحشت دکھلا مجھے اے حسرتِ عریان بدنی
خار مشتاق ہین کیا چاہیئے دامن مجھکو

شاخِ گل سے کبھی لٹکا دے قفس اے صیاد
نہ ہے حسرتِ نظارۂ گلشن مجھکو

تنگ کرتا ہے شبِ ہجر بہت خانۂ تنگ
آنکھین جو کھلاتے ہین دیوار کی روزن مجھکو

نقشِ پا گور بنا دشت مین جب لاغر ہو
آبلہ پڑ کے ہوا گنبدِ مدفن مجھکو

مفلسی خوب امیرون کو کری کون سلام
کسی سرکش سے جھکانے نہین گردن مجھکو

آپ عریان ہون پئے غیر ہی پر فکرِ لباس
مری اللہ نے دی ہمت سوزن مجھکو

دہنِ تنگ مین اوس شوخ کی مسّی جھلکی
غنچۂ گل نظر آیا گلِ سوسن مجھکو

ہاتھکڑی کے لئے اللہ نے پیدا کئے ہاتھ
طوق کے واسطے ہاتھ آئی ہے گردن مجھکو

بعد مردن بھی ہے منظور فلک دلشکنی
سنگِ مرقد سے مرا سنگِ فلاخن مجھکو

شوخئ ابلقِ ایام بھی ہے جو اسیر
گور اک روز جھکائے گا یہ توسن مجھکو

جیسا مین ناتوان ہون کوئی ناتوان نہو
جسمِ نحیف یار کا موئے میان نہو

مجھ سا بھی کوئی ہاتھی ناتوان نہو
دل آب ہو تو آئینہ آسا عیان نہو

جلجائے دل مگر غمِ الفت عیان نہو
یارب کبھی اس آگ سے پیدا دھوان نہو

بیمارِ عشق مجھ سا کوئی ناتوان نہو
آئے عرق ہزار بدن پہ عیان نہو

طاقت ستم اٹھانے کی باقی نہین رہی
سے جلئے اب آتش مین یہ جیا امتحان نہو

یارب شب وصال ہی اب صبح حشر تک
بولے نہ مرغ توپ نہ چھوٹے اذان نہو

موجود ہم ہین خاک مین گر نہین گو اے اجل
لیکن یہ شرط ہے کہ وہان آسمان نہو

کیا دل کو اوسکے کوچۂ گیسو مین ڈھونڈئیے
ہاتھ آئے یا نہ آئے کہان ہو کہان نہو

لیلی کو ناقہ نجد مین لایا تو ہے مگر
کیا قیس کے بن آئے اگر ساربان نہو

مدت ہوئی کہ بند قفس مین ہمین ہو نہین نگہ
شبہہ ہے ابتلک کہ یہی آشیان نہو

لطمون سے تند باد حوادث کی ہر گھڑی
چلا رہا ہے دل کوئے برگ خزان نہو

تو بھی پھنسا ہوا ہے زمانے کے قید مین
دشمن اگر بلا مین پھنسے شادمان نہو

آتی ہے جان آمد جانانہ سے جان مین
ایسا جو وہ نہو لقب جان جان نہو

آئینہ کے طرف نہ کرین منہ کبھی حریص
موجود اوسکی گھر مین اگر آب و نان نہو

تو راست باز ہے تجھے کیا کجروشی کا غم
ہاتھ تیر حلقہ بگوش کمان نہو

کہتا ہون کچھ سمجھ کے مین دیر و حرم کو ایک
ایسا کوئی مقام نہین تو جہان نہو

خط لیچلا تو مینے یہہ قاصد کو دی دعا
محنت خدا کرے کہ تری رائگان نہو

رتبہ ہے غم سے باغ جہان نہین نشاط کا
قدر بہار کیا ہے جو فصل خزان نہو

کر دو سگان کوچۂ محبوب کو خبر
مٹی کوئی لحد مین مرا استخوان نہو

ہم ڈھونڈ لین گے اور کوئی مہوش اے اسیر
پروا انھین وہ ماہ اگر مہربان نہو

طلب مین عشق رکھتا ہے ہماری جان مضطر کو
کبوتر باز کوئی جیسے بھیجے کاٹی کبوتر کو

اوڑ ہا یا پردۂ در کو دکھا یا روئی دلبر کو
بہہ جیا تی خاک آخر جسم آیا ہمہ صرصر کو

خدا جانے کہ لیتی ہے [illegible]
[illegible] ساغر کو

دماغ اپنا پریشان ہوگا آوارگی دل سے
اٹھائین ہی مجاور قبر سی پھولونکی چادر کو

تری دیوانون نی یہہ چوٹ مین لذت اوٹھائی ہے
کہ ہوش آئی اگر تو چاہین یہہ ہندو سے نکلے پتھر کو

نہ ہم سی کہو ہمت الٹری کو بھی کبھی دیکھے
فلک پر ڈہونڈتا ہی کیا مری طالع کی اختر کو

نہایت گرمی خورشید محشر سی ہاین مضطر ہم
خبر اسکی نہین شاید قسیم حوض کوثر کو

یہ مانگے ہم ہی دل مین اگر ہو دسترس میرا
اوتاردن گردن شمشیر سی زنجیر جوہر کو

وہ آوارہ ہو ہوتی ہاین مری جامی بہی آوارہ
مرا مکتوب کہتا ہی تباہی ہین کبوتر کو

نکر کچہہ خوف قاتل تیرا دامن کوئی پکڑے گا
قیامت مین پڑی گی اپنی اپنی اہل محشر کو

ہوا ثابت ہمین ہی یہ کسی درویش کا حصہ
ملی ہفت آسمان کب پادشاہ ہفت کشور کو

کہو دربان سی اوس تک نامہ بر کو میری پہنچاوے
فلک پر لیگئی جبریل ساتھ اپنی پیمبر کو

وہان زخم تن جو خود تجو داد ترک ہستی مین
سجھایا شاید آب زعفران مین تو نی خنجر کو

برنگ رنگ گل گرتی نہین می ایک قطرہ بھی
فلک نی کو کہ توڑا سو جگہہ سی بھری ساغر کو

لکھا تھا نامہ اوس میخوار کو مین یہ نہ سمجھا تھا
کہ گرنگ سمجھی گا ظالم ہون کہائی گا کبوتر کو

تعجب کچہہ نہین محسن کشی سی اہل عالم کے
نکالی گھر سے آئینہ اگر عکس سکندر کو

اسیر ایسی لکھون تعریف اوسکی ہفت اعضا کی
کہ آب شرم سے دہوئی نظامی ہفت پیکر کو

رولایا ذبح کی دم خون کیا کیا اوسکی خنجر کو
رگین گردن کی نشتر بنگئین رکہائی جوہر کو

گیا خون ریزوہمی سے نے سوا ابروی دلبر کو
عجب کی ہی جگہہ یہہ مورچہ ہی بارہ خنجر کو

وہ قاتل لاش کو تشہیر کرتا ٹل گئی آفت
کہ بھیجا نامہ کشتو نمین ہماری جسم بی سر کو

اسی [illegible] ہمارا قاتل جلا [illegible] کے
کسی [illegible] ہم چار ہین گی پہونک کر گہر کو

جدا ہی کعبہ و بتخانہ مین ساری بظاہر ہے
خدا نے ورنہ دو ٹکری کیا ہی ایک پتھر کو

ہمکیونکر دیکھہ کر ہون مست شادی اہل نظارہ
سکہایا رقص تیری آنکہ کی گردش نے ساغر کو

ٹھہر جاتی ہے قفل و بند سی کچھہ دولت دنیا
جو رشتہ بیگرہ ہو روک کب سکتا ہی گوہر کو

حوادث مین کوئی ہوتی ہین مضطر صاحب تمکین
بہ رنگ خس بہا سکتا نہین سیلاب پتھر کو

ہزاروں طائر رنگ حنا دل چھین لیتا ہے
بنایا ہے شکاری تمنی مرغ دست بر در کو

ہماری آگی فرقت مین ہی ضبط گریہ کیا مشکل
جو موج آتی ہی دل مین جھیل جاتی ہین سمندر کو

نہین نقصان اگر اوسکی رخ روشن پہ خط نکلا
سیاہی شب کی چمکاتی ہی روی ماہ انور کو

نہایت مرکی پچھتایا ہوئی تکلیف جانا نکو
برہ مین تہہ جو چوڑیان دونون اوتارا اونہی زیور کو

دباتی ہی جو خاک گور مردیکو تعجب کیا
محبت کسقدر فرزند سی ہوتی ہی مادر کو

دل سوزان کی سیری کیا حقیقت ای ایم خونی
نکل جاتی ہی مچھلی تیری بالی کی سمندر کو

اسیر اہل ہوس کو کہان جمعیت خاطر
پریشان حال پاتا ہون ہمیشہ کیمیاگر کو

ہجر مین شام غم آئی ہی ستانی ہمکو
مدد ای مرگ کہ گھیرا ہی بلانی ہمکو

کیون کیا داخل فردوس خدانے ہمکو
مفت حورونکی پڑی ناز اٹھانے ہمکو

کہو ای کعبہ نشینو کہ ہی کیا اسمین صلاح
برہمن دیر سے آیا ہے بلانے ہمکو

وای قسمت کہ تلاطم نی اولٹ دی کشتی
جب لگا دور سے ساحل نظر آنی ہمکو

رگ گردن مین نہ کعبہ مین ہی مسکن اوسکا
دہوکی دینی کو بنائے ہین ٹھکانی ہمکو

اب غم الفت خط ہی نہ سر موسی کمر
فارغ البال کیا سبھی خدا نے ہمکو

شنا قلقلہ و غلغلہ رو تر قیامت نہ رہا
کر دیا مست یہ قلقل کی صدانی ہمکو

ملک الموت کو دیکھا تو یہہ سمجھی دم نزع
آدمی یار نے بھیجا ہے بلانے ہمکو

ہم مین اور غیر مین ہی کچھہ تو تفاوت لازم
پائی اوسکو جگہہ دو تو سرہانے ہمکو

زن و فرزند کی خواہش نہ تلاش زر و مال
سب بلاؤن سے بچایا ہے خدائی ہمکو

ہوگئی طفل جوان تھی جو جوان پیر ہوے
کیا بدلتی نظر آتی ہین زمانے ہمکو

شہر بیگانہ ہے تبدیل شباہت کی سبب
جان قالب مین نہین کیا کوئی پہچانی ہمکو

جی ڈوبتا نہین کس روز خیال خط سبز
روز آتے ہین کنوین مین خضر جھکانے ہمکو

شعلۂ شمع کے مانند ہوئی جان ہوا
کیا مٹایا ترے دامنکی ہوا نے ہمکو

مثل دیوار ترے کوچے مین ہم بیٹھ گئے
کہے مردو روتے آئے ہین وہ اٹھانے ہمکو

ذات پاک آپ کی مصدر ہی تو مشتق ہین ہم
جانتا ہو جو تمہین خوب وہ جانے ہمکو

کیون نہ مرغوب طبیعت ہو ہر اک لیلی وش
خاک مجنون سی بنایا ہی خدا نے ہمکو

طوق و زنجیر کی طاقت ہی کہ اب روک سکین
فصل گل آئی ہی زندان سی چھڑانے ہمکو

جانتا ہے طلب رزق کو سودا یہہ فلک
کبھی دیتا ہے تو زنجیر کی دانے ہمکو

ہمنی وہ حال سنایا کہ وہ کچھہ کہہ نسکی
قصہ گو آئے جو افسانہ سنانی ہمکو

آئی زندان سے عبث وادی وحشت مین اسیر
کیا پریشان کیا تند ہوا نے ہمکو

بجز رہبر نہ پہنچا رہرو منزل کوئی حد کو
وہی اللہ کو جانے جو پہنچانی محمد کو

لب جان بخش ہی جب گفتگو کی صورت عیسی
عطا کی روح تازہ آپ نے روح مجرد کو

شہ اقلیم خاور نذر کو لائی شعاع اپنی
اگر دیکھا رہو زر تار جھالر اوسکے مسند کو

جو انسان ہین اونھین کیا اونکی فرقت کا تحمل ہو
کرے نالہ نہ آئی تاب جب چوب مسند کو

نہین ہی یہ ابروی پرخم کی نیچی آنکھہ کی پتلے
کیا ہے نصب کعبہ مین خدا نی سنگ اسود کو

بنائی آسمان اللہ نی حضرت کی خاطر سی
نہ کرتا خلق انکو خلق اگر کرتا نہ احمدؐ کو

کہین نوری سی کم ہی مہر روشن سامنی جنکی
ملا ہے نور ایسا ذرہ ہای خاک مرقد کو

کیا جسدن شب معراج قصد عالم بالا
ہوئی کیا شاد اہل عرش سنکر آمد آمد کو

چمن زار جنان مین واسطے حضرت کی انہون نی
کیا آراستہ ہر قصر یاقوت و زبرجد کو

عجب فیاض جس سی فیض عالم کو پہنچا ہے
زمین کو آسمان کو انس و جن کو دام کو دد کو

نہوتا حشر کی دن پیاس غالب اونکی امت پر
عطا کی نہر کوثر حق تعالی نی محمدؐ کو

نہ رد ہوتی جو کرتا تو یہ حضرت کی زبانی تک
مگر کب قصد استغفار تہا ابلیس مرتد کو

کیا تقسیم جسدن حسن اپنی خاص بندون کو
صباحت حق نی یوسف کو ملاحت دی محمدؐ کو

عجب حد شریعت آپ نی ہستی مین کہینچی ہے
نہین ذرہ بہی رتبہ جس سی فخر ذو القرنین کی سد کو

ہمیشہ محفل آفاق مین ہی روشنی جس کی
کیا سبطین سے نی روشن یہ نام جد امجد کو

ضرر احباب کو اونکے نہ دنیا مین نہ عقبی مین
کسی عالم مین ہون آخر پہنچ جاتی ہین مقصد کو

سپر ہی مہر مولا کیا کری گا خود خجل ہوگا
بہلا کہینچی تو ہندوی فلک تیغ مہند کو

شریعت کا جو مکتب ہی وہان ہین طفل بہی ایسے
کہ مفتاح زبان سی کہولتی ہین قفل ابجد کو

اسیر احباب مولا کو مبارک خندۂ شادی
جو کینہ دل مین رکہتے ہون وہ روئین طالع بد کو

خوش طریق راست بازی سی بشر کیونکر نہو
جو چلی یہہ راہ اوس کا دل مین گہر کیونکر نہو

جس جگہ دو سخت دل باہم ہون شر کیونکر نہو
سنگ و آہن جب ملین پیدا شرر کیونکر نہو

تمکو خالق نی بنایا ہی جہان مین آفتاب
ذری ذری پر عنایت کی نظر کیونکر نہو

سخت ہی راہ عدم انسان کو بے اعمال نیک
مرد بے توشہ کو تنہا بعید سفر کیونکر نہو

ہو گئی دیدار روئی یار سی قطع امید
خواب مرگ آنکھون کو منظور نظر کیونکر نہو

اوٹھ گئی محفل نشین خالی ہوئی محفل تمام
دل فسردہ صورت شمع سحر کیونکر نہو

آئنہ آفاق مین ہوتی ہین خاکستر سی صاف
صیقل اوس رخ کو مری گرد نظر کیونکر نہو

زیب گوش یار نی مجکو کیا پابند عشق
رشتہ گردن ہین مری مثل گہر کیونکر نہو

کثرت اندوہ وغم ہین سچ سی گھٹ جاتی ہی عمر
پیچ ہو جس مین وہ رشتہ مختصر کیونکر نہو

مر گیا مین قد کسی شیرین ادا کا دیکھ کر
خاک تربت کشت زار نیشکر کیونکر نہو

سچ تو ہے نفرت کی قابل ہین یہ اہل جہان
آفتاب آسمان کا رخ ادہر کیونکر نہو

جلوۂ جانان گریبان چاک کرتا ہی ہمین
جب عیان خورشید ہو پیدا سحر کیونکر نہو

ہین یہی صدمی تو جی اپنا یقین ہی ڈوب جائی
غرق کا کشتی کو طوفان مین خطر کیونکر نہو

سنکی میری شعر اہل بزم روتی ہین بجا
نالہ درد انگیز ہی اس مین اثر کیونکر نہو

شمع رو آتی ہین جسکی فاتحہ کی واسطے
میری تربت پر چراغان رات بہر کیونکر نہو

مرد قانع ہم ہین مثل مردم چشم ای اسیر
مثل مژگان بوریا بیرون در کیونکر نہو

دیکھو مری طرف کوئی صحت کی راہ ہو
خاک شفا مریض کو گرد نگاہ ہو

بی چشم تر نہ قطع محبت کی راہ ہو
ہی موت راہرو کی جو بی آب چاہ ہو

تم دور ہی سی میری جنازی کو دیکھ لو
جہالر تو تماشا ساقی کی برق نگاہ ہو

جاتا ہون سوئی کعبہ مین بہر پیر کی میر سی
اس واسطی کہ شیخ و برہمن مین راہ ہو

ہوتا ہی ناقصون کا عیان [illegible]
[illegible] سیاہ ہو

بڑا ہی میکشون کا اسی سی جہان مین پاس — کشتی شراب کی نہ الٰہی تباہ ہو

بوسہ کہین تو اوس لب تو خبر کا ملے — ای بخت سبز جلد کہین خضر راہ ہو

کہتا ہی ہر حسین رخ روشن سی داغ رشک — خورشید تیری سامنی آئی تو ماہ ہو

چہڑکاو کرتی جاتی ہین چھالی قدم قدم — ممکن نہین بلند کہین گرد راہ ہو

پڑہتا ہون مین یہ شعر کہ کہتا ہون ورد دل — لازم ہے واہ واہ کے جا آہ آہ ہو

رہرو وہ ہون جو پیاس مین منہ کی طلب کرون — اوٹہہ کر غبار راہ سے ابر سیاہ ہو

وحشت کا یہ اثر ہی کہ خواہش ہی بعد مرگ — مرقد پہ بہی نہ سایۂ مردم گیاہ ہو

صورت سی ہی غرض ہمین سیرت سی کام کیا — محبوب خوبرو ہو بہو رحم خواہ ہو

یوسف کو بہی جو آی وہ چاہ ذقن نظر — پیدا دوبارہ چاہ مین گرنیکی چاہ ہو

وحشی تمہاری چشم سیہ کے پڑہین نماز — نقش سم غزال اگر سجدہ گاہ ہو

افسانہ اوسکی چشم سیہ کا سنین جو ہم — کانون مین پنبہ بہی کف مار سیاہ ہو

خواہش یہ مجہہ سی بی سروپائی کی ہی اسیر
ہو پاؤن مین نہ کفش نہ سر پر کلاہ ہو

دنیا کی فکر جائی تو دل بادشاہ ہو — جمعیت حواس الٰہی سپاہ ہو

دولت مری قدم سی لگی ہی وہ ہون فقیر — تکیہ جہان بناؤن وہان شاہراہ ہو

شغل تعلقات سی انسان فقیر ہے — ترک تعلقات کری بادشاہ ہو

پہنچے خبر نہ اہل وطن کو کسی طرح — لیجائی خط مرا تو کبوتر تباہ ہو

سر کو جہکا کے ضعف بدن چاہتا ہی یہ — سر پر ہمارے آبلۂ پا کلاہ ہو

فرقت مین جوش غم سی پی جاتی جان [illegible] — طوفان مین [illegible] کی کشتی تباہ ہو

گریبان وہ ہون چلون تو چلون پھیرتا ہوا
عشق کی راہ ہی مجھے دریا کے راہ ہو

باطن کو کیا خرابی ظاہر کرے خراب
بڑھ جائے نور کعبہ جو پوشش سیاہ ہو

کیا جانے کوئی صاحب جوہر کا مرتبہ
سمجھے وہ قدر تیغ سے جسکو نگاہ ہو

افراط سی نہ کام نہ تفریط سے غرض
وضع بشر وہ چاہیئے جسکا نباہ ہو

ایسا ہی اے سپہر کبھی انقلاب کر
درویش کی قدم پہ سر بادشاہ ہو

ظلمت سیاہ خانہ کی فرقت میں کیا کہون
آندھی یہان جو سرخ بھی آئی سیاہ ہو

مرضی ہی آپکی نکرین آب اگر قبول
بدتر کہین گناہ سے عذر گناہ ہو

اتنا بلند ہوسکے تو کام آئی دود دل
گردون پہ نجم طالع دشمن سیاہ ہو

ہمکو تو بزم پیر مغان کی پسند ہے
دونون یہان ہین ایک گدا ہو کہ شاہ ہو

ایمان اوسی کا نزع مین قائم رہے اسیر
جسکی زبان پر اشہد ان لا الہ ہو

شعلہ ہے ہجر کی شب ہر گل قالی مجکو
دیو آتی ہے نظر شکل نہالی مجکو

جوش مستی مین ملے ہمت عالی مجکو
نظر آتا ہے فلک ساغر خالی مجکو

تیر بڑتا ہے جو دیتی ہین وہ گالی مجکو
لب سوفار ہے اون ہونٹون کی لالی مجکو

عید قربان کی خوشی کیون نہو میری دلکو
نظر آئی ہے تری تیغ ہلالی مجکو

فرقت یار مین بیہوش پڑا رہتا ہون
گردیا ضعف نے تصویر نہالی مجکو

اسقدر ابروے خمدار کی باندھی مضمون
جتنی شاعر ہین وہ کہتی ہین ہلالی مجکو

میری پہلو مین جو وہ غیرت مہتاب نہین
جو جھلتا ہی وہ امسال ہے خالی مجکو

فرقت یار مین پر داغ ہی خود دل میرا
باغبان نند ندے پھولونکی ڈالی مجکو

تو ہی گر ہجر مین ای کلک تصور احسان
ناتوانی تن مین بناؤن اوسی طوق گردن
آسمان زیر قدم آئی تو سمجھون مین زمین
ناشناسا ہی سخن کو ہی سخن کی کیا قدر
اوڑ سرکا ہو کی رہا ہی نہ گلستان کی طرف
خم کے خم چڑہاؤن جو مین ساقی مری نیت نہ بہری
دوستی کیا بت بی مہر و محبت سی کرون
مرگ کی بعد نہین رنج اسیری ہی نجات
ای پری کشتی ہی اوسکو مین ہوا دیوانہ
ہجر جانان مین ہی دن رات کی نیند سیاہ

کھینچدی یار کی تصویر خیالی مجکو
ہاتہ آئی جو تری کان کی بالی مجکو
میری اللہ نے دی ہمت عالی مجکو
مرد نافہم کی تعریف ہی گالی مجکو
دام صیاد ہوئی بے پر و بالی مجکو
سیر کرتی ہے کوئی جی کی پیالی مجکو
کہ بجاتی نہین اک ہاتہ سے تالی مجکو
جال آتی ہی نظر روضے کی جالی مجکو
ہو گیا نام ترا اسم جلالی مجکو
شکل گوری نظر آتی ہی نہ کالی مجکو

غرق ہوں حیدر صفدر کی محبت مین اسیر
لوگ کیونکر نہ کہین شیعۂ غالی مجکو

بہار آئی ہی نکھون چاکی مین صحرا گلشن کو
مری جی نہ ٹوٹون پہ ہا گر آگئی سی دن سیر گلشن کو
سوئی کعبہ بھی نازک دماغی دیر سی لائی
مریض عشق کی ہی تو گل زور ناتوانی کا
سوا ہون آہ ہو کر عشق خط روی جانان مین
کر اسیر کی جادو یا خدا ان شہسوارون مین
دلا لیتا ہو شاید ان کی دل لیکن ہوا دہوکا

کہو خار مغیلان سی کہ چہوڑین میری دامن کو
تماشا گر گریبان چاکی گلہای سوسن کو
ندا لایا تاب سنگ شور ناقوس برہمن کو
اوٹہایا سر جو تو نی تو بحر کر کہدونگا گردن کو
کفایت کرتی ہین ٹکڑی غذا کی تختی میری فن کو
اور آتی پھرتی ہین بی بال و پر کیون نہین توسن کو
مسلمان زادہ سمجھا تھا مین اس طفل برہمن کو

جوانان تُرش مزاجی کسلیے کرتی ہین پیرون سے
دبالیتا ہے کیسا سرد آہن گرم آہن کو

خبر اوس شمع رو کو کیا ہماری لگی جلنے کی
خیال سوزش پروانہ کب ہی شمع روشن کو

رہائی پر بھی رکھا مقید ناتوانی نے
نشان طوق ہی طوق گران ہی میری گردن کو

لڑائی ہو مقرر ایک گھر مین ہون جو دو ساکن
بناتی ہین جدا اسواسطے مدفن سے مدفن کو

تواضع بادہ دارونکو سیہ مستون سے لازم ہے
جھکائی سامنے ساغر کی شیشہ کیون نہ گردن کو

مزا ملتا ہی زخمونکو بہت ٹانکونکی کھانے سے
مگر جراح لایا ہے تری مژگانکی سوزن کو

رہین بیدار سے محروم جو کچھ مین ساکن ہون
میسر گھر مین نظارہ ہو تیرا چشم روزن کو

اسیر آنسو بہائی ہین جو ہم شرم عصیان سے
حساب حشر سے ہمنے کیا ہی پاک دامن کو

نہ پوچھا و جواب گردنی اوٹھکر جو دامن کو
چلی تھی کسلیے ٹھکرا کے صاحب میری مدفن کو

ہجوم بلبلان ہو گا سنی گا کون شیون کو
نہین درکار کچھ پھولون کی چادر میری مدفن کو

جھکی جو اپنے انسانکو جھکنا اوس سے لازم ہے
جو خم شمشیر مین پایا کیا خم ہمنے گردن کو

حریصونکو سوا سختی زغم نعمت سے کیا حاصل
کہ جلتا ہی فتیلہ جسقدر پیتا ہی روغن کو

حیا سے ان حسینونکو عرق آئی تو بہتر ہی
بڑھا دیتی ہی شبنم باغ مین پھولونکی جوبن کو

جو بیٹھی صحبت کامل مین آخر وہ بھی کامل ہو
کہ چھوتی ہی طلا پارس بنا دیتا ہی آہن کو

پشیمان ہونگے جو قصد شکست غیر کرتے ہین
بجز سرگشتگی حاصل ہی کیا سنگ فلاخن کو

بلا سے اس اگر چاہی کوئی سد اجابت کر
ہوا گل کر نہین سکتی چراغ زیر دامن کو

کرے گی [illegible] کیا تیری مسی آلودہ ہونٹونکو
کہان ہی تاب گویائی زبان برگ سوسن کو

کیا اوس [illegible] کا قسمت نے دلوا [illegible]
بنا او [illegible] طوق گردن مین جو پاؤن لعل توسن کو

گرفتار ازل امید رکھین کیا رہائی کی
بہلا کیا طوق سی قمری نکالی اپنی گردن کو

اسیر اپنی لحد کو چاہیے آہن ربا پتھر
کہ کھینچی نعل آہن روک رکھی اوسکی توسن کو

قفس کی یاد کر بلبل لگا دی آگ گلشن کو
جلایا باغبان نی کا تنکہ شاخ نشیمن کو

عداوت بعد مرنے کی نہین رہتی ہی دشمن کو
بجھا جاتی ہین کیون جھونکے ہوا کے شمع مدفن کو

بظاہر گو بنا ہی غیر کی قبر اوسکی کوچہ مین
فرشتی کیا بدل دیتی نہین مردونکی مدفن کو

جہان کی سرد مہری سی یہی ہی ہمکو بچائی گا
بنایا جبّۂ درویش جسنی مہر روشن کو

سمجھ کر گلی کوبی کا سبب سے الہی فاتحہ خوانی
نہین وہ جانتی یا جانتی ہین میری مدفن کو

سر بازار تمکو کیا کوئی فتنہ اوٹھانا ہے
اولٹ کر بیٹھتی ہین آپ کیون کمرکی چلمن کو

نظر آیا ہمین ابر تنک مین ماہ کا جلوہ
جو وقت رقص اوس مہ رو نے رکھا منہ پہ دامن کو

ترقی ہین جو انسانونکو باہم سخت مفسد ہین
لڑائین ہم نہ پھر اخذ آتش سنگ و آہن کو

ضعیفونکو ہی لازم اپنے جائین پاس منعم کے
بلاتا ہی کہین دعوت مین دہقان مور خرمن کو

گران بار سفر ہی کاروان سے اوٹھ نہین سکتا
بتا دی بوجھ دی جلد ای جرس آواز رہزن کو

رگ گردن ہی گھر کسکا خبر ہی تجکو اے قاتل
بشر ہی کون آخر کاٹتا ہی کسکی گردن کو

بحر چشم تر اوسکی ہو بہاران مین خزان آئی
بجھائی آب شبنم آتش گلہائی گلشن کو

یہان بھی دی مجھی تکلیف اگر یہ فن تو لوگون نے
غلط نکلا مین کنج عافیت سمجھا تھا مدفن کو

عجب نیرنگ زلیخا تھی ذرا دیوانہ پن دیکھو
کہ پھاڑا اپنی کپڑونکی عوض یوسف کی دامن کو

نہ کچھ باقی رہا باقی یار سے کوئی نظارہ کی
جنھی کھڑکی کیا دربند جو پایا اوسنی روزن کو

چمن مین پہونچتی جاتی ہی [illegible]
[illegible] گلی دامن کو

عدو کی سرکشی ہو تو فتنہ ہو جاتی ہی حسان ہے ۔۔۔ یہ وہی بوجہ بھاری جو جھکا دیتا ہی گردن کو

اسیر اولٹا زمانہ ہی بُری نافہم ہین مردم
کہ خوش ہوتی ہین سنکر مثل نی یہ میری شیون کو

وہ دل ہی مردہ محبت کا جسمین داغ نہو ۔۔۔ مکان گور سی بدتر اگر چراغ نہو
خوشی ہو لاکھ دل مردہ باغ باغ نہو ۔۔۔ نسیم صبح سی تازہ گل چراغ نہو
کمال دل کی جدائی سی جل رہا ہی جگر ۔۔۔ کسی غنیہ کا یارب کسیکو داغ نہو
سنون نصیحت ناصح تو جا کی مین لیکن ۔۔۔ یہ خوف ہے کہ پریشان مرا دماغ نہو
مراد ہن مرا چلتو ہے ساقیا کافی ۔۔۔ شراب چاہیے شیشہ نہو ایاغ نہو
کمال مردم بیعلم سی ہی خوش ابلیس ۔۔۔ بن آئے دزد کی گھر مین اگر چراغ نہو
سنا کی ماہ کو کہتا ہی وہ سپہر جمال ۔۔۔ پسند ہی وہ نگینہ کہ جسمین داغ نہو
وہ بادہ کش ہون کہ تسکین دل نہو ساقی ۔۔۔ شراب شیشی مین جبتک کئی ایاغ نہو
بلا مین ہمنفس کی رہائی محال ہی میری ۔۔۔ پڑھون جو علم فضیلت کبھی فراغ نہو
نظارہ گھر یار کی ہے فکر عبث ۔۔۔ وہ کیا ملے کہین جس چیز کا سراغ نہو
دوا کی قدر رہی عالم مین درد کی باعث ۔۔۔ کہ ہی نہ خواہش مرہم کوئی جو داغ نہو
شریک صحبت ظالم کو خوف ظلم نہین ۔۔۔ شکار تیر کسی دن کمان کا زاغ نہو
نہین ہی کیا تجھی معلوم قصہ شداد ۔۔۔ بنا کے باغ زمانی مین باغ باغ نہو
لحد تو داغ جگر سے تمام روشن ہے ۔۔۔ نہین ہی غم جو مری گور پر چراغ نہو
ہی جہان مین دریا ہی می اگر ساقی ۔۔۔ حباب وار لبالب مرا ایاغ نہو
علی کی ذات ہی کیا فیض [illegible] ۔۔۔ کہ شب کو انکی بھی گر چراغ نہو

جہان مین کوئی نہین قدردان غم جیسا
پسند مجکو وہ مرکب نہین جو داغ نہو

وہ دل ہی کیا کہ جو ہو داغ عشق سی خالی
اسیر خانۂ دشمن ہی بی چراغ نہو

جو تم نہ آؤ تو جینی سے یاس ہو کہ نہو
تمہین کہو کہ میرا دل اداس ہو کہ نہو

بغیر آہ یہ دل بے حواس ہو کہ نہو
ہوا ہو بند جہان اقتباس ہو کہ نہو

نہوگی ہوک ہی قاتل تو زخم کہانین گے ہم
بجھین گی آب دم تیغ پیاس ہو کہ نہو

سوا ہو گور کا مردہ سے پوچھی احوال
اندھیری گھر مین بشر کو ہراس ہو کہ نہو

کرینگی رد دعا سے کبھی نہ ترک دعا
کرینگے عرض قبول التماس ہو کہ نہو

تجھی ہی ہر کس و ناکس سی آمیت شعر
جہان مین دیدۂ مردم شناس ہو کہ نہو

نہ لینگی نام بھی پیر مغان کا بی تعظیم
ہمین تو پاس ہی زاہد کو پاس ہو کہ نہو

ستاری مہر سی جب نقش یار کی چمکین
نجوم کو ہوس اقتباس ہو کہ نہو

بہت غضب کی حلاوتین بہت سی آیۂ رحم
کبھی امید کبھی ہمکو یاس ہو کہ نہو

جو ساتھ ہمہ جائی کے یار ہو ہمہ جا
تباہ فہم پریشان قیاس ہو کہ نہو

جو قدردان شرافت نہین تو کیا پروا
کہ تیغ تیغ ہے جوہر شناس ہو کہ نہو

گئی وہ شیب مین عہد شباب کی رونق
سحر کو بزم شبینہ اداس ہو کہ نہو

دیا جواب طبیبون نی کر چکے تدبیر
تری مریض کو جینے سی یاس ہو کہ نہو

چلی تو ہین ہوس در بار یار پر دیکھین
کہ دخل دی کی وہان سو بچاس ہو کہ نہو

ستارہ ہائی سفاہت سی ہمکو پیر فلک
بہت ضعیف ہی سلب حواس ہو کہ نہو

لکھین نامہ ہائی ہین خبرناک اعمال

اسیر اور کوئی آس پاس ہو کہ نہو

نہوئی زخم کہانیکا جو اوٹھا تھا مزہ دل کو　　ہجوم حشر مین ہم ڈہونڈہین گی اپنی قاتلکو

کری آزاد قید ہستئ فانی سی بسمل کو　　خدایا کر عنایت خیر کی توفیق قاتل کو

نہ کریون نعرۂ مستانہ ہر دم دیکہہ ای مجنون　　گرا دی وجد مین آ کر کہین ناقہ نہ محمل کو

مری کشتی جو ڈوبی غم نہین غم ہی تو اتنا ہی　　لپٹیا اوٹہہ کی موجون نی سبکساران ساحل کو

حقیقت مرگ کی پوچہو تو تربت مین ضعیفو نسے　　تنگی ایسی کہ بستر سے گری طی کر کی منزل کو

جو ہمسن تہی ہماری مر گئی سب پیر ہو ہو کر　　سحر ہوتی ہوئی نیند آگئی محفل کی محفل کو

تصور چاند سی رخسار کا کس تیغ سی کم ہی　　غلط ہی یہ کہ مارا چاندنی نی تیری بسمل کو

ابی کہتی ہین دل شوق شہادت ہو تو اتنا ہو　　سر ہی مول لی وہی آپ ہمنی اپنی قاتل کو

کسی کا ول الہی جوش غم سی یون نہ پرخون ہو　　سخن کرتا ہون مین یا ہچکیان آتی ہین بسمل کو

زبان چپ ہو گئی ہی اپنی شرم ضعف پیری سے　　بجھا دیتی ہین وقت صبح جیسی شمع محفل کو

کسی پر ہو کوئی احسان رکہی سخت نادان ہے　　سخی دیتی ہین حسب اللہ دو تا ہی سائل کو

رہائی بخت نی دی قید خانہ سی مجہی لیکن　　بہت پچہتا رہا ہون چہوڑ کر طوق و سلاسل کو

سہ نو کو اشارہ ہی نہین کرتی ہو ابرو سے　　گراتا ہی نظر سی یون کوئی مد مقابل کو

خط رخسار جانان کی کہین اصلاح ہو یا رب　　یہ ہالہ کب تلک گہیری رہی گا ماہ کامل کو

نہ خنجر یہ پائی ہمنی لذت قتل ہو نہین　　وہان زخم دیتی ہین مساجینی کی قاتل کو

کرین عشاق نالی لاکہہ معشوقون کو پروا کیا　　چمن مین گوش گل سنتی نہین شور عنادل کو

اسیر اپنی سخن سی کیا کلام غیر کو نسبت
جواہر فہم مین جانتی ہین حق و باطل کو

اگر ہو تاب گویائی دہان زخم بسمل کو
دعا دی طول عمر خضر دی شمشیر قاتل کو

ہوئی شادی یہہ کہا کر زخم دامن دار بسمل کو
کیا رومال خلعت مین عطا شمشیر قاتل کو

حسینو مین نہ پہرے دن بہر یہان بیٹہی وہان بیٹھے
کُھلی کیونکر یہہ عقدہ چہوڑ آئی ہم کہان دل کو

کہا غیرونکو اوسنی مین سمجہکر دلمین اوٹہہ آیا
مثل سچ ہی کہ ہی کافی اشارہ مرد عاقل کو

تصور گیسوی شبگون کا آیا شکر کرتا ہون
سیہ پوشاک تہی درکار میری کعبۂ دل کو

خبر ہی اپنی جان مرغ روحکی صیاد کچہہ تن مین
قفس مین کیون بسا رکہا ہی یون تو نی عنادل کو

جوان کرتی ہین بوڑہونسی جو پہلی کیا تعجب ہے
توانا ناتوان سی جلد طی کرتی ہین منزل کو

ہماری حسن معنی کو اگر الفاظ مین سمجھے
یقین ہی قیس دیکہی پہر نہ لیلی کو نہ محمل کو

جو دل مجروح ہو کس طرح عاشق کو قرار آئی
تڑپنی سی کہین تسکین نہین ہوتی ہی بسمل کو

بہار آئی ہی جوشش لالہ گل باغ مین ایسا
جگہہ ملتی نہین ہی آشیانونکی عنادل کو

جدا ہوتا نہین ہی بید مجنون سی کبہی سایہ
اوتاری کوئی کیونکر پای مجنونسی سلاسل کو

عداوت چرخ کو ہی عالم افلاس مین مجہسی
خفا ہوتا ہی ممسک دیکہہ کر جسطرح سائل کو

ہوئین تبدیل شکلین ایسی دونونکی کہ محشر مین
مجہی قاتل نی پہچانا نہ مینی اپنی قاتل کو

نکیر و ملک دشمن ہین اسمین سیکڑون انسان
تری چاہ ذقن سی کیا ہی نسبت چاہ بابل کو

اسیر ایسی فصاحت دی مری اللہ نی مجکو
کہ کچہہ نسبت نہین باقی رہی سحبان وائل کو

ہو بستر برسون نہی اثبات دہن کی آرزو
اب دہن پایا تو ہی اوسکی سخن کی آرزو

نوجوانون کو مبارک پیرہن کی آرزو
عالم پیری مین ہی ہمکو کفن کی آرزو

ادہر صبا لائی ہی بوئی زلف یار تازہ ہو دماغ
دیر سی ہی نکہت مشک ختن کی آرزو

محنت عاشق تلاش یار مین بیکار ہے
کوہ تک کاٹا نہ نکلی کوہکن کی آرزو

تیری وحشی کو بیابان مرگ قسمت نی کیا
رہ گئی گز بھر زمین دو گز کفن کی آرزو

کرگی آرایش نہ آئی زال دنیا سامنے
کب جوان مردونکو ہی اس پیرزن کی آرزو

یاالہی صحبت احباب ہو دل کو نصیب
ہی بہت اس آئینہ کو انجمن کی آرزو

دل مرا ہو بندۂ دنیا تو راضی ہو فلک
شیخ بت پوجی تو نکلی برہمن کی آرزو

عمر کا پیمانہ ہی لبریز ای ساقی مگر
اب تلک ہی دل مین اوس پیمان شکن کی آرزو

اہل دنیا کی ہی نادانی جو ہون پابست طلب
کیسی زندان مین تماشا ہی چمن کی آرزو

ای فلک انصاف کر یہہ بوجہ کیونکر اوٹھہ سکے
ناتوان دل بار اوس پر لاکہہ من کی آرزو

جانتا ہون مرگی تربت پر حسینونکا ہجوم
عین خلوت مین ہی مجکو انجمن کی آرزو

ای صبا یہہ نوجوان مصر سی کہدی پیام
پیر کنعان کو ہی بوئی پیرہن کی آرزو

ہی وطن مین جسقدر مجکو غریبی کی تلاش
اہل غربت کو نہین اپنی وطن کی آرزو

ہو رہی مدتون سی ان لکیرون پر فقیر
ہاتہہ دکہلاو تو نکلی برہمن کی آرزو

یونتری تعریف کا مشتاق ہی میرا قلم
ہو زبان گنگ کو جیسی سخن کی آرزو

ذکر سی تیری بر آئی اپنی کانونکی مراد
نام لب پر آگیا نکلی دہن کی آرزو

میری مضمون نی پہنایا زیور زینت اسیر
اب ہوئی پوری عروسان سخن کی آرزو

لاش عاشق نہ سر راہ نکل کر دیکھو
بلکہ کوٹھی سی بھی دیکھو تو سنبھل کر دیکھو

اسی منہ پر تمہین دعوی ہی مسیحائی کا
اپنی بیمار کا احوال تو چل کر دیکھو

بیقرارانہ سر شمع گری پڑتی ہی کیون
ای پتنگو نہ کہین خاک ہو جل کر دیکھو

ہو سوا پنجۂ مرجان سے جو سرخی مطلوب
مہندی ہاتھوں میں مری خون کی مل کر دیکھو

خوش نہ ہوگی جو کرو گی کسی ناشاد کو شاد
خیر خواہوں کی بھی کہنے پہ عمل کر دیکھو

شوخ چشم آئینہ ہر چند بہت ہے لیکن
پانی پانی ہو جو آنکھوں کو بدل کر دیکھو

وہم ور یہ ہے کہ آیا ہے کوئی دیوانہ
اک ذرا تم بھی تو پھر ویسے نکل کر دیکھو

نگہ گرم نہیں جانب مہتاب ضرور
شمع کی طرح نہ بے جا ہی پگھل کر دیکھو

غش نہ آئے کہیں اے حضرت موسیٰ تمکو
جلوہ اوس برق تجلی کا سنبھل کر دیکھو

دیر کرتی ہو عبث قتل میں جانبازوں کے
آپ چل جائے نہ تلوار اوگل کر دیکھو

حسن کی تیغ اگر آپ کو چمکانی ہے
غازہ رخسارۂ شفاف پہ مل کر دیکھو

خوبصورت ہو بہت تم نہ کنوئیں کو جھانکو
آئے پارہ نہ لب جام ابل کر دیکھو

گھر میں بیٹھی ہوئی کیا کھوتی ہو برسات کا لطف
سیر سبزے کی ذرا باغ میں چل کر دیکھو

کس قدر کٹتی ہیں سر کتنی اولٹتی ہیں صفیں
تیغ آسا سر میدان کبھی چل کر دیکھو

شاعری سہل نہیں بات ہے مشکل کی اسیر
نہ یقیں آئے تو موزوں یہ غزل کر دیکھو

جام جم ہی کا مزہ بیان کیا ہو
ساقیا تو ہو اور دنیا ہو

کر سکے کیا وہ تیری زلف کا وصف
جسکو یک سر ہزار سودا ہو

سبزہ رنگوں کے عشق میں ہو پست
تنگ تو شوخوں میں کیوں نظر آ ہو

نامہ بر مخبر کو بنایا ہے
کوئی مضمون نہ تازہ پیدا ہو

قدر باقی نہیں رفاقت کی
کیا سمجھ کر کوئی کسی کا ہو

بھیجی نالہ کہکے بسم اللہ
اوسکے دل میں نہ ہو اثر یا ہو

شعر جو لوگ خوش ہین کیا جانین
دل ہو غمگین تو درد پیدا ہو

آئی ہو کیون مری عیادت کو
تب نہ تمکو نصیب اعدا ہو

اٹھو اوس شوخ چشم قاتل پر
آنکھہ ڈالی ہی دیکھئی کیا ہو

تم ٹھہر جاؤ جس جگہہ سر راہ
بھیڑ لگ جای بند رستا ہو

شمع کی طرح ہی یہ خواہش دل
صرف گریہ بدن سراپا ہو

دل سی یارب بجای الفت زلف
جب تلک سر رہی یہہ سودا ہو

دغدغہ روز حشر کا کب تک
یا خدا جلد ہو جو ہونا ہو

مثل شبنم تبسم گل پہ
خوب روئی جو آنکھہ بینا ہو

تیری آنکھونکی روبرو بادام
آنکھین پھوٹین جو ہمنی دیکھا ہو

میری تربت بہی بن چکی سر راہ
راہ پر آؤ اٹھو گمراہو

حال دل قابل تماشا ہی
تم جو دیکھو نیا تماشا ہو

اوسکی پوشاک دیکھہ لین جو اسیر
جامہ زیبون کا فاش پردا ہو

کیا آراستہ لیلی نی اپنی زلف شبگون کو
کہو وحشت سی زنجیر و نکین جکڑدی اور مجنون کو

قد موزون کہون کیا سرو کی مصراع موزونکو
بتایا بانہ معنی کا کیا جب غور مضمونکو

نہ پوچھو ہم سی کچھہ وسعت ہماری کشور دلکی
چہارم حصہ سمجھو اسکی آگی ربع مسکونکو

ترا شاعر نہین لگ سخن کا مین ہون حاکم بہی
مناسب ہی عوض مضمونکی باندہون دو مضمونکو

رہون محفوظ کیا سیل شہر سی مجکو بہی ای وحشت
لگانی جاتی ہین کب طفل پھر بید مجنونکو

کنشت کی [illegible]
پری کی طرح شیشی مین اوتارا مہ گردونکو

جواہر انمین ملتی رہتی ہین ہردم مضامین کے
ترازو جوہری کی جان میری طبع موزونکو

کبھی اسفل سی ہو سکتی نہین تقلید اعلی کی
نگون لالا کہ جکڑا ہی نہ پہنچے دور گردونکو

خدا نے دی ہی محتاجی ہمین مجکو ہمت عالی
لٹا دون ایک ہی دن مین جو پاؤن گنج قارونکو

تلاطم غم کا ہی دل مین نکلتی تک نہین آنسو
کیا ہی بند ضبط عشق نے کوثر نہین جیحونکو

بھلا کیا محتسب کا رعب چھائی بادہ خوارون پر
نہ جام مہر کو چھوڑا نہ اس مینای گردونکو

جو شب کو ماہ تابان ہی تو دنکو مہر رخشان ہے
ترقی کس قدر ہی اوسکی حسن روز افزونکو

قدح نوشو نہین کیا پیر مغان نے آبرو رکھی
لبالب خم دیا مجکو خم خالی فلاطونکو

رہی مجکو برابر عاشق و معشوق کی خاطر
سگ لیلی سی کم سمجھا نہ مین آہوی مجنونکو

لب میگون کی ہمرہ خال کی بوسی بھی لیتا ہون
ملا کر بادہ گلرنگ مین پیتا ہون افیونکو

میسر ہی نہو تو لطف کیا عزلت نشینی کا
ملا کیا خاک خم مین بیٹھ رہنی سی فلاطونکو

لیے ہو رہتی ہین چپ کثرت جہال سی عالم
چھپا لیتا ہے جیسی ابر تیرہ گھر کی گردونکو

مری رنگینی افزون نشۂ حسن اونکو ہوتا ہے
نئی گلگون کا ساغر جانتی ہین چشم پر خونکو

کہان وہ دولت و حشمت کہان وہ حشمت و ثروت
بجا ہی توڑ کو کو قمری طاق فریدونکو

نہین ہی بی سبب ہرگز سیاہ اسکی جو رنگت ہے
ہوا ثابت تمہاری خال کا سودا ہی افیونکو

ہو پیدائی کسی کو ہوا اگر مضمون کوئی تازہ
نہین اندیشۂ دزد مضامین میری مضمونکو

علی مرتضی کو ہی محمد سی وہی نسبت
جو نسبت تھی جناب موسی عمران سی ہارونکو

نہ تو رو دلسی شک دی راہ لقا جانی دو
روک رکھا ہی تجھی کس نی [illegible]

نیند آجائی شب وصل تو آجانی دو
آنکھ دو گھڑی مین ہم اپنی [illegible] تجھے پایا نہ دو

گندمی رنگ کا بوسہ جو لیا ہو نہ خفا
آدمی ہم ہین ہوی ہمسی خطا جانی دو

دل ہی یکرنگ دوئی کا ہی عبث اسپہ گمان
چشم احول میہ نہین ایک کو کیا جانی دو

میرا تابوت جو دیکہا تو یہ بولا وہ مسیح
کون روکی اسی جاتی ہی بلا جانی دو

تنگ آیا ہون مین ای کعبہ نشینو تم بہی
جانب دیر مجہی بہر خدا جانے دو

دولت پست کا طالب نہین مین تشنہ ہون
خاک مین آپ سمائی تو سما جانی دو

غافلو کچہ تو ڈرو آب سی آتش نہ بنو
خاک ہو جاؤ گی اک روز ہوا جانی دو

گو گنہگار ہون پر دیکہیو رتبہ میرا
روز محشر مجہی نزدیک خدا جانی دو

حد بخشش نہین نقد دو جہان ہی کیا مال
گوش فیاض مین سائل کی صدا جانی دو

غیر خارج جو نہون نام نہ کہون اپنا
محفل یار تلک مجکو ذرا جانے دو

ماہ نو ابروی پر خم کی چڑہا منہ تو چڑہا
نکرو اب اسی انگشت نما جانے دو

داغ دل روز سیہ اپنا کہی گا روشن
مہر اگر آنکہہ چرا تا ہی چرا جانے دو

قابل انجمن عیش نہین ہون مین اگر
قطعۂ نذر تو خلوت مین سنا جانی دو

ارنی کہتی ہو کیون طور پہ ہر وقت اسیر
اک ذرا حضرت موسی کو تو آجانی دو

پہنچون اوس در پہ یہ امید ہو کیونکر مجکو
راہ چلتا ہون اگر آتی ہین چکر مجکو

طرف خانۂ عیسی جو چلا بہر علاج
لیگیا کوچۂ قاتل مین مقدر مجکو

دہوکی دینی مجہی کیا آئی ہی ای زال جہان
تیرا چہرہ ہی رخ خوک سی بدتر مجکو

مرگیا کیا کہ مین غربت سی وطنکو پہنچا
لوگ پہنچا گی چلی آئی مری گہر مجکو

بانٹ کہاتا ہون مین آدہی جو گدا ہون تو نغ
ایک روٹی ہی جو آتی ہی میسر مجکو

یاد جس شام کو آجاتی ہی ان دانتوں کی
شب گذر جاتی ہی گنتی ہوی اختر مجکو

طلب کم مین کرون کیا کہ بڑا تو ہی کریم
یا کوئی گنج ملی یا کوئی کشور مجکو

زخمی ہوتا ہون تصور مین تری ابرو کی
یاد خنجر کی لگا جاتی ہی خنجر مجکو

شوق نظارہ نی آئینہ بنایا ہی مجھے
حسرت دید لئی پھرتی ہی گھر گھر مجکو

ہیچ سمجھا ہون جہان کو نظر آتا نہین کچھہ
شکل اعمی ہین شب و روز برابر مجکو

ای پری بزم مین آتا ہون تری پر ہی یہ شرط
کہ بٹھانا تو سلیمان کی برابر مجکو

واہ ای ساقی دوران یہ مری حق مین کمی
خم فلاطون کا نہ جمشید کا ساغر مجکو

فرقت یار سہی قد مین تماشا کیا
باغبان سایۂ شمشاد ہی اژدر مجکو

کیا سمجھہ کر مین کرون چرخ سی ملبوس طلب
دی یہہ ممسک تو کسی قبر کی چادر مجکو

مجھسا میکش کوئی میخانۂ عالم مین کہان
چین دم بھر نہین بی شیشہ و ساغر مجکو

سامنی آئی وہ پوشاک بدل کر جسدن
بیقراری نی کیا جامی سی باہر مجکو

اہل دنیا سی تواضع نہ مناسب تھی اسیر
خاکساری نی کیا خاک برابر مجکو

خار گذری جو کہین یوگ تو انگر مجکو
نام کو ہاتھ لگا صورت گل زر مجکو

ڈر گیا ہی یہہ دل افسانۂ یوسف سنکر
چاہتا ہی کہین ہو من نہ برادر مجکو

گر و رہتی نہین بیوجہ حریص دولت
قطرۂ آب ہون سمجھی ہین یہہ گوہر مجکو

نزہی دہشت یا جوج بلا مرگ کی بعد
تختۂ گور ہوا سد سکندر مجکو

اسقدر شور نکر منبر پہ پشیمان واعظ
جھیلنا ہی ابھی ہنگامۂ محشر مجکو

بار آیا ہی جو لگا ... کو سفید
ورق سیم ملا ہی قلم زر مجکو

الفت موئی کمر مین یہ ہوا زار و نحیف
پہنچا ملک عدم کو تن لاغر مجکو

دیو آتی ہی نظر اہل جہاں کی صورت
لیچلی ای جوش جنون شہر کی باہر مجکو

خط مین ہین پیچ کی مضمون بناؤن قاصد
ہاتھ آئی جو گرہ باز کبوتر مجکو

صورت شیشہ نازک مری پہلو مین ہی دل
کس طرح ہو سخن سخت نہ پتھر مجکو

سر کو ٹکراؤن گا ایسا کہ کرون گا زد رن
روک سکتا ہی کوئی گنبد بی در مجکو

کثرت ضعف نی یہ حلقہ کیا پیری مین
ایک ہین دایرہ آسا قدم و سر مجکو

رنج مین اور بھی مین مست مئی عیش ہوا
گردش بخت ہوئی گردش ساغر مجکو

چھا گیا دود دل ایسا کہ زمانہ ہی سیاہ
دن کو آتی ہین نظر چرخ پہ اختر مجکو

نور موسی نی سر طور جو دیکھا قاتل
نظر آتا ہی وہ جلوہ تہ خنجر مجکو

وہین شیر سی کم روزن دیوار نہین
پھاڑی کہاتا ہی شب ہجر مرا گہر مجکو

شکر اللہ کہ جب تک نہ امیرونسی ملک
کر دیا دیکی زر داغ توانگر مجکو

ہمہ تن داغ ہوا اوس خال کی الفت مین امیر
کر دیا دانہ اسپند نی مجمر مجکو

حسن معنی سی ہی اپنی شعر تر کی آبرو
ہی صدف کی آبرو جیسی گہر کی آبرو

چشم گریان سی مری نفرت نکر ای سرو قد
باغ مین چشمی کی باعث ہی شجر کی آبرو

آئینہ کو اوسنی توڑا چشم عاشق جانکر
اب خدا کی ہاتھ ہی اہل نظر کی آبرو

دل مین اوسکی تیر کو دی میری سینی نی جگہ
میزبان نی میہمان کی کس قدر کی آبرو

آکی میخانہ مین زاہد نی کیا می سی وضو
خاک مین کیسی ملائی عمر بھر کی آبرو

موئی مژگان بھی سی رشک تیغ کا ...
اپنی ... گیا ... آبرو

کتنا دنیا مین تلون ہی کہ اسنی خلق کو
چاند سورج تیری چوٹیکی اگر ہیہ ہم نشین گردنا
عرش پر وہ ہی تو اسکا لامکان تک ہی
کوہکن سمجھیگا میری سینہ ریشی کا مزا
ماہ کو ٹکڑی انگشت پیمبر نی کیا
ہین جلیل القدر عقبی مین جو دنیا مین ذلیل
ہم ہین مفلس مفلسونکی ہی ہمین معلوم قدر
لعل کو بیرنگ اوسکی لعل لب نی کر دیا

ذلتین دو شام کو وقت سحر کی آبرو
اور سی کچہہ اور ہو شمس و قمر کی آبرو
ہی فرشتونسی کہین بڑھ کر بشر کی آبرو
کرتی ہین اہل ہنر اہل ہنر کی آبرو
تیغ نی کیسی گرائی اوس سپر کی آبرو
ہی ادہر کی جتنی ذلت ہی اودہر کی آبرو
اہل زر جو ہین کرین وہ اہل زر کی آبرو
گوہر دندان نی کہوئی ہر گہر کی آبرو

تاج ہدہد کی طرح بخشا کبوتر کو اسیر
کیا بڑہائی اوسنی میری نامہ بر کی آبرو

خالق نی بی نیاز کیا مجہہ حقیر کو
پیکان کو دیکہہ کر ہیہ مری دل نی کی کشش
رہزن ہی آسمان تو نہین مجہہ گدا کو خوف
ڈرتا اگر خدا سی تو ہوتا ابھی ملک
ہی عبث یون تو کیا جو وہ شیرین ادا کہی
بیجا ہی اہل ظلم سی امید فیض کی
جو لوگ ہین تصور گیسو مین سینہ زن
ابرو وہ دو ہی کہ تیغ کو تیزی کا دی سبق
ہین ناتوان سہی ہن خاک کر دو اشتیاق علم کو

ملبوس خاص شاہ نی بخشا فقیر کو
حاجت کمان کی نہو تی اوسکی تیر کو
چہینی گا کیا قبائی نقوش حصیر کو
جتنا کہ پادشاہ سی ڈر ہی وزیر کو
لاؤن کہان سی کاٹ کی مین جوئی شیر کو
کوڑی مزار کی نہین ملتی فقیر کو
غائب ہی سانپ بیٹھ رہی ہین لکیر کو
مژگان سکہائی نوک کی پیکان تیر کو
طاقت نہین ہی ہاتہہ کی [illegible] کو

ساقی سے ہنسی میں کہا گر خم طلب کیا
ہنسکر کہا ابھی نہیں عید غدیر کو

حق بین ملی ہے چشم مجھے گوش حق نیوش
سنتا ہوں دیکھتا ہوں سمیع و بصیر کو

کتنا نکل کی سنگ سے ہے بے بقا شرر
مہلت جہان میں خاک ملی گی شریر کو

پیدا کری حسین و حسن سے وہ دوستی
چاہے جو جوشنین صغیر و کبیر کو

تحریر وصف قد سے قیامت بپا ہوئی
سمجھا میں نفخ صور قلم کی صریر کو

اوس بت کا وصل ہمکو عجب کیا جو ہو نصیب
قدرت ہے ہر طرح کی خدای قدیر کو

کہدو نہ اتنی جامی سے باہر ہوں پادشاہ
خلعت کا لطف ہے کفنی میں فقیر کو

تا چند یا علی یہ رہے ہند میں خراب
روضہ پہ اپنے جلد بلا دو اسیر کو

میری آگے غم اغیار میں رو یا نکرو
عرق شرم میں تم مجکو ڈبویا نکرو

ہو گی عاشق کہیں یہ بان نہ اوٹھا لیجئے نین
کہول کر منہ شب مہتاب میں سویا نکرو

فائدہ خط کے بڑہانی سے گل عارض پر
ایسی کانٹے حق عشاق میں بویا نکرو

پہول سا چہرہ دکہا کر تو بنایا شبنم
پہر مجھے آپ یہہ کہتے ہیں کہ رویا نکرو

اونکی زلفون پہ گری اشک ہماری تو کہا
جھوٹی موتی مری بالوں میں پرویا نکرو

ایک دل کیا ہے کہ سو جان سے قربان ہوں میں
تم یقین میری محبت کا کرو یا نکرو

نہ سنا جائے گا احوال مرا کہتا ہوں
دیکھو میری لب خاموش کو گویا نکرو

چشم ساقی کو کہو جام تو دے گو دے جام
میکشو ہوش کسی بات میں کھویا نکرو

ڈر ہے تمکو کہیں واعظ نہ کہے تر دامن
دامن اشکوں سے اسیر اپنا بھگویا نکرو

کیا رنج طعن خلق سی مجہ بی گناہ کو
کہتی ہین پیٹہ پیچہی برا بادشاہ کو

پردہ ہی کیون دکہائیی چشم سیاہ کو
سرمہ بنائی مری گرد نگاہ کو

روندی نہ اوسکی کوچہ زلفِ سیاہ کو
زنجیر اشک چاہئی پائی نگاہ کو

قصد سفر کیا ہی تو مجہکو بہی ساتہہ لو
اوڑنی ندین گی اشک مری گرد راہ کو

بیمار چشم پہ جو عنایت کی ہی نظر
بہیجو خبر کے واسطی پیک نگاہ کو

وحشی وہ ہون کہ دشت سی ہین ہو گیا ہوا
دیکہا کبہی جو سایۂ مردم گیاہ کو

کچہہ چاہئی سوال نکیرین کا جواب
لکہو کفن پہ اشہد ان لا الہ کو

میری سیاہ خانیسی ڈرتی ہین اسقدر
خورشید و ماہ کاٹ کی چلتی ہین راہ کو

محبوب سی ہو ہجر تو نور نظر کہان
اندہا کیا جدائی یوسف نی چاہ کو

آفت ہی روی یار قیامت ہی زلف یار
پہچانتی ہی آنکہہ سپید و سیاہ کو

جاتی تو ہی جمال رخ یار دیکہنے
پہر نا کبہی نصیب ہو گا نگاہ کو

ہین ہم فقیر اوسکی در فیض کی فقیر
جسنی کہ بادشاہ کیا بادشاہ کو

حق تو یہ ہی کہ اہل نظر ہین مری سوا
پہچانتا نہین کوئی اوسکی نگاہ کو

پردہ حسین کمرین ہی تو بی پردگی کی ساتہہ
برقع کتان کا چاہئی رخسار ماہ کو

بہکای غول بن کی رہ عشق لاکہہ عقل
کرتا ہی کب فقیر غلط شاہ راہ کو

جاتی نہ کس طرح دل پہ داغ سوی زلف
طاوس دوست رکہتی ہین ابر سیاہ کو

خالی ہی سوز عشق سی کب سینہ فلک
دو داغ جانتا ہون مین خورشید و ماہ کو

سلطان وہ ہی کہ جسکی رعیت سیاہ ہی
سلطان نہین جو سمجہی رعایا سپاہ کو

چہپ جاتی ہی [illegible]
[illegible] سیاہ کو

محشر کی روز داخل جنت ہوی اسیر
پوچھا کسی نی بھی نہ ہماری گناہ کو

ستم ایجاد بت غنچہ دہن ایسا ہو
گھر سی نکلی نہ یہ پردہ نشین گھبرا کر
یار نی تیغ حسینی کا پلایا پانی
الفت ہوی کمر کی ہی پیچ پڑتا کید
ایکدم ایکطرف اوسکی ٹھہرتی نہین آنکھہ
ای زبان راز محبت کا چھپانا ہی ضرور
برگ گل زرد خجل غنچہ پشیمان نرگس
لگجی یار کی پوشاک کسی پاتی ہی

داغ دل دی کی مہہ کہتا ہی چمن ایسا ہو
کوئی ہنگامہ تو ای چرخ کہن ایسا ہو
لطف کہتی ہین اسی خلق حسن ایسا ہو
جان رہ جائی فقط زار بدن ایسا ہو
چوکڑی بہرنی ہین چالاک ہرن ایسا ہو
کان اپنی نہ سنین حفظ سخن ایسا ہو
آنکھین ایسی ہون لب ایسی ہون دہن ایسا ہو
اہی مرجائین اسیر جو کفن ایسا ہو

ہین غزل خوان ہون اسیر ثناخوان مرا دل
سخن ایسا ہو شناسا ہی سخن ایسا ہو

سر دخبان بنا ہی لی ہمت کریم کو
سکھلاو تم جو حسن کی شوخی نسیم کو
رحم آگیا جو شرم گنہ سی کریم کو
دی تو بھی کوئی داغ جگر ہمکو ای صنم
پیری مین اپنی دانت جو گرتی ہین تو گرین
ہمکا ینگا لاکھہ غول بہکتا ہون مین کوئی
عشاق داغ تماشای ی یار

جنت کری کی گندہ دوزخ لئیم کو
ہر پھول چٹکیون مین اوڑائی نسیم کو
جنت مین ہمنی جا کی جلایا جحیم کو
اللہ نی دیا ید بیضا کلیم کو
ہین ظلم باندھنا رفقای قدیم کو
بتلا گئی ہین خضر رہ مستقیم کو
چمکی جو برق طور غش آ یا کلیم کو

ساقی اگر شراب سی لب تر نہیں کیے
تیزی ملی کہان سی یہ عقل حکیم کو

روئیں سی میری سرد ہوئی جسجگہہ تھی آگ
فرصت ملی عذاب سی اہل جحیم کو

ہوگی اونہیں جو روز جزا شدت عذاب
جو خورد جانتی ہین گناہ عظیم کو

ہوتی ہی چشم تر سی صدف غرق بحر شرم
اشک آب آب کرتی ہین دُر یتیم کو

ممکن نہیں کہ روح رواں تن سی گر سکی
ہٹتی ہین کوئی بند کری کیا نسیم کو

اب ہم ہین اور بحر کرم مین شناوری
طی کر چکی دو آبۂ امید و بیم کو

بیمار عشق ہون کوئی میری دوا نہین
کب ہی یہہ درد سر کہ بلاؤن حکیم کو

انسان کو نیک کرتی ہی نیکونکی پیروی
خوشبو ہوئی سہیل سی حاصل ادیم کو

عالم کو تیری فیض نی ایسا کیا غنی
ڈہونڈہی ہی اب گدا نہین ملتا کریم کو

وہ زار ہون کہ باغ بھی زندان ہوا مجھے
سمجھا ہین طوق حلقۂ موج نسیم کو

رہتا ہی بینی و دہن زلف کا خیال
کرتا ہون روز حفظ الف لام میم کو

برسون وہ جلوہ گاہ ہی اور اپنی چشم شوق
جس جا نہین ہی تاب تماشا کلیم کو

سونگھی گا اوسکی پھول کی بو کسطرح کوئی
جس بوستان مین دخل نہین ہی نسیم کو

حاجت تری مکان کو سفیدی کی ہو اگر
چونا بناؤن کوٹ کی دُر یتیم کو

رضوان بلا رہا ہی ابھی کیون مجھی اسیر
آراستہ کری تو ریاض نعیم کو

کب ہین قائل معراج پیمبر ابرو
رکھتی ہین معنی قوسین کو از بر ابرو

فرق رکھتی نہین کچھہ بال برابر ابرو
چشم ساغر ہین ہین مصراع مکرر ابرو

ہین مضمون سی مہ عید کی مشتاق نہین
دیکھو ان کسی نزد کیا تا ہی مقدر ابرو

جہچون محراب حرم تنگ تو گردونمین یہہ دعا
پہر دکہادی مجہی یاخالقِ اکبر ابرو

زلف سنبل ہی دہن غنچہ ہی آنکہہ مین نرگس
قد صنوبر ہی ترا شاخِ صنوبر ابرو

ابرو کیون نہوا نکی نظرِ مومن مین
واقعی کعبۂ رخسار کی ہین در ابرو

صدقۂ فاتح خیبر سی مین ہون فتح نصیب
لاؤن قبضہ مین اگر ہون در خیبر ابرو

نظر آتی ہین مجہی عالم رویا مین ہلال
بسکہ آنکہون مین پہرا کرتی ہین شب بہر ابرو

کیا کرون وصف کہ ہی انکی حسین ایک سی ایک
لب دہن سینہ جبین زلفِ معنبر ابرو

ہی بجا دون انہین تشبیہ جو تلوار و نسے
صاف رکہتی ہین یہا مری قتل کا جوہر ابرو

جمع کیو نکر نہ ہین روز زیارت کی لیی
چشمِ عشاق ہین ہین موئی پیمبر ابرو

ہی شب وصل ہی عاشق کی لیی قتل کا روز
مژۂ یار کٹاری ہی تو خنجر ابرو

کون مشتاق ہی جو پہیر ہین دریا کی نہین
موج گرداب ہی دیتا ہی یہہ چکر ابرو

فلک حسن کہین کیون نہ اوسی اہل نظر
بدر سی چہرہ مہ نو سی ہی بہتر ابرو

چاہتی ہین کہ بنین ہم سی کمانین ایسی
دیکہنی آتی ہین ہر روز کمان گر ابرو

کیون نہ نظاری کا مشتاق رہی یک جہان
کم مہ نو سی نہین بال برابر ابرو

خود جو کج ہین تو کجی سی ہی محبت انکو
کج اداؤن سی بدلتی نہین تیور ابرو

کہان معلوم یہہ ہوتا ہی کہ ہین کشتی گیر
قد خمیدہ ہی لاتی ہوی ہین سر ابرو

دون مہ نو سی جو تشبیہ تو ناقص ہی مثال
حد تعریف سی ہین آپ کی باہر ابرو

دیگر

آئی نہ تاب اپنی دل دردمند کو
جلتی ہوئی جو آگ پہ دیکہا سپند کو

غش سی کبھی افاقہ جو ہوتا ہی ہجر مین
عقدہ وہان یار کا جیبہ تو کھلا مگر
ای بُت خدا کی واسطی باتین گڑہی مگر
گردون پہ پھیرتی ہین جو خنجر وہ کون ہین
دریافت علم غیب کرین گی حکیم کیا
گردونکو میری سر کی اوڑانیکی ہی جو فکر
سمجھون ہین بعد مرگ اوسی کو حصار امن
جنکی رفیع قدر ہی آرام اونہین کہان
شب کو ہماری قبر ہو روشن اسی طرح
اونا کو ہمنشینیٔ اعلا سی کیا ثمر
اصلاح خط چہرۂ گلگون ضرور ہے
سینے سی دلکو کھینچکی لیجاتی ہی وہ زلف
دعوی کری جو اوس لب شیرین سی نیشکر
عمر رواں کی ہو گی روانی کبھی نہ دور
پامال کیجئی تن سوزان کو میری جلد
کس منہ سی وصف اوس لب شیرین کا کیجئے
سر سی ہماری زینت فتراک ہو گئی

ہت آکی توڑتی ہی مری بند بند کو
وقت ہوئی طبیعت وقت لپسند کو
پتھر کی چوٹ ہی یہہ دل دردمند کو
ہم تو کبھی چھری سی تراشین نہ بند کو
بام فلک پہ پھینک رہی ہین کمند کو
گولا دیا ہی توپ کا دستار بند کو
مرقد کی گرد وین جو وہ کاوہ سمند کو
گردش سی کب نجات ہی چرخ بلند کو
کیجی چراغ پا کبھی آکر سمند کو
پاتا ہون پست سایۂ نخل بلند کو
گلشن سی دور کیجئے اس خاربند کو
ایسی کشش کبھی نہین آتی کمند کو
لیکر چھری کردن مین جدا بند بند کو
وہ کون ہی جو روک سکی اس سمند کو
رکھئی بہت نہ نعل در آتش سمند کو
نسبت نہین نبات کو شکر کو قند کو
گلگون کیا تہو نی تمہاری سمند کو

لیجا کی یہہ غزل تو سناتا اوسی مگر
[illegible]

ایک مدت سی جو پنہان ہی دہن پیدا ہو
یارب اوس بت سی کہین راہ سخن پیدا ہو

رخ ہی گل غنچہ دہن سنبل پیچان گیسو
دیکہو آئینہ جو تم تازہ چمن پیدا ہو

ہدف دل کہین ہاتہون پہ لیی پہرتا ہون
اس ہوس مین کہ کوئی تیر فگن پیدا ہو

کاٹ ڈالو مین زبان اف جو دہن سی نکلے
پہوڑ ڈالون ہین جبین کو جو شکن پیدا ہو

گو زمین ہی تن لاغر کو گران بار کفن
منتظر ہون کہ کوئی دزد کفن پیدا ہو

ای جنون دل کی طرح کر مرا سینہ پر داغ
اک چمن اور بہی بالای چمن پیدا ہو

رہنی والا ہون عدم کا مین عدم کو پہنچون
یا خدا قبر کہدی راہ وطن پیدا ہو

کس طرح اوس شجر قد کو صنوبر سے کہی
جسکی ثمر ہای لب و سیب ذقن پیدا ہو

بعد مرنیکی یہہ ہی اوس لب و دندان کا اثر
خاک جہانی جو مری دُر عدن پیدا ہو

ہاتہہ دہو ڈالون مین بدبخت تو دولت کہا ہی
سیم و زر مین اہی لی سکہ چلن پیدا ہو

زعفران زار مین جا کر جو ہنسین زخم مرے
زعفران پہر نہ اوگی مشک ختن پیدا ہو

دون ہین تیری قد موزون سی جو تشبیہ الگ
مصرعہ سرو مین بی ساختہ پن پیدا ہو

ہی ہوا تیری جدائی کی ہوا یہہ واکی
دو گہڑی مینہہ جو چلی درد بدن پیدا ہو

ہی تری چال کو منظور یہہ ای فتنہ حشر
ہر زمین گامہ نہ چرخ کہن پیدا ہو

حسن کیا ذکر حسین ابن علی ہین ہین اب اسیر
دل بہی ٹوٹی جو مرا صوت حسن پیدا ہو

دست ہی سی خم نہین مجہہ بادہ نوش کو
ہی امتحان ہی کا مزہ می فروش کو

کیا ملک ہی مین نذر کرین مینفروش کو
چہوڑ آئی خانقاہ مین ہم نقد ہوش کو

بیجا نہین جو آتی ہین شیشی کو ہچکیان
شاید کہ یاد ہی ہی کسی بادہ نوش کو

ساقی مری طرف ہی کبھی بحر می کی موج
درکار تازیانہ ہی رہوار ہوش کو

دل ہی بسان ماہی بی آب بی قرار
دیکھا ہی جبیسی کو دکھ ماہی فروش کو

خلوت سرا ہی اس دل آوارہ کی لیے
مکتب کی قید کو دکھ بازیچہ کوش کو

آوارگان دشت سی کہتا ہی گردباد
کیا احتیاج خانہ ہی خانہ بدوش کو

آخر فریب زاہد مکار کھل گیا
گندم نمائیان نہ بہلین جو فروش کو

سامع ہی اسکی گرد نہ پروانی اوسکی گرد
کہتی چراغ کشتہ زبان خموش کو

کیا سرخ سرخ رخ ہین حسینونکی مثل گل
فصل بہار کبھی جوانی کی جوش کو

سینی کلام چہرۂ جانان کو دیکھتی
ایسی خوشی کہان نصیب چشم و گوش کو

تابوت کو مری لئی پھرتی ہین کیون عزیز
پھیکین گڑھی ہین گور کی اس بار دوش کو

نغمہ کی ہی ہوس نہ تمنا شراب کی
ساقی بغیر بھول گئی نا و نوش کو

دیکھین جو میری سینۂ پر داغ کی بہار
پوچھین نہ لالہ رو سند گلفروش کو

مجمع نما زاہدون کا کبوتر کا ساتھ ہے اسیر
سمجھا ہین خرقہ بند ہر اک خرقہ پوش کو

حور شکل دختر رز خوبصورت ہو تو ہو
میکدہ جیسا ہی ویسا باغ جنت ہو تو ہو

یہ مزہ ہی اپنی دیوان مین گلستان مین کہان
باب پنجم مین کوئی ایسی حکایت ہو تو ہو

کیا خطا اسمین جو رستی مین کیا اونکو سلام
ترک اتنی بات پہ صاحب سلامت ہو تو ہو

صبح محشر بیٹھ گیا بھولی اگر میرا حساب
شام تک بھی عالم محشر کو فرصت ہو تو ہو

لا سکین گی اوس گل کو اپنی ساتھ گلشن سے خرد
گل کو سودا ہو تو ہو بلبل کو وحشت ہو تو ہو

حرص نا دولت کی ہو نہ رکھا ہی تیغ بخشش
مشکل آسان اے اجل تیری بدولت ہو تو ہو

وعدۂ فردا مہینوں سی کیا کرتی ہو تم
مقصد اس فردا سی فردائی قیامت ہو تو ہو

کب تپ فرقت سی تیری مریضونکو نجات ہے
مرگ گاون انکی حق مین یوم راحت ہو تو ہو

لطف سی دی دردی ساقی تو ہی انجان ہے
چاہئی دل صاف ظاہر مین کدورت ہو تو ہو

زندگی بھر قید گیسو سی رہائی ہی محال
مرگئی پر اس سی چھٹکاری کی صورت ہو تو ہو

کیا بنایا حق نی تجھکو نازک ای موئی کمر
موج بوئی گل مین تیری سی نزاکت ہو تو ہو

کوہکن کو یہہ زبان تیشہ دیتی تھی صدا
عمر بھر خارا تراشی کر مشقت ہو تو ہو

پاس رسوائی کہان سینی مین دل بیتاب ہے
اب تو چلتی ہین ہم اوس کوچہ مین ذلت ہو تو ہو

ساری عالم مین بنایا جہان کا ہمنی مقام
چل کی زیر خاک کچھہ تربت مین راحت ہو تو ہو

دو گھڑی تو گھر سی بستی کی کناری چل اسیر
دیکھہ کر گور غریبان دل کو عبرت ہو تو ہو

کیا تری قصر سی نسبت فلک آبی کو
برج مہتاب نہ پہنچی تری مہتابی کو

شب فرقت کا فسانہ ہی بہت شور انگیز
نیند اوڑتی ہی اوسکی سنی جو مری بیخوابی کو

دست پر نور مین ہو جاتی ہی افزائش نور
آفتابی وہ بنا دیتی ہین مہتابی کو

مرگئی وادی غربت مین ہزارون پیاسے
رحم آیا نہ ذرا گنبد دولابی کو

ہین حباب لب جو شرم سی پانی پانی
جبسی دیکھا ہی تری پیرہن آبی کو

حال دل پوچھتی ہو تشنۂ دیدار سی کیا
دیکھہ لو ماہی بی آب کی بیتابی کو

کس طرح گورگ سمجھکر نہ ڈری یوسف دل
دیکھہ پائی جو تری پاؤن کی گرگابی کو

جس مین ہو جوہر ذاتی اوسی کیا حاجت ہے
پیرنا کوئی سکھاتا نہین سرخابی کو

چشم عاشق سی بہی اشک کا چوکا کبتک
ہوگئی در ٹپکا کر کبھی نجیابی کو

بجلی اتنا نہ گرای چرخ کہ لاغر ہون بہت
قطرۂ آب ہی کافی ہی مری سیرابی کو

سیر کی وصم جو وہ عیسی نگہہ مہر کری
اوج خورشید ملی باعث مہتابی کو

بڑہ کی ہو بی گا جو نیا مین وہی گا اسرا
دار موجود ہی منصور کی سرتابی کو

اس غزل کو عربستان مین بہیجون مین اسیر
چست و چالاک جو پاؤن کسی اعرابی کو

یون تو اژدر جلی کو ناگن سی تمہاری گیسو
پہر گئی جب مری آنکہو مین تمہاری گیسو
عکس سی اپنی وہ آئینہ مین کرتی ہین بحث
مجہہ پریشان کی نہو جہو مری مرنیکا سبب
شب تاریک مین جگنو نظر آتی ہین مجہے
سر کی امرفی کا او نہین سوگ ما چیلم تک
کرتی ہین جسی کفر بہی اسلام بہی ہی
آج تک ہوتا ہی دریا مین جو عنبر پیدا
گیسوون پہ جو گئی کرنکی وہ آرایش لطف
رسم زندان کی سبب سانپ ہی دشمن خلق
بڑہ کی جاتی ہین جو صحرا مین بچہاتی ہین جال
سانپ کی طرح یہہ جاندار جو فرضا ہوجاتی
جہہ بیچ سی آنکی ہی نکلنا مشکل
[illegible]

پہ لگی اور جو کنگہی سی سنواری گیسو
شانۂ پنجۂ مژگان سی سنواری گیسو
کہو اچہی ہین تمہاری کہ ہماری گیسو
کہ رولاتی ہین ہوان بنکی تمہاری گیسو
کیسی چمکاتی ہین افشان کی ستاری گیسو
نہ لی ہاتہہ مین مہندی نہ سنواری گیسو
چہرۂ یوسف کنعان سی ہین پیاری گیسو
کسنی دہوئی تہی یہہ دریا کی کناری گیسو
دل فرہاد سی شیرین کی اوتاری گیسو
پہر کیونکر ہون کنگہی سی تمہاری گیسو
باندہ لاتی ہین ہرن کبک شکاری گیسو
کاش کہانی کی لئی ہمکو پکارتی گیسو
بیڑیان ہون یہہ کرتی ہین اشاری گیسو
تلی پیشانی پہ ... تمہاری گیسو

حشر کا وہ گروہ عشاق سی سنکر بولی
ہین تمہاری خط اعمال ہماری گیسو

سچ کہو غیر کی ماتم مین اوڑائی کیا خاک
گرد آلود نظر آتی ہین ساری گیسو

یا نبی خوف قیامت نہین کہتا ہی اسیر
ہی سند اسکی شفاعت کی تمہاری گیسو

چاہی ہی طالب سی پردہ کچھ نہ کچھ مطلوب کو
پیرہن یوسف نی بھیجا جائی خط یعقوب کو

روز خلقت صبر کی خالق نی دو حصی کیی
ایک مجکو ایک بخشا حضرت ایوب کو

دل مین ہی پوچھون وہان یار کا اوسی پتا
غیب کا احوال آتا ہی نظر مجذوب کو

نامہ بر روتا چلا ہی کوی قاتل کیطرف
موم جامی مین لپٹا چاہیی مکتوب کو

خوب ہو منہ مجہ سی پہیری مین جو دنیا پہیر لے
صبحدم دیکھون نہ یارب وئی نامرغوب کو

یار کی اوترتی ہوئی پوشاک کا پایا کفن
مرگئی پر بھی نچھوڑا دامن محبوب کو

ابلق ایام دکھلاتا نہین کسکو زمین
کیا عداوت اپنی راکب سے ہی اس مرکوب کو

یہ بھی قسمت کا لکھا پایئی نہ کچھ اوسکی خبر
نامہ بر آیا گرا اگر راہ مین مکتوب کو

غیر کی باعث نکالا اوسنی محفل سی مجھے
کردیا مرفوع اس مجہول نی منصوب کو

روز محشر کا جو کھٹکا ہی تو بس اتنے لیی
چاہتا ہون دلسی مین اللہ کی محبوب کو

کارخانی عشق کی دیکھو کہ یوسف ہون جدا
چاہ کا پانی ملی سب دیدہ یعقوب کو

شوق کی مضمون سی اوڑ جائیگا طائر کیطرح
احتیاج نامہ بر کب ہی مری مکتوب کو

شہد لب کا بوسہ لیکر پڑگیا جگر تا ہمین ہین
کیا خبر میری نہین ہی دین کی یعقوب کو

ای حسینان جہان ہی آئینہ کو کیا تمیز
میری آنکھین جانتی ہین روی زشت و خوب کو

سہل بندش چاہیی مضمون ہیا کی لیی
سادگی ہی اور زیور ماہ وش محبوب کو

دیکھہ کر ابرو کو دیکھون کیون نہ اوسکا خط اسیر | ماہ نو کی بعد مردم دیکھتی ہین رب کو

تھی جو مضمون درج اوس رنگ طلائی کی اسیر
کاغذ زر نامہ پر سمجھا مرے مکتوب کو

لکھون جو غم دل مین کاغذ کف حسرت ہو
بلبل کی طرح دم بھر نالون سے نہ فرصت ہو
وہ مست جو اوٹھہ جائے ہر دلکو کدورت ہو
جو آپ کی مرضی ہی مرضی ہی وہی میری
پروانونکی جلنی پہ جلتا ہی جگر میرا
سیکھون مین تواضع جب شیشی کی جھکی گردن
کم سن ہی ابھی شب جتنا اوتنا ہی بری ہی غمسے
مردون سی بھی آنکھ مین نرگس زمین سو یا
کہتی ہی قیامت چین اے وحشت دل مجھسے
رہ رہکی الفت مین نخوت ہی مجھی غم حمایت
ہیرے کی مین تھا مری آگی سرکی جھکین یارب
محشر مین جو پوچھین کی اعمال کہون کیا مین
تحریر ہی وسکی ہی اے دل تجھے کچھ تسکین
ظاہر ہی جسمین ہی وہ الفت ہی حسینون سے
وصف خط وس خوبان کا نامہ کو شرف بخشے
کرنا ہی جو فن عالم ہر لفظ مین

شنجرف لہو خامہ انگشت شہادت ہو
ٹکڑے ہی اگر دل ہو منقار کی صورت ہو
سر شیشہ مے ساقی اک شیشہ ساعت ہو
رہنی سی مجھی مطلب دوزخ ہو کہ جنت ہو
خاموش کہین یارب شمع سر تربت ہو
قاقل کی صدا مجکو واعظ کی نصیحت ہو
کوتاہ اگر دن ہو مزدور کو راحت ہو
مجکو بھی خبر کرنا جب صبح قیامت ہو
دوزخ کو چلو جبتک آراستہ جنت ہو
ہون نام جو مرہم کا زخمون کو اذیت ہو
یہہ قامت خم گشتہ محراب عبادت ہو
دل آج پریشان ہی دو روز کی مہلت ہو
دو دن جو نہ خط لکھی معلوم حقیقت ہو
قاصد بھی وہ بھیجون مین جو حور کی صورت ہو
جو حرف لکھی خامہ وہ قابل خلعت ہو
بوسہ جو مجھے دیتی گالی ہی عنایت ہو

خالق جو کرے منعم دے ہمت عالی بھی
قارون کی جو دولت ہو حاتم کی سخاوت ہو

او سیم بدن تجھ سے دل اپنا لگائے وہ
یاری کی طرح سبکو مر جانیکی حسرت ہو

مرضی جو اسیر اوسکی قربان ہین ہم کیسی
آنا بارادت ہو جانا باجازت ہو

بڑھ گئی ہی اور گنبد جانی سی شان لکھنو
لامکان سی کم نہین کوئی مکان لکھنو

اب کہان وہ لکھنو وہ ساکنان لکھنو
رہگئی باقی زبان پہ داستان لکھنو

شیشہ ہے بے بادۂ گلگون صدف بے گہر
جسم بیجان ہی نہین تھا لب مین جان لکھنو

اب اگر باغ ارم کہیی اسی تو ہی بجا
ہوگیا آنکھون سی پنہان بوستان لکھنو

سنگ پہ شیشہ گرا یا برق خرمن پر گری
رہزن آئی لوٹنی کو کاروان لکھنو

پست اعلی سیکڑون ذی ہوگئی لاکھون بلند
ہین تہ و بالا زمین و آسمان لکھنو

بیسر و پا گھر سی نکلی سیکڑون مہ سے جمال
لٹ گئی ساری متاع کاروان لکھنو

وہ بھی اک دن تھا کہ حلوی کیطرح میٹھا تھا جیم
ہوگیا اب زہر حلوای دکان لکھنو

چرخ نے بازی مین بیچ ان اہل زمین کی پشت پا
باندھتی ہین جیسی مضمون شاعران لکھنو

مردم کوہی کی آنی سی ہوئی کیسی خراب
سب زبانون سی جو بہتر تھی زبان لکھنو

خوش معاشون سی ہوئی مغرور لڑکر بدمعاش
بیاہ اشنونکی خرابی ہی میان لکھنو

صاف ظاہر ہی کہ پہنچی عرش پر یہ کسطرح
ضعف سی لب تک نہین آتی فغان لکھنو

موج زن دریا ہی ہر گھر مین جو موج اشک سے
مردم آبی ہین گویا مردمان لکھنو

جو مہینا ہی وہ انکی سال ماہ صوم ہے
اوٹھ گئی روٹی ہی فاقہ میہمان لکھنو

سب خرابی ہوگئی جب فضل خالق کا گیا
[illegible] آ ہی گئی فصل خزان لکھنو

پھر سر نو ہی جوان مثل زلیخا ہو گیا
ہو گیا تھا پیر جو بختِ جوان لکھنؤ

پھر وہی نرگس وہی گل ہی وہی جوشِ بہار
پھر ہوا سر سبز و خرم بوستان لکھنؤ

دیدۂ یعقوب اس شہر کو پہنچی گزند
حشر تک آباد یا رب صاحبان لکھنؤ

منتخب مین منتخب ہی ذات تیری اے اسیر
لکھنؤ ہی جان عالم تو ہی جان لکھنؤ

ناقص ہی دور ابروی جانان سی ماہ نو
ڈالی تو منہ کو اپنی گریبان مین ماہ نو

مردو نہین طوق پہنی مہینی گذر گئے
دیکھا کبھی نہ خانۂ زندان مین ماہ نو

مردنی سی میری ابروی جانان نہان رہا
آیا نظر نہ موسم باران مین ماہ نو

پائی جو دسترس تو لگا دی ابھی سپہر
کنٹھی کی طرح اوسکی گریبان مین ماہ نو

آنکھونسی ہو جو سبزۂ خط یار کا نہان
کس منہ سی دیکھئی مہ شعبان مین ماہ نو

کیونکر نہ چاک چاک جگر ہو کتان کی طرح
خنجر ہی ہمکو فرقت جانان مین ماہ نو

سنتا صدم مین شہرہ جو ابروی یار کا
آتا کبھی نہ عالم امکان مین ماہ نو

ہوتا ابھی سیاہ پر زاغ کی طرح
آتا جو ظلمت شب ہجران مین ماہ نو

جیسے کہ نقش ابروی جانان ہی دلنشین
موئی مژہ ہی دیدۂ انسان مین ماہ نو

رکھتی ہین داغ زانو و زخم گلو سی ہم
دامن مین آفتاب گریبان مین ماہ نو

بلبل کو کسطرح نہو ہر شام شام عید
ہی شاخ گل خمیدہ گلستان مین ماہ نو

ہین نقش نعل سم جو سمند اپنی شہسوار
دکھلا رہین سیکڑون میدان مین ماہ نو

دیکھین گی اس مہینی مین چہرہ ترا جو ہم
دیکھا ہی ہمنی جا کی گلستان مین ماہ نو

تحریر ... ابروی جانان ہی اسیر

ہر ایک دائرہ مری دیوانگی [illegible]

گیسو نہ فقط پیچ مین لایا مری دلکو / بلبل گل عارض نی بنایا مری دلکو

ہوش آئی کہین یار خدایا مری دل کو / دیوانہ ہی پریون کا ہی سایا مری دلکو

عاشق جو ہوتا تو یہہ غم کاہی کو ہوتا / آفت مین محبت نی پہنسایا مری دلکو

ناصح کو مناسب نہین نہ دکہتی ہوی باتین / آنکہونکی طرح اسنی رولایا مری دلکو

ہی پیش نظر آئینہ سب حال جہان کا / پیمانہ جمشید بنایا مری دل کو

یوسف تو ہی لیکن نہین مقبول خلائق / لیتا ہی نہ اپنا نہ پرایا مری دلکو

ظاہر سبب اسکا ہی جو غم آکی ٹہرا / ڈہونڈا کیا سینی مین نپایا مری دلکو

کل مین تری بیمار کی بالین پہ گیا تہا / اس طرح کراہا کہ ہلایا مری دلکو

ہی کون و مکان مظہر انوار الہی / یہہ مرتبہ کہی کو ملایا مری دلکو

چوری مین جو شبہہ ہی تو مین نام نکالون / ای دزد حنا تو نی چرایا مری دلکو

بدنام کیا عشق قدیار نی کیسا / اس سرو نی جہنڈی پہ چڑہایا مری دلکو

کیا خاک ہوئی بزم مین گر گرکی سر شمع / پروانونکی جلنی نی جلایا مری دلکو

بازن کو تلی ملتی تہی پہ مجکو جو دیکہا / گہبرا گئی مٹہی مین چہپایا مری دلکو

کعبہ کو گراتا ہی کوئی ہو کی مسلمان / کیون آپنی نظر دنسی گرایا مری دلکو

اسلام کہان کا کہ تصور نی بتون کے / کعبی سی صنم خانہ بنایا مری دلکو

واقف مرض درد جدائی سی کب تہا / یہ روگ محبت نی لگایا مری دلکو

محفل ہوئی اور آپنی سی اونکی تہ و بالا / اس نازسی اوٹہی کہ اٹہایا مری دلکو

غش جسکا [illegible] / [illegible] مری دلکو

روتا ہوا آیا تری کوچہ سے کبوتر
خط لیکی گیا کیا کہ اوڑا یا مری دلکو

مدت سی جو تھا شوق اسیر اسکو عدم کا
طاقت جو گھٹی اور بڑھا یا مری دل کو

خوب سمجھا ہون کہ تم مجکو برا سمجھی ہو
کچھ سمجھ مین نہین آتا کہو کیا سمجھی ہو

شاعر و منہ ہی کہ ہوا وس دہن تنگ کا وصف
مین تو سمجھا ہون تم اس بات کو کیا سمجھی ہو

جی مین جو آئی وہ لکھدو مری نامی کا جواب
اس سی کیا کام نہین سمجھی ہو یا سمجھی ہو

رو سیاہی کی سوا دولت دنیا کیا ہی
منعم و زاغ ہی وہ جسکو ہما سمجھی ہو

باوفاؤن پہ جفا ڈال ہی نافہمی ہے
خاطر اخیر یون کبھی تو کہدون کہ بجا سمجھی ہو

کیون نہ رخ اسکا تری کعبہ ابرو کی طرف
دل ہمارا ہی جسی قبلہ نما سمجھی ہو

بیوفاؤن سی بہت ربط نہین خوب اسیر
دیکھو پچھتاؤ گی کہتی ہین برا سمجھی ہو

ردیف ہای ہوز

کتنی ہی خوشنما تری ای رشک ماہ آنکھ
دیکھی نہین ہرن کی بھی ایسی سیاہ آنکھ

غازی کی رنگ سی جو وہ عارض چمک گیا
ہرگز ملا سکین گی نہ خورشید و ماہ آنکھ

ہرچند اور بھی تھا ہمین زبانی عین مہروش
ڈھونڈتی ہی تجھ سا ای بت زرین کلاہ آنکھ

نرگس کی طرح نہین ہوتی کبھی جو بند
حیران ہو نہین کہ دیکھتی ہی کسکی راہ آنکھ

انکار روز حشر عبث ہان چل سکی گا کیا
کیا روز بازپرس نہو گی گواہ آنکھ

بے کل نشین جو شوق تماشای چشم یار
پھرتی ہی دوڑتی ہوئی مثل نگاہ آنکھ

وہ شرمگین ہی سامنی آئی اگر گل
اٹھتی نہ شرم [illegible] ہوئی [illegible] گاہ آنکھ

وزدی کی جرم مین ہون یا خود وزدِ چشمہ — درویش سی چراتی ہین کیا پادشاہ آنکھ

یہہ بات تو ہی آپکی انصاف سی بعید — مجرم ہون ہم قصور کری ہے اگر گناہ آنکھ

جا جا کی دیکھتا ہون تبو نکو تو کیا ہوا — ہی طالب نظارۂ صنع اِلہ آنکھ

الفت کی داغ سی دل عشاق کیا بچین — کاجل کی کوٹھری ہی تمہاری سیاہ آنکھ

ظاہر مین ہم ہین رند تو باطن مین پارسا — دل تنگدی کی سمت سو ہی خانقاہ آنکھ

الفت کسی جبا نہین اولاد سی نہین — رکھتی ہی طفل اشک کو پیش نگاہ آنکھ

صدمی فراق یار مین ہین عضو عضو پہ — دل ہی خراب کان پریشان تباہ آنکھ

رونی ہا دیتر ہی ہین گذری تمام رات — دل ہی گواہ آنکھ کا دل کی گواہ آنکھ

کیا دیکھتا نہین ہی زمانہ کا انقلاب — پھیری ہوئی گدا سی ہی کیا پادشاہ آنکھ

پنہان نظر سی ہی جو وہ چاہ ذقن اسیر — ہر دم پُر آب رہتی ہی مانند چاہ آنکھ

ہجر مین خوف اجل ہی غم جانکاہ کی ساتھ — دل نکل جاتی الہی نہ کہین آہ کی ساتھ

ہی وہی حسن جسی حسن ازل کہتی ہین — وہی عاشق ہی جسی عشق ہی للہ کی ساتھ

لب و دندان سی کدی ور پہ جگہہ تھوڑی سی — گھر سی ہمکو جو نکالو بھی تو اک راہ کی ساتھ

کل جنازہ ہی پہ بھی رونیکو وہی آئین گے — آج خرسند جو آتی ہین جو نوشاہ کی ساتھ

گھر مین وہ مجکو بلاتی ہین تو اتنا کہدو — علم آہ بھی ہی بندۂ درگاہ کی ساتھ

ای نمہ حسن تری تیغ ادا کا ہون شہید — لاشہ اوٹھی گا مرا کس حشم و جاہ کی ساتھ

یوسف مصر کی کھایا نہ زلیخا کا فریب — نفس امارہ کری کیا دل آگاہ کی ساتھ

خضر رہبر ہی تو کیا خوف ہی گمراہی کا — ہم تو ہین ہمد مقبلان سلمہ اللہ کی ساتھ

بی مشقت کبھی [illegible] — داغ دیتی ہین [illegible] گواہ کی ساتھ

کچھہ تو ملتی ہی تری شکل سی صورت اوسکی
انس بیوجہ جو کہ ہو دلکو نہین ماہ کی ساتھہ

باعث رنج ہی تعظیم امیر ممسک
خلق کس کام کا ہی ہمت کوتاہ کی ساتھہ

ہم جو چڑھتی ہین نگاہون پہ عدو کی جو بالک
اسکو کہتی ہین النصر من اللہ کی ساتھہ

غول لڑکونکا ہی پیچھی تری دیوانیکی
فوج جسطرح کہ ہوتی ہی سپہ شاہ کی ساتھہ

کب گئی اور کب آئی شب وصلت یارب
چرخ پر مہر نمودار ہوا ماہ کی ساتھہ

قید زندان مین زلیخا نی کیا یوسف کو
اسقدر خوب نتھا جوش غضب چاہ کی ساتھہ

چاہ سی دلو نکلتا ہی رسن کی ہمراہ
منہ سی باہر نکل آئی ہی نہ جگر آہ کی ساتھہ

مکر مکار سی اپنا نہین اندازا اسیر
شیر حیلہ نہین کرتی کبھی روباہ کی ساتھہ

محفل مین دیکھہ لی جو وہ جانانہ آئینہ
بنجاہی عکس رخ سی پریخانہ آئینہ

رکھتا اگر وہ دیدۂ بینا مری طرح
پہچانتا یگانہ و بیگانہ آئینہ

شکل اپنی دیکھتا ہی جی چاہتا ہی جب
ساقی کبھی شراب کا پیمانہ آئینہ

منہ دیکھتی ہین آئینۂ تیغ یار مین
رکھتی ہین سرفروش جداگانہ آئینہ

جوہر کی سلسلہ مین ہی پابندی پری
شاید کہ تیری رخکا ہی دیوانہ آئینہ

دیکھی وہی جمال مین جاتا ہون بزم مین
کیون دیکھتا ہی مجھکو حریفانہ آئینہ

جس چیز کا ہو مجھہ سی اشارہ وہ بھیجدین
زیور لباس سرمہ مسی شانہ آئینہ

ہم اپنی گھر مین جا کبھی دیتی نہ شمع کو
ہوتا جو حال سوزش دل پروانہ آئینہ

ایسی نہ آب اوس مین نہ اس شکل کی صفا
اوڑھی چہری کو کبھی کوئی دیوانہ آئینہ

دیکھی جمال یار تو غالب ہی یہہ جنون
کیسا نمد کہ ترک کری خانۂ آئینہ

شکل اپنی دیکھتا ہوں جاں روں طرف اسیر
جوشش صفا سے ہی مرا کاشانہ آئینہ

بابا کلیم نے ید بیضا جلا کے ہاتھ — کچھ سعی چاہیے ہے عنایت خدا کی ہاتھ

کیجے نماز عشق نئی طرح سے ادا — تکبیر کہیے دونوں جہاں سے اوٹھا کے ہاتھ

قاصد کا کام ہے نہ کبوتر کا کام ہے — اوس گل کو نامہ پہنچے پیک صبا کی ہاتھ

اک قطرہ ہے جو پی تو بہائے ہزار اشک — آئندہ آبرو وہی ہماری خدا کی ہاتھ

دیکھیں ہیں عکس طرح تری وحشی کی رعشہ بر — یہہ رعب ہے کہ کانپتے ہیں قضا کی ہاتھ

قاتل نے قتل گاہ میں تیر کی تمام کی — چھوڑے ہے غضب کی وار لگائی بلا کی ہاتھ

مانند موج مٹ گئے ہم بحر عشق میں — پہنچے کسی طرح جو کنارے لگا کی ہاتھ

داماں وصل ہاتھ جو آئے تو کیا عجب — ای بت بڑی بڑی ہیں ہمارے خدا کی ہاتھ

سختی اوٹھائی عشق کیا اوس صنم سے کیوں — پچتا رہے ہیں سنگ کی نیچے دبا کی ہاتھ

ملتا ہے دیر میں کف افسوس اب تلک — جب سے دیئے ہیں ہمکو تم آئے دکھا کی ہاتھ

بالی میں ماہتاب نظر آ گیا مجھے — انگڑائی لی جو نشہ میں سنے اوٹھا کی ہاتھ

بیٹھے جو پاؤں گنج قناعت میں کاٹ کر — کیوں روبروئے کریم کے پھیلیں گدا کی ہاتھ

ممکن نہیں کہ پاؤں سے کانٹا ہی کھینچ سکے — وحشت میں اپنے ہاتھ میں مردم گیا کی ہاتھ

اسواسطے کہ یار چلا چھڑا کی دستے — ہم باندھتے ہیں سامنے دزد حنا کی ہاتھ

کیسے سمٹ گئے ہو لجالو کی طرح تم — پچھتائے ہم بدن کو تمہارے لگا کی ہاتھ

اہل جہاں کی وضع نے یہہ دل ہٹا دیا — سارے جہاں سے بیٹھ رہے ہم اٹھا کی ہاتھ

زال جہاں کو ہم جانتے ہیں [illegible] — لکھی ہے اپنی مرگ اسی بیوا کی ہاتھ

کیا دو طرف سی ہاتھہ لگی واہ وہ شرف | بازو ہین مصطفےٰ کی توحید خدا کی ہاتھہ

محشر مین دستگیر ہوا یہہ ہی اسیر
آنکھون سی ہم لگاتی ہین جس مقتدا کی ہاتھہ

جب بنای ساری عالم مین ٹہکانیکی جگہ | مقبرہ ہمنی بنایا گہر بنانیکی جگہہ

کیا سمجھہ کر آسمان پر سرکشونکی ہین دماغ | آخر اکدن خاک ہی سارے زمانیکی جگہہ

کیجئے الفت کسی قاتل کسی خونریز سے | دل لگایا چاہیی گولی لگانی کی جگہہ

ہی خجل یہہ قتل سی میری کہ روز بازپرس | تیغ قاتل کو نہین ہی منہ دکہانیکی جگہہ

کنج غربت سی نہ نکلین گی کبھی اپنی قدم | بعد مدت ہاتھہ آئی ہی ٹہکانیکی جگہہ

فصل گل آئی چمن مین جوش گل ہی اسقدر | ڈہونڈتی پہرتی ہی بلبل آشیانیکی جگہہ

تہا مرا مردہ عذاب آیا وہ عیسی جی اوٹہا | گور سی کہدو یہہ ہی بغلین بجانیکی جگہہ

تہا تو مجرم مین مگر اللہ ری اوسکا کرم | ابر رحمت گور پر ہی شامیانیکی جگہہ

جب کمان کہچتی ہی اوسکی ہی یہہ شوق زخم تیر | دوڑ کر جاتا ہی دل پہلی نشانیکی جگہہ

بزم جانان مین پہنچتا مین جو بنکر قصہ گو | درد دل اپنا سناتا کچھہ فسانیکی جگہہ

ہو گئی پیاسونکی خبر لی تا ملی روز جزا | بحر رحمت مین قطری قطری دانی کی جگہہ

گورکن نی بابت اسدرجہ بنائی سقف گور | دب رہی سرکش نہین ہی سر اوٹہانیکی جگہہ

قبر پر میری کبھی آیا تو آیا خشمناک | تیوری اوس گل نی چڑہائی گل چڑہانیکی جگہہ

جب پرہائی ہین وہ گیسو آنکھہ کرتی ہی دعا | پنجہ مژگان مرا یارب ہو شانی کی جگہہ

غیر کو بوسہ دیا ہی تمنی خط سبز کا | بی تکلف ہی یہہ میری زہر کہانیکی جگہہ

شعر ان بندہ ہی گیسوی بتان اسیر

اڑ و باد فن اس مین ہین ہی خنانکی جگہہ

ناصحو مجکو نصیحت اسقدر کیا فائدہ / جانتی ہو عشق مین کیا ہی ضرر کیا فائدہ

مرہم بی فیض کا ہونا نہونا ایک سے ہے / خلق کو دیتا ہی نخل بی ثمر کیا فائدہ

ای زلیخا اور سودا ہی یہان بد نظر / مول لی سکتی ہین یوسف کو مگر کیا فائدہ

لالہ سان موقوف ہی اس پر بہار زندگی / خواہش مرہم پی داغ جگر کیا فائدہ

جو کہا ہو اوسنی خط پڑہ کر وہ کہدی صاف صاف / جہوٹی باتونسی تجہی ای نامہ بر کیا فائدہ

اہل ہستی پہ عدم کا حال کہلنا ہی محال / کیجئی کیون فکر مضمون کمر کیا فائدہ

مبتذل مضمون کو لائین بیت مین ہم کسلیے / ایسی ہر جائی کو دکہلائین جو گہر کیا فائدہ

شکل آئینہ ہی قسمت مین نمدپوشی اسیر / چاندی سونی کا ملی ہمکو جو گہر کیا فائدہ

میری ناتونسی ہی سقف فلک پیر سیاہ / جیسے ہو جای دہوئین مین کوئی تعمیر سیاہ

خط تری رخ پہ ہی یون ہی بت بی پیر سیاہ / جیسے ہو سرخ ورق پر شب تصویر سیاہ

وجہ کیا تمکو جو نفرت ہی سیہ بختونسی / خط سیہ خال سیہ زلف گرہ گیر سیاہ

ایک شمہ نہ رقم وصف ہوا اوس گیسو کا / جزو کی جزو اگر ہون دم تحریر سیاہ

عشق خال رخ جانان نی دکہایا یہ اثر / ہو گیا مثل زحل اختر تقدیر سیاہ

رنگ الٹتا ہی زمانی کا عجب کیا ہی اگر / زاغ کی سرخ کہیچی لال کی تصویر سیاہ

گرد کلفت سی ہی اب صاحب جوہر کا حال / جسطرح زنگ سے ہو جاتی ہی شمشیر سیاہ

الفت زلف ہوئی باعث تاریکی دل / ہو وہ دیوان جس مین نہ کیونکر ہو وہ تعمیر سیاہ

ہی مری آبلہ پا مین چمک مثل چراغ / اب رہیگا نہ کبہی خانۂ زنجیر سیاہ

رو سپیدی کی نہ رکھہ ساغر می سی امید
رنگ رخ کرتی ہی خورشید کی تنویر سیاہ

مہر آئی مری گھر مین تو تو انجاے
کسقدر زنجیر مین ہی کوکب تقدیر سیاہ

سرخ تاب اوس کف رنگین سی سیہ تاب ہوا
ہو گیا سرخ جو تہا قبضہ شمشیر سیاہ

سلب طاقت جو ہوی ظلمت عصیان تری
کبہی دیکہی نہین ہوی بدن پیر سیاہ

کسی صورت نہ نشان مرض عشق مٹی
زرد ہو سرخ کبہی یا مری تصویر سیاہ

ہی جو دیوانہ تری شوق مین ای تیر فگن
جوش سودا سی ہی خون تن نخچیر سیاہ

بگینہ شمع کا محفل مین جو سر کاٹا ہے
ہی گنہگار کی صورت رخ گلگیر سیاہ

خون کس صاحب سودا کا کیا ای قاتل
تیری ابرو کی طرح ہی تری شمشیر سیاہ

وہ دل نی یہہ کیا سقف مکان کو تاریک
شل اژدر نظر آیا مجہی شہتیر سیاہ

آب حیوان ہین مری معنی پر نور اسیر
کم نہین ہی وہ ظلمات سی تحریر سیاہ

رخ روشن کا ہی پرتو قمر آئینہ
عکس اوس زلف کا شام سحر آئینہ

نگہہ گرم جو دکہلای دم زیب وہ ترک
پانی پانی ہو نہ کیونکر جگر آئینہ

دیکہکر حسن کو اپنی ہوئی مغرور حسین
کاش محفل مین نہ ہوتا گذر آئینہ

اوڑ گی آئی جو کرین آپ دم زیب طلب
نکلین طوطی کی طرح بال و پر آئینہ

کہینچتا ہی وہ شہ حسن اگر تیغ نگاہ
ڈال دیتا ہی سکندر سپر آئینہ

سر اوٹہائی گا وہ کیا تیری نظر سی گر کر
تختہ ہو جائیگی ای بت کمر آئینہ

ابہی کم عمر ہین واقف نہین آرایش سی
فکر شانہ ہی نہ اونکو خبر آئینہ

دل مین منہ دیکہہ لیا ہمنی جہکا ای اسیر
ای سکندر کی [illegible] آئینہ

نیک و بد دونون ہین ارباب صفا کو یکسان
دوست دشمن پہ کشادہ ہی در آئینہ

یہہ ہی قسمت کہ مری آنکھہ تو مشتاق رہی
چہرۂ یار ہو پیش نظر آئینہ

ہی بجا حسن کو تیری جو سکندر کہیے
اوسکی قبضی مین بہی ہی خشک و تر آئینہ

آب و نان اہل صفا کو نہین مہمان سی عزیز
روبرو خلق کی ہی ماحضر آئینہ

سخن صاف سی کیا کام پس مرگ اسیر
کہ سکندر کو نہین کچھہ خبر آئینہ

چھپتی نہین ہی اوس سی کبہی پیار کی نگاہ
پہچانتا ہی طالب دیدار کی نگاہ

کچھہ خشم کی نگاہ ہی کچھہ پیار کی نگاہ
ہی بین بین اوس بت عیار کی نگاہ

واقف نہین بشر کہ فلک کی اودہر ہی کیا
زندان مین پہر رہی ہی گرفتار کی نگاہ

ہوتی ہی دہر اسکی عنایت سہی قہر ہی
تاثیر زہر رکہتی ہی اس مار کی نگاہ

دانی کی ساتھہ دام کو بہی دیکہتا ضرور
ہوتی جو تیز مرغ گرفتار کی نگاہ

میری سخن کا لطف مری قدر کسی پوچھتی
ہی جوہری کو گوہر شہوار کی نگاہ

آیا ہی کون سیر کو بازار مصر مین
یوسف سی پہر گئی ہی خریدار کی نگاہ

جتنی طبیب آئی وہ آنکھین چرا گئے
اللہ رے ہی اب تری بیمار کی نگاہ

سینو مین ہل گئی جو تماشائیوں کی دل
کوٹھی سی کسنی جانب بازار کی نگاہ

حاصل ہو زخم تیر کی لذت قریب ہی
میری طرف ہی ترک کماندار کی نگاہ

واقف ہی دل اصالت ابروی یار سے
جوہر شناس رکہتی ہین تلوار کی نگاہ

شکوہ کرون مین جور فلک کا کہان تلک
تقدیر پہر گئی جو مری یار کی نگاہ

صبح وصال مین جو چلا گہر سے یار کے
حسرت سی جانب در و دیوار کی نگاہ

دیکھون ذرا مین جسکو محبت کے آنکھ سے
ممکن نہین کہ وہ نکرے پیار کی نگاہ

ہی قابل شفاعت احمد وہی اسیر
جسکی طرف ہے حیدر کرار کی نگاہ

لطف تعلیسی ہو تو پہر کیسا نشانِ آبلہ
آب سوزن میل سے ہے بہر مکان آبلہ

اس طرح میرا تن لاغر ہے زیر آسمان
جسطرح ہو خار کوئے درمیانِ آبلہ

مرگئی پر آبلہ پائی کا باقی ہے نشان
سے ہمارا گنبدِ مدفن بسان آبلہ

دشت غربت مین عدد کرتی ہین مجہسی دوستی
خار بنجاتی ہین دندانِ دہانِ آبلہ

حشر مین لاون گا کسکو اپنی وحشت پے گواہ
پاؤن مین ہجاہی کوئی تو نشانِ آبلہ

خار صحرائی زبانِ خشک دکھلاتی ہین کیا
فی سبیل اللہ ہی آبِ روانِ آبلہ

عین ماتم جانتا ہون عشرتِ دنیا کو مین
جسم فربہ پر نہو کیونکر گمانِ آبلہ

گردشین کرتا ہی لاکھون چرخ لیکن اے جنون
پیر ہوتا ہے نہین بختِ جوانِ آبلہ

جس بیابان مین قدم رکہتا ہون بنجاتا ہی باغ
گل کہلا دیتی ہے چشمِ خون فشانِ آبلہ

ہی جنون میرا وہ عالی ظرف جسکی فیض سے
نہ فلک سی بڑہ گیا ہر آسمان آبلہ

تیرہ بختی سی مری سرمہ بنی ہی خاک دشت
چپ زبانِ خار ہے ساکت دہانِ آبلہ

واہ کیا صحرا دیا ہی تو نی ای وحشت مجہی
ہی ہر اک اس سرزمین کا خار جانِ آبلہ

وحشت گردیسی میں شاخِ بید مجنون کیطرح پاون نہ
چاہیے مرغ جنون کو آشیانِ آبلہ

ہو جنون کمتر تو کیسی دشت گردی ای اسیر
ہے خزان گلزار وحشت کی خزان آبلہ

ردیف ہای تحتانی

ہر جلبہ ہم کو ہوائے جلوۂ جانانہ ہے
باغ میں بلبل دل اپنا بزم میں پروانہ ہے

دیکھی جسکو یہان وہ دین سے بیگانہ ہے
چشم حق بین خواب گوش حق شنو افسانہ ہے

دزد آئی گا تو مثل عکس کیا لیجائے گا
آبرو سیان شکل آئینہ متاع خانہ ہے

سیر میں ہی ہر وقت شیخ اقبال سینی میں قید
شمع اوڑتی پہرتی ہے فانوس میں پروانہ ہے

بادۂ عیش جہانکو اسمیں کیونکر ہو قرار
دل مرے سینے میں اک ٹوٹا ہوا پیمانہ ہے

می پلاتا ہون جو میں وہ آنکھ پھیر لیتے ہیں بند
موج بوئے بادہ زنجیر در میخانہ ہے

جو مکان ہے وہ گھروندی کی طرح مٹجائیگا
منعمو شوق عمارت بازی طفلانہ ہے

حسن کے طالب نہیں رکھتے تمیز کفر و دین
ایک پروانے کو شمع کعبہ و بتخانہ ہے

ہر طرف سی سوئی کعبہ ہی رخ قبلہ نما
آشنای حق ہمیشہ خلق سے بیگانہ ہے

جسمیں کاوش ہیان آیا دل کا مالک ہو گیا
بی تکلف میہمان اس گھر میں صاحبخانہ ہے

تیری فرش بزم کا نظارہ کر دیتا ہی مست
ہر گل قالین شراب سرخ کا پیمانہ ہے

پہنس گیا ہی تو جو فتنین تو گھبراتا ہی کیون
غم بہی کرتی ہے یہ دنیا ناز معشوقانہ ہے

دی خدا دولت تو ہو مایل ہو انسان کسلیے
بی صدا ہے وہ لبالب ہے سی جو پیمانہ ہے

ہی ہنوز ہمین بہی ضعیفونکی ہمین دعوت لپسند
مور چین کا زرق ہی زنجیر کا جو دانہ ہے

ترک دنیا ہی جسی کہتی ہیں آزادی اسیر
جو گرفتار علائق ہے یہان دیوانہ ہی

جلبسے دل کو عشق خط عارض جانانہ ہے
بخت سبز اپنی چمن میں سبزۂ بیگانہ ہے

قاف سی تا قاف تیری حسن کا افسانہ ہے
جوہری کا نام لی آگے ترے دیوانہ ہے

[illegible]
دل ہمارا فاختہ ہی [illegible] ہے

مفلسونکو دیدۂ کم سے نہ دیکھو منعمو
گنج سی خالی سمجھو اوسکو جو پروانہ ہے

ہم مین وہ مجنون نہین ہے کسکو صحبت کا اثر
ہر غزال اپنی بیابان کا سگ دیوانہ ہے

مرگئی پر قدر عاشق ہوتی ہی معشوق کو
ہر چشم شمع مین خاکستر پروانہ ہے

مین وہ دیوانہ ہون مطلب سے جسے مطلب نہین
ورنہ اپنی کام مین ہشیار ہر دیوانہ ہے

غیر کی محتاج اپنے کشت استغنا نہین
تازہ اپنی آب سی مثل گہر ہر دانہ ہے

عشق سے خالی زبانی مین پیمبر بھی نہین
موسی عمران چراغ طور کا پروانہ ہے

شہسوار ایسی چلا کرتا ہی انکھیلی کی چال
ابلق ایام مین بھی ناز معشوقانہ ہے

ہر تو رخسارہ روشن نے یہہ چمکا دیا
ہی شب گیسو منور بخت شانہ ہے

شمع جان پراوڑ کی آتا ہی جو ای ناوک فگن
حرف تیری تیر مین شاہد پر پروانہ ہے

فخر زردی کو سمجھتے ہین یہہ دزدان سخن
معنی بیگانہ انکو معنی بیگانہ ہے

آفتاب آئی اگر اسمین تو سنجائے زحل
کس قدر تاریک فرقت مین مرا کاشانہ ہے

عکس دیدار سے تمہارے وقت گلگشت چمن
گل صدف ہی قطرۂ شبنم دریکدانہ ہے

کون ہو سکتا ہے مانند زلیخا مشتری
قیمت یوسف تمہاری حسن کا بیعانہ ہے

کانٹی تلوون مین جو چبھتے ہین تو چبھنے دو اسیر
ہر زلف جادۂ رہ احتیاج شانہ ہے

عالم ہو میکشان عشق کا میخانہ ہی
فصل گل آئی ہے دور شیشہ و پیمانہ ہے
ہر بشر کو چاہئے خوف جہنم دہر مین
سعد نامے مین لکھا جاتی ہی جو عالی [illegible]

شور محشر ایک انکا نعرۂ مستانہ ہے
اور اب آب و ہوای گلشن میخانہ ہے
قطع ہو کر نخل گلشن صرف آتشخانہ ہے
[illegible] کی جا کر کا پروانہ ہے

کون کہتا ہی کہ ہی بیکار یہہ سینی کا داغ
دل ہی ماتم خانہ یہہ قندیل ماتم خانہ ہے

گفتگوے اہل وحشت کو نہ ہمیں سمجہہ
قابل تحسین کلام قاسم دیوانہ ہے

کون سامان دشت وحشت مین تکلف کا نہین
بوئے وحشت مار رہی مجکو نعمت خانہ ہی

کٹ کی گردن سی گرا ہی پای قاتل پر جو سر
خون سی دیکہو تو یہہ بہی سجدۂ شکرانہ ہی

ہمصفیرو سیر گلشن کی مبارک ہو تمہین
خانۂ صیاد مین اپنا تو آب و دانہ ہی

کہینچے بیٹہا ہی کس شمع تجلی کی شبیہ
ہو قلم دست مصور مین پر پروانہ ہی

لخت دل یاقوت خشان اشک در آبدار
دیدۂ گریان نہین کوئی جواہر خانہ ہے

تجہہ کو کیا قدر ضیای داغ دل روشن نہین
مرغ زرین فلک اس شمع کا پروانہ ہے

ہی عدم جان سیاہی دم او لجہتا ہی کمال
ہجر کی شب گور سی بدتر مرا کاشانہ ہی

بادشاہو نکو کیا ہے عشق نے تیری گدا
وہ پری ہے تو سلیمان بہی ترا دیوانہ ہی

کون ہے مجہہ سا تہی قسمت کہ مانند حباب
می کا دریا ہی روان خالی مرا پیمانہ ہے

کہیچکر تلوار قاتل مجکو دہمکاتا ہے کیا
کہیل ہر دم حضور ہمت مردانہ ہے

سوز فرقت نے جلایا ہی یہہ دل میرا اسیر
برق خانے سی زیادہ مجکو آتش خانہ ہے

لوٹنے اونگلی جو دبائی کبہی داماں کے تلے
شاخ مرجان نظر آتی ہی غلطان کے تلے

تیرے وحشی کو ہی کیا دشت مین بستر درکار
پڑ رہا ہوگا کسی مخمل مغیلان کے تلے

باعث جلوۂ خورشید ہین آثار سحر
داغ سینے کا چھپے گا نہ گریبان کے تلے

کشتہ اک سرو گل اندام کا قسمت نے کیا
قبر ہو سایۂ شمشاد گلستان کی تلے

دل کو دی جو دو گل نکہت ناک سی تہی
خوار بیٹہا کہ ہی قرآن کو تی قرآن کی تلے

دیکھتا ہون جسے پاتا ہون اوسی سرگردان / کون راحت سے ہی اس گنبد گردانکی تلے

نہین معلوم کہ ہی فکر اونہین کس باتکی آج / ہاتھ رکھی جو وہ بیٹھی ہین زنخدانکے تلے

نہ پھرون گھر کو اگر سیر کو جاؤن ہین ضعیف / دب رہون سایۂ دیوار گلستانکی تلے

کیا اطاعت ہی جو قاتل کا اشارہ پایا / رکھدیا مینی گلا خنجر برانکے تلے

شورش خلق سی آتا نہین خواب ای وحشت / سوئی چلکے کسی نخل بیابان کی تلے

اگیا غیر جو کعبتی دم تحریر جواب / رکھ لیا اوسنے مری خط کو قلمدانکی تلے

پاس نیچونکا کرای چرخ نہ اونچونکو گرا / خانۂ مور بھی ہے قصر سلیمانکے تلے

سنبلہ مین نظر آتا ہی ہمین نجم زحل / خال عارض پہ جو ہی زلف پریشانکی تلے

یون گری تیری تماشی کی لیی خلق پہ خلق / جسطرح ہی صف مژگان صف مژگانکی تلی

پس کی سم ہوگئی دانی جو مری قسمت کی / آسیا چپ ہی زبان دابکے دندانکی تلی

یاد اوس زلف کی ہی بسکہ دم گریہ اسیر / ہے اندھیرا سا مرے دیدۂ گریانکی تلی

کوتاہ پای سعی سی راہ کشادہ ہے / ہر نقش پا مرا گرہ تار جادہ ہے

رکھتی ہی پست پست کی انسانکو پیری / سایہ پیادی کا سر منزل پیادہ ہے

نکلین گی اشک دیدۂ گریانسے عمر بھر / ٹوٹے گا کیا کنوین مین جو پانی زیادہ ہے

اعمال زشت اشک ندامت سے دھو گئے / شکر خدا کہ نامۂ اعمال سادہ ہے

جاتا ہے کون دیکھیی پہلے بہشت مین / ہم مست می سوار ہین زاہد پیادہ ہے

جی بھر کی وعظ ابھی ہو شغل میکشی / کر لینگے توبہ ہم در رحمت کشادہ ہی

کہتا ہی ہر سحر کو نکل کر یہ آفتاب / کشور کشا وہی ہی جو صاحب ارادہ ہی

جب غم کا سامنا ہو ہین عشرت سے مست ہون
جسوقت دل بہرا ای مجھی جام بادہ ہے

منظور ہے جو تیری سواری مین دوڑنا
جو ہی گل سوار چمن مین پیادہ ہے

کیونکر بہری گا کوچۂ قاتل سی نامہ بر
سچ ہی کہ عمر رفتہ کا مشکل اعادہ ہی

کرتا ہون قطرہ ہو کی مین دریا کا سامنا
مقدور کم ہی پر مری ہمت زیادہ ہے

کشتہ نہین ہی کون تری تیغ ناز کا
گردون شفق سی بسمل در خون فتادہ ہے

زور جنون مین دشت کو جاتا ہون بیخطر
کچہہ خوف شیر نر کا نہین کیا وہ مادہ ہے

شاکی ہون کس لیے کمی رزق کا مین زار
خرمن سی دانہ مور کی حق مین زیادہ ہی

موی کمر سی عشق ہوا جسکو مر گیا
ثابت ہوا کہ ملک عدم کا یہہ جادہ ہی

ای یار میکدہ بہی مقتل سی کم نہین
شمشیر بی نیام ہر اک موج بادہ ہی

سائل کرم کا تجھسے نہین کون ای کریم
دست گدا و دامن سلطان کشادہ ہے

سامع کو کیون پسند نہو وسعت بیان
راحت ہی راہرو کو جو رستہ کشادہ ہے

ظاہر ہی حال لاغری تن کا ای اسیر
ملبوس تنگ میری بدن پہ لبادہ ہی

اللہ کو ہی عشق رسول کریم سے
جاری ہی راہ و رسم محبت قدیم سے

لاش اپنی بن گئی گل بازی پس فنا
دوزخ نی لی جنان سی جنان نی جحیم سے

حاجت روای خلق نہین ہین خضر رسان
بنتی ہے تیغ زر سی نہ بندوق سیم سے

ہوونگا خاک رنج والم سی مین خاکسا
اس خاک کا خمیر ہی اشک یتیم سے

تنہا ہی میری آہ کو کیا چرخ اگر ہون
دریا ہوا دو نیم عصای کلیم سے

احسان کسی دنی کا اوٹہاؤنگا بعد مرگ
یارب ملے کفن بہی تو دست کریم سے

یا خدا مین دل کو ہی پروای درد کیا
بیمار کی رجوع ہی حاذق حکیم سے

سب لیگیا وہ ساتھہ یہہ غیر ونکو دی گیا
ہمت مین ہی لئیم زیادہ کریم سے

ای گریہ دہو جریدہ اعمال نیک و بد
دل تنگ ہی شکنجہ امید و بیم سے

شکر خدا کہ ہجر کی شب ہو گئی سحر
پائی نجات ہمنی بلائے عظیم سے

ای خاک گور تو ہی ٹہکانی لگا انہین
نا فرسنگ و ہما ہین عظام رمیم سے

ساری علاج آکی اجل نی بہلا دئی
حکمت وہ کیا ہوئی کوئی پوچھی حکیم سے

دولت سی ہم فقیر کہانتک حذر کرین
یہہ برق لپٹی جاتی ہی اپنی گلیم سے

ای فصل گل ہین وحشی نازک مزاج ہم
طوق گلو ہو حلقۂ موج نسیم سے

ظالم صدف کی طرح ترا سینہ ہوگا چاک
بہر نا شکم کا تہرے مال یتیم سے

کب سے تڑپ رہا ہون رہا کر عذاب سے
قاتل او ٹہانہ ہاتہہ عذاب الیم سے

افشا کریگی راز دل آخر یہہ آہ سرد
غنچہ چھپا سکے گا نہ خوشبو نسیم سے

ہوتی کبھی نہ طالب دیدار طور پر
اصرار قوم کا جو نہوتا کلیم سے

محو جمال گل ہو نہین ایسا کہ ہر سحر
جاتا ہون صحن باغ مین کہلے نسیم سے

قرآن مین بہی اسیر ہی حال غم حسین
مضمون کہلا یہ آیۂ فدیح عظیم سے

گردن کو خوف کیا جو وہ تیغ آبدار ہی
جبتک نہ آئی موت گریبان حصار ہی

جنبش نہین ہے ضعف سی یہہ حال زار ہے
مردہ ہے جان جسم ہمارا مزار ہی

اپنا تو آستان پہ جھکا ہے سر سجود
مقبول تم کرو نہ کرو اختیار ہے

خود رفتگی کو تیرہی کہان ... ...
لوگوان سی ... چھپتے ہین یہہ کسکا مزار ہی

قاضی ابھی شراب سے توبہ کا دی ہے حکم / اتنا تو کر خیال یہ فصل بہار ہے

مجھ تیرہ بخت سے او نہین نفرت ہے اسقدر / تصویر نا پسند ہے جو سایہ دار ہے

زخمی کو دیکھتا ہون تو پڑتی ہین دلمین زخم / مجکو لہو کی دہار ہے خنجر کی دہار ہے

دنیا مین ہے ہوای حوادث اگر یہی / برباد ایک روز یہ مشت غبار ہے

مجھ فاقہ کش کو کیون نہ وہ ابرو پسند ہو / طالب ہے ماہ عید کا جو روزہ دار ہے

لازم نہین غرور حسینونکو اسقدر / حسن دو روزہ جلوۂ برق و شرار ہے

دریا کو کچھ نہین جو روانی مین اختیار / شاید کسی کا گریہ بے اختیار ہے

میوہ فروش کی ہے دکان میکدہ نہین / جو شیشۂ شراب ہے ہمچوش انار ہے

مغرور اسنے ساری حسینون کو کر دیا / زیبا ہے آینہ سے جو ہمکو غبار ہے

بلبل خبر ہے خطرہ کہ دشمن ہے باغبان / گلشن مین بود و باش تری اسکو خار ہے

مجبور ہم ہین جبر مین ہوتی ہو کیون خفا / انسان سے مواخذہ تا اختیار ہے

لیتا ہون سانس مین تو نکلتی ہین لخت دل / تار نفس نہین کوئی پہولونکا ہار ہے

جبر اختیار ہمنے کیا عشق مین اسیر / اسیر ہے وہ ملین نہ ملین اختیار ہے

ظاہر دو رنگی چمن روزگار ہے / فصل خزان کبھی کبھی فصل بہار ہے

پوشیدہ آنسوؤن مین مرا جسم زار ہے / گویا یہ رشتۂ گہر آبدار ہے

آئی نہ آی ہاتھ کسے اختیار ہے / کہتے ہین نوکری جسے تازہ شکار ہے

ٹھوکر لگا گی چلتے ہین میری مزار کو / مین خاک ہو گیا او نہین اتنک غبار ہے

مکر عدوی دوست نما سے حذر ہے شرط / ظاہر مین یار غار حقیقت مین مار ہے

بیٹھے ہین آگے آئینہ خانے مین سادہ رو
کسکو گلہ ہی آنکھین اگر تمنے پھیر لین
انسان کو کبھی کیسے خدا نی دیئی شرف
مُردونکے طرح کرتی ہین ہم زندگی بسر
آہو سے کیا سمجھ کے بہلا دی تھی مثال
دنیا مین گو کہ بار گران ہین بہت مگر
بیٹھا ہی جو دیکھ کی وہ روی آتشین
آسودگی کی اے فلک دسما مین نہ رکھہ امید
بزم جہان مین غمسے کسیکو نہین نجات
اٹھنے کا ذکر کیا ہے کہ جنبش بہی ہی محال
بدلے گا کیا طبیعت انسان کا خاصّہ
اُٹھے یقین ہے کہ ملین چشم یار کی
دل کلفت جہان سے ہمارا ہی صاف آج

چال اولٹی تری تلوار سے چلے یار دنسے
ہون خمیدہ تو خبر شرط ہی سرکار نسے
ڈر سے ابرو نکو دیکھ کی عاشق ہوئے قتل
بہر مرغان قفس حاجت مقراض نہین
عمر گذری انہین زندان نے رہا کر ظالم
وحشت غربت سے تنگ آیا ہی کسیکو

آہن کا گرد شہر حلب کی حصار ہے
یہہ مقتضای گردش لیل و نہار ہے
ہر گنج کا طلسم یہہ مشت غبار ہے
تنگی جہان کی ہمکو عذاب فشار ہے
وہ چشم شوخ آہوی مردم شکار ہی
گردن اٹھی نہ جبین سے وہ احسان کا بار ہے
سیماب یا سینہ دل بیقرار ہے
نادان تہی یہہ دیگ یہہ خالی بخار ہی
سوزان ہے مثل شمع اگر تاجدار ہی
یارب یہہ جسم زار کہ بستر کا تار ہے
شیرین نہو کبھی وہ ترش جو انار ہے
نوروز ابکی سال ہرن پر سوار ہی
جاروب آئینہ کی مکان مین غبار ہی

بیگانہ قتل ہوئی پہلے گنہگار ونسے
بہاگنا چاہیئے گرتی ہوئی دیوار ونسے
کام تیر دن کا لیا آپ نی تلوار ونسے
اپنی پر آپ کترتی ہین یہہ منقار ونسے
طوق و زنجیر بہی ہین تنگ گرفتار ونسی
[illegible] ہوتی ہی جو گلزار ونسے

مین مطب مین جو گیا چپکے وہ پہچان گئے
دیر پر اوسکے جو کبھی جہگڑے مین بیٹھا تو کہا
بیگنہ جائین کہان اب کہ تری رحمت نے
ڈہونڈہتے ہین اوسے سب پر نہین پاتا کوئی
جاؤ دلسی نہ مری ای غم و اندوہ و الم
اب زمانے مین نہین حاجت خورشید و قمر
کیمیاگر وہی اکسیر لیئے پہرتے ہین
صنعت خلق جدا صنعت خالق ہی جدا
دل پہ جب صدمہ ہوا صاف ہوئین آنکھین
گو رہین ہین مری اعمال مری ساتہ اسیر
دام گیسو کا اشارہ ہی بہی یار رونے سے
گرم ہنگامہ شفاعت کا جو محشر مین ہوا
روش باغ پر اوس گل کی ہی ہی جو روش
اسی طرح کا سودا کہ اکیلے گہر مین
کس کا دیوانہ گیسو سوی صحرا آیا
گرد کلفت سی ہٹی کیا دل عارف کی صفا
ٹکڑے دل مین ہوئین تو کس کام کا جسم
نیش مژگان کی محبت کا ہی رگ رگ مین اثر
کیا کہون گو [illegible]

ہنس سکے دو لاکہ الگ بیٹھیے بیمار رونے سے
سیکہہ لو بیٹھ کے اوٹھنا بہی تو دیوار رونے سے
بہر دیا گلشن جنت کو گنہگار رونے سے
منہ چہپائے ہوئے یوسف ہے خریدار رونے سے
تعزیہ خانہ کی رونق ہے عزادار رونے سے
روشنی چار طرف ہی تری رخسار رونے سی
خاک کچھ کچھ جو جہڑی تہی تری دیوار رونے سے
خانہ دل نہ بنے گا کبھی معمار رونے سے
درد دل چھپ نہین سکتا ہے کبھی یار رونے سے
یا چھٹتے ہین مصیبت مین کوئی یار رونے سی
بڑہ کے آزاد ہو نہین مرغ گرفتار رونے سے
کچھہ نہ پوچھیگا کوئی ہمسے گنہگار رونے سے
کبک و طاؤس چلے جائینگی گلزار رونے سے
پہرون ہم باتین کیا کرتے ہین دیوار رونے سے
اژدہی ڈر کی نکلتی جو نہین غار رونے سی
شہر دریا نہوا موج سے دیوار رونے سی
رونق شہر ہے آراستہ بازار رونے سی
جا نہین جسم مین مچھلی کیطرح خار رونے سی
پوچھ باقی ہین خبر [illegible] رونے سے

راز الفت کا چھپانا جو رہا مد نظر
چار عنصر ہیں مصاریع رباعی گویا
کرکی گلگشت گیا کون گل اپنی گھر کو
نشان حق گوئی مری اور کسی کا ہو فروغ
ہو گیا وصل جو حاصل صفت شبنم و گل
زردی رنگ سی رکھتی ہیں طلای چہری
کون مہرو ہی صفر ہیں کہ یہ کثرت ہی اسیر

اپنی دل کا نہ کبھی حال کہا یارونسی
چار ون باطل ہون اگر ایک پڑھی ہی چار دنسی
سحر ہو کہتی ہی صبا باغ کی دیوارونسی
گرم ہم بازار طبیبون کا ہی بیمارونسی
خوب رخسار ملی یار کی رخسارونسی
کم نہین ہین تری بیمار بھی زردارونسی
منزلین کم نہین کچھ شہر کی بازارونسی

دل کو نالون کی دم نزع ہوس باقی ہی
کبھو چھٹنی سی رہا ہو کی نہ ہیہو لی بلبل
نہ سماعت نہ بصارت ہی نہ طاقت ہی نہ زور
جز فنا انس فنا عرش فنا فرش فنا
ہمزہ مجکو پڑھا لی ہین سمجھین یہ جوان
ایک دو روز مین گھبرا گئی فصاد و طبیب
کر دیا جوش الم نی مجھی نزدیک فنا
چرخ نی ایسی مٹا ہی لحد صاحب تاج
تا تمول و منعم کو نچھوڑ نیگی حریص
آشیان کی لئی سب لیگئی چین کہ بلبل
زخمی عضا کئی سر جسم سی وہ کاٹ چکی
[illegible]

منزل آخر ہوئی فریاد جرس باقی ہی
کہ ابھی کشمکش دام و قفس باقی ہی
اس خرابی پہ بھی جینی کی ہوس باقی ہی
ذات باقی ہی تو اللہ کی بس باقی ہی
کہ ابھی نیشکر خشک مین رس باقی ہی
عمر سودا ابھی دو چار برس باقی ہی
زندگی مثل حباب ایک نفس باقی ہی
اب نہ گنبد ہی نہ گنبد کا کلس باقی ہی
جب تلک شہد ہی انبوہ مگس باقی ہی
خار باقی ہی گلستان مین نہ خس باقی ہی
لاش پر ایک تگاپوی فرس باقی ہی
جب تلک بازو جلاد مین کس باقی ہی

جل کے کرتی ہین ائمہ کی زیارت بھی اسیر
زندگی اور جو دو چار برس باقی ہے

رو چکی ساتھی قالب بیٹھی قضا بھی آ دے
شمع آئی مری گھر مین تو ہوا بھی آئے

طالع بد نی کیا وعدہ برابر کیا
یار آیا مری گھر مین تو قضا بھی آئے

وای تقدیر کہ ہم قتل سی محروم رہی
غصہ اوس ترک کو آیا تو حیا بھی آئے

آمد ناقہ لیلی ہی خبردار ای قیس
وہ اوڑہی گرد وہ آواز درا بھی آئے

ساقیا دیر ہی کیا کیون نہین چلتا ساغر
جہوم کر ابر تو گلستان مین گہٹا بھی آئے

صحبت یار مین اغیار کا آنا کیا
آگیا مجکو پسینا جو ہوا بہی آئے

دیکھی خون ہو کس کس کا خدا خیر کرے
غازہ ملّا رہوا اوس کی حنا بھی آئے

نہین معلوم کہ کس کام مین تھی اہل قبور
دیر تک ہمنی پکارا نہ صدا بھی آئے

حال پوچھو نہ شب ہجر کی بیداری کا
صبح تک نیند نہ آنکھون مین ذرا بھی آئے

کہتی تھی اور حسینو نسی یہ تقلید اوسکی
میری صدقی مین تمہین اتنی ادا بھی آئے

بوسہ مانگا جو خط سبز کا ہمنی تو کہا
زہر کہایا تو سمجھ لو کہ قضا بھی آئے

مغز جان تازہ ہوا شاد کیا جیب کوئی دل
گل یہ غنچہ جو ہوا بوئی وفا بھی آئے

قل ہو اللہ لگین پڑہنی ہماری آنتین
فاقہ جس روز ہوا یاد خدا بھی آئے

اب کہان اپنا ٹہکانا کہ ہوی وو دشمن
سر سی آفت نہ ٹلی تھی کہ بلا بھی آئے

مہر عارض نہ گئی روز سیہ دل سی اسیر
دہوپ پہیلی رہی ہر چند گہٹا بھی آئے

آب حیات یار کا زہر فراق ہے
کچھ یہ خضر سی علیحدہ اپنا مذاق ہے

جنت ہی وصل یار جہنم فراق سے
یہہ قول ہر فریق کا بالاتفاق ہی

وہ مست ہین کہتی ہین جلتو مین ہم شراب
ساغر ہمارے ہی بزم مین بالای طاق ہی

شاخ نسی جھڑ کی باغ مین ہوتی ہین برگ خشک
احباب کو جدائی احباب شاق ہی

جاتا ہی یار ختم ہی شب ہوتی ہی سحر
نوبت نہین یہہ غلغلۂ الفراق ہی

اتنی التجی خدا سی دعا ہی بہشت کی
حورون کی دیکھنی کا کمال اشتیاق ہی

کرتی ہو کاٹ تیغ کا ملتی ہو جب گلے
کس کام کا وفاق جو دل مین نفاق ہی

ہی شہسوار کون سوا ای حبیب حق
رہوار برق سیر اگر ہی براق ہی

رزال جہان کو منہ نہ لگائین گی ہم کبھی
تجہہ ہو زن تو مرد کو لازم طلاق ہی

نسبت ہی تیری گات سی کیا مہر وماہ کو
اسکو محاق ہی تو اوسی احتراق ہی

قابو مین دل نہین کسی دیتی ہو حکم صبر
تکلیف اسطرحکی تو بالا یطاق ہی

لیلی سی بھی سوا ہی تری خوبصورتی
مجنون سی ہی زیادہ مرا جسم قاق ہی

ہاتھ آگئی اوسکی کاکل پر پیچ چھٹ گئی
قسمت کا پیچ یہہ بھی عجب اتفاق ہی

بولی سادہ وصف مطلع ابرو مین سنکی شعر
وز روی سخن کی یہہ نہ سہی اشتقاق ہی

دیکھی ہی وقت زیب جو اپنی سی ادر شکل
آئینہ کی طرف نظر اشتیاق ہی

ابرو سی کر اشارہ کہ صحبت ہوا ای مسیح
طاقت تری مریض محبت کی طاق ہی

جاہل کو میری شعر کی کیا قدر ای اسیر
سمجھے یہہ ذائقہ وہ جسی کچھ مذاق ہی

لاکھون نگاہی ہو گئی عشق چاہ ذقن مین مری ہوئی
کشتی ہی اس کنوین مین لبالب بھری ہوئی

جوش غضب [illegible] کیا کیا نگاہ [illegible]
کیسی ہی [illegible] جو دہانی بھری ہوئی

ہنسان مرگ کا ہی شہیدان عشق پہ
مرتی نہین وہ جو ہین کسی پر مری ہوئی

کیا ڈر وہ تھا کہ مردۂ عاشق ہی گور مین
اک ہاتھ دلبر ایک جگر پہ دھری ہوئی

سینچی ہی نخل چمن روز باغبان
بلبل کی آفسونسی ہین تہالی بھری ہوئی

فرہاد قیس ہین تری وحشی کی ساتھی
جس طرح طفل پیش معلم ڈری ہوئی

سمجھے ہین مجکو وحشی نازک مزاج طفل
پہونسی جاتی سنگ ہین اس بھری ہوئے

کیسا سیاہ خانہ ہمارا ہی خوفناک
آتی ہین مہر و ماہ تو اسمین ڈری ہوئے

عشاق جی اوٹھین جو جیا دست کہ آؤ تم
بیچاری بسترون پہ پڑی ہین مری ہوئی

مشتاق بادہ خوار ہین ساقی پلا بھی سے
کب تک رہین گی طاق پہ شیشے دھری ہوئے

وحشت کا رعب بعد فنا بھی وہی رہا
آئی جو قبر مین تو فرشتی ڈری ہوئی

زیر فلک بھی ظلم فلک سے نہین نجات
مردون کی چھاتیون پہ ہین پتھر دھری ہوئے

آئی بہار باغ مین ساقی گئی خزان
سوکھی بدن فسردہ دلون کی ہری ہوئے

مزدور اگر نہین ہین تو کیا ہین یہ پادشاہ
ساری جہان کا بوجھ ہین سر پہ دھری ہوئے

آیا وہ ترک تیغ جو میدان مین کھینچ کر
اوٹھین صفین تو برہم و درہم پڑی ہوئی

نو دولتون کو گرم مزاجی نی کھو دیا
سرسام ہو گیا جو بلند ابخری ہوئی

زلفین جو اوڑ کی یار کی آنکھون پہ آ پڑین
سمجھا مین قید دام مین آہو پڑی ہوئی

غیرون کی قدر کرتی ہو کیا خوب ہی سمجھ
کھوئی جو تھی تمہاری نظر مین کھری ہوئے

بیا دون ہمنی منہ سی لگایا کبھی نہ جام
کیون کھینچی ہین شیشون کی صورت بھری ہوئی

سینی مین رنگ رنگ کی مضمون نہین اسیر
صندوق ہین یہ لعل و گہر سی بھری ہوئی

حق ہی کہ کون حسن مین تیرا جواب ہی
سب مہ جبین ستارے ہین تو آفتاب ہی

رو نسی میری ہجر مین بستر سحاب ہی
تکیہ نہین بغل مین سیہ مشک پر آب ہی

دم مین تمام ہون کسی ایذا کی تاب ہی
بسمل کا اضطراب مرا اضطراب ہی

بہتا ہو چشم فکر تو دریا بہی ہی حسین
ابرو ہی موج آنکہ کی صورت حباب ہی

راتون کو اسکی یاد نسی آتی نہین ہی نیند
پہلو مین دل کہ جان کا اپنی عذاب ہی

آؤ کہ حال پرسی بیمار ہے ضرور
کیا جانتی نہین کہ عیادت ثواب ہی

خط لیکہے ہین اوس بت سفاک کی طرف
گہر سی خدا کی نامہ بر دن کو جواب ہی

گردون کو انکہ اوٹھا کی نہین دیکہتی ہین مست
اس جام نی شراب کی مٹی خراب ہی

کٹتی ترے خیال مین گرمی ہی سیم تن
آب سرشک دیدۂ تر نظرہ تاب ہی

دریا کی سیر کو نہین جاتی وہ بی نقاب
اندیشۂ نظارۂ چشم حباب ہی

کیا دانہای خوشۂ انگور کا ہو وصف
پوشیدہ ہر ستارے مین اک آفتاب ہی

دریا ہماری طبع کا دریا سی ہی جدا
گہر وہی اسمین موج نہ سرکش حباب ہی

کوئی بہک گیا تو رہا کوئی ہوش مین
دولت کسی کو آب کسی کو شراب ہی

کٹتی ہین ہجر یار مین گن گن کی ساعتین
یوم الحساب آج ہماری حساب ہی

تم حسن مین ہو فرد تو مین عشق مین ہون فرد
میرا جواب ہی نہ تمہارا جواب ہی

مٹی خراب اب نہ رہی گی مری اسیر
قصد زیارت لحد بو تراب ہی

جو ہی سوار اسپ وہ پا در رکاب ہی
کتنی سمند عمر رواں مین شتاب ہی

بہہ جا دی ایام جہان خراب ہی
اتنی بگہنی ہی کہ گم آفتاب ہے

ہر وقت چہرہ یار کا زیر نقاب ہے — جب دیکھو جزو دان مین پنہان کتاب ہے
واقف ہین مست دختر رز کی مزاج سے — باطن مین ہی یہہ آگ تو ظاہر مین آب ہے
سمجھو نہ ہجیو نکو ہی بی گفت ہی بی شنود — واقف زبان موج سی گوش حباب ہے
کس کام کی وہ آنکھ مروت نہ جسمین ہو — بیکار بزم مین قدح بی شراب ہے
صبح شب وصال عیان ہو تو جی اوٹھون — مردہ وہ ہون کہ مجکو مسیح آفتاب ہے
خالی پھرا ہو کوچۂ جانان سی نامہ بر — سمجھے یہہ ہم کہ زیست ہی ہمکو جواب ہے
مومن کی کیون نہ نفس کشی پر بندھی کمر — کتنا جہاد راہ خدا مین ثواب ہے
کیا جانی کس صنم پہ پڑی آنکھ وقت حج — شیخ حرم کا خانۂ ایمان خراب ہے
پوچھو نہ مجھ سی کچھ مری روز سیاہ کا حال — تاریک تر زحل سی رخ آفتاب ہے
ممکن نہین کہ قطرۂ باران کا ہو حساب — باہر حساب سی کرم بیحساب ہے
کرتی ہین کیسی ظلم غریبون پہ یہہ صنم — کچھ خلق سی حیا نہ خدا سی حجاب ہے
لی آبرو ہی جسکو نہو حفظ کا خیال — کہتی ہین آبرو جسی موتی کی آب ہے

اہل صفا کو کب ہی سر سرکشی اسیر
ظاہر ہی یہہ کہ آب گہری حباب ہی

لذت بغیر سوز جگر گفتگو ندی — مجمر مین جب تلک نہ جلی عود بو ندے
کہتا نہین کہ یان رقیبون کو تو ندی — اتنا لحاظ کر کہ مری رو برو ندے
اللہ ری لاغری بدن ایسا نہ ہو کہ خشک — کھولی جو کوئی فصد ہماری لہو ندے
خالی جو خلق سی ہی وہ کس کام کا بشر — کانٹا مری نظر مین ہی جب پھول بو ندے
اتنو نہ پھیری دل کی ہی اللہ سی دعا — جو چاہی دے پیا یک مجھی آرزو ندے

ساقی وہ کیا شراب کہی آفتاب کو
بے واے چاک جیب رفوگر نہین رہے

یارب جو قصد شکوہ کرون تیغ یار سے
صیاد دام مین کہان یہ سب ہمصفیر ہین

کیا میکدے مین جھکے فراغت سے بیٹھیے
مانگون جو مین تو پیر مغان دے مجھے بہر آب

تو جسکو دے مجال ہے اوسکو ندے کوئی
اے گل نہین چمن مین مناسب خرام ناز

دانہ زمین سے نہین اگتا بغیر آب
بیفائدہ ہے منعم ممسک سے چشم فیض

جو مست آسمان کو خطاب سبو ندے
قسمین عبث عبث مجھے پھر رفو ندے

فرصت بیان کی شدت درد گلو ندے
ایذا نہین چھیڑے کسی کو مرے روبرو ندے

کھٹکا یہہ ہے کہ ہاتھہ بغل مین سبو ندے
زاہد کہے تو آب بھی پھر وضو ندے

کیا کوئی دے سکے اوسے جسکو کہ تو ندے
بوسہ کہین قدم کو لب آب جو ندے

سرسبز خاک ہو وہ جسے آبرو ندے
ساغر شراب کا کبھی دست سبو ندے

کیسا اسیر ہمسے زمانہ بدل گیا
وہ دوست دے رہے ہین جو ایذا عدو ندے

مری حیرت گلستان مین اگر رنگ اثر باندہے
تصور اوس دہن کا مٹی لازم ہے نشتر باندہے

صدا آیا ہے جانان آرہی ہے چارجانب سے
نہین ممکن کہ شمشیر اجل سے بچ رہے انسان

نہ دے اتنی کبھی فرصت کہ جائین اوڑ کے گلشن تک
کرے قصد عدم روح روان عمر اپنی آخر ہے

محال عقل ہے تیرے پریشانون کی جمعیت
رگ گل بنکے رشتہ طائر نکہت کی پر باندہے

فنا فی الغیب ہو جاے تو مضمون کمر باندہے
نہین راہ معین ٹھگنے کو کوئی کدہر باندہے

تہمتن کی زرہ پہنے کہ رستم کی سپر باندہے
ادہر صیاد نے کہولے ہمارے پر اودہر باندہے

تمامے پر خط آیا کہہ دو قاصد سے کمر باندہے
نہین ممکن کہ کوئی جلد اوراق شجر باندہے

کتابون پر عبث نافہم کو ہی علم کا دعوی
نہو زن مرد میدان لاکھ شمشیر و سپر باندھے

وہ نخل خشک ہین گلشن مین دست سیری جنکی دشمن
جدا ہو مجھ سی جو پتا وہی مجھپر تبر باندھے

وہ بحر حسن آجای جو دریا مین نہانیکو
پڑے ہین یار رونکی یہہ آنکھین کہ پل گہر دنظر باندھے

ہمین کو وای قسمت ہیچ جان اوس ترک کی جھوڑا
ہزارون کاٹ کر فتراک مین کشتونکی سر باندھے

ریاض دہر سی آخر کو خالی ہاتھ جاتا ہی
گرہ مین کیا کوئی دو دن کو مثل غنچہ زر باندھے

گرایا خون کافر بہی اگر اسمین تکلف کیا
جہاد نفس پہ لازم ہی انسان کو کمر باندھے

ابو جہل ای فلک ہو سیر نعمت ہای دنیا سے
شکم پر سنگ فرط جوع سی خیر البشر باندھے

پلا ای تیغ قاتل فی سبیل اللہ بہر پانی
رہین منہ مثل صائم کب تلک زخم جگر باندھے

گرای اشک گلگون شوق دید یار مین جسدم
نگہ کی تار سی گلدستہ گلہای تر باندھے

رہا فکر سخن مین بہی خیال وصل یار ایسا
غزل مین قافیے موصولہ ہمنی بیشتر باندھے

نصیحت آج توسن کی نگر ڈرہی یہ ناصح سے
کہین یہہ کور باطن فرآنی کی نہ کمر باندھے

اسیر اپنی حقیقت کیا یہہ ناحق کوشش ہی خلقت
کہا ساحر نبی کو افتری اللہ پر باندھے

جس دل مین سوز عشق نہین ہی فسردہ ہے
جو چشم اشک ریز نہین ابر مردہ ہے

کیا کہیی دل فراق مین کیسا فسردہ ہے
مردہ ہی جان زار بدن گور مردہ ہے

سوراخ دار یہہ غم مژگان نی کردیا
پہلو مین دل نہین ورق کرم خوردہ ہی

کیونکہ نہ ہجر یار مین ہو میکشی حرام
مردہ لبا شراب ہی می خون مردہ ہے

ای چرخ گیا مین لقمۂ غم کا مزہ کہون
خوردہ نبردہ بلکہ فقط درد گزدہ ہے

ہون مین کبھو [illegible] سوا [illegible] سخن
اچھی وہی شراب ہی جو سال خوردہ ہے

پیوند خاک ہوگی یہی دل ہی مرا غنچے
فیروزہ فلک مری نظر وں مین مردہ ہی

روتا نہین وقت ولادت کی کون طفل
رخت حیات پیرہن شوب خوردہ ہی

اتنک شب فراق نچھوٹی سحر کی توپ
ای چرخ تو بچی کو مگر درد گردہ ہی

ملک عدم کو چل نہین کچھ خوف کا مقام
رستہ نیا نہین ہی یہ راہ سپردہ ہی

ارزان یہہ نرخ جنس سخن ہی جہا نمین
زندہ ہون پہ کلام مرا پائمال مردہ ہی

دیتا ہی غنچہ کو خوہن سی تری مثال
ظاہر پرست راہ بمعنی نبردہ ہے

کیونکر ہوا سمین عکس فگن شکل عیش کی
دل گرد غمسی آئینۂ زنگ خوردہ ہی

ٹھہری کی چوراو ڑانہ زر گل کو ای نسیم
یہہ خسرو بہار کا گنج شمردہ ہے

تاریک ہجر یار مین ہی محفل چمن
ٹھنڈا چراغ لالہ ہی گل شمع مردہ ہے

نفرت مری سخن سی ہی یہ گوش یار کو
سنجیدہ حرف بہی سخن ناشمردہ ہے

تم گھر کو کیا گئی کہ چمن سی گئی بہار
پژمردہ پھول ہین دل بلبل فسردہ ہے

پوچھو نہ حال ضعف مین مجہ اشکبار کا
اشکون مین جسم زار خس آب بردہ ہے

ٹلتی ہین کوئی جنگ مخالف مین راست باز
ہر نخل باغ وقت خزان پا فشردہ ہی

ماہی و ماہ لالہ و طاؤس و دل مرا
جو ہی وہ سوز غم سی تری داغ خوردہ ہے

جان آفرین کو دونگا کسی روز نقد جان
مین ہون امین اسیر یہہ مال سپردہ ہے

چاہئی زندہ ہی مردی کی قناعت رکھے
گھر سی باہر نہ قدم تا بقیامت رکھی

صورت آئینہ جو صاف طبیعت رکھے
قصد آمیزش ہفتاد و دو ملت رکھی

مردی سہی کہ جو عشق کا جسے سودا [illegible]
دل [illegible] کہ جو [illegible] محبت رکھی

گوش وہ ہی جو رہی تیری سخن کا مشتاق　　چشم وہ ہی جو تری دید کی حسرت رکھی

وہی سمجھی تجھی جو کچھ نہ کسی کو سمجھے　　وہی جانی تجھی جو غیر سی نفرت رکھی

شوق سی گر مجھی کم زور گہٹا کر ای عشق　　مگر اتنا کہ یہہ دل صبر کی طاقت رکھی

کبھی ماتم مین خوشی ہمکو جو ہوتی ہی تو یون　　تعزیت خانی مین جیسی کوئی نوبت رکھی

ہمہ تن ہو کی زبان دیتی ہی آوازہ تیغ　　سر جھکائی جو تمنای شہادت رکھی

پیاسی ہم رہ گئی اک جام نہ ساقی نی دیا　　کیا کسی سی کوئی امید مروت رکھی

کیا غم ہجر کی پنجہ سی چہڑایا ہمکو　　ملک الموت خدا تمکو سلامت رکھی

ابر سی سیکہہ روش پرورش عالم کی　　اس سخاوت پہ نہ احسان نہ منت رکھی

ضعف سی پیکر موہوم ہی مردہ اپنا　　ہی تردد مین زمین کسکو امانت رکھی

روسیاہی مری محشر سی کوئی جاتی ہی　　آبرو تیری خدا ای یم رحمت رکھی

چاہتی ہی یہہ تری چال کی گرمی ہم رقص　　آکی سر پانون پہ خورشید قیامت رکھی

بات سنتی نہین ہو جو خفا ہوتے ہو　　اس طرح کی بہی نہ انسان طبیعت رکھی

فکر امروز ہی ایسی کہ نہین ہوش بجا　　کون اندیشۂ فردای قیامت رکھی

زیست مین کیسی ہوا خواہ ہماری تہی نسیم　　کبھی دو پہول نہ لاکر سر تربت رکھی

چار دیوار عناصر سی بہت تنگ ہی روح　　کہہ دو رضوان سی کشادہ در جنت رکھی

امتحان مین رہی ثابت قدم شاہ امیر
سر پر اللہ نہ کیون تاج شفاعت رکھی

عشق مین مستوجب رحمت ہوئی تقصیر سے　　فکر دوزخ کی گئی جنت مین ہم تقدیر سے

اڑ گیا نور نگاہ اوس چہرے کی تنویر سے　　جل گئی کانو نکی پردے می شعلۂ تقریر سے

وصل کی شب گذرتی قاتل سی یہ دن کم نہین
وصف ابرو کا لکھو مین بھی مین شعر مین
سوجھتی ہی بات ہمکو جوش وحشت مین نئے
زخم سینہ داغ پہلو درد دل ضعف جگر
غم سی دل ٹوٹا تو کہائی فوج نخوت نی شکست
سخت دل جو ہین وہ پہنچاتی ہین کب عالم کو فیض
سیکڑون سینی کئی ہین اوسکی ابرو نی فگار
جوہر جرات کبہی تقلید سی حاصل نہون
ای جنون ترغیب زندانسی نکلنی کی نہ دی
وصف چشم مست مین پایی شیشی کا دہن
غرق حیرت ہو گیا پایی ہمنی مضمون آج بدار
حال اگر پوچہی کوئی کیا خاک مردی دین جواب
زلف اوس چہری پہ چہوٹی ہی دل برداغ شاد

وہ جو چہری سی ذبح کرتا ہی تو یہ تکبیر سے
بڑھ گیا رتبہ زمین کا کعبہ کی تعمیر سے
مشورہ کرتی ہین اکثر ہر دم تصویر سے
کیا مصاحب ہاتھ آئی ہین مجھی تقدیر سے
کی لڑائی فتح اس ٹوٹی ہوئی شمشیر سے
کب ثمر ہوتا ہی پیدا دانہ زنجیر سی
یہہ کمان کچہ توڑ رکھتی ہی زیادہ تیر سی
کب سپاہی طفل ہوتا ہی گلی شمشیر سے
ہی محبت ہتکڑی سی طوق سی زنجیر سے
مثل قلقل می ٹپکتی ہی مری تقریر سی
واہ کیا موتی نکالی قلزم تصویر سے
خواب مین معذور ہوتی ہی زبان تقریر سے
ابر آیا باغ مین طاؤس کی تقدیر سی

جای نامہ بار نامہ لکھہ بہیجون ای سپہر
یار اگر آزردہ ہی ہر روز کی تحریر سے

زلف کا بوسہ ملی کیا اوس بت بی پیر سے
روئین گی دشمن بھی میری حال کی تعبیر سے
چہوٹ کر زندانسی جب صحرا کو مین جانی لگا
جو بنا یا قصر وہ برباد ہونی کی لیے

بہیک کب پائی کسینی خانہ زنجیر سی
اشک خون رنگین کئی چشم جوہر شمشیر سی
فی امان اللہ کی آئی صدا زنجیر سے
ہی بنا محکم خرابی کی مری تعمیر سے

ایک سا تو ذرہ نظر آیا مجھی ایک آفتاب
شکل یوسف جب طلائی یار کی تصویر سے

سطر سی معنی نکل سکتی نہین باہر کبہی
کسطرح چہوٹی تمہارا ناتوان زنجیر سے

زندگی ہی جب تلک ہم دیکھتی ہین تیشکل یار
ہی چراغ عمر روشن روغن تصویر سے

دل پہ لکھہ جاتی ہی اوس منہ سی نکلتی جو بات ہی
کم نہین ہی یار کی تقریر بہی تحریر سے

سد راہ بحر ہو سکتی ہین کب گرداب موج
کیا ترا وحشی ترکیگا طوق سی زنجیر سے

کہیچ نہین سکتا ہی نقشہ اوسکا حیرت کی سبب
مانی و بہزاد دونون بیٹھی ہین تصویر سے

کیون سنائی تونی فرقت کی خبر ای نامہ بر
جل گیا اپنا کلیجہ شعلۂ تقریر سے

کب تلک دیکھین اودہر آتا نہین وہ شاہ حسین
ہم فقیرون کی دعا خالی نہین تاثیر سے

ظلمت عصیان کو کہوئی کیون نہ یاد روی یار سے
رات دن ہو جاتی ہی خورشید کی تنویر سے

پشت آئینہ ہی اوس زانو سی روئی آئینہ
سن چکا ہو نہین زبان طوطی تصویر سے

دی اذان اوسنی جو مسجد مین گیا کار مسیح
خفتگان خاک چونکی نعرۂ تکبیر سے

دل ترا وابستہ گیسوئی جانان ہی اسیر
صاف ظاہر ہو گیا اوبلی ہوئی تقریر سے

خواب مین حاصل ہوا وصل اوس بت کی پہر
دولت بیدار رہا تہہ آئی ہی نہین تقدیر سے

تلک دل روشن ہی اوسکی حسن عالمگیر سے
ربع مسکون جسطرح خورشید کی تنویر سے

رخنہ ہائی دل کو سمجہا ہون جو گہر تعویذ سے گی
بہر دیا ہی مینی اسم یار کی تکسیر سے

ظالمون سی سخت نادانی ہی راحت کی امید
پیاس بجہتی ہی کوئی آب دم شمشیر سے

سر سی جا یگا نہ اوس گیسو کا سودا عمر بہر
مژدہ نکلیگا ہمارا خانۂ زنجیر سے

قید کی مشکل سبکدوشی سے حاصل ہوگئی
نکلی یون زندان سی ہم جیسی صدا زنجیر سے

خط نکلنے سی کھلا احوال حسن روی یار
حل ہوئی معنی کلام اللہ کی تفسیر سے

دل بہت ہی تنگ ابھی ای روح چل سوئی عدم
ایکدن چلنا ہی آخر فائدہ تاخیر سے

شوق میں اوس تیغ کی مانند موج بوئی گل
دوڑتی ہی رگ نکل کر گردن نخچیر سے

کس طلائی رنگ کا یہہ عکس دریا میں پڑا
کم نہیں ہر موج دریا سونیکی زنجیر سے

کان ہونگی ایسی ہمنی غیر سی بگڑا وہ شوخ
بن پڑی تدبیر میری خوبی تقدیر سے

تیری حیرانونکو کیا تکلیف دنیا سی غرض
کام لیتا ہی کوئی کب مردم تصویر سے

آنکھ کھلتی ہی جو بسمل کی ذرا ہنگام قتل
منہ چھپا لیتا ہی قاتل دامن شمشیر سے

وصف تیری حسن کا کرتی وہ ای پریا حسین
آشنا ہوتی زبان ہیچ اگر تقریر سے

ناتوان ہو کر ہوئی ہین لفت مژگان میں ہم
چاہیے ہون قبر کی تختی سی چوب تیر سے

جسطرح خمار کا مین معتقد ہوں ای اسیر
اعتقاد ایسا مریدونکو نہوگا پیر سے

گئی نہ یاد کبھی زلف یار جانی کے
بڑی بلا میں بسر ہمنی زندگانی کی

پیام مرگ جدائی ہی یار جانی کی
رہی امید قیامت پہ زندگانی کی

تمام راہ نہین سخت زندگانی کی
پڑی ہی اسمین تو منزل فقط جوانی کی

مثال ہم ہی سن طفلی و جوانی کی
یہ دن ہی مرگ کا وہ رات زندگانی کی

خبر ہو کہین صیاد کو یہ ڈرتا ہون
اوڑی ہی دھوم بہت میری خوش بیانی کی

ہوای چاہ زنخدان مین موج آتی ہی
ہماری قبر پہ چادر چڑھی ہی پانی کی

رہا ہوئی پہ بھی زندان سی ہل نہین سکتے
پڑی ہی پاؤن مین زنجیر ناتوانی کی

دکھائی شکل ہمین وصل یار جانانی نی
[illegible] آئی وہ رگ زندگانی کی

بجا ہی نزع مین آنکھون سی یہ بہی ہین جو اشک
گہڑی ہی رخصتِ محبوبِ زندگانی کی

کئی ہی وار تہکی دست و بازوی قاتل
ٹلی نہ سل مری سینی سی سخت جانی کی

لحد مین آ کی جو مجہ سی غریب کو پوچہا
کرم نکیر نی منکر نی مہربانی کی

دکہا کی جلوہ ہوی ہون جو آپ کچہہ نادم
تو پہر سہی ارنی اور لن ترانی کی

ہمین بجا ہی پہول سی رخسار کا کوی بوسہ
بہار تازہ رہی گلشنِ جوانی کی

کہینچی ہی یہان ورقِ دل پہ یار کی تصویر
کچہہ احتیاج ہی بہزاد کی نہ مانی کی

کیا ہی مردہ فلک نی نگہہ نی دل زندہ
وہی امنگ ہی پیری مین نوجوانی کی

کہو کلیم سی کیا طور پہ کرین آ کر
سنی سنائی گی آواز لن ترانی کی

ہزار رنج سی چہوٹی ہزار داغ مٹی
اجل نی آ کی بڑی ہم پہ مہربانی کی

سپید بال جو ہونی لگی تو سمجہا مین
قریب صبح بہت ہی شبِ جوانی کی

دہانِ یار کی مضمون ہین گی کیا ہمسی
زبان کلید ہی قفلِ درِ معانی کی

خیال می او نہین پوشش ہین بہی نہین جاتا
قبائین ہوتی ہین طیار جامہ دانی کی

اسیر خاک ہو مضمون نو کی پیدائش
دل و دماغ سی طاقت گئی جوانی کی

نکلی ہی چاندنی جو شبِ انتظار کی
چادر بہی بنی گی ہماری مزار کی

پلکین نہین ہین پیش نظر چشم یار کی
ہین چوٹیان یہہ ابلق لیل و نہار کی

پہولی نہین سماتی ہین مرغانِ بوستان
اوڑتی ہوئی خبر جو سنی ہی بہار کی

مضمون غم ہین قابلِ رقت ہزار ہا
دیوان ہمارا جلد نوین ہی بخار کی

پروردگار کیون مجہی ڈالا عذاب مین
جلاتی ہی زمین یہہ ہماری مزار کی

وہ زار ہون کہ میری لیی وقت قطع ارض
ہر نقش پا ہی مورہی خندق حصار کے

تیزاب سی زیادہ ہی عاشق کا خون گرم
گوڑی پگھل نجای تمہاری کٹار کے

چھپ کر کبھی گناہ نکرتے گناہگار
ہوتی خبر جو انکو یمین و یسار کی

بازو کی وصف مین جو ہوئی غرق اپنی فکر
اس مرغ غوطہ خوار نی مچھلی شکار کی

دکھلائین گی بہشت نمازونکی رکعتین
معراج قید ہی انہین دو تین چار کی

ہین کبر حسن سی ہی اونہین پست و بلند ایک
کیسا پیادہ وہ نہین سنتی سوار کی

پیدا ہوئی ہی داغ جنون مین نئی چمک
شاید قریب فصل پھر آئی بہار کی

دم بھر ہم اور قافلہ دا تو نکو دیکھتے
ہوتی جو درمیان مین نہ ٹٹی غبار کی

جاتی ہین سوی ملک عدم جلد آئی
باقی نہین ہی تاب ہمین انتظار کی

جوہر تمہاری ابروونکی جانتی ہین ہم
یکتا نہیں ہی ہین قسم ذو الفقار کی

دیکھا جو مینی تیرگی گور مین کفن
سمجھا کہ صبح ہی یہہ شب انتظار کی

آنسو ہی میری یار نی کی چشم التفات
رتی چمک گئی گہر آبدار کی

کشتہ کیا ہی لعل بسی زیب نی اسیر
چادر بھی سوسنی ہو ہماری مزار کی

تشبیہ بی خط سی مٹ گئی لبہای یار کے
ان چیونٹیون نی سب یہہ شکر زہر مار کی

مجرم کو کیا ستائی گی تنگی مزار کی
رحمت وسیع ہی مری پروردگار کی

اغیار و یار سب کو جلاتی ہی برق حسن
ہی آگ کو تمیز نہ گل کی نہ خار کی

صحرا مین گرد باد جو دیکھا یقین ہوا
تربت ہی یہہ کسی نہ کسی تاجدار کی

تونکو خیال زیب نباگوش آگیا
قصد پر لڑ گئی گہر آبدار کی

لکہتا ہون وصف زلف جو دات قلم نہین
مارسیاہ وہ ہی یہ باندہی ہی مار کی

رحم خدا نہ دیکہہ سکا کفر کی ہی پیاس
رکہی سبیل آب دم ذوالفقار کی

کیا اوسکی چشم فیض جو خونخوار خلق ہو
کوڑی فقیر کو نہین ملتی گذار کے

پہنچی گا بعد مرگ کوئی کیا خدا تلک
مسجد مین جا کسی نی بنا ہی مزار کی

رونی مین آہ سرد بنی گی نسیم صبح
کلیان کہلین گے دامن ابر بہار کی

ہون بادہ خوار کشتئ مے چاہیی مجہی
کشتی عطا نہ کیجئے گوٹہ کی ہار کی

مضمون لسان مردہ ہی وصف دہن ہی تنگ
ایذا زمین شعر مین بہی ہی فشار کی

کیسی حریص زینت ظاہر ہین نامور
فرمایشین ہین مہر مین نقش و نگار کی

کسواسطی یہہ جمع زر و سیم ای بخیل
اینٹین بنین گی کیا تری پختہ مزار کی

ساقی سرور نشۂ مے بہی نصیب ہو
برسون وٹہا چکا ہون اذیت خمار کی

بلبل کو گلفروش ہی صیاد بن گیا
پہولون کی ٹوکری ہوئی ٹٹی شکار کی

ساری زمین کشتون سی ہی تیغ زن نہ پہر
دو گز جگہہ تو چہوڑ دی اپنی مزار کی

ایذا کا خوف دشمن کمزور سی نہین
پتہر کو کب جلاتی ہی گرمی شرار کی

دیکہا تجہی تو پیر خوشی سی جوان ہوے
چلنی لگی نسیم خزان مین بہار کی

دنیا کی آفتون سی چہٹا جو گیا اسیر
سرحد ہے گور ملک عدم کی دیار کی

کرو نہ بات جو تم میری گہر ہو آئی ہوئی
کہ روز نون سی ہین کان تسنا لگای ہوئی

کبہی تو خاطر غسال و گورکن ای مرگ
غریب دیر سی ہین آسرا لگای ہوئی

طرف تبو کی نہ ہوری خدا پرستی مین
یہ حرم کو ترہ بتکدہ و باہمی ہوئی

ضرور پنجۂ وحشت کری گا پردہ فاش
کہ چاک جیب ہے پہ آستین چڑھائی ہوئے

جدا ہین جسم سی اعضای جسم زیر زمین
خدا کی شان جو اپنی تھی وہ پرائی ہوئے

فسردہ یون مری داغ جگر ہین ہجر کی
چراغ جیسے دم صبح جھلملائی ہوئے

یہہ خوفناک ہوئی ہی ہماری قتل کی بعد
نیام مین ہی وہ شمشیر دم چرائی ہوئے

گلی یہہ کسکی ہی یارب کہ بیٹھی ہین سر راہ
ہزارون تخت نشین بوریا بچھائی ہوئے

جواب خط کا بڑا اشتیاق ہی قاصد
گلی مین یار کی جانا قدم اوٹھائی ہوئے

کسی طرح نہ بچی گی تمہاری تیغ سی جان
ہماری قتل کا بیڑا ہی یہہ اوٹھائی ہوئے

بجا ہی خط جو تری پشت لب پہ ہویدا
شکر پہ کب سی یہہ طوطی ہی ہر کہائی ہوئے

لکھا ہی نامۂ قسمت مین لفظ عیش جہان
دہن کی حرف کسی کی ہین کچھہ مٹائی ہوئے

خدنگ بڑھ کی لئی کب نہ ہمنی سینی پہ
کمان یار ہی تیوری عبث چڑھائی ہوئے

پہوڑ گری کہ ہوئی دشت سی عجب ہاکو سون
دو چار ہم سی جو وحشت مین جا پرائی ہوئے

چمن مین دیکھی سوسن ہی کیا بلا آئی
وہ پہر سیر چلی ہین مسی لگائی ہوئے

عبث وفا کی توقع ہی اہل دنیا سی
یہہ بیوفا ہین ہمیشہ کی آزمائی ہوئے

سیاہ دل کوئی سمجھی نہ بادہ خوارونکو
سحاب وار ہین باغ جہان پہ چھائی ہوئے

کبھی نہ دولت دیدار ہاتھہ آئی اسیر
وہ خواب مین بھی جو آئی تو منہہ چھپائی ہوئے

یارب نگار مین بھی مجھی شغل فغان رہی
عضو بدن رہین نہ رہین پہ زبان رہے

ہر وقت دل مین جیا ہی یاد بتان رہے
آسیب کا گذر ہو جو خالی مکان رہے

[illegible]
[illegible] ریحان خلق رہی ہم جہان رہے

دل مین جو ہو خیال تو تیرا خیال ہو
لب پر اگر رہی تو تری داستان رہے

اعضا کا لاغری کی سبب سی نشان نہین
تشویش روح کو ہی کہ جا کر کہان رہی

ہو اؤ گرد کعبہ دکانین شراب کی
لازم ہی میکشو کہ خدا درمیان رہی

کی عمر دشمنون مین بسر ہمنی عمر بھر
کانٹو نمین پھول انکی ندر زبان رہے

ہوی سپید رنگ گئی رخصت ہوا شباب
باقی غبار جیسی پس کاروان رہی

کیون توڑتا ہی شیشہ ساعت کو ای فلک
ہم وحشیو نکی خاک اسی مین وان رہے

ہمسایہ ہو تو بیچ کی دیوار کیا ضرور
پردہ نہ میری آپ کی درمیان رہے

روکی جگہ پہ تیر کہو اور کیا کرین
اسپر کبھی جو تمہاری کمان رہی

دونون ہین گھر ہماری حرم ہو کہ دیر ہو
برسون یہان رہی تو مہینون وہان رہی

قاتل ہماری خون کی پیاسی ہی یہہ کمال
کیونکر نہ منہ سی تیغ کی باہر زبان رہی

مجھہ سخت جان کی سینی کو تاکا ہی بے طرح
اللہ ہی کہ نوک تری ای سنان رہے

سرسبز ایک بھی نہ رہ عشق مین ہوا
اس معرکہ مین کیسی بہت پہلوان رہے

کیونکر نہ دل کو ظلمت عصیان کری سیاہ
تاریک ہو مکان جو مکان مین دہوان رہے

غصہ کی وقت بھی نہ کسی کو کہی برا
لازم ہی اختیار بشر مین زبان رہی

بلبل سی ایسی ضد ہی کہ ہی باغبان کا قصد
باقی نہ ایک شاخ پہ آشیان رہی

شعلے جو میری آہ کی ویسی بلند ہون
ڈرکو نہ کیون زمین سی وہ آسمان رہے

پروا ہی کسکو مدرسہ و خانقاہ کی
آباد میفروش کی یارب دکان رہے

سگ سی ہمانی سگ نی ہماسی لئی اسیر
جگر کی بعد مرگ مری استخوان رہے

کہان راہِ خدا مین گرمرو ہٹکر پیمبر سی
مٹا ئید خدائی و نبوت و بیعت حیدر سی
نہ کم شمشیر سے شبیر نہ کم شبیر شبر سے
جنون کی جو شمین الفت ہی ایسی چشم دلبر سے
بجا ہی وحشت جان جوش اشکِ دیدہ تر سے
نظر آتی نہین آرام کی جا ساری دنیا مین
وہ کشتہ ہون مرا ماتم کرینگی میری دشمن بہی
ہوئی تکرار لیجانی مین کیا کیا جب لکہا نامہ
پرستش مین تامل پہر ہو ناحق شناسونکو
بہت کوشش سا ہی کیون خال و سنگ آبِ سیاہ دیکہو
ضعیفونکو توقع فیض کی کیا اہل دولت سی
جو بزمی ہو جمع اہل خاندانسی ہم جان ار کہی
مری لب سوز و لسی میری تر ہوتی نہین ساقی
رہا جاتا ہون مین مجرم حساب حشر آخر بہی
یہ بہر اوس سا سرو قد کی باغ مین میری نکلنی کو
غضب خاک کساد بتخانہ فی تاثیر و کہلائی
عدو دشتا مجہ سے کوئی دنیا مین نہین کرتا
مخالف رنج دی سکتی نہین ہر صاف طینت کو
نہ سمجہین قطرہ مقدار ابر ہو وہ کم گہر آب

بہر آئی لامکان جا کر گئی گرمی نہ بستر سے
جدا ہی کب خدا کا ہاتھ بازوی پیمبر سے
کرین کیون سر کو دو ٹکڑی کیون جبریل شہپر سے
لڑین آنکہین اگر نکلا کوئی آہو برابر سی
ڈبو دیتا ہی وہ پانی گذر جاتا ہی جو سر سے
نکالو ان اے جنون کیونکر قدم زنجیر کی گہر سے
لہو روئین گی برسون تیغ و خنجر چشم جوہر سے
صبا سی نامہ بر بگڑا لڑا ہد ہد کبوتر سے
تراشتا بت تمہاری شکل کا کوئی جو آذر سے
کوئی بی سعی پاتا ہی تو کوئی رزق چاکر سے
کبہی تشنہ کو تر ہوتی ندیکہا آب گوہر سے
خطر تیہر سی رکہتا ہی نکل کر شیشہ تیہر سے
توی کی بوند نکر بادہ اوڑ جاتا ہی ساغر سے
الہی کیا مری فردِ عمل خارج ہی دفتر سے
زمین پر سایہ اوترا اژدہا بنکر صنوبر سے
مریضونکو ہوئی صحت بہرے اللہ کی گہر سے
معاند کیا سمجہکر بغض رکہتی تہی پیمبر سے
کہٹک کب چشم آئینہ مین ہی مژگان جوہر سے
توسل کہتی ہین آئی قتاب ذرہ پر در سے

نہ بدلی امر تقدیری ہزاروں نار یاور ہون | قضائی صاحب لشکر کوی رکتی ہی لشکر سی

اسیر اظہار یہہ ذات علی سی ہو گیا ہم پر
جدا ہی کب خدا کا ہاتھہ بازوی پیمبر سے

کہی کس شی کی ہی فضل خدائی بندہ پرور سے | تلاش دانہ کی خرمن ملا مجکو مقدر سے
بد ازندی انہین فرصت نہین ملتی ہی چکر سی | خوشا مردی کہ نکلی گا قیامت کو قدم گھر سے
چمن کی سیر کو وہ سرو گل اندام اگر آتی | جدا ہو گل سی بلبل فاختہ بگڑی صنوبر سے
وہ میکش ہین ہی وحدت سی ہر دم مست رہتی ہین | نہ خم سی کام ہی ہمکو نہ شیشے سی نہ ساغر سے
خدا کو پردہ پوشی سبکی ہی منظور بندونکی | پکاری جائینگی سب روز محشر نام مادر سے
گیا مین سامنی جسدم سنائینگا بیان کیا کیا | بہری بیٹھی تہی مثل ابر باران کیطرح بر سے
پر افشانیکی نوبت بار ہا پرواز مین آئے | کوئی پوچھی تو دوری بام جانانکی کبوتر سے
دل پر داغ سی وس گل کو جو آگاہ کرنا تہا | بجائی خامہ لکہا خط اوسی طاؤسکی پر سے
جو آفت مین رہا کرتی ہین اونکو خوف آفت کیا | نہین ڈر کودکان اشک کو مژگانکی لشکر سے
زمین پر جو نگاہ شیر ونکی ہمنی صحرا مین | جوانمردان وحشت کو نہین کچھہ کام بستر سے
وہ مجرم ہون جو میری خاک ہو جھڑ گئے گا وہ خواہان | فرشتی دوش پہ لائین گھڑی بہر بہر کی کوثر سے
جواب خط کی بدلی تیر مارا کیا ستمگر نے | شکستہ سی لبو ہیم پہ وبال کبوتر سے
جو قصہ لیلی و مجنون کا کہتا ہون وہ کہتی ہین | پرانی داستان کہتی ہو کیا ہر دم نئی سر سے
زیادہ کوہکن سی عشق مین رتبہ ملا ہمکو | سر شوریدہ توڑا اوسکی دروازہ کا پتھر سے
تری چھوٹی ہوئی مہندی جو پائی ملگئی دولت | بنایا خوب سونا ہمنی اس کو گرد احمر سے
اگر آمد کسی مضمون نو کی [illegible] سنائی گا | [illegible] طوطی و مینا کا منہ ساقی ہین شکر سی

اسیر ان گل رخونکی وصف سی مضمون نئے ہو تازہ
ملی زینت عروس طبع کو ہیرونکی زیور سی

بجای مجوابِ ابد ہی وصف یا وہ کرتا ہے
خدا دی اوسکو عمر خضر پانی کچھ تو مرتا ہی

جو مشکل ہی وہ حل ہی کون آب تیغ سے ڈرتا ہے
عریضہ آٹھوین دن چشم موتی سی گذرتا ہے

عزیزا ایسا ہون مین وحشی کہ گرد راہ کی صورت
لئی جاتا ہی مجکو ساتھ جو رہرو گذرتا ہی

نہین آگاہ تم جوش سرشک چشم عاشق سے
اسی وہ جانتا ہی جو چڑہی ندی اترتا ہی

نہائی بالش پہ کس طرح صیاد حیران سے ہے
وہ اوڑ جاتا ہی گلشن کو جو میرا پر کترتا ہے

شہادت دیگا میری خونکی کیا کوئی محشر مین
کہ ہر زخم بدن دم خنجر قاتل کا بھرتا ہی

بلندی تجکو اک دن پستی قسمت دکھائی گی
لگاتا ہی جو غوطہ آب مین آخر ابھرتا ہی

الہی کیا ہی روز ہجر جو ہی ایک صورت پر
کبھی پتھر بھی گھٹتا ہی کبھی پارہ بھی مرتا ہے

فقیرونکو فقیری شاہ کو شاہی مبارک ہو
کہ عین مصلحت ہی کام جو اللہ کرتا ہے

رقیبا وس دم تک پہنچا ہی یارب دیکھئی کیا ہو
خدا سی جو نہین ڈرتا زمانہ اوس سے ڈرتا ہی

وصال یار کو مدت کبھی کہتی نہین دیکھی
زمانہ سو برس کا ہو تو اک دم مین گذرتا ہے

وہ حالی قدر ہون پستی کی صورت سی نہین واقف
مصور لاکھ چاہی کب مرا نقشہ اوترتا ہے

کسو سائل نہ گھبرائین جو منعم بخل کرتی ہین
کوئی کیا دیگا دینی سی خدا کی پیٹ بھرتا ہے

تن صد چاک مین اپنی قیام روح مشکل ہی
شکستہ دام ہو جاہی تو کب طائر ٹھہرتا ہے

سیاہی کی سوا ہی اور کیا ایام ہجران مین
جو دن آتا ہی راتونسی سوا اندھیر کرتا ہے

فراق یار مین مجکو تو مرنا زندگانی سے ہے
بشر وہ کون ہی یارب کہ جو جینے پہ مرتا ہی

اسیر غافل وہ شاہ جسکا زبان لغت بیتے ہے
جو دل صد چاک ہوتا ہی دہان جیب گذرتا ہے

عجب تاثیر الفت سی جنون ہوتا ہی وسکو بہی
وہ لیلی وش اگر کاغذ کا بہی مجنون کترتا ہے

اسیر امید وصلت چاہیی ہر چند فرقت ہو
خدا قرآن مین لاتقنطوا ارشاد کرتا ہے

ہوس سی دلپہ داغ عشق کہایا چاہیے پہلے
چراغ اللہ کی گہر مین جلایا چاہیے پہلے

اگر منظور ہی دل قیام اوس آستانی پر
گرادی دیوار کی صورت اٹہایا چاہیے پہلے

جگہہ ممکن نہین ہی صرف رزودل مین حسینونکی
جو گہر لنیا ہی رہنی کو گرایا چاہیے پہلے

نہین آسان اوٹہانا بار عشق اوس قوس ابرو کا
کہا وہ کہینچ کر زور آزمایا چاہیے پہلے

دل پر داغ دیکہی گا تو کیونکر تاب لائیگا
ہمین لالی کا اوس گل کو دکہایا چاہیے پہلے

زمانہ مرچکا اب قتل اگر منظور ہی تمکو
تو تم کہتی کی مردونکو جلایا چاہیے پہلے

اگر منظور قاصد طائر جانکو بنانا ہے
ہوا پر اس کبوتر کو لگایا چاہیے پہلے

خیال انجام کا آغاز مین انسانکو لازم ہے
مکان ہی مقبرہ اپنا بنایا چاہیے پہلے

صنم اس بتکدی کی حسن صورت مین ہم اپنی
کسی بہی کسی نہین خفا ایا چاہیے پہلے

جو اوس لیلی کا منظور نظر ہو خواب مین آنا
تو چل کر دو ہیر مجنون کا جگایا چاہیے پہلے

دم فکر سخن ہجو مین دل صفت ابرو ہو
بنانا ہو جو گہر مسجد بنایا چاہیے پہلے

مسافر ملک ہستی کا ہون لیکن زاد رہ اپنا
عدم کو مجہہ سی پہنچی میرا سایا چاہیے پہلے

جبین تا رنگ اوس وش پر سنگ در یار کا جب تک
نئی انداز کی جو تم بجہایا چاہیے پہلے

جسے دیتا ہی خدا ہی مثل یوسف چرخ گہتا ہے
مناسب ہی گنہونسی اسکو جہکایا چاہیے پہلے

حروف مفردہ تعلیم کیجی کودک دل کو
رہ توحید حق اسکو بتایا چاہیے پہلے

اسیر آسان نہین ہی لالہ وگل کی پرستاری

صبا سی ہر سحر گلشن مین جا یا چاہئی پہلے

الودگی سی کیا تری گریبان کو باک ہے
جب غسل ہو چکا بدن مردہ پاک ہی

ہر ایک چیز کی طرف اصل ہی رجوع
پیدا ہوا جو خاک سی آخر وہ خاک ہی

چکر مین کس لیی اسی رکہتا ہی آسمان
نکلی ہی نجم بخت ہمارا نہ چاک ہی

مرنی کی بعد بہی ہی وہی شوق سرکشی
صحن چمن مین قبر مری زیر تاک ہی

کیونکر نہ ساری اہل سخن ڈال دین سپر
شہرہ مری کلام کا رستم کی دھاک ہی

خاصان حق کو تہمت دشمن سی کیا خطر
دامن خطا سی حضرت یوسف کا پاک ہی

ساری جہان سی مری احباب ہین جدا
ہجر رد وار دہی تپ غم سی تپاک ہے

کیونکر نہون مین شاہد مفلس سی بدگمان
دامن کہین پہٹا ہی کہین جیب چاک ہی

کس کا تلک از زمانہ کا مقتل مین ہی گذر
ہر سو بلند نعرۂ روحی فداک ہے

ممکن نہین کہ خط نہ پہنچ جای یار تک
قاصد اگر نہین ہی تو موجود ڈاک ہے

کیونکر نہ می جلا کی جگر و لکو دی ضیا
داخل اسمین نور و نار کو بالاشتراک ہی

کیا فائدہ بہشت جو فراہم کئی ہین گنج
اکدن بخیل صورت قارون ہلاک ہی

ویرانہ پہ ہی سایہ تو روزن ہی چشم غول
کتنا فراق یار مین گہر ہولناک ہے

سبزتر نگاہ ہی یا گفین انگور کے تلے
نکلی ہی دخت رز کہ بڑی ہمکو تاک ہی

دیوانہ ہی جاترہی رخ نازک کا سب چمن
حبس گل کا دیکہتا ہون گریبان چاک ہے

عشق کسکہ بیمار رہا ہی اسی کوئی کاسہ گر
حلقہ مین چرخ کا جو شب و روز چاک ہی

رنگی ہی اہکا گیا انار رہی پستان یار کا
دل خون ہو رہا ہی بدن چاک چاک ہی

کیونکر کہین کہ ہم نہین کرتی کبہی خفا
معشوق کی جو قبر ہم عاشقی سی بیباک ہے

زاہدی کیا ہی حضرت آدم کی نسل مین
ارث پدر مین رند کا بھی اشتراک ہی

کلدام لیکی آئی نہ کیون باغمین اسیر
صیاد کو اسیری بلبل کی تاک ہی

ہماری دل کی عیان تجھپر آرزو ہو جائی
خدا کری کہین عاشق کسی کا تو ہو جائی

چمن سی مر کی نہ نکلی کسی طرح بلبل
بدن سی جان جو نکلی تو گلمین بو ہو جائی

روش ہی مجھ مین بھی سیلاب کی گر ہو جاؤن
چلون جو دشت مین ہر جادہ آبجو ہو جائی

ادب سی طور پہ جاتا نہین یہ ڈر ہی مجھی
کہین نہ حضرت موسی سی گفتگو ہو جائی

رہی نہ پھول نہ پتیا وہ آہ کر بلبل
تمام صحن گلستان مقام ہو ہو جائی

ذرا جو مجھ سی بدل جای یار کی چتون
چہری جگر پہ چلی خون آرزو ہو جائی

کرون جو ترک تعلق نماز شکر پڑہون
طمع سی ہاتھ جو دہو دون تو ہی وضو ہو جائی

ہوای زلف بہری ہی جو ماتمین ایسی
سنگہا مین غش مین جو مٹی تو مشکبو ہو جائی

گھٹی جو ایک تو پیدا ہو دوسرا مجھی غم
جگر ہو چاک گریبان اگر رفو ہو جائی

یہی ہی گو یہی میدان کہ ہم ہین ور رقیب
کرو اشارہ جو ہوتا ہو روبرو ہو جائی

نہو گی ہمسے کبھی دس کمر کی الفت ترک
بلا سی جسم اگر زار مثل مو ہو جائی

ڈرین گی کیا ستم محتسب سے ہم میکش
لگی ہون جام جو ٹکری کوی سبو ہو جائی

وہ مست ہین ہمین تب ہو سرور بعد فنا
ہماری خاک جو صرف خم و سبو ہو جائی

جو کاروان مین ہو یوسف وہ شوخ پردہ نشین
غبار رہ سی جو بس سرمہ در گلو ہو جائی

اسیر بطن صدف مین یہہ کہہ رہا ہی گہر
کہ ہو جو گوشہ نشین اوسکی آبرو ہو جائی

قاتل کو شام سی ہی خوشی صبح عید کے
مہندی لگائی جاتی ہی خون شہید کے

بند نقاب یار کو ناخن سی کھولئے
حاجت ہی ایسی قفل کو ایسی کلید کے

ہون اشکبار کیا مری حال تباہ پر
ہٹی گری ہی بزم بتان ہین یزید کے

چاہی جو درد دل کی کمی ہجر یار ہین
آواز دی سروش نی ہل من مزید کے

ساقی شراب سی مجھی تی ہی بوی خون
شیشہ شراب کا ہی کہ گردن شہید کے

یا رب عیان ہو جلد شب ہجر کی سحر
تخفیف چاہتا ہون عذاب شدید کے

حاجی طواف کعبہ کری خواہ طوف دل
منزل ہی ایک راہ قریب و بعید کے

قتل عروض بیت معقد ہی وہ کمر
نافہم کو تلاش ہی اس ناپدید کے

رسوا ہو تم ہم اپنا گلا کاٹ کر مرین
نیت ہین بھی یہہ مفسدہ ہو کس یزید کے

پروانہ جل کی شمع پہ برباد ہو گیا
ہٹی خراب ہر ہین ہی زن مرید کے

آنکھون پہ پردی پڑ گئی حیرت سی زیر تیغ
حسرت ہی رہ گئی رخ قاتل کی دید کے

کیا دلکو یاد چشم سیہ ہین بلا کا خوف
انگشتری ہی پاس نگین حدید کے

بوسہ لیا جو رخ کا تو چین جبین نہو
تعظیم تھی ضرور کلام مجید کے

بوسون گلی ہین یار کی قاصد پڑا رہا
نکلا جو خط تو خط کی عنایت رسید کے

ای ترک بیگناہ ہمارا گلا نہ کاٹ
تفسیر دیکھہ آیہ حبل الورید کے

جو چاہی لی وہ آکی تبرک فقیر کا
خالی نہین ہی توشہ سی جھولی فرید کے

ہیجانی ہین جو قلقل مینا کی ہی صدا
گویا یہہ عیدگاہ ہین شلک ہی عید کے

چھالی ہون جسکی پاؤن نہین سمجھی وہ قدر خار
بی قفل احتیاج ہی کسکو کلید کے

کافی ہی تن پہ گرد نہین حاجت لباس
سو [illegible] شاخ ہی قطع برید کے

ای برہمن بتون سی کرون کیا مین اختلاط / انکو کہان مجال ہی گفت و شنید کے
کیا خوف اپنی دل کو گناہ بزرگ سی / رحمت بزرگ تر ہی خدای مجید کے

یہہ محو جانشینی حیدر رہی ہی اسیر
پہنچی عدد یہ ختم ہین تو احمدی عدید کے

دولت دنیا کی کیا پروا مجھے / حق نی بخشا گنج استغنا مجھے
داغ الفت ہی ید بیضا مجھے / ہاتھہ آیا منصب موسی مجھے
تم کرو مجھپر جفائین مین وفا / وہ تمھین زیبا ہی یہہ زیبا مجھے
کب رہا ہی تو مین بیٹھا ہون خموش / تجکو ای ناصح ہی یا سودا مجھے
ہون مین دریائی حبابین شکل موج / پہر بتیابی کیا پیدا مجھے
کرتی ہین پامال کیا کیا راہ رو / جانتی ہین جادۂ صحرا مجھے
ہی یقین ہو جائین جتنی ہین گناہ / دل ملا ہی صورت دریا مجھے
دو نو گیسو جب ہوا سی ہل گئی / لام مد غم کا ہوا دہوکا مجھے
تخت و تاج و مال و دولت کیا کرون / یا الہی صبر دی تھوڑا سا مجھے
کب شب غم مین ہی امید سحر / کیا ہوا ای ناصح غم فردا مجھے
اقربا ہین ساتھہ تربت مین نہ دوست / چل دئی سب چھوڑ کر تنہا مجھے
ماہ عصیان مین جو رکھتا ہون قدم / آنکھین دکھلاتی ہین نقش پا مجھے
قامت بالا کا عاشق جان کر / روز دکھلاتی ہین وہ بالا مجھے
شب جو اوٹھی اوسنی چہرہ سی نقاب / صبح صادق کا ہوا دہوکا مجھے
شوق اوڑا لیجای گا سوی چمن / بی پر و بالی کی کیا پروا مجھے

ماہ رخساروں کا عاشق جان کر
داغ دیتا ہی فلک کیا کیا مجھے

گر پڑا چاہ زنخدان مین اسیر
شوق نی ایسا کیا اندھا مجھے

زمین شعر کا رتبہ بلند ہی ہم سے
شرف ہی خاک کو جیسے وجود آدم سے

فنا کی بعد بھی فرصت نہین ہمین غم سے
ہوئی ہی زینت تابوت نخل ماتم سے

کبھی نہ شہر خموشان تھا اسقدر آباد
یہ شہر شہر ہوا تیری تیغ کی دم سے

ڈری جو ثانی افراسیاب ہو خسرو
سوا ہی تیشہ فرہاد گرز رستم سے

تمہارا نام لیا ہو گیا جہان تسخیر
فقیر بھی ہی سلیمان اس اسم اعظم سے

جو وقت صبح وہ منہ دھو کی باغ مین آ ہی
بندھا ہی رنگ گری پھول چشم شبنم سے

دیا نہ پیر مغان نی بھی ایک قطرہ می
امید نخل نہین ہمکو ایسی حاتم سے

تری مطیع ہین سیر رضا کی طالب ہین
بہشت سی نہ ہمین کام ہی جہنم سے

کہان ہی صفحۂ عالم مین بی نشان مجھسا
کندہ ہی جو نام تو مٹ جای نقش خاتم سے

نہ کوئی بات ہو جس مین کہ آدمیت کی
مری حساب نہین ہی وہ نسل آدم سے

سوای دیر و حرم ہی مری عبادت گاہ
جدا طریق ہی میرا تمام عالم سے

کرون مین سیر جہان سر جھکا کی زانو پر
کہ کم نہین ہی یہہ کاسہ بھی ساغر جم سے

تمام بشر ہی کہ تھی دشمن بشر جو جو
ہوئی ہی خلقت ابلیس قبل آدم سے

ہوئی ہین عشق خط سبز یار مین رنجور
بھرینگی زخم ہماری تو سبز مرہم سے

یہہ دل کی اپنی ہی خواہش کہ چھپکی بیٹھ رہین
جدا اگر کوئی گوشہ ملی دو عالم سے

گلی مین اپنی جو سیج تمنی بہنی ہی
چھپا ہی ہی عیب بشبنم کیطرح شبنم سے

گئی جو لوگ گلستان سی بزم جانان مین
وہ باغ خلد مین داخل ہوی جہنم سے

اگر سپہر دنی ہو نہ فیض کا مانع
تو اشرفی کی اوگین پیڑ خاک حاتم سے

فراق یار مین شادی کی انجمن کیسی
بہشت ہو تو مجھی کم نہین جہنم سے

اسیر مرد سے ہی نام مرد کا بہتر
کہین زیادہ ہی رستم کی ہاک رستم سی

غم کا غم بسکہ ہم نہین رکھتے
کہتی ہین سب یہہ غم نہین رکھتے

رہتی واسلے تمہاری کوچی کے
قصد دیر و حرم نہین رکھتے

کس توقع پہ زیر خاک گزین
وہ زمین پر قدم نہین رکھتے

تیری سی شکل تیری سی صورت
بت خدا کی قسم نہین رکھتے

اہل ہستی ہین کسقدر غافل
کچھ خیال عدم نہین رکھتے

درد دل اندوہ و یاس سب کچھ ہی
ہم بر اللہ ہم نہین رکھتے

زندہ باتون مین کرتی ہین یہ حسین
نطق عیسی سے کم نہین رکھتے

واہ کیا لعل بی بہا ہین وہ لب
جوہری یہہ رقم نہین رکھتے

کسکی ہندی ہمین برہمن یا
سر خدا ای صنم نہین رکھتے

ہی وہ خورشید رو تو بی پردہ
تاب نظارہ ہم نہین رکھتے

کیا کہلی قفل دل بخیلون کا
کہ کلید کرم نہین رکھتے

کیا چلین ہم کہ تا نہ خالق ہین
زاد راہ عدم نہین رکھتے

نند سی خالی ہی دست اہل کرم
صاحب زر کرم نہین رکھتے

کہتی ہی یہ اسودی حالیہی مصحف
تم جو کہتی ہو ہم نہین رکھتے

دل ہی جنکا کہ داغ غم سی خالی // کینہ سی ہی پر وہ دم نہین رکہتے

کیا لکہی سختی فراق سکا حال // آہ نہین ہم قلم نہین رکہتے

اوسکی کوچی کی ہین جو خاک نشین // شوق باغ ارم نہین رکہتے

حال ساری جہان کا کیا معلوم // پاس ہم جام جم نہین رکہتے

غم بیان کا دہان ہی عیش اسیر // غم کرین وہ جو غم نہین رکہتے

در گلشن سی لیکا مردہ بلبل باغبان کوئی // کہ پہر اگر نہ اس گلشن مین باندہی آشیان کوئی

ہو تر ای سایۂ دیوار یار آہستہ آہستہ // تری صدمی سی پس جائی نہ دب کر ناتوان کوئی

سرہانی میری مردی کی ٹہر جا ای ہما تو بہی // کہان تک کہائینگے سگ بس رہیگا استخوان کوئی

ترکا صید افگنی سی ناوک انداز قضا کبدن // فراغت پیر سی پائی تو تاکا نوجوان کوئی

عبث گلگشت کا ہی فصل گل مین باغبان مانع // نہ آئیگا چمن مین آپ ہنگام خزان کوئی

ہزارون پانون ہین سبکے فقط دو پانون انسانکے // خداوندا اجل سی بہاگ کر جائی کہان کوئی

گرا یا چاہ غم مین مثل یوسف مجکو اخوان نی // الٰہی جلد آنکلی ادہر بہی کاروان کوئی

جگر اغیار کا ای ترک دیکہا ہم نہ کہتی تہی // ٹہرا مرد میدان انہین وقت امتحان کوئی

گراست عشق کی سمجہو فقط قصہ زلیخا کا // جہان مین پیر ہو کر پہر نہین ہوتا جوان کوئی

ملاتا ہی اگر تو خاک مین مجکو ملا لیکن // دکہا دی پہلی مجہسا دوسرا ای آسمان کوئی

طلسم ای آسمان شاید ہی نعمت خوان دنیا کی // نہین ہوتا ہی ہرگز سیر اس سی میہمان کوئی

بنا قبر اپنی جیتی جی جو طول زندگی چاہی // نہین تعویذ بہتر اس سی بہر حفظ جان کوئی

خودی کا آجتک گر تہی ہمین سکی نشانی // نہین ہی اب ہماری اور تیری درمیان کوئی

شنہ بال گرگ کی بچہ رزق کو زاغ و زغن کی ہون
اٹھی مرگی عضو تن نجانی رائیگان کوئی

بلا سہتی ہی ہین ساکن کب اقلیم خموشان کی
ہزارون آندھیان آئین نہ ہی اوکھڑا دان کوئی

نہ کر مکر قیام اسیرین کہ آفت گاہ ہی دنیا
رہ سیلاب مین غافل بنا تا ہی مکان کوئی

اسیر اسواسطے دیوان میں اپنا چھوڑی جاتا ہون
کہ شاید ہو کبھی پیدا جہان مین قدردان کوئی

سوزان تو ہین وہ شمع صفت سوز نہان سے
آواز وہ ہوان نہ نکلتی ہی زبان سے

اللہ ری غفلت خبر اتنی نہین ہمکو
جائین گی کہان اور ہم آئی ہین کہان سے

ہی صبح شب وصل کہین چپ ہو موذن
جلتا ہے جگر شعلہ آواز اذان سے

رکھتا نہین مین فہم سخن طفل کی صورت
سنتا ہون جو کانون سے وہ کہتا ہون زبان سے

بت پوجکی مین کعبہ مقصود کو پہونچا
منزل کا نشان مجکو ملا سنگ نشان سے

پیری مین ہوا مری دل کا وہی نقشہ
ہو جاتا ہی پتون کا جو احوال خزان سے

ہی دل کو یقین ہجو نکرتا کبھی واعظ
ہوتی جو ملاقات اوسی پیر مغان سے

ہرگز کسی مرہم سے یہ اچھا نہین ہوتا
منکر ہی کوئی زخم کہان زخم زبان سے

عاشق کا ہی دل جلوہ معشوق سی آگاہ
پوچھے اثر نور قمر کوئی کتان سے

نامہ جو مین وس ترک کماندار کو لکھون
زاغ آئی پئی نامہ بری اوڑ کی کمان سے

ہے دختر رز حور قدح چشمہ کوثر
کچھ کم نہین میخانہ مجھی باغ جنان سے

جو قطرہ ہی یادو رندان مین ہی گوہر
کم اشک وان اپنی نہین گنج روان سے

دل اپنا جوان طبع جوان بخت جوان ہے
کیا ربط ہو پیر فلک و زال جہان سے

آزاد ہین اس باغ مین ہم سرو کی صورت
مطلب نہ بہاران سے ہے ہمکو نہ خزان سے

ہمکو سب بلائین جو زمانی کی ہین ساکن
شیخ و حرم و برہمن دیر سے کیا کام
لائی نہ کبھی دام مین دنیا مری دل کو
بی آب ہی صحرای محبت کا ہی کیا خوف
کچھ بار محبت کو دل زار نہ سمجھا
پروا نہین کچھ غم سی جو سوراخ ہین دلمین
اللہ جزا دی سب تجھے ای قاتل عالم
ٹکڑی مین ہو سب جیسے کوئی بدرنگ کبوتر

آزاد کسی وقت نہین قید مکان سے
میکش ہین ارادت ہی ہمین پیر مغان سے
روباہ کا حیلہ نچلا شیر ژیان سے
ہی نہر رواں ساتھ مری اشک رواں سے
اس کاہ کا پہلو نہ دبا کوہ گران سے
عالم تو ہی خوش ... نی کیطرح میری فغان سے
کیا مجھکو سبکدوش کیا بار گران سے
زاہد سے ہے جدا مجمع رندان جہان سے

فرمان سلاطین ہی اسیر اپنا سخن بھی
مشہور ہوا خلق مین نکلا جو زبان سے

کیا چہاون تری قد کی کبہی دوپہر پڑی ہے
پہلو مین وہ عیسی کا ہی اجل سر پہ کہڑی ہی
کسطرح کٹی دیکہتی منزل یہ کڑی ہی
ای صبح شب وصل وہ گہر جاتی ہین اچہی
کم ہالہ سے کشتی مین دل عاشق کو نہ سمجھو
دیکہو چہ پیری مین نہین سستی اعضا
عریان بدنی فاقہ کشی خانہ بدوشی
باقی نہین کس روز سزا عاشق مژگان
کسسے ہوا ایسی [illegible] کا ہی قصور

شہرت جو قیامت کی زمانی مین پڑی ہے
کیا جان دم نزع کشاکش مین پڑی ہے
ہم سست قدم دن کوئی دو چار کہڑی ہے
آفت کا زمانہ ہی قیامت کی گہڑی ہے
چہوٹا سا ہی قد رعد کا آواز بڑی ہے
رہرو کو تہکا دیتی ہی منزل جو کڑی ہے
دنیا کی خرابی مری حصہ مین پڑی ہے
جب دیکہئے سولی در قاتل پہ کہڑی ہے
بلبل مری زنجیر کی اک ایک کڑی ہے

ڈرتا ہون دم ذبح کہین باڑہ نہ تر جائے — جلاد کو میری مجھی خنجر کی پڑی ہے

ہشیار ہو مغرور جہان ہی تہ و بالا — بیٹھی گی یہ لاکھون کی عمارت جو کھڑی ہے

واعظ خبر حشر غلط کچہ نہین کہتا — آواز تو کچہ اپنی ہی کانون مین پڑی ہے

ای آہ اسی چرخ کی جاتی ہی وہان کیا — کیا عرش کی وسعت مری الفت ہی بڑی ہے

اوس بت کی نظارگی لی جاتی ہین قاضیجی — مسجد کی بنا پاس شوالی کی پڑی ہے

ساقی کی عطا مین کوئی کیا شاخ نکالے — کاڑھی ہی یہ چونی بھنگ کہ سینگ اوسمین کھڑی ہے

پہنا جو کفن ہنسے صدا غیب سی آئی — خلعت ہی مبارک کہ یہ شادی کی گھڑی ہے

حورین کہو جنت سی یہ جلین قاف سی پریان — وسعت مری آغوش تمنا مین بڑی ہے

ہم کیا کہ ہی زہرہ ملک الموت کا پانی — قاتل تری تلوار کی کیا آنچ کڑی ہے

کچہ حال شب وصل و شب ہجر نہ پوچھو — جتنی کہ یہ چھوٹی ہی وہ اتنی ہی بڑی ہے

بسمل کی تڑپ سی ہی جہان برہم و درہم — ہر چند کہ اوچھی ہی وہ تیغ پڑی ہے

امید تھی جنسے ہین وہی جان کی خواہان — لینی کی جہان فکر تھی دینی کی پڑی ہے

خلوت مین وہ آتی ہوئی ڈرتی ہین مرے پاس — کھٹکا ہی صدا دی نہ کمر مین جو گھڑی ہے

جسوقت گجر صبح شب وصل بجا ہے — چوٹ اوسکی یہان اپنی کلیجی پہ پڑی ہے

پیری مین بھی ہو کہین جوانی کی رہا دل — تھی صبح مین سمجھا کہ ابھی رات بڑی ہے

آنکھون مین یہ کس پردہ نشین کا ہی تصور — چلمن جو در چشم پہ مژگان کی پڑی ہے

رکتی ہی نہین اشک مری دیدۂ تر سے — ساون کی الٹی کہ یہ بھادون کی جھڑی ہے

زہاد کا شکل سے چکا حشر مین قصہ — سچ ہی جو بڑی لوگ ہین بات اونکی بڑی ہے

پیری کی مگر فوج اسیر آئی ہی نزدیک

دل مردہ ہی بہاگر صف وندان میں پڑی ہے

تہ زمین کہ سر قصر آسمان نہ اوٹھے
ہمیں پر آب کی شمشیر امتحان نہ اوٹھے

چلی جو وہ ڈھونڈنی ہم اپنی ساتھ بٹھا تیا ہے
میں وہ ہدف ہون کہ آگی مرے خجالت سے

چلی ہزار ہوا لاکہہ آندھیان آئین
نہ مزار گذرتی ہی ہم پہ کیا دیکھین

کیا وفور نقاہت نی بسکہ مثل ہلال
یہ اہل حشر ہوتی تیری محو نظارہ

لگا کی مجکو گنہگاری وہ ترک کہتا ہے
گیمی بہار جو گلشن سی مرگئی بلبل

ہزار شکر کہ اگر ہوئے وہ ہمخانہ
خجل ہوی تری آگی یہ اے بت خوش چشم

حرم تو ہی ہو جو نہین حسن ل کی دیر مین قید
قدم کسی کا ٹھہرتا نہ سرفروشون مین

ہماری آہ کی آندھی کہان کہان نہ اوٹھے
یہ موج صورت طوفان کہا کہان نہ اوٹھے

جرس خموش ہوا گرد کاروان نہ اوٹھے
بہر خدنگ جہکا گردن کمان نہ اوٹھے

تیری گلی سی مری خاک ناتوان نہ اوٹھے
کبھی مصیبت تنہائی مکان نہ اوٹھے

تن ضعیف پرانگلی کہان کہان نہ اوٹھے
نظر کسی کی سوئی گلشن جہان نہ اوٹھے

جلال کی تھی یہ کوڑے کہ رائیگان نہ اوٹھے
اذیت خبر آمد خزان نہ اوٹھے

اوٹھی کا لطف جو دیوار درمیان نہ اوٹھے
کہ چشم نرگس شہلای بوستان نہ اوٹھے

وہان تو قیمت اٹھی گی اگر یہان نہ اوٹھے
بھلا ہوا کہ تری تیغ امتحان نہ اوٹھے

زبان پہ وصف لب اوسکا نہ جبتلک آیا
اسیر لذت شیرینی بیان نہ اوٹھے

کچھ تو الفت کی تری کوچی سی بو آتی ہے
گور فرہاد سی اتک یہ صدا آتی ہے

گرد اوٹھہ کر مری دامن سی لپٹ جاتی ہے
کچھ نہ تقدیر فیستہ سی بگڑ جاتی ہے

ٹوٹ جاتی لب دریا کہین آ کے مری
موجین اٹھتی ہین طبیعت مری لہراتی ہے

نزع کی وقت عزیزون سی حیت کیسی
ہو چکی ختم کہانی ہمین نیند آتی ہے

شدت گریہ مین اوٹھتا ہے اگر درد جگر
بارش ابر مین بجلی سی چمک جاتی ہے

زندگی اپنو ہی تبدیل شباہت کی سبب
موت جب آتی ہی منہ دیکھکر رہ جاتی ہے

جل چکا طور ہوئی حضرت موسی بیہوش
جلوہ اب برق تجلی کسی دکھلاتی ہے

ہمکو بھی ہوتی ہی امید زوال تپ غم
دھوپ دیوار سی جب چڑھ کی اوتر جاتی ہے

یا خدا قبر مین جنت سی کسی حور کو بھیج
گھبرا گیا ہی طبیعت مری گھبراتی ہے

باغ عالم مین مجھی کج روشی سی کیا کام
راستی سرو کی صورت ہنر ذاتی ہے

ای مصور ہی نقاب اوس رخ روشن پہ ضرور
دیکھنی والون ہی تصویر بھی شرماتی ہے

گردش چرخ سی پیدا ہین حوادث کیا کیا
سنہ ہمیشہ یہ کمان تیرون کا برساتی ہے

طفل کو چین نہ ہی پیر کو دنیا مین سکون
طاقت نشو او سی حرص لہی دوڑاتی ہے

کون سمجھی خم افلاک کی حکمت ساقی
ہم تو کیا عقل فلاطون کی بھی چکراتی ہے

ہمصفیرو نسی قفس مین مرا ایسنا نہ چھپا
کیا خبر کٹ ہین پر و بال جو اوڑ جاتی ہے

زاہد ظاہر یہ کبھی دھیان نہ کرنا کہ اسیر
رند مشرب ہی شرابی ہی خراباتی ہے

غضب ہوا کہ اجل وصل یار مین آئی
ہوا خزان کی کہان سی بہار مین آئی

یہ تیر آہ نی تختون کو کر دیا غربال
کہ دھوپ چمن کی ہماری مزار مین آئی

جگا دیا ہمین دل نی تڑپ کی پہلو مین
ذرا جو نیند شب انتظار مین آئی

تمہاری نام سی خلقت کا ہو گیا رتبہ
تمہاری ذکر سے سمرن شمار مین آئی

کسی کو یاد پس مرگ کون کرتا ہی
کبھی نہ مرد سے گور چکی مزار مین آئی

ازل سے مجکو تون کا بنا دیا بندہ
یہہ کیا مشیت پروردگار مین آئے

فلک نی دی جو ریاست تو بعد مرگ آئی
زمین گور مری اختیار مین آئے

عنان ناقہ جو آتی ہی نجد مین پہیری
یہہ کیا طبیعت محمل سوار مین آئے

پڑی جو ہیچ مین وہ تیغ مثل دلالہ
عروس مرگ ہماری کنار مین آئے

تصور رخ گیسو مین بسکہ غم کہایا
گلاب و مشک کی خوشبو ڈکار مین آئے

سر در کا مجہی اس نگری مین حال کہلا
ہنسی جو گریہ کی اختیار مین آئے

قدم کی ساتھہ ہی آندہی سیاہ بختی کی
جہان گیا مین بلا اوس دیار مین آئے

گلی مین یار کی جا کر پہرا مین سو سو بار
نظر نہ شکل سکون و اضطرار مین آئے

کبھی زنار کی رکہا جو بار غم سینے
اسیر جیب کمر کوہسار مین آئے

وعدہ وصل سی کچہہ دلکو تعب اور رہی ہے
قرب دریا سبب خشکی لب اور رہی ہے

چاہتا ہون کہ خفا ہوکی مجہی قتل کرین
وہ غضب مین نہین آتی یہہ غضب اور رہی ہے

آئینہ ہی یہ نہین چشم عنایت لازم
کہ کوئی دیدۂ دیدار طلب اور رہی ہے

اپنی بیمار کی ہی تمکو عیادت واجب
حال تغییر تو پہلی سی تہا اب اور رہی ہے

ہم سخن مجہسی ہوی وہ یہہ تعجب کی ہے بات
بیدہن کرتی ہین باتین یہہ عجب اور رہی ہے

ہی بڑی بات جو محبوب ملی عاشق کو
شب معراج سی بڑہ کر کوئی شب اور رہی ہے

خواب مین وصل تصور سی بہی چہوٹا نہین عزم
دور جیسی ہون مجہی پاس ادب اور رہی ہے

مستغنی شان آئی سمجہہ کر نہین آتی مری پاس
بس یہی وجہہ ہی یا کوئی سبب اور رہی ہے

شگفتہ غنچہ وہ دیوانہ مخبط تو کہا
وہ بھی کہہ ڈالو اگر کوئی لقب اور بھی ہے

شام سی تمنی کیا ہی جو قدم رنجہ ادھر
اتنا گھبراؤ نہ تھوڑی سی تو شب اور بھی ہے

کیوں نہ کھولوں میں غنچہ سی بوسہ لب سائی وہ
اس سی بہتر کوئی دنیا میں طلب اور بھی ہے

گھر یکسو و نہیں غیروں نے بھی گھر پایا ہی
وجہ آرزو کی غیر سبب اور بھی ہے

متوقع ہیں جو اغیار سے لی دل کسی پوچھو
کہ سوا ذات خدا کی کوئی رب اور بھی ہے

جلد لی اپنی مریض غم فرقت کی خبر
یار مہمان یہ کوئی دن کوئی شب اور بھی ہے

ایک تو نور ستاروں میں نہیں ہجر کی شب
دود دل سی مرتی رہ گئی شب اور بھی ہے

آتش رخ پہ تری خال کا شہرہ ہی سپند
اسے جلتا نہیں مطلق یہ عجب اور بھی ہے

سر نگوں سامنے حیدر کی ہوئی سب گردن کش
کوئی حضرت کی سوا میر عرب اور بھی ہے

نہیں کرتی جو مدارا تو نگر وہم کدا اسیر
جائیگا اور کسی پاس مطلب اور بھی ہے

وہ ہم نہیں کہ کسی مہر کی سی ٹلجاتے
اشارہ تیغ کا ہوتا تو سر کی بہل جاتے

تری ضعیف جو وحشت کی چال چلجاتے
خمیر خاک سی مانند بو نکل جاتے

پھنسے ہیں چاہ زنخدان میں تو دا عنقا
جو ہم گرتی کبھی تھی وہی سنبھل جاتے

ہماری توبہ بھی توبہ شکنی کوئی ایسا
ذرا جو دیکھتی بدلی ابھی بدل جاتے

چمن کی سیر سی کیوں باغبان ہوا مانع
نگاہوں کو دیکھ کی ہم دو گھڑی بہل جاتے

چراغ خوب ہوا اپنی قبر پہ نہ جلا
ادھر ادھر کی پتنگی غریب جلجاتے

ذقن سی ہو کی رہا گئی نہیں نہ نہستا
ادھا لتا جو کنویں اژدہی نکلجاتے

وہ عاشق مژہ ہوں پلک سی ہوا ہلاک
غنچو نگہدوں کو جو دیکھا جیری نکلجاتے

زمانہ بھی کسی معشوق کا مزاج ہی گیا
ذرا بھی دیر نہیں ہی اسی بدل جائے

دکھاتا اپنی تو تاثیر گریۂ یعقوب
دیار مصر مین نہری کنوئین اُبل جائے

کبھی تو تمکو چھیڑ کی تھی زلف پریشان
اندھیری رات تھی اسمین چراغ جلجائے

کمال آتش سودا سی پھک جائی بدن
یقین ہی جسنی چھیڑی تو آپ جلجائے

ہزار تیز روی کرتی قافلی والے
ہم آگی صورت بانگ جرس نکل جائے

فلک نی کیا ہمکو اتنا تو غم دیا ہوتا
کہ چار روز مری زندگی کی ٹل جائے

ضرور تجھکو توقف تھا ای اجل دو روز
کچھ اور دل مین جو ارمان تھی نکل جائے

عطا جو غیر کو کرتی کبھی وہ بوسۂ خال
تو صاف ادھر مری آنکھونکی پتلیان جل جائے

ہمیشہ ہمسی کجی پر رہی تری ابرو
مہینچی وہ نہی جسکی بل نکل جائے

جنون جو گوشۂ عزلت مین بھی کرم کرتا
ابھی تو نام کی مانند ہم نکل جائے

بہار لالہ و گل لطف سبزہ و سنبل
مزا تھا ہم جو گلستان مین آج کل جائے

ہوای قید رہائی تھی مقدر مین
قفس مین پھنستی اگر دام سی نکل جائے

اسیر آنکھ دکھاتا اگر ہمین صیاد
قفس تو کیا قفس جسم سی نکل جائے

کوشش کیا جاہی مشتاق خبر کسکا ہی
دیکھنا آنکھ کو منظور نظر کسکا ہی

توڑتی ہو جو مری دلکو یہ گھر کسکا ہی
تمہین انصاف کرو اسمین ضرر کسکا ہی

سلسلۂ غیر سی کہتی نہین ہم قیدی زلف
پاون بیڑی کی سزا دست نگر کسکا ہی

گرگ کا دھیان کنوئین کی ہی تہ زندانکی خبر
خوش ہین یعقوب کہ یوسف سا پسر کسکا ہی

راہ ہم گھی کبھی ہمدم [illegible]
قدسیان کی ہی یہ ایسا بشر کسکا ہی

دار فانی مین زیادہ ہی عبث فکر قیام
ایک دو روز کا میلا ہی یہہ گھر کسکا ہی

جان بلب شمع کی مانند ہین ہم بھی شب ہجر
بیشتر صبح سی دیکھین کہ سفر کسکا ہی

دیر سی کعبی کو چلتا ہون تو کہتی ہین بتان
نہین دو روز ٹھہر جاؤ یہہ گھر کسکا ہی

آگیا اونکو تبسم تو نمکیسون سی کہا
آج مشتاق نمک زخم جگر کسکا ہی

اوٹھہ گئی لاش مگر آپ نی آتا نہ کہا
کہ یہہ تابوت سر راہ گذر کسکا ہی

ایک منصور ہی جانباز تہا عشاق مین کیا
مین بہی کہتا ہون انا الحق مجہی ڈر کسکا ہی

اس تن زار سی ناحق ہی فلک کو کاوش
آبلہ خار سی اولجہی تو ضرر کسکا ہی

درد دل مین جو نہ عیسی سی کہون تم کہدو
مجکو ڈر آپ کا ہی آپکو ڈر کسکا ہی

ای بخیل اتنی محبت ہی تجہی مال سی کیون
پہلے کسکا تہا تری بعد یہہ زر کسکا ہی

بدگمانی سی کہا آئنہ دیکھا جو کبہی
نہین معلوم کہ یہہ دیدۂ تر کسکا ہی

ماہ تابان مین جو پیدا ہی کلف کی ظلمت
ای فلک یہہ اثر دود جگر کسکا ہی

منکر ہستی حق سی کوئی اتنا پوچہی
کوئی کعبہ مین نہین ہی تو یہہ گھر کسکا ہی

کیا کبہی جلوہ گہہ ناز تمہارا تہا چمن
گل جو ہنس پڑتی ہین یہہ رنگ اثر کسکا ہی

شوق سی تیغ لگاؤ ہدف تیر کرو
سینہ کسکا ہی مری جان جگر کسکا ہی

اہل حکمت کی نظر سی ہی جو اتنا غائب
جوہر فرد مین انداز کمر کس کا ہی

باڑہ رکھوائی ہی اوس ترک نی خنجر پہ اسیر
دیکہی ابکی محرم مین سفر کسکا ہی

دل وصلت جانانہ کا جو مشتاق ہوا ہی
کچہہ اور نہین واہمہ خلاق ہوا ہی

یہان زاد سفر ہی تو فقط توشۂ عقبی
شرمندہ مجہی لوٹ کی قزاق ہوا ہی

شہرہ جو سنا ہی کرم پیر مغان کا | زاہد بھی ملاقات کا مشتاق ہوا ہے

ہر خط کو سمجھتا ہون مین خط رخ جانان | دل مشق تصور مین یہ مشتاق ہوا ہے

ہی ظرف برآوردہ وہ میخانی کا اپنی | جس جام سی جم شہرۂ آفاق ہوا ہے

جب ہجر مین یکبا ہی چمن کھائی ہی گولی | غنچی کا چٹکنا مجھی چقماق ہوا ہے

ہون صورت دیبا کی طرح زار مین ایسا | کروٹ کا بدلنا بھی مجھی شاق ہوا ہے

دی مارا ہی سر زور سی جب ہجر مین جینے | دیوار مین روزن نہ سہی طاق ہوا ہے

مجنون ہی ہین وامق و فرہاد ہمین ہین | کوچی مین تری مجمع عشاق ہوا ہے

تل مشک کا وہ روی کتابی پہ بنا کر | کہتی ہین کہ مصحف مین یہہ الحاق ہوا ہے

ممکن نہین جو نقد روان جان کا بچ جائے | یہہ قرض دیا جسنی وہ بیباق ہوا ہے

ہرگز نہین معشوق سی کم رتبہ عاشق | وہ ظلم مین یہہ صبر مین مشتاق ہوا ہے

کچھ لطف خط سبز کی بوسہ کا نپوچھو | یہہ زہر مری واسطے تریاق ہوا ہے

رونی کا اثر ہی کہ ملا دیسی دل اوسکا | نم باعث جمعیت اوراق ہوا ہے

اسید ہی اب آبلۂ دل کوئی پھوڑے | تن سوکھ کی کانٹی کی طرح قاق ہوا ہے

کیا ہم مزہ مے تھی خرابات جہا مین | بجنوہ جو ہمین لوٹ کی قزاق ہوا ہے

اندازہ جو سیکھا ہی تری کجکلہی کا | کیا بانکپنی مین مہ نو طاق ہوا ہے

گھر بیٹھی وہ سب جانتی ہین حال ہمارا | الہام ہوا ہی اونہین اشراق ہوا ہے

روزی کی جو تنگی ہی اسیر اس مین ہی کیا فکر
خود رزق کا ضامن تو وہ رازق ہوا ہے

دل ہوا آہن کا میرے بیکسی پر آب آب
تیغ جب آئی گلی تک موج دریا ہو گئے

روز آنکھوں کو دکھاتی ہے جو یہہ شکلیں نئی
قسمت اپنی قرعۂ رمال گویا ہو گئے

دیکھکر خورشید رویونکو بدل جاتی ہے روز
کیا تماشا ہے کہ نیت اپنی حربا ہو گئے

دیکھنے والونکا ہے چارون طرف اک ازدحام
یار کی تصویر محفل مین تماشا ہو گئے

تو وہ یوسف ہے جہانمین جب تیرے آئی قدم
زال دنیا نوجوان مثل زلیخا ہو گئے

اسقدر رویا مین آنکھین بن گئی اوسکی پاؤن تک
یار کی خلخال یا گرداب دریا ہو گئے

خط جو دیتا ہون کبوتر کو بدلتا ہے وہ آنکھہ
کیا مروت گلشن عالم سے عنقا ہو گئے

درد میں کیا آنکھین روئین دل جلا اثر یا جگر
تیری فرقت مین مصیبت ہم کیا کیا ہو گئے

قحط آب تیغ قاتل نے یہہ لاغر کر دیا
سوکھہ کر مچھلی مری بازو کی کانٹا ہو گئے

کہہ کی بسم اللہ جب اوس طفل نے مصحف اوٹھا
ہو گیا بسمل معلم ختم قلیا ہو گئے

جب تلک تھین بند آنکھین سب کچھہ آتا تھا نظر
کچھہ نظر آیا نہ ہمکو آنکھہ جب وا ہو گئے

گور کی زیر خاک ہے لذت اوٹھائی وصل کی
حور جنت زیب آغوش تمنا ہو گئے

پہلوی عاشق سے وہ شمشاد قامت اوٹھہ گیا
کل جو ہونی تھی قیامت آج برپا ہو گئے

ہو گیا معلوم الکدن جسم خاکی خاک ہے
ہون وہ رہبر وخضر مجکو گرد صحرا ہو گئے

روح دولت تھی جو نکلی جسم سے سمجھے یہ ہم
باہر اپنے ہاتھہ سے سونکی حریا ہو گئے

وصل بھی تھا اک قیامت پر چلی جب وہ اسیر
چال سے اونکی قیامت اور برپا ہو گئے

یار کا آنا تو کیسا طالع ناساز سے
دب گئی الخوش گلو ایسی تری آواز سے

موت بھی آئی شب فرقت تو کس کس ناز سے
راگنی نکلی نہ باہر پردہ وہ تاسی ساز سے

صاف دردونکو تو ہمکو درد ای پیر مغان
ہاتھہ دھویا ہمنی ایسی دعوت شیراز سے

سخت دل کی دلمین بھی کرتا ہی قول حق اثر
سنگ بول اوٹھا رسول اللہ کی اعجاز سے

نالۂ دل نی لگادی ہی شب فرقت جو آگ
کم نہین ہی آسمان طاؤس آتشباز سے

تیرا عاشق جانتا ہی خوب تیری دلکی بات
جز پیمبر کون واقف ہے خدا کی راز سے

یون ہی بیداد فلک سی دل مرا سوراخدار
جیسے تودہ ہو مشبک دست تیر انداز سے

انکھین ہین بے نور مطلق کان رکھتی ہین امیر
ہی تمیز نیک و بد انکو فقط آواز سے

اوسکی زیور مین جڑی شاید نگین لخت دل
چاہیی ای چشم تر سازش مرصع ساز سے

ہون وہ طائر گھر مین آفت سی نہین مجھکو نجات
آشیانہ کم نہین ہی چنگل شہباز سے

فاتحہ پڑھنی کو آئی کاش وقت شب وہ ماہ
شمع تربت پہو روشن شعلۂ آواز سے

وادی غربت مین سامان اسیری ہی نہان
زیر پا سایہ نہین کم فرش پا انداز سے

شق جو انگشت پیمبر سی ہوا گردون پناہ
مرتضی نی رجعت خورشید کی اعجاز سے

نطق عیسی سی نہین کم گفتگوی جانفزا
جان پڑجاتی ہی مردومین تری آواز سے

شکوۂ احباب سی منظور ہی ہمکو یہ بات
کوئی دشمن ہو نہ واقف دوستی کی راز سے

دیدۂ تر نی ہمارا عشق ظاہر کردیا
راز دل کیونکر چھپائی کوئی اس غماز سے

خاکبازی کھیل تھا میرا لڑکپن مین اسیر
ہی خیال انجام کا دلکو مری آغاز سے

ہو چکی سب خلق جوہر تیری تیغ ناز سے
قتل سب چاہی تو پہلی زندہ کر اعجاز سے

کیون نہ کانونکو ملادون جب چھڑا ہی ساز سے
ساز کی آواز ملتی ہی تری آواز سے

باغ عالم مین قفس ہی مجکو بی آشیان
طائر تصویر ہون واقف نہین پرواز سے

دلپسند خلق ہی جو قول ہی بالاتفاق
یہہ صدا آتی ہی ہمکو تار ہای ساز سے

جب کیی اوصاف حسن زلف سلسل کی بیان
مرغ مضمون کی بند ہی پر رشتۂ آواز سے

خوبرو تیری طرح ہی حور جنت بھی مگر
کب ہی واقف ہین اوس شوخ کی اس ناز انداز سے

گل گریبان چاک کرتی ہین تمہاری رنگ پہ
ہوش بلبل اوڑتی ہین رنگینی آواز سے

ہین جو خاصان خدا تابع ہین اونکی آسمان
مصطفے نی چاند دو ٹکری کیا اعجاز سے

کیون نہ تازہ قلب افسردہ کری فکر نبی
سبز کرتی تھی درخت خشک کو اعجاز سے

شوق بام یار مین ایسا اوڑا مرغ نگاہ
چھپ گیا مانند عنقا رفعت پرواز سے

کوی جانا نسی پہر آیا جب کبوتر نامراد
آئی آواز شکست دل پر پرواز سے

طائر بسمل ہی سینی مین ہمارا مرغ دل
لڑ گئی ہی آنکہہ کس ترک شکار انداز سے

آنکہین پہر جاتی ہین اونکی شکل یون یاد دل
بہاگتی ہین جیسی آہو شیر کی آواز سے

دیکہہ ایسی قاتل مری نالی لگا مجہپر نہ تیغ
موم آہن ہو گیا داؤد کی اعجاز سے

زخمی تیغ زبان خلق ہون جراح مین
چاہیی زخمون کو سینا رشتۂ آواز سے

صورتین کیا کیا دکہاتا ہی زمانی کو اسیر
ہی حذر عاقل کو لازم چرخ لعبت باز سی

میری سر مین لالہ عذارونکا جوش ہی
گویا ہین پہول باغ مین بلبل خموش سے

باہری مصلحت سی یہ خفتا خروش ہی
آہستہ بات کریں دیوار گوش ہے

بلبل کا قول ہی کوئی سنتا نہین مرے
گل کو جو دیکہیی ہمہ تن گوش ہے

ساقی عزیز بادہ کشو نسی نکر شراب
تہوڑی تو اور دی کہ ابہی انکو ہوش ہے

کہتا ہون جب مین اونسی فراد درد دل سنو
کہتی ہین جائیی کہ ابہی درد گوش ہے

مسجد مین زاہدونکو مبارک رہی سجود
سر میکشونکا اور در میفروش ہی

آنکھین وہی جہان مین ہین جو ہین خدا شناس
کہتی اُسی کو گوش کہ جو حق نیوش ہی

ہر ایک داغ مین گل تازہ کی ہی بہار
سینہ مرا نہین سبد گلفروش ہی

سنتا ہون آئیگا مری گھر مین وہ ماہ وش
یارب یہہ خواب ہی کہ صدای سروش ہی

کہتا ہی جسکو چادر مہتاب سب جہان
ای رشک آفتاب ترا گرد پوش ہی

ضائع نہ کیجیی سخن آبدار کو
یہہ گوہر یگانہ سزاوار گوش ہی

لذت شراب مین نہ مزہ ہی کباب مین
جب سی جدا وہ غنچۂ میفروش ہی

شاید کمان ہی عاشق ابرو مری طرح
لاغر ہی قد خمیدہ ہی خانہ بدوش ہی

قاتل کی تیغ اتنی ہی کیون ہمسی بیخبر
مدت ہوئی اسیر کہ سر بار دوش ہی

شب یاد انکی گھر تھا جلسہ عشاق میہمان تھے
اب دن ہوا تو ہم سی کہتی ہین یہ تم کہان تھے

محبوب سب تھی حسین تھی مہرو تھی نوجوان تھے
یوسف تمہین سی شاید قرآن مین بیان تھے

گردش نئی ہی تیری ای آسیای گردون
پہلی اونہین کو پیسا جو مشت استخوان تھے

دانتون کا رنج فرقت مجنونکا جوش وحشت
فرہاد کی مشقت الفت کی امتحان تھے

اب کیا فشار تربت رو کین کہ ہی نقاہت
دی موت نی نہ فرصت جبتک کہ پہلوان تھے

مدفون ہوا جو مردہ اپنا زمین پکاری
مدت کے بعد آئی تم اب تلک کہان تھے

صیاد کا گلہ کیا شکوہ ہی لاغری کا
کیون ہمکو صید کرتا ہم صید ناتوان تھے

اب ہین وہ شوخ دیدہ دولت سی سر کشیدہ
جبکی تن خمیدہ او تری ہوی کمان تھے

دیکھی نہ چشم عبرت جب ہم کو ... نگی جب
آتی ہی یہ دل مین حسرت ہم بھی کبھی جوان تھے

زیر زمین پڑی ہین وہ آج کیسی غافل
ای چرخ سیر عالم ہم اور ہوک کا غم
صحرا مین کیا بھٹکتا دریا مین کیا بھکتا
مدت کی بعد سمجھی وہ گھر مین ہی ہماری
بزم سخن مین کیا ہی اب لطف نکتہ سنجی

گل تک وباغ جنکی بالای آسمان تھی
کیا تیری خوان پہ ہم ناخوانده مہمان تھے
الیاس وخضر میری مشفق تھی مہربان تھے
ہم جسکی جستجو مین آوارہ جہان تھے
خاموش ہو رہی سب جو اپنی ہمزبان تھے

اوصاف شاہ مردان کب ہین اسیر بیان
مقصود انس وجان تھی مطلوب کن فکان تھے

کس لئی غربت مین طوف کوئی دلبر باندھی ہے
قتل پر میری کمر یون بندہ پرور باندھی ہے
قصہ فیصل ہو جو ہو دونون طرف سی جہد و جد
کیجی کیون اہل محفل سی سوال آب و نان
کیجی پہ داغ اسکو گھر تمہارا ہی یہ دل
ہی ارادہ قتل کا کچھ خوف نہ باہی تجھی
خط ہماری شوق کا پڑھی کیا تمنی تو کیا
غیر دلتنگی نہین کچھ باغ عالم مین نصیب
شاید آجاہی ہماری گھر مین وہ خورشید رو
طائر مضمون کی ہی پرواز سلک نظم سی
رک نہین سکتی کی اشک چشم تر رومال سے
کس طرح کہتی کہ غیر ذات ہین وہ سکی صفات

گرد ابادو آسا کسی صحرا مین چکر باندھی ہے
تیغ ابرو کھینچی مژگان کا خنجر باندھی ہے
مین کمر مرنی پہ باندھون آپ خنجر باندھی ہے
جیب پہ آئینہ کی مانند تیہر باندھ سے ہے
آئی مسجد مین گلدستی سر امید باندھ سے ہے
شمر بنی ناگوارا ہو تو خنجر باندھی ہے
بازوئی قاصد پہ وبال کبوتر باندھی ہے
صورت غنچہ گرہ مین کس لئی زر باندھی ہے
تکتگی مانند روزن جانب در باندھی ہے
ورنہ اوڑ سکتا نہین جس مرغ کی پر باندھی ہے
توڑ پانی کا بہت ہی باندھ کیونکر باندھی ہے
افترا العد پہ کیا بندہ پرور باندھ سے ہے

چاہئی ساماں نیا دربار شاہ عشق کو
گردش تقدیر کی دستار سر پر باندھئی

بزم مین آنی نہ دیجئی بی ہی کچھہ انصاف شرط
رشتہ ہای شمع سی پروانونکی پر باندھئی

ہی اگر دیدار سی محروم رکھنا وقت قتل
اک ذرا پٹی مری آنکھون پہ کسکر باندھئی

ایک تل جائیگا وہ گوہر مقصود ہے
صورت گرداب اس دریا مین چکر باندھئی

اس قدر پرواز ہی اسمین کہ رکتی کا نہین
لاکھہ اپنی طائر مضمون کی شہپر باندھئی

صورت آسو وہی نقطہ کعبہ دل ہین اسیر
گرد اپنی صورت پرکار چکر باندھئی

وحشی ہون زلف کا کوئی تدبیر چاہئی
زنجیر چاہئی مجھی زنجیر چاہئی

قاصد کی جا ہو کوئی مصور ہلاک حال
بدلی جواب خط کی وہ تصویر چاہئی

تحصیل علم فہم فراست کمال عقل
انسان کو کچھہ سنچاہی تقدیر چاہئی

لکھوا کی خط کہا نسی یہ لایا ہی نامہ بر
ہمکو اوسی کی ہاتھہ کی تحریر چاہئی

اسواسطی کہ پھر نہ کوئی نام عشق لی
قاتل ہماری لاش کو تشہیر چاہئی

وہ نئی نہین جو بوسہ مجھی دی جواب صاف
کچھہ قطع آرزو کو نہ شمشیر چاہئی

لازم ہی نوجوان کو پیر و نسی ارتباط
معجون بہت ہی گرم طباشیر چاہئی

منعم جواب قصر مین اک مقبرہ بنا
تعمیر اگر مقابل تعمیر چاہئے

کیا کیا جوان نہ خاک مین تو نی ملا دئیی
ایسا نہ بگڑا ای فلک پیر چاہئے

مجرم ہون عشق زلف کا ڈوری مجھی لگا
جیسا ہو جرم ویسی ہی تعزیر چاہئی

لاؤن کہانسی خرچ کو ہر روز گنج زر
عاشق تمہارا صاحب اکسیر چاہئی

حاجت جواب نامہ کی بعد فنا نہین
میری کفن مین یار کی تصویر چاہئے

ای دل گراه نہی جو خمیدہ ہوئی ہی پشت
ساعت مہین جو موت کی قاتل کریگا کیا
ہاتہہ آگئی ہی ہمکو کمان تیر چاہیے
بسمل کو خوف کیا تہ شمشیر چاہیے

ہین ہر جگہہ زمین مین خزانی گڑی ہوئے
دیوانہ اوسکی رنگ طلائی نی کردیا
دولت قدم قدم پہ ہی تقدیر چاہیے
سوتی کی میری پاؤن مین زنجیر چاہیے

کامل کو کیا ہی صاحبِ اکسیر ای اسیر
درویش کی نگاہ مین تاثیر چاہیے

یہی سماب کی مری خاطر مین آگئی
برگشتہ طالعی سی کئی ہی تو کیا گتی
ایسی کہی کہ دیدۂ گریان پہ چہا گئی
اوٹہی پہری جو عرش کی نیچی دعا گئی

کیا جانی کوئی ہما مصیبت ہی کہ زندگی
مدت کی بعد آئی جو وہ پہر فاتحہ
کیا کیا نئی نئی یہہ تماشی دکہا گئے
اندہی فشان میری لحد کا مٹا گئے

منزل ہی دور سوتی ہو کیا غافلو اٹہو
شکر خدا کہ کچہہ تو ہین آثار صبح کے
دن چڑہہ گیا ہی دہوپ ہی بالین پہ آگئی
فرقت کی شب کٹی مری گہر سی بلا گئی

راحت سی کہدو خواب کرین سیلکنان دہر
خوف معاد سی جو بچا کچہہ یہ جسم زار
آفت جہان بہر کی مری گہر مین آگئی
ہر روز کی تلاش معاش اسکو کہا گئی

کوہ گران سی بڑہ کی ہی مجہہ زار کی کمر
دل کو تو میری پہیر دیا زلف یار نی
رکہا جو تمنی بار محبت اوٹہا گئے
لیکن جو نقد صبر تہا اوسمین وڑا گئی

سیلاب سی نجات جو پائی کسی طرح
بلبل نی اوڑتی اوڑتی کہلا یہ گل بنا
بجلی ہماری کشتی تو تمع جلا گئے
صیاد و باغبان کو چمن مین لڑا گئے

غفلت [illegible]
صحت موئی مریض کو صد [illegible] آگئے

ہمکو ہماری سختیٔ جان ہو گئی اسیر
جس تیغ زن کی تیغ پڑی منہ کی کھا گئے

مٹی ہر ایک عضو ہی چونا ہر استخوان
تپ چھوڑ کر بدن کو گئی بھی تو کیا گئے

رحمت ہوئی مری لئی زحمت وہ دست ہون
بدلی برس کی شیشوں پہ پتھر گرا گئے

بلبل ہوئی جو ہم چمن عشق سے تو کیا
اوس گل کی کان تک نہ ہماری صدا گئے

دریا میں تیری آبروی پر نم کی شرم سے
مچھلی کی طرح موج بھی غوطہ لگا گئے

اصحاب کہف کو بھی جو آتی نہیں ہی نیند
آواز کس کی یاد ان کی اونکو جگا گئے

جھگڑوں سے چھٹ گئی جو کٹا سر تو کیا ہوا
صدقہ دیا اسیر ہماری بلا گئے

مہندی ملنی کی اجازت جو ملی جا پاس
ہم بھی کرنی لگی اوس شوخ سی باتا پائے

اب رہا محکمۂ حشر میں کون اپنا حساب
پاکدامن ہوئی سمجھا جکی آنا پائے

سکۂ نقش قدم ہتی ہیں ہنگام خرام
زر پایا ہی تری یار کہ بالا پائے

سیر گلشن کو جو وہ برق تجلی آیا
پتی پتی نی ضیا ہی ید بیضا پائے

وصل کی رات تو مرنا ہمیں منظور نتھا
ہمنی کس روز بلایا تھا اجل آپ آئے

کبھی روئی کبھی تڑپی کبھی اوٹھ اوٹھکر گرے
ہمنے ایذا اسی شب ہجر میں ایذا پائے

گنج دنیا میں جو ہمکو نہ ملا تو نہ ملا
شکر ہی اسکی عوض دولت عقبیٰ پائے

قلزم غم سی بچی مست ہوا بیڑا پار
بار دختر کی لئی کشتیٔ صہبا پائے

آب شمشیر سی سیراب ہوا بسمل عشق
رہرو تشنہ نی راحت لب دریا پائے ق

شکر ہی یار کی انکھیا ہیں پڑا خواب میں ہاتھ
بخت بیدار ہوئی سونیکی چڑیا پائے

لو نشانی کا ہی ہر ایک نشان بیدھ کو
وہیں یار کی شہرت عنقا پائے

مجبیہ جو خانہ تاریک ہین گذری شب ہجر
کسی مرری نی نہ یون گور مین دیا پائے

دل بنا یاد رخ یار سی خلوت گہہ طور
داغ نی روشنی برق تجلی پائے

لاش پہولی نسماسی گی مری تربت مین
کوچہ یار مین گرنی کی اگر جا پائے

کبہی تو نی نہ دیا بادہ عشرت ای چرخ
ہمنی تکلیف تری دور مین کیا کیا پائے

وسعت وادی دل کا ہو بیان کس سی اسیر
دزی ورزمی مین یہان وسعت صحرا پائے

مونس شب غم مین نظر آتا نہین کوئی
بیمار ہین ہم درد بٹاتا نہین کوئی

دل نذر کردن گس جانان کو مین کیونکر
بیمار کو آئینہ دکہاتا نہین کوئی

اکسیر ہی کہتی ہین جسی راحت دنیا
سب ڈہونڈ رہی ہین اسی پاتا نہین کوئی

ممکن نہین خورشید جہان تاب ہو ذرہ
تو جسکو بڑہاتا ہی گہٹاتا نہین کوئی

مرغ سحری ہی نہ شب ہجر موذن
سب مرگئی آواز سناتا نہین کوئی

وہ شہر مقرر ہی کچہہ اس شہر سی بہتر
دنیا مین عدم جا کی پہر آتا نہین کوئی

کیا جرم ہی ہمنی جو لیا بوسہ مژگان
اتنی لئی سولی پہ چڑہاتا نہین کوئی

چشمہ نہ سکندر کو ملی خضر ہو رہبر
بگڑی ہوئی تقدیر بناتا نہین کوئی

دل بہیج بازار محبت مین تو نکلی
پر کیجئے کیا کچہہ بہی لگاتا نہین کوئی

خرما سی لب و سیب ذقن پر ہو مائل
پہل دیکہنے کی ہین انہین کہاتا نہین کوئی

در کہولی ہوئی ہین سی مشتاق ہی رضوان
جنت مین تری کوچہ سی جاتا نہین کوئی

یارب خبر اہل عدم کس سی مین پوچہون
جانی کو تو جاتی ہین پہر آتا نہین کوئی

کیا ظرف ہی [illegible] عشق کا ساقی
[illegible] بہی گنگناتا نہین کوئی

کیا اہلِ طمع خیر سی ہین دست کشیدہ
ای مردہ جنازہ بھی اوٹھاتا نہین کوئی

قارون کا خزانہ تو نہ عشاق سی مانگو
ان لوگون مین اکسیر بناتا نہین کوئی

عاشق ہو نہین غیر اکسی معشوق سی کیا کام
لیلی ہو کہ شیرین مجھی بھاتا نہین کوئی

معلوم ہوا حال اسیر اہل عدم کا
کیون جاتی ہین یہہ سب جو بلاتا نہین کوئی

ہڈی نہ ہما کہاتی سگ یار کے ہوتی
یہہ غضب مناسب نہین حقدار کے ہوتی

طوبای جنان سروِ کی گلزار کی ہوتی
کب مد مقابل قدِ دلدار کے ہوتی

گلشن سی نکالا ہمین جو کا چمن آرا
ہم ہوتی تو رنگ ادر ہی گلزار کے ہوتے

لینی کو مری جان جو آئی ہی شبِ ہجر
یہہ کون ہی اوس طرۂ طرار کے ہوتی

معلوم تھا کیا ہمین افسانہ موسے
کیا جان کی طالب تری دیدار کی ہوتی

تم بوسۂ لب دو اوسی قدرت ہی خدا کی
منہ غیر کا میٹھا ہو نمک خوار کے ہوتی

تیغ ابروی قاتل کی جو سر بیچ کے لیتا
ایک ایک کی دو دو تو خریدار کے ہوتی

خورشید جہا نہین نہوی تو نہوی ہم
ذری ہی کسی روزنِ دیوار کے ہوتی

شاہو کی سزا دار رہی افسر شاہی
لیتی ہتمل جو ہم اس بار کی ہوتی

اشنا نہ ہو ضعف نی چھوڑا مری تن مین
لب سرخ جو اوس تیر کی سوفار کے ہوتی

قاتل ہمین شوق مزۂ زخم نے مارا
جی اوٹھتے جو گنتی تری تلوار کی ہوتی

کیون شہر مین تقدیر آئی نہ ای مرگ غریبی
کانٹی ہی یہہ تو ہم چار قدم خار کے ہوتی

دو وزار ہین ہم دوڑ کی اوس تک یہ پہنچتے
پیرو جو کسی سایۂ دیوار کے ہوتی

ہم عوز کی یہہ کاہش جان کاہیکو ہوتے
پرسان جو جو حال دل بیمار کے ہوتی

قاتل وہ مری قتل کو آتی ابہی او رٹہ کر / ہر تیر کی مانند جو تلوار کے ہوتی
ماخوذ ہوئی دل کی عوض حشر مین اعضا / پکڑی گئی بجرم گنہ گار کے ہوتی
کعبی کی طرف ہم تو نجاتین گی نجف سے / لے کون صدف گوہر شہوار کے ہوتی
گل باغ مین بنتی ابہی ہو کر ہمہ تن گوش / نالی جو رسا مرغ گرفتار کے ہوتی
مجہہ سی یہہ نہو گا یہہ نہو گا کبہی ای شیخ / مسجد کو چلون خانۂ خمار کے ہوتی

جہوٹون بہی وہ تعریف اسیر اسکی جو کرتا
آفاق مین شہرت مری اشعار کی ہوتی

وطن سی نامہ بر آئین تو بہجائین فشان غم کی / خط احباب بہیجا ہی ہون کہر داغونکی ہم کی
وہ مہلکش ہین تماشی دیکہتی ہین مرگ عالم کی / لکہی ہین قبر کی تعویذ مین خط ساغر جم کی
تمہاری نخل قد سی ہمسری جو نخل کرتی ہین / یقین ہین روز محشر ہونگی وہ کندی جہنم کی
وہ عاشق صلح کل کی ہین کہ نفرت ہی لڑائی سے / نہ قد تیری کا بہاتا ہی نہ گیسو ہمکو پیچ و خم کی
بڑا فاقہ ہی یہ کارخانیکو وہی جانی / خدا جانی کہ گذری کتنی آدم قبل آدم کی
گوارا غیر کا احسان نہین رنگین مزاجونکو / ہوی داغ پر طاؤس کب محتاج مرہم کی
بہت روئین جو ہجر یار مین عشاق سے اے ناصح / ندی الزام انہین کیا نہین فرزند آدم کی
نہین ہین ہجر مین یہہ لکہ ابر سیہ ساقی / ڈرانی کو ہماری سانپ نکلی ہین جہنم کی
چمنکی سیر کو وہ مہروش جس دم صبح آتا ہی / گلونکی ہوش اڑ جاتی ہین قطری بنکی شبنم کی
ملین گر ہیچ مجہہ سی صاف دل سی راست ہو جاتین / کہ سیدہی اٹہتی ہین کاغذ پر الٹی حرف خاتم کی
جو تولا ہمنی اپنی بی نیازی کی ترازو مین / برابر نکلی پلی نخل قارون جود حاتم کی
زمین کوئی جا نالی ہی بلا ایسی کہ سنتی ہین / صدا آیائی سو رنگ ساکن عرش اعظم کی

تپ غم کیا فراق یار مین چڑھتی اوترتی ہی
تن لاغر کی اسکو استخوان زینی ہین سلم کے

گیا وو نور ان نسی اسیر دل ساقی نی ہستو نکا
خوشا تقدیر یاد ونکی ہین جو مہمان ایسی حاتم کے

الہی پیچ پیچ تقدیر ہمکو پیچ در کہلائے
پڑے ہین دو ایک حلقے اور اوس گیسوی پرخم کے

اولٹنا پردہ رخسار آئین طور سی موسے
کہو برق تجلی سی ابھی چمکی ذرا تھم کے

اسیر اب بدلی غزلون کی ہین لازم مرثیہ کہنا
ہوا ساماں ماتم دن قریب آئی محرم کے

جواد ناہین وہی اعلا ہین نزدیک اہل عالم کے
کہ انگشت کہین ہر ہاتھہ مین لائی ہی حاتم کے

شریک اس غم مین رزدار کب ہین اہل ماتم کے
نظر آتی ہین گل خندان ہین دنی پر شبنم کے

غضب پر صاف ظاہر ہی کہ رحمت اوسکی غالب ہے
کہ جنت آٹھہ ہین کل سات طبقے ہین جہنم کے

کہو اہل زمین سمجھین نہ آسمان ہمسر اونکو
ہلا دیتی ہین دل یہہ ساکنان عرش اعظم کے

پدر ہی قاتل فرزند جس مین وہ یہہ دنیا ہی
اسیر کی خون سی جوہر ہوئی تر تیغ رستم کے

کسی نی بزم مین ہمکو نہ چشم لطف سے دیکھا
رہی مشتاق کان اپنی صدائی خیر مقدم کے

گنہگار ونسی کہدو اوسکی رحمت نی ہوا باندہی
گل گلزار جنت بنگئی شعلے جہنم کے

الہی کشتہ کس چاہ ذقن کا ہون کہ تربت پر
چڑھا جاتی ہین جا جی لا کی شیشے چاہ زمزم کے

سنبھلنے دیتی ہی کب ابلق ایام کی شوخی
اوکھڑ جاتی ہین آسن شہسوارونکی یہان جم کے

جگر کی داغ دل کی آبلے دیکھی جو فرقت مین
تو سمجھے ہم کہ یہہ ہین پہول دو ہی نخل ماتم کے

گمان کرتا ہون لی وس عارض کا تسکین ہوئی ہے
مہ و خورشید چھپا ہی ہین مری داغونکو مرہم کے

انہین طی کر کی جا پہنچی عرش تک جو مرد میدان تہی
یہہ ساتون آسمان ہین یا ہفتخوان خانہ رستم کے

نظارہ ہو دل سی رخسار کا کیا ہمکو مشکل ہی
کہ پردے ہین تری گرمی کی در کار ہین شبنم کے

تن بیجان مین ڈالی جان ای پیر مغان تو نے　　نہین عیسی کی قائل ہم تو عاشق ہین عیسی دم کے

اسیر اپنی طبیعت سی عجب راحت ہی مضمون کا
مقام امن روح اللہ ہی دامن مین مریم کے

وصل ہوتا بھی ہی تو ہجر کا ڈر رہتا ہی　　عید کی دن بھی محرم مرے گھر رہتا ہی
گرم پیری مین کوئی داغ جگر رہتا ہی　　شمع کا نور کہان وقت سحر رہتا ہے
چشم وہ چشم ہی جسکو ہی تری دید کا شوق　　گوش وہ گوش جو مشتاق خبر رہتا ہی
آنی پاتا نہین میری دل خرسند کو یاس　　درد پہلو مین ادہر اور اودہر رہتا ہی
غیر کے غم مین سوم تک وہ سیہ پوش رہی　　تین دن جیسی کہ عقرب مین قمر رہتا ہی
چال ہے کوچۂ شطرنج محبت کی نئی　　جیت اوسکی ہی جو اس راہ مین مر رہتا ہے
کیون مری لاش پر آئی وہ چھپائی منہ کو　　مرکی آنکھون مین کہان نور نظر رہتا ہی
شش جہت چھان چکی پر ہمین معلوم نہین　　کسطرف ہی وہ کہان ہی وہ کدہر رہتا ہے
دل پر داغ مقرر ہی خدا کو بھی پسند　　مصحف پاک مین طاوس کا پر رہتا ہی
مار ڈالا تری خنجر کی رکاوٹ نی مجھے　　چل کی ہر وقت یہ گردن پہ ٹھہر رہتا ہی
دو گھڑی خندۂ گل چار پہر جلوۂ مہر　　کم بقا ہی وہ جیسے نشۂ زر رہتا ہی
دل غم و درد کی منزل جو نہین ہے کیا ہی　　قافلہ ایک نہ ایک اسمین اتر رہتا ہی
رہ گئی ہمکو نہ کرین ایک لہو پانی ہم　　سنتی ہین غیر سی وہ شیر وشکر رہتا ہی
کون ہین جنکو فراموش ہی دنیا مین خدا　　ہم کسی کام مین ہون دہیان اودہر رہتا ہے
مرد کو بیخبری شوق شہادت مین ہی شرط　　پھر تو خنجر کا نہ جلاد کا ڈر رہتا ہی
زندگی ہجر مین مر مرکی بسر کرتا ہون　　روز ہنگامہ محشر مری گھر رہتا ہی

اوٹھہ سکین داغ غم و زخم جگر ضعف مین کیا
زور گھٹتا ہی تو وہ دل نہ جگر رہتا ہے

خاک پیری مین رہی چہرۂ انسان کا فروغ
دن جو ہوتا ہی کہان نور قمر رہتا ہے

بزم مین آئینہ مشتاق حسینون کا ہی آپ
چشم سایل کیطرح دست نگر رہتا ہے

کبھی کرتا ہون تمنا جو ہم آغوشی کے
ہنسکے کہتے ہین مجھی درد کمر رہتا ہے

شمع رو یار ہی قاصد مرا پروانہ ہے
یہی باعث ہے وہان جا کی جو مر رہتا ہے

نفس امارہ پہ آخر کو ہوا دل غالب
جو بہادر ہی وہی جنگ مین ور رہتا ہی

کوئی شاہد جو نہین عالم بالا پر اسیر
وجہ کیا کیون رخ خورشید اودہر رہتا ہے

صبر و طاقت لئی جاتی ہی جدائی تیری
لوٹتا ہی مجھی قزاق دہائی تیری

شدت غم مین تجلی نظر آئی تیری
دل جو ٹوٹا مجھے آواز سنائی تیری

نہ تو جنت نہ جہنم کی ہین قائل ہم لوگ
وصل جنت ہی جہنم ہی جدائی تیری

قید کو طول نہین تمکین نہ گہبرا ای روح
اسی ہفتہ مین ہی اک روز رہائی تیری

ہار اب میری گلی کا ہو ای طوق گران
جبتلک جسم مین طاقت نہی اٹھائی تیری

بس اسی زور پہ یہہ کبر یہہ نخوت نمرود
چہین لے ایک ہی پشہ نے خدائی تیری

شان اپنی جو دکھانی ہوی منظور نظر
شکل اللہ نے بی مثل بنائی تیری

اتنے کشتون مین کسی کو نہ جلایا قاتل
دیکھ لی دیکھہ لی اعجاز نمائی تیری

آستین مین جسی دکھلائی چمک جان ہی لے
ملک الموت کا پنجہ ہے کلائی تیری

نہ تو آغاز ہے تیرا نہ تو انجام ترا
تہی ہمیشہ سی ہمیشہ ہی خدائی تیری

دلمین آنکہون مین تو جسم مین تو جانمین تو
جگہ بہ جگہ [illegible] مین [illegible] تیری

عشق پیدا جو کیا تو نی تو معلوم ہوا
بس نہ یہ ایجاد سی تھی علت غائی تیری

قافلی سے کہین آگاہ نہ رہزن ہو جائین
ای جرس خوب نہین ہرزہ درائی تیری

عبث ای نالۂ بلبل ہی تجھی قصدِ فلک
گوش گل تک نہین گلشن مین رسائی تیری

سیر کر شوق سی صحرای جنون کی ای قیس
بوجہ کانٹون کو نہین آبلہ پائی تیری

نہ کرم عشق کی بندون پہ نہ رحمت کی نظر
ای صنم ہم تو نمانین گی خدائی تیری

با علی کافر و مومن سی نہین تجکو غرض
صلح للہ ہے للہ لڑائی تیری

کس شہ حسن کی کوچی کا گدا تو ہی اسیر
بادشاہی ہی حقیقت مین گدائی تیری

پہنچ کی سامنی اوسکی یہ حال ہوتا ہے
کہ ہمکو آپ مین آنا محال ہوتا ہے

جو رنج دی اوسی حاصل ملال ہوتا ہے
کہ خار چہٹتا ہی جب پایمال ہوتا ہے

پلائی کیون نہ ہمین جام جام پر ساقی
سخی کا فیض علی الاتصال ہوتا ہے

سیاہ ہجر مین ہی کیا مرا سیہ خانہ
کہ پاؤن رکھتی ہی یوسف بلال ہوتا ہے

ارادہ یار کا ہمسے کبھی نہین چھپتا
صفائی تن سی عیان دلکا حال ہوتا ہے

تمہاری پاؤن مین ملتا ہی کیا حنا شب کو
سحر جو پنجۂ خورشید لال ہوتا ہے

سیاہ بخت ہون ایسا کہ میری تربت پر
چراغ جل کے زبانِ غزال ہوتا ہے

بجا ہی خوش ہی جو کشتون کو دیکھ کر وہ کت
کہ کھیت کاٹ کی دہقان نہال ہوتا ہے

ہوا ہون پیر دکھائین مجھی وہ کیا ابرو
کہین سحر کو بھی پیدا ہلال ہوتا ہے

ندی گی دلکو رہائی کبھی پھنسا کی وہ زلف
عزیز بندۂ یوسف جمال ہوتا ہے

بنا نہ آگ سی بلبل ہی گا [illegible]
جو بد ہین نیک کب انکا مآل ہوتا ہے

کبھی جو راہ مین وہ تند خو تو پوچھون مین
کبھی مزاج مبارک بحال ہوتا ہے

ملاپ شاہ و گدا کا جہان مین مشکل ہے
کہین گلیم مین پیوند شال ہوتا ہے

نگاہ یاس کا چلتا ہے تیر تیغ کے ساتھ
ہمارے ساتھ بھی قاتل حلال ہوتا ہے

وہ بادہ کش ہون جو پیتا ہون ایک قطرۂ مے
وہ قلزم عرق انفعال ہوتا ہے

یہ صنعت زیب دکھاتا ہے حسن نیرنگے
کہ آئینہ مین ہجوم مثال ہوتا ہے

وہ تیغ کیون نہ مرے خون گرم سے چمکی
پڑی جو آگ مین لوہا تو لال ہوتا ہے

اسیر پوچھ نہ کچھ حال دل کہ صورت شمع
یہ نخل آگ مین جلکر نہال ہوتا ہے

خلقت زیر زمین خواب سے بیدار ہوئی
شور محشر مری زنجیر کی جھنکار ہوئی

ہون وہ مقتول جو بے جرم کیا قتل مجھے
تیغ جوہر کی سلاسل مین گرفتار ہوئی

خندہ زن ہین دہن زخم تن بسمل پر
تیغ قاتل نہوئی قہقہہ دیوار ہوئی

کب گئی وصل کی شب اور کب آئی یارب
کیا ہی شام ابھی صبح نمودار ہوئی

کشتنی وہ ہون کہ مقتل مین کبھی آ نکلا
منہ ترا تیرون کا انبار کی بوچھار ہوئی

ہم جو مر جائین تو کیا ابروی جانان کا قصور
خون مقتول سے کب تیغ گنہگار ہوئی

غمکدہ بزم طرب ہے ترے بیمارونکو
کھائی نرگس نے ہوا باغ کی بیمار ہوئی

روح آئی تھی عدم سے کہ کرے سیر جہان
چار دیوار عناصر مین گرفتار ہوئی

کب تلک بار غم ہجر اٹھاؤن اے بخت
عشق محبوب نہ ٹھیرا کوئی بیگار ہوئی

کیا خطا کی جو لیا بوسۂ خال نمکین
کیون خفا اپنے نمک خوار سے سرکار ہوئی

خوشبو گلشن سے گیا گل جو ہوئی نالان بے گل
ہر کلی مرغ نواسنج کی منقار ہوئی

تختہ گور بنا تخت پہ رکھا جو قدم
تیری درویش کو شاہی نہ سزاوار ہوئی

یاد گیسو میں نہ کیونکر دل عشاق جلین
شمع روشن ہوئی گھر گھر جو شب تار ہوئی

چشم دل کو نظر آیا نہ کبھی جلوۂ دوست
گرد کلفت یہہ اوٹھی بیچکی دیوار ہوئی

خواب میں بھی نہ کبھی وہ رخ سیمین دیکھا
کب میسر ہمین یہہ دولت بیدار ہوئی

ہاتھ آیا نہ کسی کو بھی ترا افعی زلف
مار گیرو نمین ٹری بہوت ٹری مار ہوئی

سر کٹی پاؤن پڑی واہ کس انداز سی یار
چال تیری نہوئی تیغ کی رفتار ہوئی

ہون وہ دیوانہ کہ سنکر مری آواز قدم
دشت مین جو رہ خوابیدہ تھے بیدار ہوئی

خاکساری ہی ضرور اہل تنعم کو اسیر
جھک پڑی خاک پہ جو شاخ ثمر دار ہوئی

دی چھری تمنی جو اک دم کی لیی آکی چلی
مرغ بسمل کی طرح سی مجھی تڑپا کی چلے

غیر کے ساتھہ وہان یار نی کی بادہ کشی
جام پر جام یہان خون تمنا کی چلے

وای غفلت ہمین اتنا بھی نہ معلوم ہوا
کہ کہان سی ادہر آئی تھی کہان آکی چلی

گالیان دین مجھی یارب کہ پڑہا سورۂ حمد
کچھہ تو چکی سے سر قبر وہ فرما کی چلی

نرغمین کچھہ تو نظر آئی ہمین سیر کہ ہم
طیب خاطر سی مزی چھوڑ کی دنیا کی چلی

اک دزا کیچیو گیسو مین سمجھہ کر شانا
ارہ سر پہ نہ کسی عاشق شیدا کی چلی

جسطرف شہر مین آمد تری وحشی کی ہوئی
غول کی غول اودہر اہل تماشا کی چلی

گو کہ احباب نی تربت مین سنائی تلقین
دو گہڑی آپ نہ ٹھیری مجھی سمجھا کی چلی

شب کو تا صبح جو دربان نی نکہو لا دیا
سر کو عاشق در و دیوار سی ٹکرا کی چلی

کہہ دو سر کس کی جانب چلی کبری چالاک
کا سر تو غرور نکلی نہ ٹھکرا کی چلی

نرہی تاب وہ کوٹھی سی اوتر کر دوڑی
طور پہ سانحہ جو ہم حضرت موسا کی چلی

بیچ دہاری مین قدم اپنا ہا سا حل پہ
ہو گئی غرق کناری پہ جو دریا کے چلے

حال پرسی کو ملک آئی لحد مین لیکن
بات تک ہمنی نکی اونسی تو گہبراکی چلی

قبر عاشق کی نظر آئی جو اونکو سر راہ
کیا تنفر ہی کہ وہ راہ کو کترا کی چلے

ولہ

لکہ ابر سیہ جہوم کی پیہم برسے
یہ مری دیدۂ گریان سی بہت کم برسی

ای حقیقت ہی جو ہی آپ ثنا خوان اپنا
صاف ظاہر ہے جو گرچی وہ بہت کم برسی

ای جنون تو ہی مجہی وہ خانہ زندان کہ جہان
دنکو تو دہوپ پڑی رات کو شبنم برسی

برق کیطرح چمک کر ادہر آیا ہی جو تو
ابر شمشیر ہی ای قاتل عالم برسی

خانہ گور ہوا فرقت محبوب مین گہر
کیون نہ حسرت درود یوار سی پیہم برسی

فیض شنا بل شبہاہت پہ جو تقاور ہو جای
نور بن بنکے سر تربت حاتم برسے

زخم دل اپنی دکہاؤن جو مین بیمار کبہی
خون تری آنکہو نسی ای عیسی مریم برسی

اگ جو دلمین لگی ہی وہ کوئی بجہتی ہی
لاکہہ ابر قطرۂ دیدۂ پر نم برسے

سال بہر کیا کسے کشتی کا ہی ماتم منظور
کیون اوترتا نہین ملبوس محرم برسے

مین جو کہتا ہون وہی اوس سی بیان کرتا
سیکہہ پیغام رسانی کسی پیغمبر سے

سر سبک کرنی ہین اشارہ یہ مری دیدۂ تر
آلگا نوح کا طوفان جو کبہی ہم برسے

بادہ کش ہو کی چمن آئی ہین مینوشی کو
ساقیا ابر سی کہدی کہ جہا جہم برسی

دہوئی وہ افعی گیسو کو جو دریا مین اسیر
کیا عجب ابر سی پانی کی جگہہ سم برسی

گل یہان جو عدم آباد سی آ آ کی رہے
نہین معلوم کہ وہ آج کہان جاکی رہی

جب تلک تانہ رہا فصل بہاری سی چمن
کیسی کیسی نہ ہجوم اہل تماشا کی رہی

آشنا موج کی مانند کناری سی پہونچی
مثل گرداب ہمین پہیر مین دریا کی رہی

سیکڑون ہستکی نیست سے پہر نیست ہستی
کارخانے بہی اللہ تعالی کی رہے

تاک لگی ہی کہ ہو صرف تماشای جمال
ایک جلوی مین بجا ہوش نہ موسیٰ کی رہی

ذائقہ موت کا چکہا تو یہہ لذت پائے
کہ ذرا ہمکو مزی یاد نہ دنیا کی رہے

نہ تو وہ تخت نہ وہ تاج نہ لشکر نہ علم
نام باقی فقط اسکندر و دارا کی رہی

دشت مین خاک بگولی نہ اوڑائین کیونکر
چلنی والی نہ رہی نقش کف پا کی رہی

تیری گیسو ہین وہ یوجی کہ بدل کر صورت
مدتون مثل عصا ہاتہہ مین موسیٰ کی رہی

خانہ گور دیا ہمکو جو قسمت نی وسیع
کیسی آرام سے ہم پاؤن کو پہیلا کی رہی

بندہ گیا بسکہ ان آنکہون کا تصور تا صبح
پہول بستر پہ مری نرگس شہلا کی رہی

قدردان کون ہی معشوق کا عاشق کی سوا
سر پہ مجنون کی قدم ناقۂ لیلا کی رہی

بوسۂ لب نے بہی زائل نہ کیا درد جگر
مرض اچہا ہوا پاس مسیحا کی رہی

مرکی بہی خاک پہ اک روز نہ برسا پانی
منتظر ہم کرم عالم بالا کی رہے

ایک آفت جو ٹلی دوسری آفت آئی
تا دم مرگ بکہیڑی ہی دنیا کی رہی

جسم معدوم ہوا فرط نقاہت سی اسیر
روح کو ہی یہہ تردد کہ کہان جاکی رہی

شاعری کچہہ خطا ہو تو طعنہ فضول ہی
قول امام ہی نہ حدیث رسول ہی

خار اوسکی رخ سی گلشن جنت کا پہول ہی
شمشاد قد کی سامنی طوبی ببول ہی

مقبول دل ہی یار تری حسن کی سند
خال سیہ نہین ہی یہہ مہر قبول ہے

کرتا ہی رقص محفل ساز و غنا مین کیا
صوفی سی کہہ دو رقص تدابی اصول ہی

دانا ہی تو اگر تو نہ کہانا فریب نفس
رہزن ہی سنگ راہ ہی شیطان ہی غول ہی

گیسو کو اپنی دیکہہ لو تم قصہ مختصر
پوچہو نہ داستان شب فرقتکی طول ہی

بیٹہی ہین دسو کی قاصد جانانکی پانون ہم
ہمسر قدم رسول کا پانی رسول ہی

کیونکر بیان ہو اوسکی کمر نہول کی صفت
جسکو خضر ان سی کام نہین وہ بہول ہی

دیکہین گی اب نہ ہم رخ دنیا ہی زشت کو
آنکہو نمین آب رحمت حق کا نزول ہی

اڑہ چلا گیا زکریا نی اف نہ کی
فرمان سی اوسکی کسکو مجال عدول ہی

کیون جا کی خوان نعمت منعم پہ ہون ذلیل
ایسی بلا دسی تو قبولی قبول ہے

ای فکر کیا سبب جو سمہ آتا نہین ہی ہاتہہ
مضمون تازہ کیا کوئی گولر کا پہول ہی

پست و بلند کیون نہ زمانہ مین ہون اسیر
جو نردبان ہی وجہ صعود و نزول ہی

صد شکر اوسکی سایہ مین پائی جگہہ اسیر
بہل جس شجر کا خلد ہی اسلام پہول ہی

اوج فلک سفلہ سے ہے بیداد گردون سے
اوڑتا ہی یہ پیر اور مریدونکی پرونسی

گہبراتی ہین سنکر مری نالی شب ہجر
سب اہل محلہ نکل آتی ہین گہرون سی

گردون پہ شفق باغ مین گل کوہ پہ لالہ
آفاق بہرا ہی تری خونین جگرونسے

ہاتہون مین لیی پہرتی ہین کچکول گدائی
برگشتہ ہوا ہی یہہ فلک تاجورونسی

ہی بال سی باریک ہمارا تن لاغر
رشتہ ہی محبت کا جو نازک کمرونسی

لازم ہی کہ خود لیکی چلون اپنا مین نامہ
خاطر کو تشفی نہین ان نامہ برونسے

ہی وادی وحشت سی مرا قصد سوی شہر / کہولین نہ دکانین یہہ کہو شیشہ گرونسی

کہلتا ہی نہین مثل صدف دیدۂ انصاف / ای چرخ یہہ تنگی تجہی عالی گہرون سی

وہ اوس فلک حسن کا کوچہ ہی کہ جسمین / خورشید و قمر چلتی ہین آنکہونسی سرونسی

اس شہر شر انگیز مین کتنی ہی فسادت / اللہ بچاتا ہی فسادونسی شرونسے

خود زرہ و بکتر و چار آینہ بیکار / شمشیر قضا رک نہین سکتی سپرونسے

مستان می عشق کی دل ساغر جم ہین / آفاق کی پوچہو خبران بی خبرونسی

وحشت مین ہمین صورت مردم سی ہی نفرت / ہی قصد کہ بہلائیی دل جانورونسی

دنیا سی گئی جتنی **اسیر** اہل شرف تہی
باقی نرہا ایک بہی ان نامورونسے

وہ بی نقاب بہی زیر نقاب رہتا ہی / فروغ عارض روشن حجاب رہتا ہی

کسی کی آنکہ سے یہہ دل خراب رہتاہے / ہماری کعبی مین دور شراب رہتاہی

تمہاری عارض روشن سے ہی جہان روشن / کدہر ہی ماہ کہان آفتاب رہتا ہے

زمانہ مرتبہ دیتا ہے بمروت کو / کہ طاق پہ قدح بی شراب رہتا ہی

جلین ثواب کی راہین کہان تلک واعظ / ہمیشہ جان پہ نازل عذاب رہتاہی

اسیطرح تو دم نزع ہونگی آنکہین بند / یہی خیال ہمین وقت خواب رہتاہی

فقیر ہی تری درکا یہہ شاید ای شہ حسن / ہمیشہ کاسہ بکف آفتاب رہتاہی

ہماری رونی سی صحرا نہین فقط دریا / کہ کوہ تا بکمر غرق آب رہتا ہی

مرا خیال بہی کیا یار کا مصاحب ہی / کہ گہر مین آٹہہ پہر باریاب رہتا ہی

بشر دلی معاصی مین ہو خدا نکری / نہ خلق ہی نہ خدا سی حجاب رہتا ہی

ادہر وصال وصال اودہر فراق فراق
نئی طرح کا سوال و جواب رہتا ہے

سمند فکر نے ایسا کیا ہے پا بر کاب
کہ سر ہی جیب مین پا در رکاب رہتا ہی

ہو ردی یار کی مشتاق ہی نرو ای چشم
کہ روز ابر نہان آفتاب رہتا ہے

وہ گالی دیتی ہین بس دیکھتی ہی قاصد کو
زبان پہ مری خط کا جواب رہتا ہی

نئی مزاج مین شوخی نئی دماغ مین بو
بہار رہتی ہی جب تک شباب رہتا ہی

خدا کی یاد ہی لازم کہ ہو درستی دل
مکان بغیر مرمت خراب رہتا ہی

ثبات بحر جہان مین کہان ہی سرکش کو
کہ سر اوٹھا کی کوئی دم حباب رہتا ہی

جو ہو نہ فاتحہ دو روز تم نہین آتے
لحد مین مردون پہ کیا کیا عذاب رہتا ہی

ہمارا خانۂ دل گر گیا خدا جانے
کہ کس مکان مین اب اضطراب رہتا ہی

حسین ہی آٹھ پہر پیش چشم ایک نہ ایک
نظر مین ماہ نہین آفتاب رہتا ہی

اسیر دل کا پتا مل گیا یہ کہتی ہین
مجاور لحد بو تراب رہتا ہے

کہان نہ قطرۂ خون رگ گلو ٹپکی
خدنگ ناز سی جا بجا نہ چار سو ٹپکی

فراق یار مین اشکون نی دی عجب لذت
مزہ ملا ثمر نخل آرزو ٹپکی

نئی طرح کی ہی گرمی کہ چاہتا ہی فلک
عرق کی جا مری چہرہ سی آبرو ٹپکی

اثر شکستہ دلی کا نجای مرگ کی بعد
جو میری خاک لحد سی نمی سبو ٹپکی

خدنگ یار نی کس دن نہ معرکہ مارا
ہزارون سخت کمانان جنگ جو ٹپکی

وہ داد کہائے تب عشق کی اثر اولٹا
کرین جگیبد اگر کان سنے لہو ٹپکی

مکان کہنہ مین کیونکر غریب کی ہو بسر
جو سقف ایک ہی چھتی مین چار سو ٹپکی

اسید دل نہ جب آئی چمن مین ہی اچھے
مرشک خون یہہ ہماری ہین طفل انہ فروش
جو عشق کمر کی بچوڑ ہی وہ اپنے بالونکو
نگاہ یاس سے تہ تیغ کردہ ای بسمل
قسم جنون کی ہی ای طوق خار وار زنجیر
جو سنا تری عارض کا ہو تو ہو یہہ خجل
ادسی ہی چاہیی ہم رندو ہوئین ظرف شراب

ثمر جو نخل سے ٹپکی میان جو ٹپکے
جنہین سمجھتا ہی سفید و ریہ کی تو ٹپکی
جو قطرہ خاک پہ ٹپکے وہ بت سبو ٹپکے
کہ چشم جوہر شمشیر سی لہو ٹپکے
وہ کہ خراش کہ خون رگ گلو ٹپکے
کہ روی گل سی عرق ہو کی رنگ بو ٹپکے
جو ریش شیخ سی پانی بدم وضو ٹپکے

نگاہ مہر کری ہمیہ آسمان جو اسیر
یقین ہی دیدہ مریخ سی لہو ٹپکے

خط سیہ اثر قوت حسن جانان ہی
دلا یہہ قاتل نفرت وجود انسان ہی
جنون بشر کا جدا ہی جنون شجر کا جدا
شباب کہتی ہین جسکو ادسی قرار کہان
کلام یار ہی کرتا ہی نامہ بر جو کلام
برنگ شیشہ وہ نازک مزاج ہون ساقیحے
زبان تیغ سے ہمنی سنا ہی یہ مصرع
کسی سی شہر خموشان نہین یہہ نہ ہمنے سنا
موی یہ مرتے ہین انقای عشق پر عاشق
چمن [illegible]

قطار مور صفت ماتم سلیمان ہی
کہ نکہت جسکی یہہ پیدا ہوا گریبان ہی
یہہ فصل گل مین وہ فصل خزان مین عریان ہے
شمیم گل ہی رم آہوی بیابان ہے
جو کہہ رہا ہی پیمبر خدا کا فرمان ہے
کہ ہر گذر پر چمن مجکو سنگ باران ہی
جہاد نفس کری جو وہ مرد میدان ہی
یہہ جھونپڑا ہی گدا کا یہہ قصر سلطان ہی
غم فراق سے مارا اجل پہ بہتان ہی
ہو ہر ذرہ مری خاک چراغان ہی

گذر ہی کوچۂ زنجیر مین تو کیا پروا
قدم کی ساتھہ بیابان مثل کلک میدان ہے

ہماری قتل سی غمگین فقط نہین قاتل
کہ زلف جوہر شمشیر تک پریشان ہی

ہماری پلکون سی جھڑتی ہین خاک کلفت دل
یہہ وہ ہی ابر کہ جسکا غبار باران ہی

بہت دنون سی مین پہرتا ہون بکف قاتل
ضرور لی اسی سودا یہہ دست گردان ہے

نہوگی زخم جگر کی کبھی خلش موقوف
نگہہ کی تیغ کا جوہر جو ہوی مژگان ہی

چھپای سی کوئی چھپتا ہی جوہر باطن
کہ زیر پردۂ فانوس شمع عریان ہی

ہوا یہہ تیز ہے گلشن مین آہ بلبل کی
تمام دفتر اوراق گل پریشان ہے

نہ آون گا تری در پہ کہ تاب خشم نہین
تمہاری چین جبین مجکو چوب دربان ہے

طپان ہی سینہ مین دل جوش گریہ ہوگا ضرور
جو لوٹین خاک پہ طائر دلیل باران ہے

اسیر آئے جو بت دیر مین بلا بھیجین
غریب شیخ تو سیدھا سا اک مسلمان ہے

حریصون کا یہہ مطلب ہی فقط بیمار ہونیسی
کہ پانی بھی پئین تو یہہ بجھا کر چاندی سونیسی

جرائم عفو ہون انسان کی کیونکہ نہ رونیسی
نجس جامہ جو ہو وہ پاک ہوجاتا ہی دہونیسی

بہت مضطر ہی بعد مرگ تنہائی سی دل میرا
نکل آئی کوئی حور اے خدا تربت کی کونیسی

مری رونیسی کیا جاتی گا اوسکا عقدۂ خاطر
گرہ مضبوط ہو جاتی ہی پانی مین بھگونیسی

کری بی مادہ تقلید نیکونکی تو کیا حاصل
ورم بنتا نہین تیا غران مین زرد ہونیسی

بجا ہی گوشۂ تربت مین مردی ہین اگر غافل
سفر کی ماندگی موقوف ہو جاتی ہی سونیسی

حریصون سی کہو کیا شکوۂ گردونسی ہوتا ہی
عبث کہوتی ہو تم آنکہین جہانسی اندہی ہوگی رونیسی

مآل خاکساری ہی جبین پا سر بلندی ہی
شجر ہو جاتی ہین پیدا زمین مین تخم بونیسی

جو عالم صاحت ثبات ہو جای حرف گیری کیا
نمک جہری کا کیا ہی کسکو کہتی ہین لب شیرین
برنگ نکہت گل ہو نہین اس گلزار عالم مین
خیال ہوی ثمر گا نہین یہ دل فریاد کرتا ہی
زمین پرور زیر نخل سوتی ہین تیری وحشتی
کہان ہی مجہہ سا گریان مثل شبنم آسمان تہ
مزہ کوئی ہمین حاصل نہین اس خوان نعمت پر

مزین ہوتی ہین اکثر ورق قرآن کی نویسی
نہ ہین آگاہ میٹھی سے نہ ہم وقف سلونویسی
دماغ خلق تازہ ہے مری برباد ہو نویسی
کہ جیسی رگ کا کہلتا ہی منہ نشتر جہونویسی
غرض کچہہ اوڑہنی سی ہی نہ کام انکو بچہونویسی
زمین سیراب ہوتی ہی مری راتونکو رو نویسی
نہ لب میٹھی سی واقف ہین نہ منہ اپنا سلونویسی

آتش سودا جو آئی مین غضب کی تیز ہی
بسکہ ہر مصرع مین اک مضمون درد انگیز ہی
بادشاہ عشق سی پائی ہی جاگیر جنون
جی اُداس مین گو بنا کر بات قاصد نی کہی
پیتی ہین خون جہپکی کہاتی ہی یہ عاشق کا جگر
محتسب آتا ہی ساقی اب کہان یہ بزم مے
آدمیت اسکو کہتی ہین آدمی مردم گیاہ
منہ مین جو آتا ہی کہتا ہی زبان رکتی نہین
آرزوی دل بڑہا دیتی ہی اون آنکہونکی دید
نقد جان دینی یہ بہی ملتی نہین ہی جنس حسن
دل کی سلسلہ ہی جب گہڑی پہ ٹکی بجائی [illegible]

صبح محشر سے سوا ہے یہ شام شور انگیز ہی
جو غزل ہی مرثیہ کیطرح رقت خیز ہی
ہتکڑی ہی ہاتہہ مین اپنی کہ دست آویز ہے
صدق سی بہتر دروغ مصلحت آمیز ہی
چشم جانان ہی عجب بیمار بد پرہیز ہے
دور آخر ہے پیالہ شیشی کا لبریز ہے
مرگئی پر اپنی خاک گور مردم خیز ہی
قتل پر میری ستمگر کی چہری کیا تیز ہے
خار فرگان راہ وار شوق کو مہمیز ہی
آج کل کیا نرخ بازار محبت تیز ہے
ہم پہ بہی طائر رنگ حنا کی [illegible] ہی

سیر آتش بازی سودا دکھائینگی اوسی
آستین اپنی ہجوم داغ سی گلریز ہے

مردی بھی جی اوٹھتی ہین جا باہمین عشق مین جا بجا
غل مری زنجیر کا بھی شور رستا خیز ہے

شعر مین باندھی ہین مضمون اوس طلائی رنگ کی
ہے بجا گر اس قلمرو کی زمین زر ریز ہے

اب اگر توبہ کرین می سی تو ہاتھین مانع ہو
ساقیا ساغر ہماری عمر کا لبریز ہے

ناف و ابرو سی بچی کیا جان اپنی سیاہی تر
موج شور انگیز ہے گرداب آفت خیز ہے

ہون قریب المرگ ساقی ابتو دی جام شراب
ہے مرض مہلک تو پھر کیا حاجت پرہیز ہے

کرتے ہین دہقان عبث گھبر کی بار انکی دعا
آنسوؤن کی مینہ آنکھون سی روان کاریز ہے

شکر ہے اوس لعل میگون کا ملا بوسہ امیر
بادۂ مقصد سی جام آرزو لبریز ہے

پیش نظر ہین گال کسی گلعذار کی
آنکھون کو دن خدا نے دکھائی بہار کے

ہم دشت گردشتی ہین مژگان یار کی
تنگا بنائو گرد ہماری مزار کے

مطلب کسی کی عیب سے کیا ہین ہنر پسند
چنتے ہین پھول ہم شجر خار دار کے

سینی پر ایک پردہ نشین کی شبیہ ہے
آئینگی جو قبر مین تو فرشتے پکار کے

کیا کام نیک و بد سے کہ مانند آئینہ
اپنی تو ایک بات ہے منہ پر ہزار کے

عریان تنی کا شوق لحد مین بھی ہے وہ
کونے مین رکھدیا ہے کفن کو اوتار کے

ہون وہ خدا پرست پکارین صمد صمد
ترشین اگر صنم مرے سنگ مزار کے

ساقی وہ مست ہون مجھی اپنی نہین خبر
کب آئی کب چمن سی گئی دن بہار کے

دولت کو ہی قرار نہ وقفہ شباب کو
جھونکی ہین غافلو یہ نسیم بہار کے

اوس گل کی جوش حسن نی [illegible]
[illegible] انگلیان تمام ہین پھول انار کے

لائین زبان پہ شکوہ شکار افگنون کا کیا — خود لاغری سے ہم نہین قابل شکار کے

سمجھے جوانی موی سیہ ہو گئی سفید — نیرنگ ہین یہ قدرت پروردگار کے

یہ رعد یہ سحاب نہین زیر آسمان — روتا ہے کوئی میری طرح سے پکار کے

آئی ہی مسکدی مین گیا خشم محتسب — شیشے مین ہنسے بند کیا جن او نار کے

زندان سی چھوٹتا ہی جو قیدی کوئی اسیر — پھرتا ہے آکی گرد ہمارے مزار کے

زندون سی مردے کچھ نہین کہتی پکار کے — کیا جانے کیا گذرتی ہی نیچے مزار کے

بیمار ہے جو عشق مین گیسوی یار کے — راتون کو درد پیٹ مین رہتا ہی مار کے

عیار تھا عجیب زلیخا کا جذب عشق — کنعان سی ماہ مصر کو لایا ادھار کے

کیونکر خمیر قیس مین ہوتین نہ شورشین — قدری سے تھے کچھ شہر یک ہماری غبار کے

سودا امرا کیا نہ کسے روز سال بھر — ابکی تمام سال رہی دن بہار کے

آخر مآل عجز ہے تیرے غرور کا — ای باغبان خزان بھی ہی پیچھے بہار کے

عاشق کا دل جو اور جلاتا ہی آپ کو — مہندی لگا کی باندھتی ہی چینار کے

مردون سے زندگی مین یہ نعم نہین ہین کم — جب دیکھیے سوار ہین کاندھی پہ چیار کے

وہ صاف اعتقاد ہین ساقی شراب کیا — پانی بھی ہم پئین تو سر خم پہ وار کے

کیونکر نہ سوز غم سی مسلمان کا دل جلے — دیتی ہین برہمن کو وہ صدقہ اوتار کے

کوسے ثمر سو ہجر مین دیتا نہین مزہ — قطرے لہو کی ہین مجھے دانی انار کے

مین کاہ سے سبک ہون یہ کوہ ستم گران — صدمے اوٹھین گی کس سی غم انتظار کے

پستان یار سی نہین ممکن مقابلہ — کٹتی چمن مین ذات ہوئی ہین انار کی

عریاں تنوں کا ملک ہی کیا کشور عدم — جاتا ہی جو وہ جامۂ ہستی اُتار کے

دیکھیں کہ اب کی آتی ہیں وصلی یا نہیں — رخصت ہوئی ہیں ہاتھ پہ وہ ہاتھ مار کے

نقاش اسیر بزم جہاں سے گذر گئی
باقی ہیں نقش خامۂ معنی نگار کے

آئی بہار جنس ورع رائگاں ہوئی — توبہ مرید حضرتِ پیر مغاں ہوئی

مطلق حضور یار نہ گویا زباں ہوئے — وہ چشم سرمگیں ہمیں مہر دہاں ہوئے

اسطرح کہنگی میں ہی جوبن پہ دختِ رز — جس طرح پیر ہو کے زلیخا جواں ہوئے

ہے سرکشی عدو کی عدو کی نہیں ضرور — کیوں اسقدر کبھی کہ کبادہ کماں ہوئے

دیکھا نہ غیر روز سیہ میں نے عمر بھر — رحلت مری جہاں سے شبِ درمیاں ہوئے

کیسی ہماری آہ نے کی ہمسی دشمنی — چڑہنے لگی جو تپ یہہ اوسی نردباں ہوئے

دم بھر میں قبضہ مشرق و مغرب میں کر لیا — شمشیر یار کی یہ نئی کہکشاں ہوئی

نکلا جو یار سیر شبِ ماہتاب کو — پرتو سے ماہتاب کی چادر کتاں ہوئے

مثل حریف باختہ حسرت ہی منفعل — دولت جو مل گئی تھی عبث رائگاں ہوئے

گندم کہاں نصیب لگی اشتہا جو ہاتھ — تیغ گرسنگی کو وہ سنگِ فساں ہوئے

صبح شبِ وصال مرا دم نکل گیا — لبیک مرگ مجکو صدای اذاں ہوئے

کیسے تمہارے کشتہ قیامت ہیں بیخبر — معلوم بھی نہیں کہ قیامت کہاں ہوئے

پیاسا وہ ہوں گیا لبِ دریا تو ہو گئی خشک — جو موج آب تھی رگِ سنگ گراں ہوئی

کلفت گئی جو دل سے تو آیا خیال دوست — شیشہ ہوا جو صاف پری میہماں ہوئے

شکوہ وصلت دست [illegible] — [illegible] ہوئے

دیکھا جو روی سرخ ہرا زرد ہو گیا
باد بہار مجکو ہوای خزان ہوئی

رکھا جو تمنے دور مری بحر اشک سی
چھپ چھلی تمہاری بالیکی کیا کیا طپان ہوئی

زینت فی اوسکی ادر کیا ہمکو دلفگار
تحریر سرمہ تیز نگہہ کو کمان ہوئی

دینار داغ دل مین مری جسقدر بڑہے
اوتنی ہی جنس حسن تمہاری گران ہوئی

صبح شب وصال چلا وہ صنم اسیر
ہمنے خدا کو یاد کیا جب اذان ہوئی

کم نہین گھری سی ہمکو تھی دیوار کی
سیر گھر بیٹھے کیا کرتے ہین ہم بازار کی

دل ہکا دیتی ہی الفت ابروی خمدار کی
امر آسان کچھ نہین یہ آنچ ہی تلوار کی

ہون وہ زخمی خوش نہ آیا مجکو قاتل کا حجاب
پٹیان آنکھون پہ باندہین خم دستار کی

آبلی ہین کفش پا درکار کیا وحشتمین کفش
ہوئی سر دستار ہین حاجت نہین دستار کی

آفتاب صبحکو دیکھو نہو زینت پسند
گل سی جاتی ہی پریشانی کوی دستار کی

یاد گیسو مین دباتی ہی سیاہی شام سے
شب بسر ہوتی ہی مشکل سی تری بیمار کی

کیون نہ قسمت سیر یاد آئی مجھی وقتین موت
جادۂ راہ عدم ہی ہر روش گلزار کی

ہی جو مژگان کی محبت مین گرفتار مرض
ہو گئی ہی نبض نشتری تری بیمار کی

کیون نہ دیکھون رحجا کر حسینون کا جمال
نور آنکھون مین ہی طاقت پاؤن مین رفتار کی

خط کا طوطی بولتا ہی اب کہان وہ آب و تاب
کھل گئی قلعی ترے آئینۂ رخسار کی

بوی گل تعلیم کرتی ہی سہ مجکو باغمین
چاک کر پیراہن تن راہ لی گلزار کی

ہم پس دیوار اوسکی ہر وقت نظارہ نصیب
واہ ری تقدیر چشم روزن دیوار کی

مر گئی پر قید محنت سی نہ نکلا کوہکن
ہو گئی زنجیر پا جوٹی اوسی کہسار کی

دیدۂ تر کا ہماری ہو گیا جب سامنا
کھل گئی ساری حقیقت ابر دریا بار کی

سانپ نہ کر کیا سمجھتا ہی اوسمین عکس زلف
آرسی ہی ہاتھ مین اوسکی کہ پانی مار کی

وصف ابرو مین جو لکھتا ہون سفہا تین بند تیر
قط نہین میری قلم پر پارہ ہی تلوار کی

چھوڑ کر تجکو ہوا جو تابع فرمان غیر
راہ لی مسجد سی گویا خانۂ خمار کی

خون کی میری اگر پیاسی نہین ہی ای اسیر
منہ سے باہر کیون نکل آئی زبان تلوار کی

یار آیا ہم نہ اوٹھی جانفشانی کی لیے
مر گئی دل کیونکر نہ تڑپی زندگانی کی لیے

مرتبہ سے ہے وصف زلف یار جانی کی لیے
سنے ہے شب معراج لازم اُس کہانی کی لیے

دل جلا کر مکر سے آنسو بہانا کیا ضرور
دوڑتی ہو کیون لگا کر آگ پانی کی لیے

گرم کی جس خوبصورت نی کچہری حسن کی
لیگیا فرد نظر کو مین نشانی کی لیے

خرمی ہو لاکہہ پیری مین ہنسی آتی نہین
حق مین ہی دل کھولکر رو دن جوانی کی لیے

کیون نکرتا ہمکو وہ بہر ظہور صنع خلق
لفظ تھی درکار تفہیم معانی کی لیے

پہول سا رخسار سنبل سی نہین منہ کی زلف
ہی خزان اک دن بہار زندگانی کی لیے

طالب دیدار ترسین کب تلک دیدار کو
انتہا بھی ہی تمہاری لن ترانی کی لیے

بعد مدت تیری گھر مہمان ہوا ہون یا وہ شر
ذبح کر ساقی بط مے میہمانی کی لیے

سا دیتا ہر شب بلا یا کر مجھی تھوڑی سی مے
چاہیے روغن چراغ زندگانی کی لیے

خنجر خونریز دشمن سے نہین کچھ ہمکو خوف
موت کافی ہی بشر کی پاسبانی کی لیے

آئینہ سے جام ہی جمشید و سکندر کو نہین
جمع اسباب جہان کس زندگانی کی لیے

بال سے بھی ہو چکا باریک تیرا جسم زار
انتہا بھی ہی آلہی ناتوانی کے لیے

راہ ظلمت مین مبارک ہو مشقت خضر کو
کون مرنے جای آب زندگانی کی لیی

کس گل رخسار کا کشتہ تھا مین بعد مرگ
بلبلین آئین لحد پہ نوحہ خوانی کی لیی

کیون درِ زندان پہ دربان بیٹھی رہتی ہین اسیر
کم نہین ہی ضعف اپنا پاسبانی کی لیی

غیرون پہ شب حضور کی کیا کیا کرم ہوئے
ذرہ مجھی خدائی کیا تمکو آفتاب
خرمن پہ میری برق نی ناحق کرم کیا
دفتر تمھاری فیض کا ہوتا نہ صاحب تم
طاؤس و کبک لاکھ چلی اوسکی چال پر
تقسیم غم مین کوئی ہماری سوا نہ تھا
انسان ہستی سی جو ڈرتی ہین اسقدر
کیونکہ کہون کہ گھر سی وہ نکلتی تھی وقت شب
کیا رعب حسن بھی ملک الموت تھا کوئی
گلشن مین جا کی غور سی دیکھہ آئی ہوشیار
پوچھا رہنمون نی بتون کو غضب کیا
داغ المر زمین کے تلی کیون نہ وہ دیکھتی
کانٹون نی ہم پہ کس لیی کھولی زبان طعن
آئے جو تم مزار پہ ہمراہ غیر کے
نامے کو اوسنے چاک کیا کس قصور پر

اچھا ہوا کہ آپ کی محفل مین ہم نہ تھے
رونق فزور آپ کہان تھی کہ ہم نہ تھے
شعلے جگر کی آگ لگانے کو کم نہ تھے
دو نو جہان مین نہ شگاف قلم نہ تھے
دیکھا تو دو قدم بھی قدم پر قدم نہ تھے
بیٹھا تھا صاحب سرور زمانہ مین ہم نہ تھے
گویا کبھی یہہ ساکن ملک عدم نہ تھے
دیکھا جو صبح کو امین نقش قدم نہ تھے
جبتک حضور یار بھی زندہ نہین ہم نہ تھے
سنبل مین تیری گیسو نکی پیچ و خم نہ تھی
قابل یہہ پوچھنے کے خدا کی قسم نہ تھے
تیری فقیر صاحب تاج و علم نہ تھے
خالی تو آبلو نسے ہماری قدم نہ تھے
ایسے غنا ہونگے سزا وار ہم نہ تھے
مضمون شکایتونکی تو قاصد رقم نہ تھی

کیونکر مسافران عدم آگی بڑھ گئی
پیچھے کسی سی راہ مین اپنی قدم رہے

دار جہان مین بہت پہلی ای ہم اسیر
بیدار ساکنان دیار عدم رہے

جانِ غم کی بجا ہجر فنا جلتی ہے
کہنہ ہوتی ہی جو زنار قبا جلتی ہے

کہو خورشید قیامت سی کہ ہو جلد غروب
دیر گذری ہی کہ سب خلق خدا جلتی ہی

جہلی گل کہانیکو تم غیر کو دیتی ہو تو دو
جسکو جلنا ہو جلی میری بلا جلتی ہی

یون ہماری دل صد چاک مین ہے داغ الم
جسطرح شمع سر مزار شہدا جلتی ہے

منہ لگایا مری جلتی ہوئی ہڈی کو ہما
صورت شمع جو منقار ہما جلتی ہے

غیر نے مجکو جلایا تہا یہ اوسکی ہی ہنر
گور کافر کے جہنم سے سوا جلتی ہی

میری عریانی کا باعث نہ جنونمین پوچھو
تن مین آگ ایسی حرارت کہ قبا جلتی ہے

گرمیان اتنی ہی ای آتش یاقوت نگر
تیرے گرمی سی گلیم فقرا جلتی ہے

تب فرقت ہی مری ظاہر و باطن مین اسیر
جسم جلنا ہی جدا جان جدا جلتی ہی

رونق افزا آج محفل مین محبت پارہ ہی
شمع سان جسکا گریبان نور کا فوارہ ہے

وادی وحشت مین کب ہمسا کوئی آوارہ ہے
داغ سودا سر پہ اپنی کوکب سیارہ ہے

رہنے دیتی ہی کسی کو گھر مین کب باد بہار
نالۂ زنجیر و بوئی گل وطن آوارہ ہے

یار جاتا ہے گہر اپنی ہم سوی ملک عدم
صبح کی نوبت ہماری کوچ کا نقارہ ہے

اوسکی گہر تک جا کی لاتا ہی خبر کیا جا جلد
کیا اسیر ایک تصور ڈاک کا ہرکارہ ہی

مرگئی پر بہی وہی ہی اشک فشانیکا جوش
جو منارہ مقبری کا ہی وہ اک فوارہ ہے

میکشی جسدن نہ کی ساقی کو جرمانہ دیا
جسطرح لازم قضائی صوم کا کفارہ ہی

منزل ہستی مین آنا اور جانا ایک ہے
روز مولد شادیانہ کوچکا نقارہ ہے

کیا بیان ہو ہجر ساقی مین وفور جوش غم
شیشہ مثل حلق بسمل خون کا فوارہ ہی

دل جلاتا ہے مرا برسات مین سوز فراق
شب کو جو جگنو چمکتا ہے وہ آتشپارہ ہے

ہے یہہ تیری دید کا سودا کہ مانند شعاع
تار تار ای مہر میرا دامن نظارہ ہے

باعث غم ہجر مین ہی بسکہ سامان نشاط
ڈہیر پھولون کا نظر مین خار کا پشتارہ ہے

طفل جو پیدا ہوا ہے اوسکو آخر ہے فنا
کل وہی ہوگا جنازہ آج جو گہوارہ ہے

شاہد بازاری وہ پردہ نشین دونون ہین ایک
فرق اتنا ہے کہ یہہ ثابت ہی وہ سیارہ ہے

سرنگون رہتی نہین ہین یہہ تو اصبع لی سبب
معصیت کا سر پر اہل زہد کی پشتارہ ہے

قافلہ پھولون کا راہی ہی عدم کو باغ سے
غنچۂ گل کا چمکتا کوچکا نقارہ ہے

کستنے پردیسی دکہایا عارض گلگون ہمین
دامن گلچین ہمارا دامن نظارہ ہے

بدلے قاصد کے کسی مزدور کو ڈہونڈو اسیر
خط شوق ایسا ہے طولانی کہ اک پشتارہ ہے

میکدہ باغ دلکشا ہے مجھے
جام جام جہان نما ہے مجھے

غیر کا رنج بہشتا ہے مجھے
کف افسوس آسیا ہی مجھے

صورت جادہ فرش راہ ہوتین
پاے مالی کا کچہہ مزا ہے مجھے

چاہتا ہون چلو نہ تم سر راہ
غیرت چشم نقش پا ہے مجھے

دانۂ اشک ہون مین زیر فلک
گردش چشم آسیا ہے مجھے

جانب شیشۂ کان کیون نہ ہین
قلقل آواز آشنا ہے مجھے

غیر کا منہ بگاڑ دون لیکن
کیا کرون منہ یہہ آپکا ہی مجھے

فقر مین بسکہ جسم زار ہی حسن
سیل ہر موج بوریا ہی مجھے

خامہ بہمان سراسیمہ ہی تیغ
راست بازی مری بلا ہی مجھے

حشر کی دن کرینگے کیا عصیان
تیری رحمت کا آسرا ہے مجھے

تو نہ دیکھے صنم تو کیا پروا
میرا اللہ دیکھتا ہے مجھے

دل مین حب علی و احمد ہے
یہہ سہارا یہ آسرا ہی مجھے

معتقد مرتضی کا ہون مین اسیر
اور مطلب کسی سے کیا ہے مجھے

کون کہتا ہے وہ اچھے زار کی بہبودی ہے
ہوش قائم ہین علامت آجتک محمود ہے

جو عدو اسکا ہے شیطانکی طرح مردود ہے
خاک ہے انسان ملائک کا مگر مسجود ہے

خلقت آفاق سی حاصل فقط ہی ذات شاہ
علت غائے علل مین جس طرح مقصود ہے

ظاہری لذت ہی باطن مین ہی پیغام مرگ
نعمت دنیائی دون حلوا ہی زہر آلود ہے

کبر چھوڑ دو سرکشی اچھی نہین ای اہل کبر
ذوق لیشہ ایکدن مغز سر نمرود ہے

میہمان ہے غم تو حاضر ہین دل و جان و جگر
کیا تامل کی جگہہ ہی آوس مین جو موجود ہے

جلوہ گر ہوتی ہے یہہ جسدم وہ اوڑجاتی ہی خیاف
اک دولت ہی سیاہی بخت کی بارود ہے

منکر توحید ہفتاد و دو ملت مین ہی کون
سو الف لکہین تو آوسنی ایک ہی مقصود ہے

دو شرف حق فی دنی ہین اوسکو دو تو معجز ہے
حسن مین یوسف خوش الحانی مین داود ہے

خود نمائی مین بہی قرب عشق ہی منظور حسن
چہرۂ صاف ایاز آئینۂ محمود ہے

ہستے فانی کو نادان ہین جو سمجہین معتبر
ایک دن معدوم ہی عالم مین جو موجود ہے

نو خطون نے کام کیا رخسار سادہ ہی نے
مین تو ہون اوس شمع کا پروانہ جو بی دود ہے

جو جھکی خلق خدا سے رتبۂ عالی ملے
خم جبین ہے اب حرم مین اسلیے مسجود ہے

وصل شیرین کا ہی مشکل تیشہ توڑا ای کوہکن
کب تلک خاراتراشی درد سر بیہود ہے

سائلون کو دی اسی مین خیر ہی گنجینہ ای بخیل
جسکو تو نقصان سمجھا ہی وہی بہبود ہے

چشم بلبل مین بھری ہین اشک کیون ای باغبان
آتش گل ہر چمن مین آتش بیدود ہے

ہے تماشائی حقیقت کا سبب سیر جہان
سبزۂ نو خیز خضر منزل مقصود ہے

بدسرشتون سے ہو نفرت کیون نہ ہمکو ای اسیر
پیرو شیطان ہے جو اللہ کا مردود ہے

ہوس نظارے کی اپنی دل حزین مین رہے
نگاہ آنکھہ سے نکلے تو دوربین مین رہے

ہمیشہ روح تلاش رخ حسین مین رہے
کبھی سمن کبھی بو نبکی یاسمین مین رہے

لحد مین سوئی حسینون کی لیکی تصویرین
پری تو ہوسکی نہ خالی بغل نمین مین رہے

کیا نہ کب ہدف ناوک ستم مجکو
کمان چرخ ہمیشہ مری کمین مین رہے

جو ناز سینہ پر آوسکو تو اسکو ساعد سے
ہمیشہ بحث گریبان و آستین مین رہے

ملے کسی کو فراغت نہ آسمان کے تلے
یہ مثل دولت ممسک نہان زمین مین رہے

یہ ہمنے صاف کیا اپنے دل کا آئینہ
کہ دھوم بزم حسینان مہ جبین مین رہے

کہو خدا کے لیے ہان کہان تلک انکار
شب وصال بہت کم نہین نہین مین رہے

جہان کو قتل کیا تیغ بے نیام کی طرح
اگرچہ ساعد محبوب آستین مین رہے

فلک کو توڑ کے پہنچے کبھی نہ عرش پر آہ
صدا الٹ کی اسی گنبد برین مین رہے

شب وصال مری حق مین ہو گئی شب جنگ
بغل مین تیغ چھری اوسکے آستین مین رہے

کسی کے حلقہ گیسو کو ہاتھہ سے تو چھوا
بلا سی گردن اگر طوق آہنین مین ہے

برنگ آئنہ دل صاف رکھہ جو مومن ہے
صفا کا لطف ہے کیا چین اگر جبین مین ہے

جہان کہ بیٹھے ہم روے ایک ساعت بھی
ہزار دہوپ پڑے پر تری زمین مین رہے

ظہور خط ہو تو کیا بوسہ لین ہم اوس لب کا
شمول زہر سے لذت نہ انگبین مین رہے

یہ شانۂ دل صد چاک نے کیا سیدہا
شکن ذرا بھی نہ اوس زلف عنبرین مین رہے

اسیر خانۂ غیر اب کہان قدم رکھے
کسی طرح کی نہ گنجائش اس زمین مین رہے

غنچہ سان چہرے سے ظاہر غم پنہانی ہے
عین جمعیت خاطر مین پریشانی ہے

شان مستی سے عیان شوکت سلطانی ہے
کشتی بادہ مجھے تخت سلیمانی ہے

تاب دیدار ہے کس آنکہ کو اے مہر جمال
لاکہہ پوشش کے برابر تری عریانی ہے

چرخ رکہتا ہے حسینو نکو بھی پابند بلا
آنکہین بیمار ہین زلفو نکو پریشانی ہے

شب کو ہے ساتھہ ترے غیر کا جو شعلہ بھی
جانتا ہون کہ یہی غول بیابانی ہے

جوش باران حوادث سی نہین جا ہے خطر
وہ گدا ہون مری کملی مجھے بارانی ہے

اے ہما دیکھہ نہ آنا مری ہڈی کی طرف
مجکو منظور سگ یار کی مہمانی ہے

حق نے پیدا جو پیمبر کو کیا بے سایہ
یہ اشارہ ہے کہ محبوب یہ لاثانی ہے

کہینچتا ہے جو یہ تصویر خیالی اوسکے
کیا مرا کلک بھتور [illegible] قلم مانی ہے

جیسے دل گیسوے جانا نمین گرفتار ہوا
کیا کہون کیا مرے خاطر کو پریشانی ہے

نہ گیا کار گذارین بہی وحشت کا اثر
جس عدالت کا مین ناظر ہون وہ دیوانی ہے

اوس پری کا ہے تصور جو دم گریہ مجہے
سیل اشک [illegible] تسبیح سلیمانی ہے

اہل دنیا کی وہ ہین کام کہ کافر کرے
اس شقاوت پہ بہی دعوی مسلمانی ہے

صبح ہے شام نہین شام ہی تو صبح نہین
اس دو رنگی سے ہے ظاہر کہ جہان فانی ہے

بدنما ہے جو نہو حلقۂ خاتم مین نگین
داغ سجدہ اوسے لازم ہی جو پیشانی ہے

لوٹنے کو مجھے آوُ گی تو کیا پاوُ گی
رہزنون پاس مرے جامۂ عریانی ہے

اے شکر لب ہی تری سامنی یون شاخ نبات
جس طرح نیشکر خام کا رس پانی ہے

ہمہ تن آئنہ ہون محفل عالم مین اسیر
جیسی دیکھا ہے اوسے عالم حیرانی ہے

قسمت دکھائے دیکھیے کب دن وصال کے
امیدوار ہین کرم ذو الجلال کے

اٹھی مزے نہ بیکری سے وصال کی
بچتا سے ہے ہم کمر مین تری ہاتھ ڈال کے

لاکھون ہے داغ دل سے نے دیے ہین ملال کے
کیا تنگ ہون بغل مین مین دشمنکو پال کے

صیاد کا بڑا ہی یہہ بلبل کو اشتیاق
بیٹھی ہے آشیانہ سے گردن نکال کے

پہلو مین غیر کے جو وہ بیٹھی اوٹھا یہہ درد
ہاتھو نسے رکھیا مین کلیجہ سنبھال کے

بالون مین اوسکے مانگ جو دیکھی ہوا یقین
رکھدے کسینی تیغ سپر پہ نکال کے

یارب ہون ختم ہجر کی راتین اوسطرح
جس طرح جلد جلد گئی دن وصال کے

سمجھے ہین جنکو گوہر نایاب جوہرے
قطرے ہین کچھ مرے عرق انفعال کے

گلگشت بوستان اجل جنکو ہے پسند
ہنستے ہین مثل زخم لہو منہ سی ڈال کے

قسمت تو دیکھنا کہ ملا نامہ بر بہی چور
خالی لفافہ اوسکو دیا خط نکال کے

موسی کی کوئی جا کی یہہ کہدی کہ ہم بہی
[illegible] عدیم المثال کے [illegible]

دیتا ہے رشت سوئے عدم لیجیل الجنون
غمزے اوٹھین گے ہم سی نہ اس بے زوال کے

جاکر فلک پہ کوکب سیار بن گئے
ذرے جو کچھ اوڑے مری گرد ملال کے

مانند غنچہ حبس نفس سے ہے زندگی
سمجھاون گا صدا مین دہنے کمال کے

ساقی عجب نہین جو بط بادہ اوڑ چلے
پائے ہین پاؤن کبک کی پر سفی لال کے

اے قیس جتنے خار ہین تو لی ہین برچھیان
رکھنا قدم کو دشت جنون مین سنبھال کے

پلے صدف کی طرح جو سائل ورمراد
لازم ہے یہہ کہ بند کرے لب سوال کے

بیٹھتا ہے کوئی ساتھ امیر و فقیر کا
دیکھے نہین گلیم مین پیوند شال کے

لیلی کے پاس قیس نے بھیجا جو دیکی خط
پر لگ گئے برنگ کبوتر غزال کے

کیا پہنچین عاشقو نکو تیری قیس و کوہکن
گذرے ہوے وہ ذکر یہہ قصی ہین حال کے

ممکن نہین کہ آکی نہ پھنسجائے مرغ غم
سوراخ میرے سینے کی حلقی ہین جال کے

بھر نثار زلف منگائے نہ آپنے
مٹی دہرے دہرے ہوئی نافی غزال کے

یون جرم دور کرتے ہے حب علی اسیر
جیسے ہوا سے جھڑتے ہین پتی نہال کے

جبین کے سامنی پتھر کی سجدہ گاہ رہی
خدا کے سجدی مین بھی کچھ تو بندگی راہ رہے

کھلے جو آنکھ دم صبح دیکھیے دریا
بلند چاہیے انسانکے نگاہ رہے

جو دن کو تخت پہ بیٹھی تو خاک پر شب کو
چلاہ چال کہ راضی گدا و شاہ رہے

تمام عمر جنون مین ہوئی بسر اپنے
ہزار شکر کہ ناواقف گناہ رہے

دوئی کی خوب نہین ہم کہان رقیب کہان
ہمین سے راہ رہے یا اونہین سی راہ رہے

دعائے خیر کی خواہش اگر ہی ای حسرت
فقیر سی بھی ملاقات گاہ گاہ رہے

یہ خون دیدہ و خون جگر کی خواہش ہے
زمین سرخ رہے آسمان سیاہ رہے

جو کوئی سامنے آیا مریض عشق ہوا
فروغ حسن سے تم تیغ بیگناہ رہے

خبر سنے جو مرے مرگ کی بتون نے کہا
خدا کے سایہ مین یہ مغفرت پناہ رہے

جو آج حشر مین گیسو مین عضو عضو پیچ ہے
تمام عمر مرے ساتھ یہ گواہ رہے

نظر مین کیون نہوئی یارب جہان تاریک
جو آفتاب نہ نکلے تو دن سیاہ رہے

یہ ہو نہیں جدا حفظ ہو اگر منظور
چراغ حسن تہ دامن نگاہ رہے

ہوا شرف یہ میسر تمہاری جلوہ ہی سے
مکان کے گرد شب و روز مہر و ماہ رہے

بغیر ساقی کوثر ہو پار کیا بیڑا
بھنور مین کشتی بے ناخدا تباہ رہے

سمجھ کی کیا در دولت سے ہمکو اوٹھوایا
تمہین کہو کہ کہان حباب کے خیر خواہ رہے

ہوئی حصول جو دولت فقط امیر ہوئے
گدا جہان مین ہم جبتلک تھے شاہ رہے

دکھائے بخت نے جبتک نہ منزل مقصود
ہزار طرح کے گیسو کے میان راہ رہے

یہ لاغری کی ہے خواہش کہ جسم زار مرا
نگاہ سے بھی نہان صورت نگاہ رہے

یہ مثل شمع تقاضای سوز دل ہی اسیر
دراز عمر سے بھی بڑھ کے مدّ آہ رہے

ہتق یہ اپنی ترتھین ہین و نالہ دل کے
نکیرین آگی بتین ہین فرشتے چاہ بابل کے

رہین گے جیب جو محشر مین وہان رحم بسمل کے
گواہی خون کی رنگی حنائی ہاتھ قاتل کی

گلستان جہانمین یون بہار زندگی گذری
ہنسی مانند گل کیا کیا کی جیب کی تیغ قاتل کے

ہوئی ہے زندگی مشکل فقط اس مہ خلاء بینی
نہ دل کہنے مین ہے اپنے نہ ہم کہنی مین ہین

قریب المرگ ہین ہم [illegible]
پریشانی ہو گئی [illegible]

کیا ہی قتل کس مقتول کو جسکی یہ شادی نے
کہ نوبت بج رہی ہی آج دروازی پہ قاتل کی

وہ وحشی ہون مجھی ہر گام آ جکڑا وشت وحشت نے
بنی زنجیر کی کڑیان سمٹ کر کوس منزل کی

غبار کلفت خاطر شریک گریہ ہی ایسا
مری اشکون کی قطری بھی ہین ذری ریگ ساحل کی

بندھا مقتل مین ایسا رعب تیری تیغ کا قاتل
فرشتے بھاگ نکلی کود کر شانونسی بسمل کی

نظر چشم حقارت سے نہ کر زنہار ای زاہد
نقیب الاولیا ہین خضر ہم مستونکی محفل کی

رواں آہستہ کر ناقی کو اپنی نجد مین لیلی
جنازہ قیس کا آتا ہی پیچھی پیچھی منزل کی

نشان دینا ہمین مشکل ہی کیا دیوان محشر مین
کہ فرد دل پہ خط و خال لکھہ کھی ہین قاتل کی

عجب احوال ہی فرقت مین تیری بیقرارون کا
کہ اون کے دست و پا ہی بال و پر ہین مرغ بسمل کے

بنائی آئنے لیجا کے ان آئینہ سازون نے
گری تھی آنسو ونکی ساتھہ جو ٹکری مری دل کے

کیا کشتا وسی چشم محبت سی جسی دیکھا
تری میٹھی نظر مین خاصی ہین زہر قاتل کی

فلک محتاج ہی خود مال و دولت اوسکی کیا مانگین
ملے سائل کو کیا جائی جو دروازی پہ سائل کے

ظہور مہدی ہادی الٰہی ہو زمانی مین
درِ ایمان کھلین اوٹھہ جائین پردی حق و باطل کے

ہوا ہے جوش بحر گریہ زندان مین اسیر ایسا
کہ حلقے حلقہ گرداب ہین طوق و سلاسل کی

علاج مرگ ہوا جلکہ دو رہینی سے
جریدہ تن کی ہوا آئے چوب چینی سے

دہان یار کا مضمون بندھ گیا لیکن
ہزار فکر بڑے دقت آفرینی سے

جو تیر سے دہ یہ جگہ پائین پاؤن کے گنی
اوٹھائین ہاتھہ مسیحا فلک نشینی سے

فروغ روئی کتابی نی کر دیا اندھا
خلل نگاہ مین آیا کتاب بینی سے

شکم سے یار کا چینی سے بہی کہین شفاف
کمر کی بال کو نسبت ہی موی چینی سے

غزل میں کوئی تو مضمون چاہیے عالی	پابند ہے زمین انشا کی شان ہمیشہ سے
جنون نے دل مرا توڑا ہنسا کے دندار	کسی سے نے درد پایا نہ درد دینے سے
برنگ آئینہ یکسان نظر میں ہیں بد و نیک	کسی سے کام نہیں کچھ بجز صفا کرنے سے

اساتذہ سے جو پہنچا ہے اسکو فیض کلام
اسیر صاحب خرمن ہے خوشہ چینی سے

باوفا بیوفا نہیں ہوتے	حرف مدغم جدا نہیں ہوتے
کیا گلہ کیجیے جو غیر ہے غیر	آشنا آشنا نہیں ہوتے
باغ میں آئے فصل گل تو کیا	دام سے ہم رہا نہیں ہوتے
دو موافق نیام سان ہو جو ایک	تیغ سے بھی جدا نہیں ہوتے
تیری عاشق ہیں سب ہی مستغنی	طالب ماسوا نہیں ہوتے
ہے بجا گوشہ گیری عنقا	نامور خودنما نہیں ہوتے
ضعف سے شل ہیں دست و پا دونون	ہمسے بیدست و پا نہیں ہوتے
لاکھ نرمیا عروس دولت ہو	متوجہ گدا نہیں ہوتے
میرے تغییر حال پر نہ ہنسو	سانحے ایسے کیا نہیں ہوتے
کام کسدن بگڑتے نہیں غیر	کب وہ ہم پر خفا نہیں ہوتے
شیخ صاحب تمہارا کیا کہنا	ایسے خاص خدا نہیں ہوتے
پنج وقتہ نماز پڑھتے ہو	کبھی روزے قضا نہیں ہوتے
سنتے ہیں آپکے محلے میں	جمع کب مہ لقا نہیں ہوتے
پھر تو کیجے کہ اونکی صحبت میں	آپ ہوتے ہیں یا نہیں ہوتے

لکھنؤ میں ہو کیوں خراب اسیر
رہا ہے کربلا نہیں ہوتے

ہو گئے ہیں اب تو قیدی عالم ایجاد کے
دیکھیے کیونکر گذرتے ہیں یہ دن میعاد کے

قید ہو کر ایسے رہا تو انکو سنائی داستان
چار روز میں ہم مصاحب ہو گئے صیاد کے

آنکھ میری دیکھنے والے ہیں میری حال کے
کان میری سننے والے ہیں مرے فریاد کے

دیکھیے لڑتی ہے کسکی کسکی آئی ہے اجل
مجرموں کی صف کھڑی ہے سامنے جلاد کے

اپنی قسمت دے اگر مجھکو اسیری سے نجات
دام کیسا میں نہ آؤں خواب میں صیاد کے

آج جو پیدا ہوا کل ہے ضرور اسکو وفات
تعزیت بھی چاہیے پیچھے مبارکباد کے

ہو گیا زخمی تمہاری کھولنے آیا جو فصد
نشتر مژگان جگر میں چبھ گئے فصاد کے

خوش ہیں مرگ کم سنی سے ہم مگر اتنا ہے رنج
آسمان کی دل میں ارمان رہ گئے بیداد کے

مدتیں گذریں کہ ہچکی بھی کبھی آتی نہیں
تم سلامت ہو بھولنے والے ہماری یاد کے

تھا میں وہ بیکس کہ مجھپر رحم دشمن نے کیا
آنکھیں بھر آئیں تو آنسو گر پڑے جلاد کے

ہم وہ طائر ہیں اگر ہو ہمکو شوق آشیان
تنکے چن لیجائیں صحن خانۂ صیاد کے

کیا تکلف سہرے پر خسرو کی جو پھرتا ہے ہما
ڈھونڈتا ہے استخوان بہر غذا فرہاد کے

چاہیے اہل جہان کو خوف گنبد پر فلک
بیخبر بیٹھے ہیں بسا کر قصر بے بنیاد کے

جان دیتی ہے سرو قامت محبوب پر
تختے ہیں درکار میری قبر کو شمشاد کے

ماتم حافظ کیا شیراز میں جا کر اسیر
خوب رونی ہم کو تھا آب رکنا باد کی

کیا غرض حاصل ہیں ہمکو ہاتھ سے جلاد کے
گھونٹ شربت کی ہیں رگوں میں خنجر فولاد کے

ہی عیاں یہ چار ابرو سی ستم ایجاد کی
ایک جا لکھی ہین دو مطلع کسی استاد کے

عشق کامل کچھ نہ کچھ دیتا ہی پہل مرنیکی بعد
ہین ثمر شیرین نہال تربت فرہاد کے

باغبان ہر گل سی آتی ہی مجھی بوئی غرور
پہر گیا سینچی ہین تونی خون سی شمشاد کے

کرکی قتل عام کیون مقتل مین اب جاتا نہین
پانون ہی کیا شل ہین ہاتہون کیطرح جلاد کے

دام مین دانی جنہین سمجہا تہا اپنا مرغ دل
تہی وہ کچہ ذرّی غبار خاطر صیاد کے

تہی قفس مین اسقدر میری خوش آوازی پسند
پر ادہر نکلی اودہر ہوش اڑ گئی صیاد کے

مردم بینا کا کیا مذکور انکو ہی یہ شرم
سامنی آتی نہین اعمی مادرزاد کے

کیا بنائی چشم نرگس کیا بنائی گوش گل
ہاتہ چومون نخلبند گلشن ایجاد کے

خوف ہی مجکو رگ جان پر نہ بیٹہی نیشتر
کانپتی ہین ہاتہ میری فصد مین فصاد کے

گریہ آتا ہی جو اس خمسہ ہو جاتی ہین گم
سنکی معنی کاف و ہا یا و عین و صاد کے

تذکری کرتی ہین باہم حور و غلمان ملک
خلد تک پہونچی ہین شہری حسن آدم زاد کے

ہو گئی شاید تری شمشیر ابرو پہ فقیر
بہنی رہتی ہین اتیت الکڑی فولاد کے

یہ وہ کامل بنی ہین جو مین ٹہوکرین کہاتی نہین
کیا کنوین شاگرد جہانگین کی جگت استاد کے

دام نکلا سبزہ جسکو جانتا تہا مین اسیر
رخصت کا ہی دام مین لایا مجہے صیاد کے

تسلیم کیا کرتے ہین دربان کو ادب سے
ہم تو نہین کہتی سگ جانان کو ادب سے

دیوان کی برابر ہی نہین جسمین ہی جوہر
انسان سمجہتی ہین ہم انسان کو ادب سے

تو ہی وہ پری رو کہ تری بزم ادب مین
بیٹہی ہوئی دیکہا ہی سلیمان کو ادب سے

حافظ ہین تری مصحف رخ کی جو مسلمان
رکہہ چہوڑتی ہین طاق پہ قران کو ادب سے

ہر چند کہ اوڑھتے ہیں غبار اپنا ہی آندھی	پر چھو نہیں سکتا تری دامان کو ادب ہے
ہر چند قدم ورسی بڑھانے نہیں دیتا	کچھ کہہ نہیں سکتے تری دربان کو ادب ہے
آتا ہی جو فردوس میں تسلیم نبی کو	جبریل صدا دیتی ہیں رضوان کو ادب ہے
تم غیرت سے تمیز کی امید نہ رکھو	کیا کام ہی اس غول بیابان کو ادب ہے
بگڑی ہی نگاہ مرا اشک روان دامن قاتل	بہرہ نہیں اس کودک نادان کو ادب ہے

جو لوگ کہ رکھتے ہیں اسیر آنکہ سخن میں
رکھتے ہیں وہ سر پر مری دیوان کو ادب ہے

اپنی مزہ شعر میں کیا جای سخن ہے	جو ہی غزل اک مثنوی میر حسن ہے
ہی پھول رخسار تو غنچہ سا دہن ہے	نظارۂ محبوب تماشای چمن ہے
کیا بات سنی کیا وہ مری حال کو دیکھے	نرگس کی جو آنکھیں ہیں تو غنچی کا دہن ہے
مسکن ہی جو اپنا ہی آخر کو ہی مدفن	جامہ ہی جو تن پر وہی اک روز کفن ہے
ناوان ہیں جو اللہ کو سمجھی ہیں مجسم	معشوق کو دیکھیں نہ کمر ہی نہ دہن ہے
احوال جو غفلت کا ہی کچھ ہم سی نہ پوچھو	مخمل کی طرح خواب یہاں جزو بدن ہے
سیراب کیا کرتی ہی پیاسوں کو ہمیشہ	کیا تیغ حسینی ہیں تری خلق حسن ہے
بخشائی گا کیا حشر کی دن بادہ کشوں کو	شیشہ کی طرح پیر مغان پنبہ دہن ہے
دیکھیں ملک الموت بھی دیکھیں کہ نہ دیکھیں	تن زار یہ اپنا ہی کہ بستر کی شکن ہے
سودائی ہی یہ مجبہ وحشی آوارہ کی ہڈی	وحشت ہی سگ یار کو ایسی کہ ہرن ہے
گلشن کو یہ جلوی نے تری آگ لگا دی	جو نخل ہی وہ شمع جو تھالہ ہی لگن ہے
[illegible] تری کاکل ہی پریشان	[illegible] زبانی تری تنگ دہن ہے

غربت مین جو دیکھی ملک الموت کی صورت
سمجھی کہ یہی قاصد یاران وطن ہے

زیبا ہے جو پروانہ گری شمع کے اوپر
جو مردہی دنیا مین اوسی خواہش کفن ہے

سنبل کو ہی کیا گیسوی محبوب سی نسبت
یہ پیچ نہ یہ خم نہ یہ خوشبو نہ شکن ہے

پھولون سی ہمین کام نہ گلزار سی مطلب
جلسہ ہی جہان لالہ رخون کا وہ چمن ہے

بیخود ہین ہم ایسے مزۂ بیوطنی مین
معلوم نہین دور کہ نزدیک وطن ہے

صدقی مین ملی بوسہ جو ہمکو تو عجب کیا
خط چہرۂ جانان پہ نہین چاند گہن ہے

عیسیٰ ہو سخن فہم تو شاید اوسی سمجھے
جس شعر مین معنی نہین بیروح بدن ہے

چلنا ہی تو چل فکر اسیر اسمین ہے بیجا
نزدیک بہت روضۂ سلطان زمن ہے

یارب خبر سنی ہی یہ کسکی ورود کی
شاخون پہ لی رہی ہین جو غنچے نمود کی

صحرا کی سب زمین مری وحشت کی ہی سند
نقش سم غزال ہین مہرین شہود کی

جاتی ہی آپ بام فلک پر نماز عشق
بیکار نردبان ہی قیام و قعود کی

منصور دار پر ہی انا الحق کہے گیا
حق پوچھیے تو بات بڑی کی نمود کی

آیا ہی کون گل [illegible] معطر ہی سارا حرم
دود چراغ کشتہ مین خوشبو ہی عود کی

رکھنا سمجھ سمجھکی قدم چاہیئے یہان
دنیا [illegible] رہا ہے یوم الورود کی

افشان سی آشنا ہوئی کس ماہ کی جبین
لیتی ہین آفتاب سی ذرہ ہی نمود کی

خوشبو نسیم لائی ہی اوس گل کی اسطرف
ای دل درود پڑھ یہ جگہ ہی درود کی

کرتی دعا خدا سے کہ [illegible] اگر ہمین
ہوتی خبر جو ہمکو عدم مین وجود کی

لب تشنگان وادی غربت کیواسطے
کافی ہی ایک موج تری بحر جود کی

نیلی کریگا جسم غریبون سے زہر غم
گردش اگر یہی ہی سپہر کبود کی

دیکھین نگاہ بد سے جو اے مہروش تجھی
ہون کور مثل شپرہ انکھین حسود کی

ہلتی ہین میری نالہ سے در دیر یہ بت
وحشت نہین ہی کچھ انہین آب اور دود کی

لازم ہی اجتناب معاصی سے غافلو
کیا داستان سنی نہین قوم ثمود کی

اوٹھہ اوٹھہ کی بیٹھنی کی کہان تاب ای اسیر
قید یہ نماز مین ہین قیام و قعود کی

شک نہین وشن سے اودن پہ یہ روشن صاف ہے
خط سے رخسارہ کتابی یار کا وصاف ہے

شکل آئینہ بدن وسی سادہ رو کا صاف ہے
ہر تو چاہ زنخدان ہی کہ او سمین ناف ہے

مر گئی پر حب حیدر سے دل اپنا صاف ہے
صوت در نجف سنگ لحد شفاف ہے

خلق کو دکھلا رہا ہی جلوہ شام و شفق
جلوہ گر چوٹی مین تیری رخ جو موباف ہے

بوسہ لینے کی خط پشت لب کی کچھ پروا نہین
ہم پلانوشونکو ساقی ایک درد صاف ہے

ہین کف افسوس مہندی غیر ہاتون سے ملے
تمہی منصف ہو ذرا ہاتھ ایکی انصاف ہے

آئینہ کو دیکھکر روشن ہوئی ہمپر یہ بات
دوست دشمن دونو یکسان ہین اگر دل صاف ہے

خط بنایا ہی تو دکھلائینگے وہ ابرو ضرور
کیا رہیگا ماہ نو پنہان کہ مطلع صاف ہے

قطعہ استاد کیا دیکھین کہ ہمکو ضعف ہے
طور ہی ہر طاہر حطی قاف کوہ قاف ہے

جاہلونکی خوب ہین معلوم ہمکو اعتقاد
قائل عطار کوئی پیرو نداف ہے

بیجدی تصویر ہی اپنی جو وہ آتا نہین
اہل دوزخ کی لیے باغ بہشت اعراف ہے

واقعی ہی بات کچھ سمجھن بناوٹ کی نہین
سانپ چوٹی سانپ کی کیچل ترا موباف ہے

غم و [illegible]
[illegible] انصاف ہے

ای خیال یار تو بھی ہو مری دلمین مکین
جو ہر کا مسکن ہی جنت گھر پری کا قاف ہے

ایک دن ہوتی ہی افزایش بھی نسانگی ہے
فصل سرما مین زیادہ روزی نداف ہے

پاک جو گرد کدورت سی ہی وہ ہی بیگناہ
نامۂ اعمال بھی ہی صاف اگر دل صاف ہے

بھول کر بھی تم مری گھر مین کبھی آتی نہین ہے
آج کیا ہی جو یہ بندہ مورد الطاف ہے

بسملو کیون قافیہ ہی تنگ آ وسی آنی تو دو
مصرعۂ شمشیر سی دم بھر مین مطلع صاف ہے

جو ہی ثابت بلای سخت مین میرا ہی دل
بار کاکل سی جو ٹلجائی وہ تیری ناف ہے

دل جو قرآن ہی تو میرا سینہ تفسیر ای اسیر
ہین جو اہل کشف او نہین کیا حاجت کشاف ہے

آنکھین بیکار ہین دیکھین جو نہ صورت تیری
دل وہ کیا دل ہی نہو جسمین محبت تیری

نخل ہستی سی نمودار ہی قدرت تیری
اصل وحدت ہی تری فرع ہی کثرت تیری

جلد ای روح سفر پیکر خاکی سی نکر
چند روزہ ہی ملاقات غنیمت تیری

کوئی پہونچا نہ تری جلوہ گہہ ناز مین یار
راہ ڈھونڈا کئی ہفتاد و دو ملت تیری

کیا عذاب شب فرقت سی چھڑایا ہمکو
مہربانی تری ای مرگ غنایت تیری

غنچۂ دل کو مری چاک نکر ڈرتا ہون
کہ پریشان نہو بوی محبت تیری

اسلیی ہی پر طاؤس کی قرآن مین جگہ
کہ دکھاتا ہی یہ نیرنگی قدرت تیری

باغ مین بلبل و گل بزم مین پروانہ و شمع
بھیس بدلی ہوئی پھرتی ہی محبت تیری

شعلۂ نار سقر سی جو ڈری اہل گناہ
ابر بن بنکی برسنی لگی رحمت تیری

سرکشی صورت آتش نکر ای پارۂ خاک
ذرّی ذرّی کو ہی معلوم حقیقت تیری

بدلی نرگس کی او گئین گو یہ آنکھین ہر سال
راہ دیکھا کیی ہم تا بقیامت تیری

دعوی خون ہمین وہ کرتا ہی کیا حشر کی دن
سرخ مہندی سی ہی رنگی انگشت شہادت تیری

پاؤن کانٹون کی سنانون پہ ہین دیوانون کی
راہ کیا سخت ہی ہای وادی وحشت تیری

دفن زر کی لیی کہدوائی ہی تونی جو زمین
دیکھہ منعم کہ اسی جا نہو تربت تیری

ہو چکا محکمہ دربارہ جنان کی ہو ہی بند
دیکھتی رہ گئی ہم حسن صورت تیری

ہی بجا دیدہ عاشق سی گرین اشک جو گرم
آگ بدلی کو لگانی ہی شرارت تیری

ایک ساغر مین کیی سیکڑون پیاسی سیراب
دیکھی ای پیر مغان ہمنی کرامت تیری

مین جھکا مہندی لگانی تو وہ ہنسکر بولی
پاؤن کو ہاتہ لگانیکا یہ طاقت تیری

سیر بازار کو تو روز نکلتا ہے اسیر
آ گئی کیا کسی یوسف پہ طبیعت تیری

داغ کہاکر غم جدائی سے
دل ہوا سیر آشنائی سے

الحذر طاعت ریائی سے
خوب رندی ہی پارسائی سے

دل مرا کاش آستین بنجاے
کہ لپٹ جاے اوس کلائی سے

ہین یہ مومن جو اور یوسف
گذری اس گرگ آشنائی سے

دستگیرون نی ہاتہ کہینچ لیا
تہک گئی میری شکستہ پائی سے

موت آئی کہین کہ بہتر ہے
شب تربت شب جدائی سے

طوق و زنجیر قید رنج مین ہین
کیا خوشی ہو بھی رہائی سے

ہجر مین یہ مرض کو طول ہوا
لگ گئی پیٹھ چارپائی سے

آئینہ غرق بحر حیرت ہے
سادہ رویون کی خودنمائی سے

دیکھی شمع طور کو نسبت
کیا سمجھہ کر تری کلائی سے

نرمی دل سی سٹ گیا صدمہ — جسطرح چوٹ مومیائی سے

سجدہ کرتا تھا کون ابرو کا — کعبہ ہی میری جبہہ سائی سے

خون پیتی کو میری آتی ہین روز — مچھلیان اوس کف حنائی سے

لکھہ کی تعریف چشم ولب کاتب — بڑہ گیا جامی وشفائی سے

ہر سحر مہر کا نیتا ہے اسیر — وحشت پنجہ حنائی ہے

ہستی سی ہستی کو اوٹھا کر [illegible] چلے — غربت مین جب ہوا نہ گذارا وطن چلے

کچہ گل کی نازکی نہ حضور بدن چلے — غنچی ہون دلگرفتہ جو ذکر دہن چلے

غارتگری [illegible] ہی مر کی نہ حاصل ہوئی نجات — ہمرہ مری جنازہ کے دزد کفن چلے

مشتاق ہے ہوئی تری [illegible] کے — طاؤس و کبک چھوڑ کی صحن چمن چلے

[illegible] ہوئی کہ [illegible] کا بازار بند ہے — تلوار کی جو چال چلو تم چلین چلے

وہ جنگ جو جو معرکہ آرا ہوا کبھی — جی اونکی چھوٹ چھوٹ گئی تہی جو من چلے

شکر خدا کہ اب نہین تقدیر کا بگاڑ — بگڑی رقیب سی وہ مری کام بن چلے

کانٹی ہین اس چمن کی نہایت دراز دست — دامن ذرا بچا کی نسیم چمن چلے

طول شب فراق سی گھبرا گیا ہی جی — ہو صبح تو بصبح کی یاد ذو المنن چلے

ایذا کی دوڑ دھوپ سی عالی کا ہی فروغ — رہ جائین پاؤن تھک کی تو کیونکر بدن چلے

آیا شکار کھیلنی صحرا مین جب وہ ترک — چارون طرف سی چوکڑی بھولی ہرن چلے

پیری مین ہمکو جامہ ہستی وبال ہے — دیکھین کہ کب تلک یہ لباس کہن چلے

بھوکی ہوئی تو خال کی دانی پہ کی نظر — پیاسی ہوئی تو جانب چاہ ذقن چلے

شیرین کا وصل قصر فلک کا تھا بھاندنا
کیونکر گری نہ دوڑ کی جب کوہکن چلے

دریا ہی دل جو پیر مغان کا تو کیا کرین
ہم بادہ کش غریب تو تشنہ دہن چلے

پوچھا نشان مرقد مجنون جو نجد مین
آنکھون سی ہمکو راہ بتاتی ہرن چلے

عقبی کی سمت طالب دنیا کرین رجوع
کعبی کو تنگدی سے ہے اگر برہمن چلے

خط لکھہ کی جب نال کا آیا اسیر دھیان
قاصد کی ساتھ اشک مری قطرہ زن چلے

کہین دنیا سی بہتر ہی نئی دنیا مری دل کی
اس آئینہ مین ہی کیا خوب محفل عکس محفل کی

کہی گی بیقراری کیا کسی سی تیری بسمل کی
لہو نی لال کر دی ہی زبان شمشیر قاتل کی

پڑینگی کیسی کیسی ن گرینگی خون الہی کیا کیا
سلامت دست و بازو خیر یارب میری قاتل کی

خدا جانی یہ کسکی جلوہ گاہ ناز ہی دنیا
ہزارون اوٹھہ گئی کثرت وہی باقی ہی محفل کی

سفر مین ساتھ داغ ہجر یاران وطن لیچل
ولا تدبیر لازم ہی چراغ شام منزل کی

وہ دیدی تیغ سی مقتل مین آنکھون سر اوتری ہین
پڑی رہتی ہین دونون آستین میری قاتل کی

الہی خون کا دعوی کرینگی حشر مین کسکی
کہ وقت ذبح صورت بھی نہ دیکھی ہمنی قاتل کی

جو خط قاتل کو لکھین ہم تو رنگ اوڑ جای کاغذ کا
دولت اپنی کری پیدا سپیدی چشم بسمل کی

صدا یہ ہر رگ گردن سی وقت ذبح آتی ہے
کمی کرتا نہ اے خنجر قسم ہی تجکو قاتل کی

تری مجنون کا پرستش تیری ہی کرتی ہین اے لیلی
کری سجدی اگر ہون سجدہ گاہین خواب محمل کی

گری سب دانت گویائی زبانکی ہی وہی باقی
ہوئی نابرخاست محفل جل رہی ہی شمع محفل کی

خبر اپنی نہین کہینچا ہی قتل غیر پر خنجر
لبان زخم بسمل ہنس رہی ہی معرکت قاتل کی

وکیل رشتی دنیا ہجوم اہل دنیا ہی
کثافت سی زمین خالی نہین ہوتی ہی منزل کی

تمہاری چہرۂ خندان کی ہین ہم دیکھنی والے — پسند آتی ہی کسکو روتی صورت شمع محفل کی

امید زندگی تھی بعد مردن یہ نسمجھا تھا — کہ عیسی دھوم سی دعوت کریگی میری قاتل کی

جما گلشن مین ایسا رنگ میری بیقراری کا — اگر پتا ہلا آواز آئی نالۂ دل کی

اسیر اس بزم مین غفلت سی بھی ہی منفعت کیا کیا
مسافر بھولتا ہی خواب مین تکلیف منزل کی

خط رخسار جانان نی کدورت دل کی زائل کی — شعاع مہر تھی جاروب صحن خانۂ دل کی

نگہ گشتی ہی یارب یہ کس شیرین شمائل کی — جو شربت آب دریا ہی تو شکر ریگ ساحل کی

کمی کی کچہ برش مین تیغ نی تو مر ہی جاؤنگا — قسم کہاتا ہون ای شوق شہادت تیغ قاتل کی

برابر رزق عالم کا ہی اوسکی خوان نعمت پر — نہین لقمہ اوٹہایا نہین کمی بیشی لی نااہل کی

نہ کہی قتل سی محروم ہمکو سخت ڈرتی ہین — یہ رعشہ دست قاتل کا یہ لغزش پای قاتل کی

وہ گل ہی تو کہ تیری یاد مین خجل بہی لالان ہے — زبانین ہین یہ کانٹونکی کہ منقارین عنادل کی

وہی مجمع ہی مجمع جسمین کوئی خوبصورت ہو — چمن کی گل سی زینت شمع سی رونق ہی محفل کی

ہزارون آرزوئین تھین تجھی جبتک ندیکہا تھا — تجھی دیکھا نہین باقی کوئی اب آرزو دل کی

کوئی کعبی کو جاتا ہی کوئی ہی دیر کو راہی — تفاوت اسقدر ہی ورنہ راہین ہین ایکمنزل کی

بہت دشوار ہی بوسہ ملی اوس روی روشن کا — لگی کیا ہاتہ یہ دولت کہ اسپر مہر ہی تل کی

شریک حال عالم ہی جو انسان نیک سیرت ہو — رعیت کم نہین ہی فوج سی سلطان عادل کی

فراق یار کی صدمی ہین دل پر وصل اب کیسا — جہاز آیا جو طوفان مین گئی امید ساحل کی

بہار آئی ہی ای صیاد ہمکو بھی رہائی دی — صدائین آرہی ہین کیسی گلشن سی عنادل کی

ہماری کعبۂ دل مین چراغ داغ روشن تھا — نہ تھی قندیل محراب فلک مین ماہ کامل کی

اسیر آیا نہ وقت نزع وہ عیسی عیادت کو
بدن سے جان نکلی آرزو دل مین رہی دل کی

شراب خون دل پیتا ہون ہمیں فرقت مین قاتل کی
صراحی چاہئی مجھکو گلوی مرغ بسمل کی

یہ اہل عیش سمجہ نالان کیا درد جگر جا مین
چمن مین ہنستی ہین گل کون تماشائی عنادل کی

یہ کس نے آنکھ پھیری ہی کہ ایسی تیرگی چہائی
زبان آہوی صحرائی ہر شمع محفل کی

نہ آؤ گی کبھی وعدہ عبث آنیکا کرتی ہو
مجھی روشن ہی سب کہتی ہو کہدن آن کی کل کی

ہوا ثابت نہین کچھ بعد ہستی عدم ایسا
جو دوری وہ پھر مین طی ہوئی منزل سی منزل کی

مسلمانونکی صحبت کب اثر کرتی ہی کافر کو
نہ کہوئی نور عارض نی سیاہی اپنی تل کی

سزا اہم تو مجرم ہین امید رحم رکھتی ہین
مبارک بیگناہونکو عدالت رب عادل کی

سفینہ بیکسون کا غرق ہوتا ہی تو ہوتا ہے
کسی پر وہ ابلا جانی سنگسار ان ساحل کی

مصور تار کی ہی گلشن انصاف کی لازم
شبیہ گل مین لالی صرف کر خون عنادل کی

ہزارون گردنین کٹتی ہین لاکھون سر اوترتی ہین
نہ گرتی ہے نہ مڑتی ہی کبھی شمشیر قاتل کی

پئی گلگشت یار [illegible] قاتل کی آمد ہے
چمن مین نرگس شہلا نہین آئی نگہ بسمل کی

نی گلگون لہو سی کم نہین ہی ہجر ساقی مین
پیالی ہی کٹوری قبضہ شمشیر قاتل کی

مگر پھر موسم گل مین جنونکی آمد آمد ہے
مری کانون مین پھر آواز آتی ہی سلاسل کی

اسیر اک ایک قدم پر آبلونسی خون ٹپکتا ہی
پیر افشانی ہی اپنی چال گویا مرغ بسمل کی

جو گیا ملک عدم کو وہ کہان پھرتا ہے
چھوٹ کر تیر کوئی سوی کمان پھرتا ہے

کس تکلف سی وہ گلگون نہ ران پھرتا ہے
رقص طاؤس کا آنکھون مین سمان پھرتا ہے

دیکھا پانی بھی گیا خنجر عریان تیرا
خود لگائی ہوئی یہ خشک زبان پھرتا ہے

قتل کا شوق یہ ہی جامی سی باہر ہو نمین
منہ چھپائی ہوئی جلاد کہان پھرتا ہے

مرگ کی بعد یہ ہی خنجر قاتل کی تلاش
سنگ مرقد صفت سنگ فسان پھرتا ہے

خواہش اک جام کی ہی خم نہ چڑھا جائینگی ہم
ہیٹ پکڑی ہوئی کیون پیر مغان پھرتا ہے

ہر جگہہ دل کو مری چاہ ذقن کا ہی خیال
ساتہ یوسف کی سفر مین یہ کنوان پھرتا ہے

بسکہ ہی کوچہ جانان کی ہوا چوبائی
مارا مارا مری اہون کا دہوان پھرتا ہے

کبر اچھا نہین عشاق سی ای مہر وشو
دم مین حربا کیطرح رنگ جہان پھرتا ہے

سر فروشونکی ہی کتنی تری خنجر کو تلاش
ڈھونڈھتا پیاسون کو یہ آب روان پھرتا ہے

در و دیوار کی تصورین ہین قربان کس پر
شکل فانوس خیالی جو مکان پھرتا ہے

کچھ خبر ہی تجھی زاہد کی بھی ای قاضی شہر
اینڈتا تاک کی سایہ مین جوان پھرتا ہے

قدر عاشق کی حسینونکو ہوئی شکر خدا
ماہ ہالی کیطرح گرد کتان پھرتا ہے

ہر زہ گردون کا کبھی ساتہ ندی گوشہ نشین
مہر و مہ لاکھہ پھرین قطب کہان پھرتا ہے

استخوان چور ہون پیر فلک کی کیونکر
جنکی پیہا مری نالون کا دہوان پھرتا ہے

ہند سی چل طرف روضۂ شبیر اسیر
یہی رستہ طرف باغ جنان پھرتا ہے

رہی درست طلسم حیات یا ٹوٹی
کسی کا دل نہ کبھی ہمسے یا خدا ٹوٹی

کہو فلک سی نہ مجھسی ضعیف کو چھیڑے
یقین ہی خار سی او بھلے تو آبلا ٹوٹی

جہان کو رحم عطا کر یہ ای خدای جہان
پسی جو دانہ دل سنگ تہ سیا ٹوٹی

خبر ہی شوق [illegible] جام [illegible]
ہمیشہ خار [illegible] کی [illegible] ٹوٹی

جهان مین زیست کا باعث فقط سہارا ہے
کمر ضعیف کی ٹوٹی اگر عصا ٹوٹی

فلک خوشی سی کری رقص ہی وہ ظلم پسند
زمین پہ گر کے اگر کاسہ گدا ٹوٹی

عبث تھی آمد و شد ان تہونکی گلیون مین
کہ ہاتھ کچھ نہ لگا پانون بارہا ٹوٹی

ورود قافلی سے ہو نہ رہزنون کو خبر
مچا نہ شور غضب تجھپہ ای درا ٹوٹی

مدد ہی دل کی رگین کی نہ اشک غم نے کبھی
ملا ہو بحر سے سوتا تو جاہ کیا ٹوٹی

ہمارا عقدۂ خاطر کسیطرح نہ کھلی
لگائے ہاتھ تو دست گرہ کشا ٹوٹی

فلک سی سنگ جفا کب نہ میکدی پہ گرے
خم و سبو کی نہ کس کس و زدستہ پا ٹوٹی

یقین معنی لا تقنطوا رہے دل کو
خدا سے آس نہ ای بندۂ خدا ٹوٹی

نہ استخوان ہوئی ضائع نہ مرکی لحم اپنا
ہزارون زاغ گری سیکڑون ہما ٹوٹی

نہ پھوڑون کسی ظرف شراب کو بیکار
بناؤن جام اگر شیشے کا گلا ٹوٹی

وہ جنس دل ہے ہماری کہ دیکھکر جسکو
حسین ہر ایکطرف سی ہزارہا ٹوٹی

اسیر کسنے یہ گلزار کو کیا تاراج
زمین پہ پھول پڑے ہین ہزارہا ٹوٹی

ہوا خط آشکارا حسن عارض کی تمامی ہے
دہن کا اب تو بوسہ دو یہ باقی لاکلامی ہے

قلم نی وصف اوسکی لعل شیرین کا جو لکھا ہے
جہان مین مثل طوطی شہرۂ شیرین کلامی ہے

جھکی کیونکر نہ خفت سی مرا سر اہل محشر مین
مری اعمال بد سی پلہ میزان سلامی ہے

وہ میکش ہون کہ علم نحو ہی پیش نظر ساقی
کہ ساغر کافیہ ہی خط ساغر شرح جامی ہے

مربی کعبہ معمار الولد ہی ذات حیدر کی
محب اونکا حلالی ہی عدو اونکا حرامی ہے

عدا [illegible]
کباب کبک [illegible] آسمان [illegible] کی شامی ہے

گمان کیونکر نہو اوسپر جو دل سینے سے غائب ہو
ترا دزدِ حنا سب جانتی ہین جو بدنامی ہے

نہو مایوس انسان عالم ذلت مین عزت سے
یہ کنعان کو زینۂ بامِ رفعت کا غلامی ہے

وطن سے ہو سفر مشکل نہ کیونکر خام طبعونکو
جدا ہو شاخ سے کب جب تلک میوے مین خامی ہے

جو بے پروانگی اوس شمع تک پروانہ آتا ہے
تو کہتا ہے عجب اس بزم مین بے انتظامی ہے

چلے جب وہ قدم مُردے ہین مین ہو گئی زندہ
قیامت بادا اونکو شیوۂ محشر خرامی ہے

حسین جو ہے وہ ہی تیری قدِ آزاد کا بندہ
خطِ رخسارہ ہر سرو قد خطِ غلامی ہے

حفاظت سے رہی یوسف کنوی مین نوح طوفان نہین
اوسے کیا خوف ہی جسکا خدا آفت مین حامی ہے

نہین ہم وحشیونکو اور پیراہنکی کچھ حاجت
کہ مخمل سبزہ ہی مہتاب کی چادر تمامی ہے

مخمس مین بھی کوئی وصفِ حسن یار مین لکھون
جہان مین کسقدر مشہور خمسے سی نظامی ہے

اسیر زار کہ سب قدردان اتنا تو کہتی ہین
کہ مشاق نہین یہ بھی صاحب طبع گرامی ہے

تنگیٔ غم دل کو آخر باعث راحت ہوئی
اسقدر بے ہمتی پریشانی کہ جمعیت ہوئی

چھین لے گا کس طرح اسکو زبردستی کوئی
مفلسی بھی کیا کسی زردار کی دولت ہوئی

پوچھنے آئے ہو اب بیمار فرقت کی خبر
مر چکا گذرا زمانہ گڑ چکا مدت ہوئی

یار نے وعدہ کیا تھا خوابمین آئینگے ہم
شب کو ہم جاگا کئے ہم سے بڑی غفلت ہوئی

تیغ ابرو کا لیا بوسہ تو اوس بت نے کہا
کیا خدا کی شان ہے تمکو بھی یہ جرات ہوئی

ساعتیں گن گن کی کاٹی رات ہمنے ہجر کی
گرد کلفت دل مین ریگ شیشہ ساعت ہوئی

تیغ قاتل کو دیا سر جان عزرائیل کو
تنگدستی مین کہان قاصر مری ہمت ہوئی

میرے مرنے سے [illegible]
ہتکڑی کو طوق کو زنجیر کو فرصت ہوئی

رنگ یکرنگی دورنگی سے نے کیا کیا آئنہ
رفتہ رفتہ میری صورت یار کی صورت ہوئی

ذہن مین آیا بڑی مشکلسے مضمون دہن
اس معمی کی سمجھنی مین بڑی دقت ہوئی

عشق جمپکا حسن سے کی عشق نے تائید حسن
آپ کی مجھسے تو میری آپ سے شہرت ہوئی

بھوک کا غم بھوک مین کھایا کئی ہم عمر بھر
جب ہوئی ہمکو تلاش رزق بے ہمت ہوئی

آئنہ دیکھا اگر پیری مین یاد آیا شباب
اگلی صورت اور تھی اب اور ہی صورت ہوئی

وصل کی دولت میسر کوئی ہوتی ہے بزور
بیستون مین رائیگان فرہاد کی محنت ہوئی

چھٹنی کامل ہین فنا کی بعد ہی اونکی نمود
خلق سے معدوم جب عنقا ہوا شہرت ہوئی

بعد مدت قید سے محبوس چھوٹا ای اسیر
جسم خاکی سے جو نکلے روح کو راحت ہوئی

روبہ ہمنشون کو مجہ سے کد ہے
یا شیر خدا دم مدد ہے

ہر ایک بلا اسیر رد ہے
لب پر مرے یا علی مدد ہے

بیہوشی و ہوشیاری اپنی
دریائے جنون کا جزر و مد ہے

ای چرخ کہان تلک یہہ بیداد
ہر چیز کی آخر ایک حد ہے

محشر مین کرینگے دعوی عفو
تحریر خط جبین سند ہے

نزدیک ہماری اوس پری پہ
وحشی جو نہو وہ بیخرد ہے

جب دیکھو وہ رخ ہے زیر گیسو
یہہ آئینہ عاشق نمد ہے

خامہ مرا ذو الفقار حیدر
حاسد عمر ابن عبدود ہے

اوس سے بھی یہہ آدمی ہے بدتر
شیطان کا جہان نہین نام بد ہے

ہے دل مین مری جو داغ الفت
یہہ پھول گل سبد ہے

ہے دختر رز کو پردہ لازم
زاہد کی بہت نگاہ بد ہے

صادق ہی ہمارا دعوی عشق
آنکھین ہین گواہ دل سند ہے

آمدسی ہے اوسکی سینہ مجروح
ناوک ہے الف کمان مد ہے

ہے مسئلہ ذہن غلاسفے
جو آپ کہین وہ مستند ہے

ہٹتا نہین اپنا جسم خاکے
گویا کہ سکندری یہ سد ہے

سب پر ہے اسیر اوسکی رحمت
یہہ ابر محیط چار حد ہے

آئے بہار پیر مغان کا زمانہ ہے
جام و سبو ٹی ہین نیا کارخانہ ہے

آنسو زمین کو آہ فلک کو روانہ ہے
الفت مین بہی نشیب و فراز زمانہ ہے

دور فلک سی اہل زمین کو نہین قرار
ہر مہرہ اس بساط کا خانہ بخانہ ہے

گردش کی احتیاج نہین مثل آسیا
پہنچے کا منہ تلک جو مقدر کا دانہ ہے

چل بزم معرفت مین ذرا سن لگاکی کان
منصور نغمہ سنج انا الحق ترانہ ہے

دل جنکی صاف ہین وہ تواضع پسند ہین
پانی زمین پہ جانب پستی روانہ ہے

ہے دولت جہانکو محبت بخیل سے
قارون کے ساتہہ اب بہی زمین مین خزانہ ہے

سلجہاتے ہین وہ بال الجہتا ہی دل مرا
وہان شانہ ہو رہا ہی یہان درد شانہ ہے

کیونکر بچے گا ناوک مژگان سے دل مرا
ناوک فگن یہہ بال کا باندہا نشانہ ہے

کچہہ حال عمر و خواہش دنیا نپوچہئے
تہوڑی ہی رات طول بہت یہ فسانہ ہے

مضمون چار ابر و جانان جو ہین رقم
جو بیت ہی غزل مین مری چار خانہ ہے

مہمانسرا ے دہر نہین منزل قیام
آگی یہان کوئی کوئی پیچہے روانہ ہے

سوچ کا ہے زیارت شبیر مین ثواب
حق پوچھئے تو کعبہ ہی آستانہ ہے

کیون کر سمند عمر روان ہو نہ تیز رو
جو رشتۂ نفس ہے اسی تازیانہ ہے

حیلے کرین جو مردم دنیا تو کیا عجب
درکار یہان اجل کی لئے ہی بہانہ ہے

دنیا ہے زور ملتی ہے کسکو بغیر زور
اچھی ہین اہل زور انہین کا زمانہ ہے

بہتر ہے دور چار عناصر سی نار عشق
اوڑ جائیگا اسیر یہ بارود خانہ ہی

پیدا تمہارے ذات سی سارا زمانہ ہے
مقصود تم ہو خلقت آدم بہانہ ہے

آیا ہے جو عدم سے عدم کو روانہ ہے
دو دن کی زندگی کا عجب کارخانہ ہے

دیتا ہے ظالمون کو فلک دولت جہان
بندوق جو جہان مین ہے صاحب خزانہ ہے

کافی ہے فرش خاک جنھون نہین بجای فرش
ہر نخل سایہ دار بھی شامیانہ ہے

نادان ہین مال و زر پہ جو رکھتی ہین اعتماد
دولت کسی کی ہی نہ کسی کا زمانہ ہے

دونون جہا تمین ایک حسین ہی وہ [illegible]
کوئی برابر اوسکے نہوگا نہ تھا نہ ہے

سب ہے جمع کاروان عناصر تو کیا ہوا
یہ چار دن مین چار طرف کو روانہ ہے

تجھسا کہان ہی کوئی کماندار ای فلک
تیرے خدنگ ظلم کا عالم نشانہ ہے

پست و بلند بزم خرابات مین نہین
اس بزم مین جو صدر ہی وہ آستانہ ہے

سب ہے غول عاشقون کا جو اوس سرو قد کی ساتھ
پیچھے سپاہ ہی علم آگے روانہ ہے

محفوظ ہین جہان مین آفت سی خاکسار
اسپ گلی کو کیا خطر تازیانہ ہے

ممکن نہین بچے کوئی اوس تیر ناز سے
آئی جو زو پہ طائر سدرہ نشانہ ہے

کیونکر [illegible] بای فقر
[illegible] کا سی تازیانہ ہے

دیکھا ہمیشہ مور و مگس کو شکر کے گرد
دولت ہی جسکی پاس اوسی کا زمانہ ہے

کیونکر بسر نہ ہجر مین کرتے اسیر عمر
قابو کبھی وصال پر اپنا نہ تھا نہ ہے

یاد کی زلف عدم کو تری رنجور چلے
دیکھنے کو جو ہم اوسکا رخ پر نور چلے
ساقیا دور ہو غم لگی پہولی پہوٹین
بیکشو چاہیے ستان گذشتہ کی ہی یاد
آئے مقتل مین بہر طور تمہاری جانباز
کر چکا مین سفر ملک عدم کا سامان
ہم تہی عمر دشت مین عیش سی کیا مطلب تھا
سطح گردون کیطرح خاک یہ تاری چھٹکے
بر گیا سوز جگر خواہش می مین ساقی
موت آجائے اگر معرکہ آرائی پر
رخصت ای اہل جہان سوی عدم جاتی ہین
جلوہ گر نور مین ہوا اور یہی نور ایساقی
سرفروشونکو نہ کیون سہر ہو وبال گردن
دار کہتے ہے کہ سہر دار وہی عشق مین ہو
غم نہین ہے جو کفن ہاتھ نہ آیا پس مرگ
کون اب کوئی کیا مین زیادہ ہو فلیل

شام جب ہونے لگی چھوٹ کی مزدور چلے
خلق چلائی کہ موسی طرف طور چلے
فصل گل آئی ہی جام مے انگور چلے
ساتھ ہے جام کی جمشید کا مذکور چلے
تھک گئی پاون تو آنکھوں سے یہ مسطور چلے
میرے ہمراہ ہو چلنا جسے منظور چلے
راہ دوزخ نہ ملے خلد کو مجبور چلے
میری آنکھوں سے جو آنسو شب دیجور چلے
ہو گئی زخم کہن تازہ جو انگور چلے
زور رستم کا نہ سہراب کا مقدور چلے
سہر کی آنیکی نظین آپکی سمت دور چلے
چاندنی شب مین کوئی ساغر بلور چلے
دوش پر رکھہ کی جو تلوار وہ مغرور چلے
جو قدم بر قدم حضرت منصور چلے
عو آئے عدم آباد سی ہم گور چلے
گر ... چلے

ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی ہین خدا دا اسیر
فصل گل آئے کہین کام بدستور چلے

آمد شام جدائی سی جہان پُر شور ہے
کیا سیاہ آندھی ہی اسمین کس بلا کا زور ہے

راست قد اتنی گئی ہین چرخ کی زیر زمین
کم نہین ہے ترکش پُر تیر سی جو گور ہے

کہتے ہین رہرو گذرتی ہین جو مجمع بالا کی سمت
کیا قیامت کا ہی دن یہ باجو ایسا شور ہے

جتنا جی چاہی زمین گور دی ہمکو فشار
ایک مشت استخوان ہین کیا ہمارا زور ہے

واہ رے تحریر توصیف لب شیرین کا فیض
خط مرا شیرین ہے خامہ نیشکر کی پور ہے

کیا حقیقت تیری مہر و ماہ کی ای آسمان
روز گور اک اسمین ہے تو دوسرا شب گور ہے

اوس رخ رنگین پہ زلفین دیکھکر کہتی ہین سب
واہ کیا صحن گلستان مین گھٹا گھنگور ہے

لوگ حسد سے غیر ہو وی کا جنازہ لیچلے
ہم یہ سمجھے مار مُردہ پر ہجوم مور ہے

دل چرائی کوئی اوس دزد حنا پر ہو گمان
کیون نہو بدنام عالم مین یہ نامی چور ہے

چشم تر مین سیر کی کرتا ہی تصور یار کا
چاہیے مشق شنا پانی کا اسجا زور ہے

نطق شیرین کیا نہ شاعر کو کری گا نامور
کسقدر پتونسی شوری کا جہان مین شور ہے

بے بدونکی قدر نیکون کی کہان آفاق مین
پاسبان بیکار ہے جبتک مقید چور ہے

اوڑتے ہین ہوش اونکی گاقی پر نجانیسی سوا
رشتۂ آواز تار سا نیر بھی دور ہے

دوڑتی پھرتی ہے پر اس سی نکل سکتی نہین
آسمان ہی طاس اسمین عقل انسان مور ہے

حل مشکل کی لئے کوئی سہارا چاہیے
مرد الکن کو سخن تکیہ عصائی کور ہے

آج اوٹھے کل اوٹھے اس دار فانی سی اسیر
بیٹھی ہین تکیہ مین ہم بستر کنار گور کے

کب آتی ہین وہ جھوٹ یہہ آنیکی خبر ہے
نادان مین نہین مجکو زمانیکی خبر ہے

بالین سے مری اوٹھ گئی ڈر کر جو اجا
شاید ملک الموت کی آنیکی خبر ہے

کچھہ منہ سی نہ کہئی جو مجھے قتل کیا ہے
اغیار نہ سن لین یہہ چھپانیکی خبر ہے

بیہوش کیا ہے خبر یار نے ایسا
اپنی نہ خبر ہے نہ زمانیکی خبر ہے

کیون مجھہ سے کہا اوسنے تری خطکو جلایا
قاصد یہ مری دلکی جلانی کی خبر ہے

بیہوش مین آیا تھا گیا پھر سی بیہوش
آنے کی خبر مجکو نہ جانے کی خبر ہے

محروم تماشا ہو نہین باور نہین آتا
محشر مین جو دیدار دکھانیکی خبر ہے

پہناوہ خوشی سے جو میرا ہوا جامہ
ہمکو نہ نئی کی نہ پرانیکی خبر ہے

اک پہر سحر سے پس دیوار لگی ہے
دروازے تلک کیا ترے آنیکی خبر ہے

بولا جو سنا اوسنے لحد مین مرا اگرنا
ہان جھوٹ نہین ہے یہہ ٹھکانیکی خبر ہے

مرنیسے مرے اونکو ہوئی زیب فراموش
آئینہ سی اب کام نہ شانیکی خبر ہے

کہتے ہین یہہ سب ہی اونہین منظور جلانا
روشن ہے کہ یہہ آگ لگانیکی خبر ہے

رجعت تو ضروری ہی اسیر اس مین نہین شک
کعبہ مین یہ قرآن اوٹھانیکے خبر ہے

موت کا ڈر ہی جو ہر دم جان کسکی تن مین ہے
سر گریبان مین نہین ہے تیغکی دامن مین ہے

کچھہ تنہا مین ضعف سی تربت مین کہون ہی نہ ملک
پوچھ لینا تھا یہہ پہلے کوی اس مدفن مین ہے

حبس سی کہتا ہون کہانی اپنی رو دیتا ہی وہ
شکر ہے تاثیر یا تو نہین اثر شیرین مین ہے

عالم پیری مین ہی صحبت جوانو نسی نصیب
سبزۂ بیگانہ ہون پر جا مری گلشن مین ہے

آرزوے تیغ رکھتا ہون نہ قاتلکی ہوس
تیغ کی دوری کا عالم ہر رگ گردن مین ہے

صاف دو ٹکڑی کر گئی ضرب شمشیر اجل
لاکھ جوشن پوش پنہان قلعۂ آہن مین ہے

ظاہرا آراستہ رکھتی ہین یہ خونخوار خلق
دیکھیی جس گرگ کو یوسف کی پیراہن مین ہے

مر گیا اک مہروش کی عشق مین یہہ ہو کی زار
قبر مین مردہ نہین ذرہ کوئی روزن مین ہے

نخل تک رکھتی ہین سودائی قد موزون یار
طوق قمری کی طرح شمشاد کی گردن مین ہے

وصف مژگان نظم کرتا ہون ثنای خلق ساتھ
بوی گل دیتا ہی جو کانٹا مری گلشن مین ہے

آئی اب سیلاب یا بجلی گری یہ دو نہین
ازدحام مور دانون سی سوا خرمن مین ہے

سخت دل کو کب ہی حاصل رتبۂ اہل صفا
آب گوہر مین ہی آتش سنگ اور آہن مین ہے

وحشی یکرنگ ہون مجکو دوئی سی کام کیا
چاک جو میری گریبان مین ہی وہ دامن مین ہے

یاد چشم مست ہی لازم رخ گلگون کی ساتھ
بادہ خوارو بادہ خواری کا مزہ گلشن مین ہے

عالم افلاس ہی لیکن ہین ہم عالی دماغ
بوی شاہی اپنی درویشی کی پیراہن مین ہے

زندگی کا ہی نہ دولت کا جہان نہین اعتماد
قصر عالی مین جو کل تہا آج وہ مدفن مین ہے

تخم یہہ ہی کس میوۂ پختہ مین ہی ایسا مزہ
ذائقہ جو تیری گدرای ہوی جوبن مین ہے

چشم عالم سی چھپایا خاکساری نی مجھے
خاصہ اس ہمن وہی ہی جو الوپا انجن مین ہے

انقلاب عالم فانی تماشا ہی اسیر
زن لباس مرد مین ہی مرد رخت زن مین ہے

کان مین آوے سکے دیکھ کر سب بجلے
لوٹتی ہے ادہر ادہر سب بجلے

نامہ بر کو روانہ کر لون مین
ابر تھم جا ذرا ٹھہر سب بجلے

ہوگئی غائب چمک کی پیش نظر
تھی مگر یار کی کمر سب بجلے

میری تم مین تاکہ نہین آسکتی
[illegible] ہے کہتی [illegible] سب بجلے

مر گئے اوسکے جلوۂ رخ پر
بند کے آنکھ دیکھ کر سب جلے

دم مین آنکھونسے ہو گیا غائب
تو سن یار تھا مگر سب جلے

خرمن صبر جل کے خاک ہوا
تھے مگر یار کے نظر سب جلے

خط مین لکھا ہے حال بیتابی
کیا عجب ہو جو نامہ بر سب جلے

رہ گیا درد دل چمک سے اسیر
ادہر آئے گئے اودہر سب جلے

ہوا شیشی سی ساقی یہ مے گلنار گرتی ہے
تڑپ کر ابر سی یا برق آتشبار گرتی ہے

عجب وحشی ہون وہ زنجیر جو مجکو پنہاتا ہے
سفارش کو قدم پر زلف سو سو بار گرتی ہے

عجب کیا روتی روتی گر گئین پلکین اگر میری
بہت پڑتا ہے جب منہ پہ تو کبہی دیوار گرتی ہے

مری پلکونسی آنسو بہتی ہین یون بہر جانا نہین
دہان مشک سے پانی کی جیسی دہار گرتی ہے

یہ رحمت برستا ہی پی سرسبز ہے عالم
گمان تجکو ہی شبنم بات کو بیکار گرتی ہے

وہ مجرم ہون کہ میری قتل کی مشتاق ہی ایسے
کہ ہر دم پاؤن پر جلاد کی تلوار گرتی ہے

خرابی لاتی ہین رونی پہ جب آجاتی ہین انکھین
کہین چھت بیٹھی جاتی ہی کہین دیوار گرتی ہے

مشقت بھر کا خلق تجکو بہی مناسب ہے
کنوین مین ہر قدم سوزن دم رفتار گرتی ہے

نہین بام رفیع یار کا نظارہ کچہ آسان
سر سپہر فلک سی مہر کی دستار گرتی ہے

اثر اس مین بہی ہے اے باغبان کیا ضعف بلبل کا
کہ دیوار چمن اٹہ اٹہ کی سو بار گرتی ہے

الٰہی سیر کو یہ کون یوسف بی نقاب آیا
کہ غش ہو ہو کی سب خلقت سر بازار گرتی ہے

ہماری اشک گر چشم صدف بہی دیکھ لیتی ہے
نظر سی آبروئی گوہر شہوار گرتی ہے

نگاہ یار یون کرتی ہی جانبازونکی مجمع پر
کسی خرمن پہ جیسی برق آتشبار گرتی ہے

بنا ای کوہ کن اوٹہہ کر لحد سی کوہ کا رستہ
کہ شیرین کہا کی ٹہوکر راہ مین ہر بار گرتی ہے

نگاہ یاس میری دل ہلا دیتی ہی قاتل کا
لرز جاتی ہین بازو ہاتہہ سی تلوار گرتی ہے

چمن مین نالۂ موزون نکر ای دل سمجہہ اتنا
نگاہ باغبان سی بلبل گلزار گرتی ہے

جو محفل مین کوی کرتا ہی ذکر اوس تیغ ابرو کا
تو شمع آسا زبان کٹ کر دم گفتار گرتی ہے

زبان جزو ہی نقصان کل نزدیک عاقل کی
ٹہر سکتے ہی کوئی سقف اگر دیوار گرتی ہے

خدا جانی نظر کسکی لگی اس طاقت دل کو
تنزل ہر گہڑی ہی روز میہ سرکار گرتی ہے

اسیر اس خانۂ تن کا بہروسا کیا ہی پیری مین
عمارت جو پرانی ہوتی ہی ناچار گرتی ہے

مجکو اونکی اونکو میری چاہ ہے
ہے مثل سچ دلسی دل کو راہ ہے

سردمہری عمر کو کرتی ہے کم
دیکہ لو سرما کا دن کوتاہ ہے

ہے چہری اوس طفل کی گویا زبان
مرغ بسمل مرغ بسم اللہ ہے

منہ سی جو نکلا وہ ہے کرتا ہمین
قول اپنا حکم نادرشاہ ہے

بڑہ گیا مجنون سی بہی میرا جنون
عشق کی سرکار عالیجاہ ہے

کہینچ لیجے ای ترک تیغ آبدار
پیاس مین دریا کی ہمکو چاہ ہے

اسقدر تمکو جو نفرت ہو تو ہو
اسے بتو بندے کا بہی اللہ ہے

وصف تیرا عمر بہر کیجے تو کیا
طول افسانہ ہے شب کوتاہ ہے

دیدہ گذرے گہر سے باہر آئیے
در پہ حاضر بندہ درگاہ ہے

نیک و بد مین فرق ای واعظ نکر
آب کوثر فی سبیل اللہ ہے

سنتے ہین ہم بہی کہ ہی اوس کا ہے
سچ ہے کیا جانے کہ یہ افواہ ہے

رکھہ قدم شرع رسول اللہ پر
باغ جنت کی یہ سیدھی راہ ہے

ہون مین اوسکا جس کی باعث سی اسیر
رونق شرع رسول اللہ ہے

کاکل جو اوسکی چاند سی رخ سی سرک گئی
شب چاندنی سی ساری مکان مین چہک گئی

ساقی تمام بزم یکایک مہک گئی
بوتل لنڈہی کہ عطر کی شیشی لنڈہک گئی

کشتی ہماری موج کار کتی ہی خاصتہ للہ
مت جای کی اگر لب ساحل تلک گئی

دار القضا کی سامنی کہنچی لگی شراب
قاضی سی میفروش کی پگڑی اٹک گئی

آنسو گرے مژہ سی تو بادل برس پڑا
اوٹھا جگر مین درد تو بجلی چمک گئی

قاتل نی جلد جلد کئے ایسے سر قلم
روحونکو قبض کرنیکے موت تہک گئی

میرے دل گرفتہ پہ کیا کیا لڑے حسین
پہولونمین ایک غنچہ کی بابت چہک گئی

تشبیہ دی جو ہمنی لب لعل یار سے
یاقوت آبدار کی رنگت چمک گئی

صیاد خود فروش نی گلشن مین تازہ سے
پہر کی لگائی ایسی کہ بلبل پہڑک گئی

شام فراق لیگئی تہی جنس جان قضا
دیکہا جو صبح کو تو مرے سر ٹپک گئی

جام آگیا نظر جو ترے چشم مست کا
زاہد کی مثل مست طبیعت بہک گئی

دوگام اگر مین وحشی آتش قدم چلا
کوسون زمین وادی وحشت کی بہک گئی

پوشیدہ ظلم اہل ستم نی کئی تو کیا
دل دکہہ گیا کوئی تو خبر عرش تک گئی

مین کیا نہ میری گہر سی اوٹھا سلطنت کا بوجہ
دیوار یار ظل ہما سے مسک گئی

دولت ہوئی نصیب جو آئی وہ قتل کو
چمکی جو سر پہ تیغ تو قسمت چمک گئی

پایا نہ کوئی مثل جرس دادرس اسیر

فریاد کرتے کرتی زبان اپنی تہک گئی

جب تلک از و ر چلی صورت جم جام چلے
چال وہ چل کہ زمانی مین ترا نام چلے

دور میدان قیامت نظر آتا ہی بہت
ای فلک تیز ذرا ابلق ایام چلے

ہو نہ آزردہ جو مجہ مست سی شیشی ٹوٹی
ساقیا شیشۂ گردون کا بہی... کچہ کام چلے

منزل دہر مین ہم گرم سفر بیٹہی ہین
کوچ مین دیر نہین صبح چلی شام چلے

دور آخر تو نہ ہم عیش سی محروم رہین
ساقیا عمر چلے جام چلے جام چلے

مر گئے شیب مین غفلت مین گنا عہد شباب
شب کو سو یا گئی ہم صبح کی ہنگام چلے

دار فانی مین ذرا ہم نٹہرتے لیکن
کر چکے خوب جو چلنے کا سرانجام چلے

نوجوانی مین اون آنکہونکا ہی عالم کچہہ اور
کیون نہو قدر کہ تازہ ہین یہ بادام چلے

ہاتہ پر ہاتہ دہری بیٹہی ہین عدلہ تمام
ایخبون موسم گل آئی تو کچہ کام چلے

ہو جو اوس ماہ کو منظور سواری کا جلوس
آگی آگی آ ہی نیزہ لیے بہرام چلے

جس طرف خانۂ صیادسی ہین قصد کرون
ہی یقین سایہ صفت ساتہ مری دام چلے

بلبل و فاختہ لینے کو چمن مین آئین
بہر گلگشت جو وہ سرو گل اندام چلے

تیری کوچی کو جو عشاق چلی سب نی کہا
طرف کعبہ یہہ مومن بنے احرام چلے

تازہ بلبل کوی کیا صحن چمن مین آیا
دام کش دوش پہ رکہہ رکہہ کی جو گلفام چلے

دل مین ہی اوس رخ و گیسو کا تصور ہر گہ
ساتہ ہم لیکے جہانسی سحر و شام چلے

عید قربان ہی بزد میش پہ چلنی ہی چہری
میری گردن پہ بہی قاتل تری صمصام چلے

صبح کو خواب سی جب آنکہہ کہلی اپنی اسیر
طرف کوچۂ محبوب دلارام چلے

ہوئی کبھی تو خوشی ہم حزین ہوئی تو ہوے
لیا تو بوسۂ رخ مورد عتاب سہی

نظر مین ایک سی ہی پستی و بلندی دہر
نشان تک نہین ہے کا لوح تربت کی

خطا معاف ہو صاحب گناہگار سہی
فنای اہل جہا نسے جہان کو کیا پروا

لکھو کرین نہ وہ گھبرا کی ترک ہوک کی سیر
چلی ہین خلد کو حور و نسی دل لگا ئین ہے گے

دل و دماغ فقیرون کو کب ہی شاہی کا
کہا نسی لاہین گی ہمسر آب و تاب گہر

بلا سی غیر تری ہمنشین ہوئی تو ہوے
شہید خنجر چین جبین ہوے تو ہوئے

خاک ہوے تو ہوئے ہم زمین ہوئی تو ہوے
برائی نام جو کندہ نگین ہوئی تو ہوے

قصور ہے ہمسے جو صادر نہین ہوئی تو ہوئے
مکان کو غم نہین غارت مکین ہوئی تو ہوے

دو چار راہ مین ہم سی کہین ہوئی تو ہو
خفا وہ ہمسے وہم دا بسین ہوئی تو ہوئے

ملوک صاحب تاج و نگین ہوئی تو ہوے
حباب بحر جو بالا نشین ہوئی تو ہوئے

زمین مین گڑ چکی ہم ای اسیر کیا مطلب
فساد زیر سپہر برین ہوئی تو ہوئے

دیوانی سر کٹی ہین در یار سی کوئی
در پردہ پتا حضرت واعظ نے بتایا

دل بند ہو گیا فرقت ساقیین ہمارا
در بند کیا شام سی تم سیہ ہی سمجھے

مرغان قفس ہی یہ صیاد کی تاکید
یار و نسے وصیت ہی دم نزع تو اتنی

ہو وہی جہان دست کشی اس سی ہی لازم
دیسے کوئی لیتا ہی تو دیوار سی کوئی

آگاہ تہا خانۂ خمار سے کوئے
نکلا جو اٹھا ابر کا کہسار سے کوئے

ٹکرا سے گا سر یا تو نکو دیوار سی کوئی
پر صاف کری اپنی نہ منقار سی کوئی

آئی مری عمر سی پہ نہ اغیار سی کوئی
کافی اگر افعی کو ہی بیمار سی کوئی

خورشید بہی ہی ماہ بہی انجم بہی فلک پر
بہتر نہین اوس آئنہ رخسار سی کوئی

ہوتی ہین کہین اہل صفا باعث ایذا
زخمی نہوا موج کی تلوار سی کوئی

قاصد لو اٹہاتا نہین پشتارہ مکتوب
حمال بلا لائی بازار سے کوئی

دربند کیا تم نی ذرا یہہ بہی تو سوچو
جہانکی نہ تمہین روزن دیوار سی کوئی

اتنی تو تڑپ ہو نہ اسیران قفس کو
جہوکا ادہر آجائی جو گلزار سی کوئی

ہوتی ہی عطا سنگ کی گیڑی کو بہی روزے
محروم نہین آپ کی سرکار سی کوئی

عریان وہ ہوئی ولین یہہ ٹہرا کی شب وصل
ڈر جائی چمکتی ہوئی تلوار سے کوئی

خس پوش ہی وہ چاہ ذقن خط سیہ سے
تا اسیر ہنو شربت دیدار سے کوئی

کیون ملتجی آب بقا خضر سے ہوتا
کرتا جو سفارش مری خمار سے کوئی

عاشق کو تم اغیار کا مرنا نہ سناؤ
کہتا ہے خبر مرگ کی بیمار سے کوئی

کیون تنگ ہو بوسہ دہن تنگ کا دیگر
ہوتا ہے ترش اپنی نمکخوار سی کوئی

دل نرگس جانان سی اسیر اپنا ہی واقف
پوچھی مزہ اس جام کا میخوار سے کوئی

حال ظاہر ہی گواہ عشق روی زرد سے
ہاتھ رکھ سینہ پہ آہستہ کہ دل مین درد ہے

عالم وحشت مین ظاہر ہی مری سرگشتگی
گردباد دشت کیا گردون گردان گرد ہے

سینہ کیا سد سکندر مین بہی یہہ روزن کرے
فی الحقیقت تو زمین اوسکا نتیجہ فرد ہے

جو کرے خوش مجکو اوسکا ہی عدو ترک فلک
زعفران کشمیر مین مجکو ہنسا کر زرد ہے

ہی خریدار اوسکے مانند زلیخا اپنی جان
روبرو حسن ماہ کی بازار یوسف سرد ہے

یہہ چلے دو گام وہ سار ازبانظی کرے
یاد پائی یار سے [illegible] کی گرد ہے

ہے چمک پہ ہر گھڑی لیکن نظر آتا نہیں
جلوہ اوس کا کیا کسی عاشق کی دل کا درد ہے

عشق چار ابروی جانا نہین ہی مرنا عین زیست
یہہ وہ چوپڑ ہے کہ جس مین مرگی نقد نرد ہے

باغبان تجھکو بھی ہی پرویز کی دولت نصیب
موسم گل مین زر گل گنج باد آورد ہے

وسعت ہمت جو رکھتا ہی بہادر ہی وہی
جس کسی کے ہاتھ یہ میدان رہی وہ مرد ہے

ذکر جنت سنکی واعظ سی مجھی ہوتا ہی داغ
خوگر غم اسقدر یہہ جان غم پرورد ہے

کیا ہماری خاک پہنچے تجھ تلک ای شہسوار
تیز روہی اسقدر توسن کہ صرصر گرد ہے

بحر ہو غالب ہی کتنی اوسکی رحمت قہر پر
ایک اشک گرم مین سارا جہنم سرد ہے

ایک صورت پر ندیکھی نعمت خوان فلک
مہر نان گرم ہی مہتاب نان سرد ہے

کیا حقیقت غیر کی ہی منہ مری چڑھتا ہی کیا
بیجگر ہے بزدلہ ہی ہیز ہی نامرد ہے

مرگئی پر بھی وہی آوارگی باقی اسیر
خاک اپنی گردباد آسا بیابان گرد ہے

در پر جو ترے لحد بنی ہے
بے شمع و چراغ روشنی ہے

اللہ رے ہجر کے درازی
دن دونی مین رات چوگنی ہے

پڑ رہے کسی شجر کے نیچے
کیا چھاؤن ولا گھنے گھنے ہے

زندہ تو فراق مین ہون لیکن
چھائی ہوئی منہ پہ مردنی ہے

لا جلد شراب صاف ساقی
کیا صاف چمن مین چاندنی ہے

سائل ہو فلک سی کوئی کیا خاک
ممسک ہے بخیل ہے دنی ہے

فرقت مین جو وصل ہو عجب کیا
بگڑی ہوئی بیشتر بنی ہے

محفل ہے [illegible] چراغ [illegible]
ساری یہہ تمہاری [illegible] ہے

دل کرتی ہی زخمی اوسکی رفتار
کیا کفش مین تیزی کی انی ہے

وہ کار نہین جنون مین بستر
کانٹی جو چبھی ہین سوزنی ہے

بیرنگ نہین ہی یہ مرقع
تصویر جو ہی وہ روغنی ہے

ہی قصر فلک مکان تمہارا
ہی کاہکشان کہ انگنی ہے

ہم وحشیونکا مکان نپوچھو
صحرای جنون مین چھاونی ہے

ہین ہمتو اسیر پاک طینت
اغیار کو خبث باطنی ہے

ساتھ ہر اشک کی سو لخت جگر کی نکلے
حوصلی آج مری دیدۂ تر کی نکلے

تار ہی آنکھونکی جنہین آہ سمجھتا تہا یہ دل
خوب دیکھا تو وہی داغ جگر کی نکلے

بال کیطرح کیا فکر نے لاغر لیکن
طبع نازک سے نہ مضمون کمر کی نکلے

بعد مدت کی خدائی جو دکھائی شب وصل
حوصلی خوب ادھر اور اودھر کی نکلے

پیچ کہو کام تہا کیا تمکو کہان تہی اشک
شام کیوقت جو آئی ہو سحر کی نکلے

روز و شب ہجر مین سامان محرم کا رہا
خوب رویا جو علم شمس و قمر کی نکلے

سخت نادان ہین جو ہین محو غذا کی طالب
خشک روٹی کی لیی دانت بشر کی نکلے

اوڑ گیا کوچۂ محبوب مین قاصد کیونکر
پر کبھی صورت طائر نہ نشتر کی نکلے

ہی گدائی در دولت کی لیی ننگ سوال
پانون گھر سی نہ ترقی سمت نگر کی نکلے

شکر للہ کہ اوٹھی چہرۂ جانان سی نقاب
آج ارمان دل اہل نظر کی نکلے

ساتھ ہی جوش بہار آنکی بڑہا جوش جنون
داغ چمکی مری پتی جو شجر کی نکلے

جسا دیوانہ تری زلف مسلسل کا کہان
کہ قدم خانۂ زنجیر سے مر کی نکلے

دیکھ لیں ایک نظر اور کہ بالیں پہ ہے یار
دم سے کہدو کہ جو نکلے تو ٹھہر کی نکلے

بٹ گئی میری مضامین شعرا میں پس مرگ
کئی حصہ کئی اس مال میں ترکی نکلے

بحث سے فائدہ جب غور کیا اے ناصح
ساری پہلو تری باتوں میں ضرر کی نکلے

کیا لہو تھا تری سودائی الفت کا کسیں
جوہر ایسے جو تری تیغ نظر کی نکلے

تن سے روح در یار سے نکلی ہے اسیر
روح کو چاہیے نہ اوس رشک قمر کی نکلے

لب پہ اے دل گلہ یار نہ آئی یا نہ آئے
بات میں فرق خبردار نہ آئی یا نہ آئے

وصل کی رات تو نکلی ہوس بوس و کنار
نیند اے طالع بیدار نہ آئی یا نہ آئے

نامہ بر سے ہے یہ نفرت کہ ہے اونکی تاکید
کوئی طائر سر دیوار نہ آئی یا نہ آئے

دیکھیے خاطر سودا ہوگا حسینوں کو غرور
آئینہ بزم میں زنہار نہ آئی یا نہ آئے

پا بگل ہوں غدہ عشق میں ہم بادیہ گرد
عوق اے گرمی رفتار نہ آئی یا نہ آئے

دختر رز سے ہے تاکید یہی ساقی کی
ہوش میں ہے [illegible] ہمکو خبردار نہ آئی یا نہ آئے

آشیانہ سر گلبن وہ بنا اے بلبل
اشک شبنم کی ہے یا جو بہار نہ آئی یا نہ آئے

شمع و گل سے تو ہوئی پروانہ و بلبل ہمدم
ہم تری بزم میں اے یار نہ آئی یا نہ آئے

تو وہ یوسف ہے تری گھر میں تو آنا کیسا
در تلک مردم بازار نہ آئی یا نہ آئے

کوچہ تنگ سے کہتا ہے یہ مطلب وہ پری
کہ سلیمان کا ہوا دار نہ آئی یا نہ آئے

باغبان سے ہے مری خوشی ہو دونکی درخت
کہ خزاں جانب گلزار نہ آئی یا نہ آئے

چاہیے گرد کدورت سے مری دامن پاک
دل کی آئینہ میں زنگار نہ آئی یا نہ آئے

زن مریدوں کو رہی زال جہاں کی خواہش
گھر میں مردوں کی یہ مردار نہ آئی یا نہ آئے

تمہین کہتی ہو کہ کوچہ ہی مراد ارشفا
اس پہ یہ حکم کہ بیمار نہ آنی پائی

رکھہ کبھی دل پہ نہ باریکی عالم کا خیال
بال آئینہ مین زنہار نہ آنی پائی

بعد مدت نظر آئی ہی شب وصل ای دل
نیند آنکھون مین خبردار نہ آنی پائی

کوچہ بازار ہی اوس غیرت یوسف کا مگر
حکم ہے یہ کہ خریدار نہ آنی پائی

نامہ اوس شوخ کو لکھیو فصاحت سی اسیر
چاہیے لفظ کی تکرار نہ آنی پائی

دولت آئی جو کہین آج ہی کل مین نہ رہی
یہ دولہن ایک ہی دولہہ کی بغل مین نہ رہی

کب ٹھہرتی ہی کسی گھر مین عروس دولت
جب یہ کسری و فریدون کی محل مین نہ رہی

کبھی فارغ نہوا قتل سی وہ قاتل خلق
تیغ قبضی کی سوا اوسکی بغل مین نہ رہی

درپی قتل اگر ہی خط پشت لب یار
گفتگو خضر و مسیحا کی اجل مین نہ رہی

ہون فقط وہ بیتاب کہ جسدن مری تصویر کہنچی
ایک ساعت کف نقاش ازل مین نہ رہی

ہاتہ قاتل کا ہوا شاخ شکستہ مری بعد
تازگی نام کو بہی تیغ کی پہل مین نہ رہی

باوضو ہو کی تری مصحف عارض کو چھوا
جای انگشت مری حسن عمل مین نہ رہی

نیش تہا نعمت دنیا مین نہ سمجھی یہ حریص
یاد زنبور انہین ذوق عسل مین نہ رہی

تم جو بی پردہ ہوئی ہو گئی روشن نہ فلک
تیر کی نام کو رخسار زحل مین نہ رہی

دل وہ کیا دل ہی جو فریاد سی لبریز نہین
نی ہمیشہ ہی گولی جو رفل مین نہ رہی

دور گردون نی ریاست سی کیا یہ محروم
کہ زمین شعر کی بہی اپنی عمل مین نہ رہی

خامشی خوب ہی کچہ عالم پیری مین اسیر
فکر کس کام کی شوخی جو غزل مین نہ رہی

پھر دیر سے بتون کی مجکو پیام پہونچے — کعبی کے رہنی والو تمکو سلام پہونچے

اتنی تو پھر کی لاسے پھر خدا سبو مین — سب میکشونکو ساقی اک ایک جام پہونچے

وہ مرغ خوش نوا ہون آیا جو مین چمن مین — صیاد ہر طرف سی لی لیکی دام پہونچے

نزدیک رہ گئی ہی ہمسی عدم کی منزل — برسون چلی ہین رستہ اب صبح شام پہونچے

ہمسایون مین کسی سی راہ اونکو ہی مقرر — پایا جو وقت فرصت بالای بام پہونچے

کس کا لہو بہاکر آئے ہین وہ الٰہی — ہین سرخ آستینین گلگون تمام پہونچے

بزم جہان مین ایسی قسمت تہی ہی اپنی — ممکن نہین کہ ہم تک لبریز جام پہونچے

رزاق ہی وہ سب کا دیتا ہی سبکو روزی — کیونکر نہ رزق سب کو تا وقت شام پہونچے

یہ پیاس کی ہی شدّت جی ڈوبتا ہی میرا — یارب کہین گلی تک آب حسام پہونچے

محفل مین اوسکے جانا ٹہری اگر ہمارا — نوبت کلام کی بہی پہر لا کلام پہونچے

مقبول ہین خدا کی ساری رسل پیمبر — اونکو درود پہونچی انکو سلام پہونچے

اپنی نصیب مین ہی اس دور مین کہان مے — ساقی کا ہاتہ کانپی ہم تک جو جام پہونچے

ارباب حق کے آگی سد زبان ہے لازم — تسبیح خوان رہی جب جب تا امام پہونچے

دہشت اسیر کیسی رحمت ہوئی خدا کی
پہونچی قضا جو اپنی بارہ امام پہونچے

ساتہ ابرو کے رخ پہ خال بہی ہے — ماہ بہی نجم بہی ہلال بہی ہے

ضعف بہی رنج بہی ملال بہی ہے — کچہہ نہ پوچہو کہ مجہہ مین حال بہی ہے

آپ ہین لطف و قہر کی مختار — لب ہلاؤن مری مجال بہی ہے

ہون تو مجرم مگر نہین مجہی پاس — جرم کے ساتہ انفعال بہی ہے

رنگ اوڑایا سب کیا مرا تیرا
سیب جو زرد ہی سہی لال بھی ہے

خوش ہو نظاہر ہین میری مرنے سی
سچ کہو دل مین کچھ ملال بھی ہے

ساتھ تابوت کے چلا جو وہ شوخ
مین یہ سمجھا کہ اسمین چال بھی ہے

خواب کا قصد ساتھ غیرون کے
کچھ کسی کا تمہین خیال بھی ہے

میری مطالب ہین سب جو مثل ہلال
نقص کے ساتھ کچھ کمال بھی ہے

دیکھ لے آسمان پہ حال قمر
کاملون کی لیے زوال بھی ہے

مر ہی جاؤنگا دیکھ کر اوسکو
ایکدن وصل ہی وصال بھی ہے

ترک مطلب کی کر خدا سے دعا
اس سی بہتر کوئی سوال بھی ہے

وہ بلاؤن مین پھنس گیا ہی یہ دل
عشق خط بھی ہی عشق خال بھی ہے

جب ہوس نکر جو میرے مرنیکو
کیا کوئے اور احتمال بھی ہے

کر دیا وحشت چشم نے یہ شوخ
کہ غزل بھی ہی یہ غزال بھی ہے

یہ جو ترنی غزل کہی ہے اسیر
عاشقانہ بھی حسب حال بھی ہے

ہر کو مین اوسکی جستجو کی
چھوٹی نہ گلی رگ گلو کی

باقی نہین دل مین کوئی حسرت
حسرت ہی تو ترک آرزو کی

منصور پکارا اوٹھا انا الحق
تہا مست بہک کی گفتگو کی

گلشن مین نقاب تم بھی اوٹھو
گل لینی لگی ہین رنگ و بو کی

اوڑاہ تری زاہد خشک سی رہی
شکل ایک تیمم و وضو کی

دامن سے جو پونچھتی اشک بچکے
مجھ خاک نشین کی آبرو کی

اہی تیغ جفا کے نگہ نا — سوگند تجھے مری لہو کی
بند آنکھہ ہوئی نہ ہجر کی شب — حالت رہی چاک بی رفو کی
حقا کہ وہ تیغ ہے شناسا — گردن گردن گلو گلو کی
دیکھی شب ہجر جب کواکب — سمجھی کہ یہ فوج ہی عدو کی
ٹہکرا کے نہ چل مزار عاشق — او سالکِ راہ بد سلو کی
پہنا جو کفن سفید سمجھے — یہ صبح ہے شام آرزو کی
اول تو رہی تلاش دنیا — آخر کو اجل کی جستجو کی
عبرت سے کہا بنی جو تربت — سرحد ہی یہ ملک آرزو کی

ہی زخم دہن اسیر اپنا
جو آہ ہے دہار ہے لہو کی

تصور مین جو روی لالہ گون ہے — گریبان نظر گرداب خون ہے
پری وہ یون سی فکر وصل ای دل — غضب سودا قیامت کا جنون ہے
کرین زیر فلک کیا خاک آرام — کہ مسکین زیر سقف بی ستون ہے
دم تحریر غم نالان ہے ہر کلک — قلمدان بہی ہمارا ارغنون ہے
کیا ہی ضعف نی اس درجہ بیحس — کہ جنبش بہی مری عین سکون ہے
مری آگی بیان عشق ای قیس — تجہی سودا ہی وحشت ہی جنون ہے
فلک ہی یا کوئی شیشہ ہی ساقی — شفق ہی یا شراب لعل گون ہے
تلف جیسی ہوئی فرہاد کی جان — سر تیشہ خجالت سے نگون ہے

اسیر اسکو نہین میرا جو ماتم

لباس آسمان کیون نیلگون ہے

کسی دن طور پر وہ گل جو بہر سیر آ نکلے
شجر سی اَنت منی انت منی کی صدا نکلے

ہوئی یہ قید کو مدت کہ غل زنجیر کرتی ہے
رہا ہو جلد یہ قیدی مری گہر سی بلا نکلے

جوانی دی اگر توفی تو یہ بہی ای خدا اُسن لے
شباب اتنا ٹہر جائی کہ دل کا حوصلا نکلے

خیال ضبط ایسا ہی جو تیہر سی کوئی توڑے
نہین ممکن کہ اپنی شیشۂ دل سی صدا نکلے

تصور ہی جو مرنی پر بہی اوس کندن سے چہرے کا
کہُلین تختی جو اپنی قبر کی کان طلا نکلے

مثالی ووتی ہی ظلمت شب تارِ جدائی کی
سہا چمکی تو کیا چمکی قمر نکلی تو کیا نکلے

عبث رکہتا ہے زاہد ہم پہ تہمت بت پرستی کی
چلی تہی جانب مسجد سوی بتخانہ آ نکلے

بلایا ہے ہمین خط لکہہ کی اوس خورشید طلعت نے
روانہ ہون قمر عقرب سے جلدی ای خدا نکلے

یہان تک خلافی ہی گئی اوسکی مصحف رخ مین
جو دیکہی فال ہی عاشق خلاف مدعا نکلے

غبار راہ تاثیر سیہ بختی سی سرمہ ہے
مین ہون جس قافلی مین خاک آواز درا نکلے

ترش ہو ہو کی کیا کیا گفتگو تی تلخ کرتی ہو
کہون مین بہی اگر ایسا تو کہیی کیا مزا نکلے

یقین ہی آدمیت کا نشان مرگ نہ زائل ہو
بجائی سبزہ اپنی خاک سی مردم گیا نکلے

شمیم برگ گل لا ہی کہین صحن گلستان سے
تمنای دل بلبل قفس مین آ صبا نکلے

وجود اللہ کا ہی خلقت کونین سی ثابت
نتیجہ حسب طرح صغرا و کبری سی خدا نکلے

تپ ساری کری بیمار ابہی سا رہی حکیمون کو
مریض عشق اگر ہو کر سو دار الشفا نکلے

زمین گور کو ہم ملک بیگانہ سمجہتی تہے
بہت سی لوگ لیکن اپنی صورت آشنا نکلے

اسیر ایسی کرون طاعت اگر ہو دیر مین جانا
کہین تحسین برہمن بت کی منہ سی مرحبا نکلے

ہجر مین عیش کہان بادہ لہو جام مین ہی
جام ہی میری طرح گردش ایام مین ہی

مردمک طرفہ تری چشم سیہ فام مین ہی
مشک نافہ عوض مغز اسی بادام مین ہی

صید لاغر تہا پہنسایا مجہی چوکا صیاد
مین نہین دام مین گویا وہ مری دام مین ہی

در جانان پہ دی جا کی جو ستک مینی
موت بولی کہ ٹہر وہ ابہی آرام مین ہی

چشم معشوق سی اس بی بصری دعوی
سخت بیمغز ہی سودا اسے بادام مین ہی

رہنی آیا نہین اس منزل ہستی مین کوئی
جو مسافر ہی وہ چلنی کی سرانجام مین ہی

ایک ہی ہو نہ سکا وصف لب اوسکا ہر چند
عمر گذری کہ زبان اپنی اسی کام مین ہی

پہاندتی یار کی دیوار غنیمت ہی یہ وقت
تیرہ شب خواب مین دربان ہی سگ آرام مین ہی

خوف عصیان سی لرزتا ہون تو کہتی ہین یہ لوگ
کثرت مے سی یہ رعشہ تری اندام مین ہی

خانۂ تن کا ہی معلوم ہی منعم کو ثبات
اسقدر صرف جو تعمیر در و بام مین ہی

دیکہہ لی کلک شکستہ کی قلمدان مین جگہہ
توڑ کر پاون جو بیٹہا ہی وہ آرام مین ہی

کیا ہوا سرخ جو ہین تیرہ دلونکی چہرے
شام تاریک ہی سرخی شفق شام مین ہی

تن ہوا از رہ نہایت تو بنا موی کمر
عشق کہتی ہین جسی حسن وہ انجام مین ہی

میری قسمت کی جو دانی تہی سبہی ای صیاد
چاک غربال کی مانند تری دام مین ہی

سیر عالم کی اگر جام مین جم کرتا تہا
ساقیا سیر دو عالم کی مری جام مین ہی

نخوت حسن سی بیفائدہ سو چو تو ذرا
اک حسین اور بہی آئینہ حجام مین ہی

جو مشرف ہوا دوری کی زیارت سی اسیر
سر بر آوردہ وہی حلقۂ اسلام مین ہی

کیا کہین ہم عدم سی کیا لائی
اک دل درد آشنا لائی

تبکدے مین بہل گیا دل زار / اب حرم مین ہمین خدا لائے

مہندی قاتل کی ہاتہ تک پہونچی / دیکہی اب یہ رنگ کیا لائے

مر گئی ہم تو بولی قبر سی سوت / تیری روٹہے کو ہم منا لائے

دی کی دل اوسکو نقد بوسہ لیا / کچہ لگاڑا تو کچہ بنا لائے

دردِ دل جب سنا بگڑ کی کہا / لو نئی داستان بنا لائے

نہوی سبزہ زار خاک لحد / خضر تشریف بارہا لائے

ضعف سی ہم ہین شکل نادید / کوئی خاطر مین ہمکو کیا لائے

نہ ہنسا لوگ تیری محزون کو / زعفران زار بہی دکہا لائے

روبرو اوس صنم کی ہم لب تک / ڈرتی ڈرتے خدا خدا لائے

خط نی اوسکی دکہائی شام فراق / مورچی فیل کو لگا لائے

ہو گرسنہ اگر سگ لیلے / استخوان قیس کی ہما لائے

قاصدون کو جواب جب نملا / پرزے مکتوب کی اوٹہا لائے

دل بغیما اسیر برذ رین / سرو قدی بلند بالا لائے

عشق گیسو وجہ چاک سینہ ہے / حال شانے کا ہمین آئینہ ہے

ہم بہی اوس پیر مغانکی ہین مرید / خضر جسکا خادم دیرینہ ہے

دی کی می تہوڑی بہت سالی نواشت / آج ای ساقی شب آدینہ ہے

وصف قاتل مین پڑہو نہین شعر نو / شاہنامہ دفتر پارینہ ہے

بال سر کی بڑہ کی کملی ہوگئے / تیری وحشی کو یہی پشمینہ ہے

گیا ملی بوسہ وہ رخ ہی زیر زلف
سانپ کی قبضی مین یہ گنجینہ ہے

کب ہی مشکل بام وحشت پر عروج
راہ ناہموار صحن ازینہ ہے

دل جلا اوسکا جو آیا روبرو
روی جانان آتشی آئینہ ہے

عشق رخ مین یہ خمیدہ ہو گیا
سر ہی مصحف رحل اپنا سینہ ہے

کیا کرون ای خضر مین آبحیات
حال اسکندر مجھے آئینہ ہے

کارگر کیا ہوگی تیغ اعتراض
ہر رباعی اپنی چار آئینہ ہے

کام کیا گر دکدورت سے اسیر
صاف اپنا سینۂ بی کینہ ہے

تیری در کی نہ کبھی مجھسے گدائی چھوٹے
ای شہ حسن اگر ساری خدائی چھوٹے

چاندنی شب مین جو بی پردہ وہ چہرہ ہو جائے
شرم سی ماہ کی چہرہ پہ ہوائی چھوٹے

مخلصی زلف کی زنجیر سی پائی لیکن
قید الفت سی نہ ہم بعد رہائی چھوٹے

وصل ہونی پہ رہی ہجر کا کھٹکا باقی
چاہیی ہاتہ سی اوسکی نہ کلائی چھوٹے

ترک ہم رند ہی بی شبہہ کرین بادہ کشی
زاہدو تم سی اگر زہد ریائی چھوٹے

چاہ یارون مین کہان قصۂ یوسف ہی دلیل
جوش پر ہی جو حسد بہائی سی بہائی چھوٹے

تیری کشتونکی جلانی مین مسیحا کو ہی خوف
جی نہ کیونکر دم اعجاز نمائی چھوٹے

وہ مسیحا جو خبر لے کبھی بیمارون کی
مرض و طبع کی بحران مین لڑائی چھوٹے

استقدر وصف مین اوسکی کف رنگین کی لکھون
کہین بازار مین کاغذ نہ حنائی چھوٹے

آستین یار کی ہاتھون مین الہی آجائے
دامن دل سی کبھی داغ جدائی چھوٹے

سرخرو ورنہ قیامت مین شہیدون ہی
حسبر او ترک ترا دست حنائی چھوٹے

ای جرس مغز پریشان ہی تو یی سیف کا
خوب ہو تجہسے اگر ہرزہ درائی چہوٹے

عمر بہر کیون نہ ملون مین کف افسوس اسیر
ہاتہ سے میری جو وہ دست حنائی چہوٹے

رنگ غم جس سی ٹپکتا ہی خوشی ہی تو یہ ہے
خون فشان زخم کیصورت ہون ہنسی ہی تو یہ ہے

مہر بہی رکہتی ہین الفت بہی وفا بہی عاشق
صبر کا نام نہین انمین کمی ہی تو یہ ہے

نشۂ می کا ہی انجام خمار ای ساقی
سب طرح کا ہے مزا یہ مزگی ہی تو یہ ہے

رونق جادہ ہی پرزون سی مری دامن کے
وشت مین خار بچی والونکی گلی ہی تو یہ ہے

سیکڑون حادثۂ مردہ جلا دیتا ہی
لب جانان مین مسیحا نفسی ہی تو یہ ہے

تیغ جلاد گلی سے ملے گی آکر
عید اضحی کی غریبونکو خوشی ہی تو یہ ہے

بادۂ صاف تو سبکو ہین دردتہ جام
کرم پیر خرابات کبہی ہی تو یہ ہے

ساتہ ہی آئین سگے بالین پہ ایہ دم نزع
ملک الموت کی آنی کی خوشی ہی تو یہ ہے

چلتی چلتی سر قرطاس ٹہر جاتا ہے
حسن سب اسپ قلم مین ہی بدی ہی تو یہ ہے

فقر اسے ہی یہ سید ہا امراسی ٹیڑہا
راستی ہی تو یہ ہی دل کی کجی ہی تو یہ ہے

عاشق احمد مختار مرا دل ہی اسیر
اس زمانی مین اویس قرنی ہی تو یہ ہے

لیجیے دل اگر ارادہ ہے
کیا کوئی آپ سی زیادہ ہے

منہ نہ شیشے کا بند کر ساقی
در توبہ ابہی کشادہ ہے

رند زاہد کی کیون کرین تعظیم
کیا کوئی پادشاہ زادہ ہے

کوئی ... کی ... ہے

ابھی کم سن ہے خط نہین نکلا
ورق روی یار سادہ ہے

ہون سوار جنازہ ہو کی خجل
کہ ہر اک آشنا پیادہ ہے

کون پیا ساہی واجب التعظیم
آب شمشیر ایستادہ ہے

جسکو کہتے ہین لوگ موی کمر
صاف ملک عدم کا جادہ ہے

لاغری سے ہی اب تو یہ عالم
کہ مرا رخت تن لبادہ ہے

زور وحشت سی مری قبضہ مین
قوس گردون تلک کبادہ ہے

کچھ نہین فرق سب ایک ہین
ایک بارہ کا خانوادہ ہے

کون گلگو ہے وار میدان
معرکہ باغ سے زیادہ ہے

کل اسوار ہے ہر ایک سوار
ہر پیادہ گل پیادہ ہے

فی الحقیقت تری سخن مین اسیر
ایک عالم کو استفادہ ہے

باغ مین اگر جو شبنم رو گئی
بلبلونکی حق مین کانٹے بو گئی

کس کا شکوہ کیجیے کسکا گلا
تھی مقدر مین جو ہونی ہو گئی

ہجر کی شب منتظر ہون دیر سے
موت یارب مر گئی یا سو گئی

نشۂ زر مین یہ منعم کو ملا
عقل سی بیدار دولت سو گئی

مرحبا اشک ندامت مرحبا
خط عصیان کی سیاہی دھو گئی

وصل کی شب بھی نہ نکلا کام دل
جاگ اوٹھی وہ میری قسمت سو گئی

ہین پیام مرگ یہ موی سفید
جاگ غافل صبح پیدا ہو گئی

بی ثباتی اس چمن کی دیکھکر
بھر رہی تھی خوب شبنم رو گئی

قیصر و خاقان و کیکاؤس و جم
چار دن سب کی حکومت ہو گئی

کون مجھ بیکس کا ماتمدار تھا
خاک پر ہاں آکی بدلی رو گئی

کوئی قاتل سے بچاتا تھا اسیر
پھنس گئی آفت مین جان اتو گئی

سر کی بھل سوی بت بدخو چلے
یون چلے ہم جسطرح آنسو بہ چلے

وصل کی محفل ہوئی میدان جنگ
تیر مژگان خنجر ابرو بہ چلے

باغ ہستی مین سبکروحی سی ہم
مثل رنگ آئی بہ رنگ بو چلے

کب رہ الفت رہی بیراہ رو
ہم جو تھک کر گر پڑے آنسو چلے

جانتی ہین ہم تجھے ای چشم یار
سامری پر بھی ترا جادو چلے

لگا لیون سی بات کی مہلت نہین
کیا کسی کی تجھسے ای بدخو چلے

قد جانان سی ہی باغی سرو باغ
دار پر رکھدون اگر قابو چلے

ہمکو چلنا ہو نقاہت سی محال
ای صبا کوچہ مین اوسکی تو چلے

تیغ چل جائی تو کیا اسکا عجب
جسجگہ ذکر خم ابرو چلے

میوۂ فصلی ہمین بھی چاہیے
دیجیے بوسہ کہ شفتالو چلے

رحم پر لائی سنا کر درد دل
رات اوس سی ہم نیا پہلو بہ چلے

غیر اوسکے پاس ہم دوری اسیر
کیا کرے جسکا نہ کچھ قابو چلے

جو مزی جینی کی تھی سب جا چکے
جان بھی جائی کہین جھگڑا چکے

دن تین گزرین وہی ہے آج کل
ہو گئی ہم ناتوان بس تم آ چکے

ترک الفت دل نہین کرتا قبول حق جو سمجھانے کا تھا سمجھا چکے
وای قسمت تب ہوی وا اپنی آنکھ جب سرا سی سب مسافر جا چکے
اب تو اوٹھوانے کو تابوت آئی لوگ مردی کو مری کفنا چکے
دیکھو یکتائی کا یہ کس منہ پہ ناز آئینہ بھی ہم تمہین دکھلا چکے
روز کی دھڑ کے کہان تک واعظو ہو قیامت کو جو آنا آچکے
اب نہ مانے دل جہنم مین پڑے ختم حجت ہو چکے سمجھا چکے
وصل مین شک ہی کسی کافر کا کام کرکے وہ وعدہ قسم بھی کھا چکے
مرگئے ہو روز کا قصہ تمام کھینچیے خنجر کہین جھگڑا ہی چکے
ای فلک تو ہی لگا تیر ستم ان کمانداروں کو ہم جتلا چکے
جنکو رہنا تھا وہ پیچھے رہ گیے جنکو جانا تھا وہ آگے جا چکے
جانتا ہون بیدماغی آپ کے دل مرا باتوں مین تم بہلا چکے

عاشقی سے اب تو باز آؤ اسیر
دیکے دل سو بار دھوکا کھا چکے

جب دیکھتی ہین پاتی ہین چین بر جبین تجھے پھینکین گی چاک کرکی ہم اپنی آستین تجھے
اللہ رے نور دینے داغ سجود کا سجدی مین صاف دیکھ رہا ہی جبین تجھے
منظور حق ہوا کہ ہو بے پردہ قتل عام کھینچی نہ تیغ قہر بنایا حسین تجھے
ناوان نہ بھاگ گور غریبان سی اسقدر آخر تو ایک روز ہی آنا یہین تجھے
کرتا نہ کوئی قدرت کامل کا اعتقاد کرتا اگر نہ خلق جہان آفرین تجھے
ای غم ہماری گھر سے نجا کہتے ہین اب اور بھی گھر نہ ملیگا کہین تجھے

نفرت ہوتی ہی ایسی مجہی تجہسی ای فلک — نفرین کرون اوسی جو کہی آفرین تجہی

تیری قدم کہان مرا اوجڑا اسکان کہان — ابتو بکمال جذب کا آیا یقین تجہی

بزم خیال اہل جنون مین ہی تو پری — کہتی ہین طالبان جہان حور عین تجہی

شیرین ہی تو یہ خسرو و فرہاد کا ہی زعم — سمجہا ہی قیس لیلی محمل نشین تجہی

حق تو یہ ہی کہ کرتی ہین سب دعوی دروغ — میری سوا کسی نی بہی دیکہا نہین تجہی

ترجیح ہی سخن پہ خموشی کو اندنون — دم بہر اسیر فکر کی فرصت نہین تجہی

جاؤ بہی تمکو اگر جانا ہے — اپنی قسمت ہی مین مرجانا ہے

آشنائی یہ تری بیٹھے ہین — اودہر آنا نہ اودہر جانا ہے

چاہیے شکر جو گذری گذری — آخر اک روز گذر جانا ہے

اس سرا مین ہی مقام اک شب کا — شام آنا ہی سحر جانا ہے

ہم تہی بخت کہان عیش کہان — دن فقط زیست کی بہر جانا ہے

گہر سے نکلے ہین سر راہ مگر — نہین ثابت کہ کدہر جانا ہے

خط لکہی یار تو دولت ملجای — ہنڈوی کا یہ سکہر جانا ہے

عشق ابرو نہ کرین ہم کیونکر — تیغ کی کہاٹ اوتر جانا ہے

کوچہ اوس ترک کا ہی جاۓ تیغ — پانون رکہنا نہین سر جانا ہے

کہو جوڑی سی نزو کی رستہ — زلف کو تا بکمر جانا ہے

دم رفتار دم سرد بہرین — ٹہنڈی ٹہنڈی جنہین گہر جانا ہے

ہجر مین جسم ہی بیجا ای جان — اپنا جینا نہین مرجانا ہے

شام سے کیا ہمین نیند آئی اسیر
کہ سفر نے پچھلے پہر جانا ہے

لگی مین یار کی بدہی وہ بہاری ہی پہولونکی
یہان ہی تیسرا دن وہ طیاری ہی پہولونکی

تمہاری خوشنویسی یا گلستان کا تماشا ہی
جو وصلی ہی خط گلزار کی کیاری ہی پہولونکی

حسین خاموش تہی صد شکر باتین کین دہن کہولے
نمائش ہو چکی غنچونکی اب باری ہی پہولونکی

تونگر چار دن کو پہول لین بی اصل دولت پر
جہان مین مالداری انکی زرداری ہے پہولونکی

خدا حافظ ہی طفل باغبان کا ہمکو کہٹکا ہے
کہ وہ نازک بہت اوڑہو گرانباری ہی پہولونکی

گئی کتنی فلک نی طاق میخوارونکی بیرونق
نہ مینا کاری مینا نہ گلکاری ہے پہولونکی

بہادی بادۂ گلرنگ کا بہی رنگ ای ساقی
چمن مین بہینی بہینی کیسی بو پیاری ہے پہولونکی

حسین کہنی لگی جبسے سر بازار گلباری
ہن آئی گلفروشونکی خریداری ہی پہولونکی

فراق یار مین گل اسقدر اعضا پہ کہائی ہین
کہ اپنی قصر تن مین چار دیواری ہے پہولونکی

بہار حسن آئی تیری مشتاقونکی حصہ مین
مبارک باغبانونکو پرستاری ہی پہولونکی

پہ گسنی خاک کو پایی حنابستہ سی گوندا ہے
کہ چادر میری تربت پر بہت بہاری ہے پہولونکی

اسیر اون عارضونکی یاد مین ہی چشم تر گریان
بہار غم ہی نہر فیض تک جاری ہی پہولونکی

نہ چہیڑ ای صور محشر شور کر کے
ابہی سوئی ہین جاگی رات بہر کے

بڑہا یہ شوق خط تحریر کر کے
چلے ہم پیچہے پیچہے نامہ بر کے

غضب ہی نیم جان قاتل نی چہوڑا
ادہر کے ہین نہ اب بسمل ادہر کے

ہو آنکہون مین قحط اشک شاید
کہ اب آنے لگے ٹکڑے جگر کے

تمہارے ہاتھ سے خط لیکے آیا | قدم آنکھون پہ میری نامہ بر کے
الہی شکر ہی گذری شب ہجر | عیان آثار ہین کچھ تو سحر کے
چلین تقلید مین شیرین ہزارون | قدم اپنی نہ سر کے پیر نہ سر کے
ہوا لبریز اپنا ساغر عمر | پلایا جام اوسی ساقی نی بھر کے
بہت یاد آیا اوس زانو کا تکیہ | جو سوئی زیر سر ہم ہاتھ دھر کے
جہان دریا مین وہ دم بھر نہائے | وہان پل بندہ گیے گرد نظر کے
مری زنجیر کی حلقے ہون یارب | جو دونون پاٹری پہنا دو سفر کے
بتاؤن کیا کہ داغ دل ہین کتنے | گنی جاتی نہین ستی شب بھر کے
ابھی یارب ہوئی شام شب وصل | ابھی آثار پیدا ہین سحر کے
لیی جا کوئی تیشہ ساتھ ای آہ | کواڑی بند ہین باب اثر کے
کسی دعوت مین اونکو بھی بلاؤ | جو بھوکی ہین عنایت کی نظر کے
ملی بوسہ اگر سیب ذقن کا | بہرون میوون سے مین طاق اوسکی گہر کے
بدن گل کا جو ہی صد چاک ای گل | تری تیغ ادا کی ہین یہ جوہر کے
ملا تو غنچہ مرجان سے کچھ | ہماری خون دل سی ہاتھ بھر کے
تری وحشی کو کیا در کار زنجیر | قدم تک بڑہ کی پہونچی بال سر کے

اسیر اوج فلک پر ماہ و خورشید
نشانی ہین کسی تیر نظر کے

صبح شام اپنی صبح شام ہوئی | عمر اسی دور مین تمام ہوئی
کبھی خندان ہوئی تو صورت گل | ہمکو شادی برای نام ہوئی

پردہ اوس روی صاف سے اوٹھا
یا کوئی تیغ بے نیام ہوئی

قتل کو میری ہجر جانان مین
فوج انجم سپاہ شام ہوئی

کون مجمع سے اوٹھ گیا یارب
بزم تسبیح بے امام ہوئی

کون ہین ہم کہان سے آئی ہین
عمر اسے سوچ مین تمام ہوئی

ایسی گھڑیالیون نی شورش کی
نیند وصلت کی شب حرام ہوئی

دست پرنور سے یہ پایا نور
صبح روشن چھڑی کی شام ہوئی

اوس پہ دود آہ سے میری
زلف اوسکی سیاہ فام ہوئی

تیغ ابروکا سنکی وصف کہا
تمکو بھی جرات کلام ہوئی

کسکی عارض کا بندہ گیا مضمون
اور رنگینی کلام ہوئی

دیکھ کر تیری آنکھ کی گردش
بادہ خوارونکو قدر جام ہوئی

تھی تواضع کی جو مجھے عادت
فوت کب وہ تہ حسام ہوئی

اوٹھ گیا ہاتہ خود بخود جو مرا
یہ ہی اک صورت سلام ہوئی

ہون وہ میکش کھلی جو صبحکو آنکھ
مجکو ساقی تلاش جام ہوئی

تھی جو زاہد کی جانماز اسیر
سنتی ہین وہ بھی رہن جام ہوئی

مقدر استراحت کا مکان دیتا تو ہم لیتے
زمین کوی جانان آسمان دیتا تو ہم لیتے

بہت مرغوب دل ہی تھی ہمکو بلبل کی گویائی
خدا ان بیزبانونکی زبان دیتا تو ہم لیتے

عتاب و لطف دونو ایک ہین رنگین مزاجونکی
عوض پہولون کی کانٹے باغبان دیتا تو ہم لیتے

برنگ آئینہ اس بزم مین قانع ہی دل اپنا
مقدر آبروسی لب و نان دیتا تو ہم لیتے

خضر آب بقا لایا تو لایا کسکو یہ دوا ہے
کوئی جام شراب ارغوان دیتا تو ہم لیتے

نبات و قند کی خواہش نہین ہی تلخی کی لذت
جو بوسہ وہ بت شیرین دہان دیتا تو ہم لیتے

اطاعت سی غرض مثل سکندر عذر کیا ہی کو
جو دو شاخین خدائی مہربان دیتا تو ہم لیتے

مرید با صفا ہین مرگ کی تلخی گوارا ہی
پیالہ زہر کا پیر مغان دیتا تو ہم لیتے

نہین بیجا توقف نا بلد ہین کوچۂ جانان سے
ابھی رستہ جو کوئی بھی نشان دیتا تو ہم لیتے

وہ لاغر ہین کہ اپنے نقش پا سی ہم یہ کہتے ہین
جو پڑ رہنے کو تو اپنا مکان دیتا تو ہم لیتے

برای دیدۂ یعقوب ہی مد نظر سرمہ
غبار راہ یوسف کاروان دیتا تو ہم لیتے

اسیر اپنی سخنگوئی کی گل کہتی ہین بلبل سی
خدا ایسی بہار بے خزان دیتا تو ہم لیتے

خاکساری مین نقش پا میرے
ہر قدم پر ہین رہ نما میرے

بڑیان سو ہزار ہیت گڑیان
ہین سلامت جو دست و پا میرے

ایک تو قدردان حسن رہے
قتل عالم کرو سوا میرے

ہاتہ زلف رسا تلک پہونچا
واہ کیا بخت ہین رسا میرے

ایک طرز نگاہ ساقی مین
تمسی ہر روز ہی ہوئی قضا میرے

سخت تابوت مین ہون شرمندہ
دوست سب ہین پیادہ پا میرے

مین ہون اور گوشۂ مزار مرا
پھر گئی ساری آشنا میرے

پھول گلشن مین خار صحرا مین
منتظر ہین جدا جدا میرے

بزم عالم مین ہون مین آئینہ
سیکڑون صورت آشنا میرے

خوف گلچین سے باغ مین نے یار
بھول جاتی ہین دست و پا میرے

نیش غم سی کہان نجات اسیر
کہ عقارب ہین اقربا میری

یہ ربط ہمکو کسی شوخ دلپسند سی ہی
کہ بند بند کو پیوند بند بند سی ہی

تمہاری خال نی چمکا دیا ہی عارض کو
نمود آگ کی اس دانۂ سپند سی ہی

نکل کی تن سی کہان جائیگا یہ طائر روح
رگون کا جال زیادہ اسی کمند سی ہی

کہین مریگا وہ ہوگا شہید راہ خدا
جسی کہ عشق تمہاری حسین بند سی ہی

سوئی پہ بہی ہی یہ اوس شہسوار سی الفت
غبار راہ مین لپٹا ہوا سمند سی ہی

ہماری آہ سی بس ایک تم نہین ڈرتی
وگرنہ سب کو خطر آتش بلند سی ہی

چہری جو یار کی ہر وقت تیز رہتی ہی
کہان کی تمکو عداوت نیازمند سی ہی

کیا ہی عشق نی کس شہسوار کی وحشی
کہ طوق آہن نعل سم سمند سی ہی

بندہی ہوئی ہین ہزارون طیور دل اسکی ترک
زیادہ حلقۂ گیسو شکاربند سی ہی

جواب کہتی ہین کرتی ہین دخل لیا ہمکو
رضا سی کام غرض آپکی پسند سی ہی

رجوع عشق ہی دل کیطرف خدا حافظ
اسیر صحبت قصاب گوسپند سی ہی

ہجر مین حالت بسمل کبہی ایسی تو نتہی
جیسی اب ہی طپش دل کبہی ایسی تو نتہی

آدمی کیا کہ قدم تہکتی ہین سیارون کی
دور آتش بادہ کی منزل کبہی ایسی تو نتہی

صاف بی پردہ ہی قاتل نظر آتا نہین کچہ
حیرت دیدۂ بسمل کبہی ایسی تو نتہی

عکس پڑتا ہی تو سر جسم سی ہوتی ہین قلم
تیزی خنجر قاتل کبہی ایسی تو نتہی

پردۂ گوش جلی جاتی ہین ہو تونکی صبا
گرم آواز عنادل کبہی ایسی تو نتہی

واہ کیا خوب جو اسنے مین نکالا جوبن — آپکی شکل و شمائل کبھی ایسی تو نتھی
قیس آوارہ بگولی کیطرح پھرتا ہی — خواہش لیلی و محمل کبھی ایسی تو نتھی
شکر صد شکر کہ اب پاس ہین ہم دور رقیب — وہان تمیز حق و باطل کبھی ایسی تو نتھی
شاید اوس قاتل خونریز کا کوچہ ہی یہی — راہ چلنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نتھی
آشنا جمع ہین آیا ہی نہانی کو یہ کون — بھیڑ آگی لب ساحل کبھی ایسی تو نتھی
اب یہ کیا ہی کہ ہی محروم تماشا مری آنکھ — آرسی بیچ مین حائل کبھی ایسی تو نتھی
بڑھ کی آئی ہی ادہر کاکل لیلی شاید — پای مجنون مین سلاسل کبھی ایسی تو نتھی
شمع شاید کہ تری آتش عارض سی جلی — پیش ازین گرمی محفل کبھی ایسی تو نتھی
چاک بنکر اوسی اب ور دیا چرخ نی چرخ — گردش کاسہ سائل کبھی ایسی تو نتھی

یہ زمین سہل ہی کیون ہو گرین کہاتی ہو اسیر
شاعری آپکو مشکل کبھی ایسی تو نتھی

شب راہ وصال بت بی پیر نسوجھی — چھایا یہ اندھیرا کوئی تدبیر نسوجھی
نظارۂ قاتل سے نے کیا محو یہ ہمکو — گردن پہ چمکتی ہوئی شمشیر نسوجھی
دھوکی مین مری پانونکو جلادنی کاٹا — زندان مین یہ ظلمت تھی کہ زنجیر نسوجھی
اس درجہ کہچا ضعف کہ ارباب نظر کو — دیکھا جو مرقع مری تصویر نسوجھی
زاہد کو رہا وصف می ناب سی انکار — خفاش کو خورشید کی تنویر نسوجھی
تربت مین کیا عذر تو بولی یہ فرشتی — اب دور کی سوجھی تم تفسیر نسوجھی
تہا قصد کہ اوس سے یہ کہین گی یہ کہین گے — دیکھا جو وہ چہرہ کوئی تقریر نسوجھی
جاتا تہا کہین اور بہک کر کہین پہونچا — نالی کو ہوئین مدتین تاثیر نسوجھی

چاہا تو بہت پر نہوا وصل میسر
تقدیر کے آگے کوئی تدبیر نسوجھی

ایسا دل مضطر کو کیا شوق نی اندھا
راہ شکن زلف گرہ گیر نسوجھی

خط یار کو لکھا تو نہ لکھنے کی برابر
مطلب کی عبارت دم تحریر نسوجھی

تھا بسکہ شریعت سی جدا مسئلہ عشق
قاضی کو مری جرم کی تعزیر نسوجھی

قاصد مگر اوس گل کا مکان باغ ارم تھا
سو بار گیا تو سے تجھے تعمیر نسوجھی

روشن ہی کہ کہنی کو اسیر آپ ہین حافظ
اوس مصحف رخسار کی تفسیر نسوجھی

جرم خالق اسیر کا بخشے
آدمی خوب تھا خدا بخشے

کاش اتنا ہی ہو کہ حشر کی دن
آشنا جرم آشنا بخشے

کوئی قاتل نظر نہین آتا
کسکو مقتول خون بہا بخشے

عشق نے دل کو داغ دی کیسے
سیکڑون باغ دلکشا بخشے

مرض عشق کا علاج نہین
فائدہ کیا کوئی دوا بخشے

کہہ گئے طول میری بیماری
اب شفا خالق شفا بخشے

غائبانہ کسیکو بد نہ کہو
اتنی نیکی تمہین خدا بخشے

ہجر مین ہو کہین وصال نصیب
یا الٰہی اثر دعا بخشے

نکہت اوس گل کی لیکی آئی ہے
دل کو فرحت نہ کیون صبا بخشے

یاد لب مین پیون جو خون جگر
شربت قند کا مزا بخشے

ہی سخاوت علی پہ ختم اسیر
گنج لوگون کو بارہا بخشے

مخمس غزل خواجہ حیدر علی آتش مرحوم

جمع کی تھی جسقدر دل نی بضاعت لیگئی — لوٹ کر زنگی بچی سب مال و دولت لیگئی
ہر نفس مین ہر نون سی بھی فضیلت لیگئی — آنکھ اٹھتی ہی قرار و صبر و طاقت لیگئی
خال مشکین و لبہی مین گوی سبقت لیگئی

لاکھ لغزا وادی وحشت مین پہونچے دل ہی شاد — غیر وقت حال سی اپنی ہون اس ہی کیا مراد
طرز خفافی جنون گردش مین بھی ہی ہمکو یاد — خاک چہانی ہم سکر و حون نی مثل گرد باد
وادی پرخار سی تلوی سلامت لیگئی

ابتدا اسی کچہ محبت کی ہے بہتر انتہا — بعد مردن ہجر کی تلخی و کہاتی ہے مزا
یان شیرین کا عوض ہی چشمہ آب بقا — زہر کہا کر اک شکر لب پر موا ہون یکہنا
قبر پر دشمن گھڑی بہر کی شربت لیگئی

کیا ہوا جو ایک مدت تک رہا عریان بدن — عاقبت محرومی قسمت گئی بدلا چلن
حال دیکھو لی مری السی فی سی پیرہن — عالم اسباب سی حاصل ہوا آخر کفن
چلتی چلتی آسمان ای ہم کو خلعت لیگئی

بسکہ تھی زلف بتان کی سر مین مدت سی ہوا — جبتلک جیتا رہا مسکن رہا ظلمت سرا
شامت اعمال باقی رہ گئی بعد فنا — تیرہ بختی کی اثر نی شام سے گل کر دیا
صبح کو کوئی اوٹہا کر شمع تربت لیگئی

تھی ہوا ای روح افزا کوچہ محبوب مین — کیون نہ جاتا بلبل آسا کوچہ محبوب مین
دیکھکر رنگ تماشا کوچہ محبوب مین — دیدہ و دل نی کہسیٹا کوچہ محبوب مین
کھینچ کر مجکو وحشتی ہی جنت لیگئی

ہی بہار شادمانی سی خزان غم ہم
جو شجر اس باغ مین اگتا ہی ہوتا ہی قلم
ہمسی پوچھو پتی پتی سی تو ہین آگاہ ہم
باغ عالم مین ہی نافہمونکو بی برگی کا غم
سبز تی اس چمن سی زر صورت لیگئے

یون تو کسکی طبع فن شعر مین معزون نہین
میری دیوانسی مگر دیوان کوئی افزون نہین
شعر وصف چشم و کاکل مین بجز افسون نہین
مصحف رخسار کی مضمون سوا مضمون نہین
سب کی مضمون پر مری مضمون فضیلت لیگئے

کچکہ بیماری فرقت ذرا حالت نہتی
دست و پا بیحس تہی بالکل جسم مین قوت نہتی
اور زیر خاک بچنی کی کوئی صورت نہتی
ناتوانی سی فشار قبر کی طاقت نہتی
گور مین بہی تیری عاشق کو اہانت لیگئے

صاف رکہہ دل کو کہ ہو جنت کو بہی تا بعد مرگ
روشنی بہتر کہ مرقد کی سیاہی بعد مرگ
کیا خجل ہونگے جو دیکہین کی تباہی بعد مرگ
کوئی مومن ہو نہ گل ورگل الہی بعد مرگ
وای بر حال اونکی جو دل مین کدورت لیگئے

شہر سی تنگ آگئے ہمبہی گہر بنایا دشت مین
چین لیکن تیرہ بختی سی نپایا دشت مین
دیکھکر لالی کی نکہت داغ کہایا دشت مین
گردش چشم غزالان نی ستایا دشت مین
ساتہ اپنی ہر جگہ ہم اپنی قسمت لیگئے

کون تہا مشفق اسیر ایسا کہ یہان کہتا درود
سورہ الحمد پڑھتا بہیجتا ہمپر درود
مرگئی پر بہی ہنی باقی تو سنگین دل حسود
دیکھہ سکتی تہی کہان کافر مسلمان کی نمود
کہود کر تربت ساز آتش سنگ تربت لیگئے

رباعیات

رباعی

اے اہل عزا چاک گریبان کرو
احمد بھی شریک بزم میں مہمان کرو
ہیں پنجۂ مژگان یہ در اشک ضرور
آنکھوں سے کہو نذر کا سامان کرو

رباعی

اس بزم کی آداب کا لازم ہے خیال
ہے آمد خاصگان رب متعال
نالوں سے کہو اٹھیں برائے تعظیم
اشکوں سے کہو چلیں پئے استقبال

رباعی

افسوس ہیں ظلم کی بانی پانی
اور پایہ نہ فاطمہؑ کا جانی پانی
کہتا ہے جو کٹتا تھا گلا خنجر سے
آواز یہ آتی تھی کہ پانی پانی

رباعی

کس شہ کا یہ ماتم ہے ذرا دھیان کرو
سر پیٹ کے چاک اپنی گریبان کرو
وہ اشک بہیں تو وہ شرف ہوں حاصل
اللہ کو خوش نبیؐ پر احسان کرو

رباعی

وہ سینہ ہی کیا جسمیں کہ یہ درد نہیں
وہ لب نہیں جس لب پہ دم سرد نہیں
سرشہ نے دیا بیعت غدار نکی
شبیر سا دنیا میں جوانمرد نہیں

رباعی

چلتے چلتے رکا جو رہوار امامؑ
ہنگام خرام
شہ بولے کہ یہ زمین محنت انجام
کیا کہتی ہے نام
کی عرض کسی نے کربلا ہے یہ زمین
یا خسرو دین

فرمایا کہ بس یہی ہمارا ہی مقام — منزل ہی تمام

رباعی

پھرتا ہون خویش آفاق کو غمگین ہو کر — پایا ہے ثمر یہ تخم محنت بو کر
اس باغ مین ہی یہ باغبانی میری — ہستی کی درخت سینچتا ہون رو کر

رباعی

سر پر جو خدا کی فضل کا سایہ ہے — دنیا مین وہی امن کا پیرایہ ہے
کثرت ہی رقیبونکی تو کچھ خوف نہین — کم من فئۃ قلیلۃ آیہ ہے

رباعی

ہر چند گرفتار غم و درد ہی دل — لیکن رہ کوشش مین جوانمرد ہی دل
پھرتا ہے زمانی مین یہ ہر چار طرف — مخدوم جہانیان جہان گرد ہی دل

رباعی

واقف نہین دنیا مین کوئی راحت سے — جو دل ہی مکدر ہی غم و محنت سے
کیا زیر فلک گرد کدورت کا گلہ — جز خاک جھڑی خاک ہرانی جہت سے

رباعی

نافہمون کی کیا جمع ہوئی ہی محفل — کرتی ہین بہت علم کا دعوی جاہل
احوال ہی انکی یہ مطابق ہی مثل — لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل

تاریخ وفات مولوی میر قایم علی

سیّد قائم علی عالم — در جنگ عدو زبان او سیف
بر بست ز دہر رخت ہستی — در شدت ہیضہ بی کم و کیف

آمد ز فلک ندای ہاتف	افتاد ستون دین حق حیف
	سنہ ۱۲۷۲ ہجری

تاریخ وفات سید مظفر حسین ضمیر مرثیہ گو مرحوم

سید پاک و شیعۂ مومن | مرثیہ گوی پادشاہ انام
کرد رحلت ز عالم فانی | از خدا یافت در بہشت مقام
گفت سال وفات او دل من | بود سید ضمیر محو امام
 | سنہ ۱۲۷۲ ہجری

تاریخ وفات حشمت علی برادر زادہ ام

آہ حشمت علی دہ سالہ | رفت از دار جہان سوی جنان
سال تاریخ وفاتش گفتم | آہ حشمت ز جہان شد پنہان
 | سنہ ۱۲۷۲ ہجری

تاریخ تالیف ترجمہ حیوۃ القلوب

شد از ناصر خوش بیان ترجمہ | باندازِ نیکو بآئین خوب
قلم سال تاریخ ان ثبت کرد | بہ از دوست کشف حیوۃ القلوب
 | سنہ ۱۲۷۱ ہجری

دیگر

زہی ناصر خوش بیان خوش سخن | امیرؔ سہ کا مداح آگاہ فن
سر دست کی اوسنی نظم صحیح | کتاب حیوۃ القلوب فصیح
کہی اوسکی تاریخ ہاتف نی خوب | کہ منظوم جلد حیوۃ القلوب
 | سنہ ۱۲۷۱ ہجری

تاریخ وفات وصی علیخان بہادر مرحوم

چو خان ذی شان ز دار امکان بباغ فردوس شد خرامان

بماتم خان بجملہ امکان یکی است نالان دگر پریشان

قلم بتاریخ اشک ریزان نوشت مصرع ز تار غزن...

محب یزدان حبیب پاکان حمید ایمان وصی علی خان

تاریخ وفات میر اشارت علی صاحب مرحوم

در جہان سی باغ جنان کو میر اشارت علی سدھارے گئے
صدمہ اون کا سب پر گذرا کہتی ہی سب دنیا ہاے
فکر ہوی تاریخ کی ہمکو آئی ہاتف کی یہ صدا
کامل عالم شیعہ مومن عارف زاہد سید وا ے

سنہ ۱۲۷۲ ہجری

تاریخ وفات نواب امین الدولہ بہادر برای کندہ شدن بر قبر

کوچ از منزل جہان فرمود — آنکہ او بود در وزارت صدر
سال تاریخ فوت گفت اسیر — خواب گاہ وزیر عالی قدر

سنہ ۱۲۷۱ھ

تاریخ وفات زوجۂ برادر کلانم

از جہان زوجۂ برادر من — پیش زہرا برای خدمت رفت
سال تاریخ آن چو پرسیدم — گفت دل مومنہ بجنت رفت

سنہ ۱۲۷۳ھ

تاریخ رہائی واجد علی شاہ از قلعہ کلکتہ در بلبنیہ

برون از اعتکاف آمد شہ ما — بحمد اللہ نمایان گشت یوسف
بگوشش آمد صدا از ہاتف غیب — رہا از کنج زندان گشت یوسف

سنہ ۱۲۷۴ ہجری

تاریخ وفات مسیح الدولہ بہادر در کلکتہ

تار برقی بہم داد عزا او بمن — خبر منتشر مرگ مسیح الدولہ
سال تاریخ ہمان وقت بر آمد زدلم — آہ آہ از خبر مرگ مسیح الدولہ

سنہ ۱۲۷۵ ہجری

دیگر

مرزا علی حسن که مسیح زمانه بود | بیمار شد چنان که سفر کرد از جهان
آمد ندای غیب بتاریخ فوت او | رفت از جهان جناب مسیحا بر آسمان

۱۲۷۰ ہجری

تاریخ وفات دلیر الدوله مرزا حیدر صاحب بهادر

دلیری که از دولتش بود شهرت | شجاعی که مشهور همنام حیدر
بتاریخ فوتش ندا کرد هاتف | که جا یافت حیدر بقرب پیمبر

۱۲۷۱ ہجری

دیگر

میرزا حیدر آن امیر کبیر | آسمان بود و در زمین در شد
سال تاریخ فوت گفت اسیر | فوق جنت سمی حیدر شد

۱۲۷۱ ہجری

تاریخ مثنوی میان صغیر

نامه بر آورد ز دست صغیر | نامه پیچیده بنام اسیر
صورت الفاظ فضای چمن | معنی او نکهت مشک ختن
بود رقم مثنوی گفته ام | گوهر نایاب سخن سفته ام
نیز در و خواهش تاریخ بود | الفت دیرینه از و در نمود
گفت دلم مصرع تاریخ سال | واه عجب مثنوی بی مثال

۱۲۷۶ ہجری

تاریخ وفات نواب عاشور علیخان

عاشور علی که بود نواب | خوش صاحب هوش طوطی هند
در باغ جنان ز باغ هستی | شد جلوه فروش طوطی هند
تاریخ وفات گفت هاتف | گردید خموش طوطی هند

۱۲۷۶

تاریخ طبع تذکرهٔ میر محسن علی مسمی به سراپا سخن

نمود جمع چو محسن علی عالی طبع | سخن بوصف سراپای خطان مجموع
نوشت مصرع تاریخ سال کلک اسیر | بطبع طبع سراپا سخن بود مطبوع
۱۲۷۷ ہجری

تاریخ دیوان میان خطا بخطا

حبذا دیوان که شعرش تازه کرد | مغز جان چون بوی زلف دلربا
کلک مشکین سال تاریخش نوشت | دور از آهو زاده این مشک خطا
۱۲۷۷ ع

تاریخ وفات زوجه مرزا محمد باقر

زائره از عالم فانی گذشت | شد بجنت از ره خوش نیتی
بر در فردوس اعلی چون رسید | گفت رضوان زاد علی فی جنتی
۱۲۷۷ ہجری

تاریخ تولد طفل نجابت نشانه سید علی محمد صاحب خلف مجتهد العصر

قبله و کعبه جناب مجتهد | قرعهٔ دولت بنام شان فتاد
گشت پیدا پور فرزند خلف | عمر او تا یکصد و سی سال باد
گفت هاتف سال مولود این چنین | آفتاب علم مهر اجتهاد
۱۲۷۷ ہجری

دیگر

شد نور پور مجتهد العصر جلوه گر | عمرش بسان خضر الهی دراز باد
تاریخ گفت بهر ولادت سروش غیب | آمد گل طرب بگلستان اجتهاد
۱۲۷۷ ہجری

تاریخ وفات دختر فقیر

وزیر النساء دخترم آه آه | نمود از جهان سوی جنت سفر
بتاریخ فوتش نمودم چو فکر | بگفتم که ای وای لخت جگر
۱۲۸۱ ہجری

تاریخ وفات زوجه ثانی فقیر

از دہر زوجہ دو منیم سفر نمود — در چشم من ز فرقت او تیرہ شد جہان
خضوان بگفت سال وفاتش بگوش من — آباد زیر سایۂ زہراست در جنان
۱۲۸۲ھ

تاریخ وفات میر محمد علی صاحب برادر کلان فقیر

گذشت از رہ ہستی چو میر محمد علی — کہ حور عین بعزائش کشادہ مو باشد
چنین نوشت بتاریخ فوت او کلکم — کہ بارگاہ جنان خوابگاہ او باشد
۱۲۸۲ ہجری

تاریخ وفات شیخ مظہر علی صاحب مرحوم

گذشت از جہان شیخ مظہر علی — کہ مہدی علی ہست ہمسلک او
نمودم رقم سال تاریخ فوت — بود در بہشت برین ملک او
۱۲۸۲ ہجری

تاریخ وفات مرزا امراو جان در کلکتہ

مخلص و شاگرد من امراو جان — رفت ز کلکتہ بسوی عدم
کرد رقم خامۂ من سال فوت — شد ز جہان یافت مقام ارم
۱۲۸۳ھ

تاریخ نقل روضۂ مبارک

زائری از کربلا آورد از بہر ثواب — روضۂ چوبین شبیہ روضۂ شاہ ہدا
دیدم و تاریخ سال او رقم کردم اسیر — نقل کالاصل مزار شافع گلگون قبا
۱۲۸۰ ہجری

تاریخ وفات میر ابوتراب انسخ

انسخ وفات یافت انسخ وفات یافت — شد در جنان شتاب شد در جنان شتاب
تاریخ گفت دل تاریخ گفت دل — ای وای ابوتراب ای وای ابوتراب
۱۲۸۰ ہجری

تاریخ وفات اعظم علی شاہ

شاہ اعظم علی بلند مقام — رفت و خاکی گذشت بستر فقر

سال تاریخ فوت گفت خرد
بادشاہ جہان کشور فقر
۱۲۶۰ ہجری

تاریخ طبع دیوان منقبت

شد طبع شکر بمدح ائمہ دین
مشتاق دوست باشد ہر کس اہل ایمان
کردم چو فکر سالش تاریخ تازہ گفتم
گلدستہ امامت مطبوع طبع پاکان
۱۲۸۳ ھ

تاریخ وفات جناب مولوی سید محمد صاحب مجتہد العصر

جناب مجتہد العصر سرور علما
ہمہ کرم ہمہ ہمت ہمہ خرد ہمہ رای
ازین سرای فنا جانب بقا رفتند
بقصر گلشن فردوس اد رضوان جای
اسیر مصرع تاریخ سال کرد رقم
ستون کعبہ دین مین فتاد زپای
۱۲۸۴ ہجری

دیگر

ہی غم مجتہد دوران سے
دل احباب علی مین رخنہ
ہوئی تاریخ بفحوای حدیث
کہ پڑا دین بنے مین رخنہ

تاریخ وفات انانی خانم

عصمت بنیاد زوجہ افضل بیگ
افسوس صد افسوس گذشت از عالم
بست و پنجم بد از جمادی الاولی
کین سانحہ رو نمود از کتم عدم
میداشت ز بس مولوی گنج قیام
کردند ہمہ اہل محلہ ماتم
تاریخ نمودم چو طلب ہاتف گفت
شد وای بسوی جنان انانی خانم
۱۲۸۰ ہجری

تاریخ وفات میر علی اوسط رشک

کرد افسوس صد افسوس قضا
از قضا میر علی اوسط رشک
گفت تاریخ ...
نشت کجا میر علی اوسط رشک

تاریخ ولادت دختر غضنفر علی سلمہ

ہوی پیدا ہزاران شکر باری
ہزارون دختروں مین ایک دختر
خبر پہونچی ولادت کی جو مجکو
کہی تاریخ مین نی نیک دختر
۱۲۷۴ ہجری

تاریخ شفای نوابصاحب

ہزار شکر کہ نواب کو ہوی صحت
ہر ایک دور بلا ہو گئی شفا پائی
کہا یہ مین نی پی نذر مصرع تاریخ
دعای خلق روا ہو گئی شفا پائی
۱۲۸۱ ہجر

مثنوی و تاریخ صحت

ایکدن یہ شہر مین آئی خبر
ہی جوان روزوں رئیس رام پور
طبع عالی جس پہ سبکو ناز ہی
سنکی اسکو دل پریشان ہو گیا
منہ سی یہ بیساختہ نکلے دعا
دل مین آیا کون سے تدبیر ہو
بہیجی کوئے حکیم نامور
یا کوئی ہاتہ آلے تعویذ شفا
خضر لیجائین تو دن ہو خواہ رات
کیمیاگر کاوش ملجائی کوئی
ہی مناسب نسخہ تدبیر کے
ہو گیا دن اسی تردد مین تمام
ہمنی بہی وڑتی سی سن پائی خبر
آفتاب اوج اقبال و شعور
کچہ نصیب دشمنان ناساز ہی
خانۂ آرام ویران ہو گیا
دی خداوندا اوسی جلدی شفا
باعث صحت جو بے تاخیر ہو
جسکی نسخہ مین ہو صحت کا اثر
بہیجی اوسکو کہ ہو آب بقا
لیکی اوسسے بہیجی آب حیات
نسخہ اکسیر ہاتہ آئی کوئی
کیجیی پڑیا روان اکسیر کی
پڑہ کی مغرب سو گیا مین وقت شام

روح سیارہ ہوئی سیار وہر
چاند نی چھٹکی ہوئی بالای بام
فرش پر زیبندہ مسند نور کی
زیب مسند ایک مرد باشکوہ
قدرت حق چہرہ نورانی جبین
گرد خادم جنکی پاکیزہ لباس
شوکت و حشمت نظر آئی یہ جب
کون ہو تم کون یہ عالی مقام
ایک خادم نی کہا ہم ہین ملک
حضرت عیسی ہین یہ مسند نشین
جب سنا اوس سی یہ مژدہ جانفزا
التجا کی چاہتا ہون اذن بار
عرض کی خادم نی آیا لیگیا
سامنے جب مین گیا تسلیم کی
مل کی آنکھونکو قدم سی یون کہا
حکم اگر پاؤن کہون مین ما لیس
چشم و ابرو سی اشارہ جب ہوا
عرض کی حضرت بڑی ممتاز ہین
اک جوان مہ لقا خورشید چہر
پہونچی اک کوٹھی پہ پہر کر شہر شہر
فرش نورانی بصد زیب تمام
طور پر جیسی تجلی طور کی
کوہ جسکی بار تمکین سے ستوہ
ورد حمد رب عالم آفرین
بیٹہی ہین مہتاب انجم اس پاس
مین نی پوچہا باندہ کر دست ادب
کون یہ مسند نشین عرش احترام
یہ مقام خاص ہی چارم فلک
مہر ساں جنکی چمکتی ہی جبین
جان مین جان آگئی خوش ہوگیا
مین بہی ہون تسلیم کا امیدوار
پیش محسن عالم تار الیگیا
واجب التعظیم کی تعظیم کی
ایک اس ناچیز کی ہی التجا
ہی وہ ای ہمرعرض حضرت کی پاس
مین یہ سمجہا اب مرا مطلب ہوا
سب یہ روشن آپکی اعجاز ہین
آفتاب و ماہ رشک ماہ و مہر

آفتاب آسمان برتری … ماہتاب اوج عالم پروری
حاتم بزم سخاوت روز بزم … رستم میدان جرات وقت رزم
دستگیر و دافع آفات خلق … ناخدائی کشتی حاجات خلق
لالۂ سیراب گلزار جمال … یوسف بازار حسن بیمثال
مشتری طلعت رئیس ابن رئیس … آسمان رفعت رئیس ابن رئیس
وہ بہادر جسکا شہرہ عام ہے … نامور کلب علی خان نام ہے
جانتا ہی جسکو کچھ اخلاص ہے … ضیغم حق کا وہ کلب خاص ہے
ہوگیا وہ اک مرض مین مبتلا … آپ اگر چاہین تو حاصل ہو شفا
فیض بخشی آپ کرتی ہین مدام … فی سبیل اللہ اک صحت کا جام
سنکی میری عرض وہ معجز نما … جنبش لب سے ہوئی یون جانفزا
جانتی ہین ہم وہی عالیمقام … تافلک پہونچا ہی اوسکا احتشام
پیشتر آنی سے تیری کی دعا … دی خدائی پاک نی اوسکو شفا
موج زن دریای رحمت ہو گیا … خلعت صحت عنایت ہو گیا
جا سنا دی مژدۂ صحت اوسے … تندرستی کی ملی دولت اوسے
تہا یہ سامان تہا فضل رب پاک … کہل گئی جو میری چشم خوابناک
خواب سی چونکا جو مین وقت سحر … نامۂ احباب آئی بیشتر
صحت نواب جو تحریر تہی … خواب کی میری وہی تعبیر تہی

ہو گئی تاریخ بہی سبطے جد و کد
صحت جسمی مبارک تا ابد
۱۲۸۲ ھ

تقریظ ناصح

بنام خالق انسی و جانی | که پیدا کرد الفاظ و معانی

دمیده جان معنی در تن لفظ | چه یوسفهاست در پیراهن لفظ

ازین یوسف نموده گرم بازار | هزاران چون زلیخایش خریدار

زبان را نطق داد و گوش را سمع | بگوش آواز و در فانوس چون شمع

زبان چون شمع در بزم سخن شد | از و روشن سخن را انجمن شد

دران بزم سخن اول کلیم است | که مشتاق سخنهائی قدیم است

زبانش ان ازل چو چهره افروخت | ز برق لن ترانی خرمنش سوخت

بختم الانبیا چون نوبت آمد | بگویائی زبان قدرت آمد

به بزم لامکان از همکلامی | تکلم یافت تشریف تمامی

کلام الله ازان معنی ست جلوت | بجلوت پردگی آمد ز خلوت

بچشم دل فصیحان در نظاره | ز هر لفظش فصاحت آشکارا

زهی انوار الفاظ و معانی | برآمد از زبان بی‌زبانی

درین ره هر که پا با اقتدا زد | قدم در وادی صدق و صفا زد

فصاحت در کلام هر که جا یافت | قبول خاطر خلق خدا یافت

سخندانان که در آفاق بودند | چه محنت در سخن سنجی نمودند

بجد و جهد خوش گفتند و رفتند | به نظم و نثر در سفتند و رفتند

درین دوران که هر فن را کساد است | خصوصا علم نقش آب و باد است

کسی گر یوسف معنی برآرد | [illegible]

زنا فهمی که دارد خلق آئین — یکی شد در جهان تحسین و نفرین
ز حیرانی دهان صفحه باز است — صریر کلک آه جانگداز است
ز بس گردید قحط قدر دانی — نمانده آب در بحر معانی
ز بس نامنصفی نقش ضمیر است — چو عنقا مرغ مضمون گوشه گیر است
مگر خالی نماند بزم ایام — فروزد شمع نو هر شب سر شام
ز بس از گردش این هفت گانه — دگرگون هست احوال زمانه
اگر جامی شود خالی سر شام — سحرگه پر ز می گردد دگر جام
هویدا گردد آخر قدر دانی — که سازد گلخنی را بوستانی
گهی در خانه یوسف دردمند است — گهی بر تخت شاهی سربلند است
نباشد در جهان گر چشم بینا — جدا سازد که گوهر از مینا
کرم بر خلق رب ذو المنن کرد — که پیدا قدردان علم و فن کرد
ز غیب امد بعالم قدر دانی — که شد آباد از فیضش جهانی
سخندان قدردان هر سخندان — بهادر نامور کلب علی خان
قلم از شعشعهٔ مهر فلک داد — مدادش مردم چشم ملک داد
چو لوح عرشش سر لوحش منور — طلای مهر صرف جدول زر
حروفش پردهٔ ظلمت صفات است — معانی چشمهٔ آب حیات است
نقط در انتخاب از خامه اش ریخت — که نیسان خود ز پرویزن گهر ریخت
کلام هر که کلک او پسندید — ز شادی روح او صد نیزه بالید
سخن‌سائی که درج آن بیاض است — همین گلدستهٔ از صد ریاض است

نگہ از دیدنش گردد رگ گل — فدای ہر نگاہش دل مثل بلبل

بروی خلق وا شد باب معنی — صد احسان کرد بر ارباب معنی

باین احسان باین عالم نوازی — ہنر او رست او را سر فرازی

الٰہی صاحب اقبال باشد — بعالم تا صد و سی سال باشد

مثنوی در جواب شقہ کلب علیخان بہادر

خدا کی ہی عجب بندون پہ رحمت — کہ گھر بیٹھی عطا کرتا ہی دولت

کرو جسکی تمنا سالہا سال — وہی جلوہ دکہای نجم اقبال

جو شام ہجر ہی اوسکی سحر ہے — دعائی نیمشب مین کچھ اثر ہے

سنا تہا جبسے یہ مژدہ کہ نواب — سپہر فیض کا مہر جہانتاب

ہمہ خُلق و ہمہ حلم و ہمہ جاہ — موید روز اول سے من اللہ

ہوئی مسند نشین جاہ و حشمت — بڑہی ہر آرایش تخت حکومت

ہوا تہا یہ محیط عشق کا جوش — کہ مثل موج تہا کشادہ آغوش

قدم کیا اونُون گہر سی بڑہایا — اشارہ ہی تو کچہ آقا کا پایا

قدامت کی سوا تازہ ہی یہ بات — لیا اونسی بڑا احسان یہ بالذات

نہ تہا تفویض کوئی کام ہرچند — نہ کی وجہ معین آجتک بند

عمائد مین رہی یہ بات مشہور — اسیر اونکا ملازم ہے بدستور

اس احسان پر اگر ہو جان قربان — ذرا سر سے نہ کم ہو بار احسان

زیادہ اس سی ہی یہ سر فرازی — کہ آیا شقہ عاجز نوازی

الٰہی فضل تیرا کس قدر ہے — کدہر سجدہ کرون کعبہ کدہر ہے

کہا دل نے کہ چل جلدی روان ہو / گئی پیری بڑہی قوت جوان ہو

سفر کا ہو چکا جسوقت سامان / یہ ظاہر ہے کہ ہے مجبور انسان

کہا اطفال نے ہو کر یہ خونبار / جدا ہونگی نہ ہم دامن سے زنہار

سبب یہ ہے کہ قبل اس ہی گئی ماں / عدم کو میری منکوحہ نے لی راہ

بہت کم سن ہین جو باقی ہین اطفال / کفالت سے نہین مین فارغ البال

کیا ہے عقد فرزند کلان اب / خیال دخت ہے ہر روز و ہر شب

انہین کے وزرون مین کہتا ہون ادا / کبھی مدت نہ اب اسمین زیادہ

یقین ہے فضل رب انس و جان سے / سبک ہو جاؤن اس بار گران سے

علاوہ اسکی عارض ضعف پیری / عصا ہے بس خدا کی دستگیری

غرض ایسے عوارض آئے جب پیش / ہوا مجبور ان وزرون مین دلریش

توقع شان رحمت سے ہے لیکن / کہ عذر بندہ ہو مقبول محسن

خدا چاہے تو بعد چند ایام / یہ دولت بھی کرے حاصل یہ ناکام

الٰہی جبتلک ہین ماہ و خورشید / رہے یہ دولت و اقبال جاوید

قطعه

کاری که حیف صاحب عالیمقام کرد / از گفته مسیح علیه السلام کرد

لطفی که زنده کردن خلق ست نام او / آغاز ازان زمانه شد و او تمام کرد

مهر عطاش شام غمش را سحر نمود / صبحی اگر کسے بامیدی سلام کرد

ونمود خلق بدور او هست اگر بجاست / هر جاست شهد لشکر مور ازدحام کرد

او از صفای قلب [illegible] نشد / جمشید اگر نظاره گیتی بجام کرد

آمد پسند خسرو لندن چو دانشش ‏ ‏ ‏ او را درین دیار مدار المهام کرد

از بهر بندوبست اوده از سر کرم ‏ ‏ ‏ قدرش بلند ساخت که قائم مقام کرد

او هم بلند نامی آقای خویش خواست ‏ ‏ ‏ آبادی جهان زره انتظام کرد

کشت امید انفس و آفاق سبز شد ‏ ‏ ‏ چون ابر نوبهار چنان فیض عام کرد

آورد در نگاه بیک ورده ملک را ‏ ‏ ‏ دور قمر بگردش چشمی تمام کرد

فرمود بندوبست به تنصیف بلکه کم ‏ ‏ ‏ حکام تخت خود همه را نیک نام کرد

تاریخ معدلت که دو جلد آمد از ازل ‏ ‏ ‏ کسری یکی نوشت دگر این تمام کرد

حاتم بوقت همت و نوشیروان بعدل ‏ ‏ ‏ رستم دمی که تیغ جدا از نیام کرد

دارا به فروجاه و سکندر بمرتبت ‏ ‏ ‏ تسخیر صد دیار بزور حسام کرد

روشن زمین درگه پاکش چنانکه چرخ ‏ ‏ ‏ از خاک برد ذره و خورشید نام کرد

صد عقده را ز ناخن تدبیر حل نمود ‏ ‏ ‏ در پیش هر مهم که شد کشش انتظام کرد

در منزلی که گشت فروکش دم سفر ‏ ‏ ‏ گردون بسر دوید و طواف خیام کرد

راهب ز دیر آمد و شیخ از حرم رسید ‏ ‏ ‏ روزی که حکم دخل بدربار عام کرد

قوم هنود رام مسلمان اطاعتش ‏ ‏ ‏ واجب بخود چو روزه بماه صیام کرد

هرکس بعهد امن بخواب فراغت است ‏ ‏ ‏ زان رو که در رفاه جهان اهتمام کرد

برخاست از عدالت او بسکه رسم ظلم ‏ ‏ ‏ سنگ از برای صلح بمینا پیام کرد

گل ساخت غنچهٔ دل خلق از نسیم فیض ‏ ‏ ‏ وز موج بوی خلق معطر مشام کرد

تبدیل ساخت رنج جهان کهن بعیش ‏ ‏ ‏ گلنار جامهٔ فلک سبز فام کرد

هر چند انتقام جهان هست کار او ‏ ‏ ‏ هم در دیار علم و هنر انتظام کرد

تحصیل علم و کسب کمال است پیشه اش
عمر عزیز صرف بخدمت مدام کرد

همپایه کسائی و فرد ابصرف و نحو
با بو علی بحکمت و منطق کلام کرد

شامی بکسب علم ریاضی سحر نمود
صبحی بفکر انجم و افلاک شام کرد

طاوس گشت خامه رنگین بدست او
در روضه عبارت رنگین خرام کرد

در هر زبان باهل زبان گشت همکلام
در هر هنر باهل هنر انضمام کرد

صیاد فکر او بخدنگ افگنی دهن
وحشتی هزار طائر معنی بدام کرد

هنگام فکر بهر بکرد بیان فرد هنر
محراب دید و سجده رب انام کرد

بهر طرب شبی که ببزم طرب نشست
حاضر سپهر شیشه و خورشید جام کرد

از شب حسود مرتبه اش از شکست رنگ
گلگشت ماهتاب ببالای بام کرد

کس قدردان علم و هنر نیست مثل او
هر جا که یافت اهل هنر لطف عام کرد

ای مهر فیض بر من مسکین بچشم لطف
بنگر که چرخ صبح مرا همچو شام کرد

بر صفحه زمانه فلک از خمیدگی
قدم که بود مثل الف شکل لام کرد

اکنون ز جور چرخ بنالم که طالعم
شد خضر راه و حاضر دربار عام کرد

در وصف او که چند در نظم اسیر سفت
عز قبول یافت حصول مرام کرد

تا بنده مهر دولت و حشمت مدام باد
خوش گفت این دعا و قصیده تمام کرد

قصیده

همدم مپرس از من غم دیده شرح غم
بی انتهاست چون کرم صاحب اعظم

سلب [illegible]
[illegible]

گم کرده ام طریق و زمن خضر بیخبر — کشتی شکست لطمهٔ موج ست جوش غم

آخر چه کرده ایم قصور تو ای فلک — حق حق بگو ترا بمه و مهر خود قسم

بار ابذرده هم ننوازی درین عطش — در دست دیگران می صافست و جام جم

گفتم هزار بار و بگویم هزار بار — آخر ترحمی که نیم لائق ستم

بندی اگر چنین پی تخریب من کمر — نالم به پیش حاکم ذی قدر ذی حشم

آن حاکم رحیم که صیت عدالتش — از ملک هند شهرهٔ عام است تا عجم

انصاف و فضل جمله قضایا بدست اوست — ذی فهم موشکاف سخندان مسیح دم

ای کلک ما بخدمت داور رسیده ایم — کن مطلعی بطرز مخاطب کنون رقم

مطلع ثانی

ای حاکم عدالت نوشیروان شیم — حکم تو در میانه هر خیر و شر حکم

بر رای مستقیم تو سهل ست و سهلتر — فصل مقدمات که امریست بس اهم

تقسیم جزو لایتجزی محال نیست — هنگام حرف چون دو لب تو شود زهم

گویم چو شاه ملک معانی ترا بجاست — قرطاس تخت و طبل دوات و قلم علم

اهل قلم که دعوی تحریر میکنند — هستند سرنگون بحضور تو چون قلم

بیش و کم جهان که زعدلت برابرست — اصلا تفاوتی نبود در دق و ورم

سروی نبود در چمنستان مکرمت — تا رایت سپاه شکوهت نشد علم

در رزم و بزم همسر تو نیست هیچ کس — رستم دم شجاعت و حاتم دم کرم

آیند بهر طوف حریم تو روز و شب — خورشید و ماه ساخته از فرق خود قدم

کیوان بپای قصر شکوهت نهد کلاه — گردون باستان رفیعت خورد قسم

باد سخاوت تو بدریا گهر و زید
هر جا بآب کیسهٔ ماهی است پر درم

چون خاتم زریست ز فیض تو خانه آتش
هر کس که داشت از غم نان سنگ بر شکم

مصروف در دعای دوام حیات تست
شبها بدیر برهمن و شیخ در حرم

لطف تو عام و خلق تو با خلق هر زمان
علم تو خاص و حلم تو با زمرهٔ امم

در عهد نصفت تو چنان است شد جهان
جز در شکنج زلف حسینان نماند خم

ترسید بسکه از دم شمشیر قهر تو
پوشید رخ حسود تو در پردهٔ عدم

در وادی که نکهت لطفت نهاده رو
آهو ز بوی شیر فراموش کرد رم

سائل مراد دل ز در تو همیشه یافت
لا بر زبان پاک نیامد بجز نعم

هر صبحدم که شغل صبوحی کنی بفخر
خم آورد بدوش فلاطون و جام جم

روزی شوی براسپ فلک سیر اگر سوار
بر فرق فرقدان نهد از خرمی قدم

دراتش که خلق چنین پایمال شد
در چار حد مسیح زد از افتخار دم

بر چرخ تا چراغ فروزد بشب قمر
تا آفتاب دم زند از نور صبحدم

باد ادام بادهٔ عشرت بجام تو
از لطف خاص ساقی میخانهٔ قدم

قصیده

دیدم بخواب شب که مسیح زمان رسید
آمد صدای قم بتن مرده جان رسید

زین خواب خوش چو چشم گشادم بگوش من
ناگه صدای نوبت و بانگ اذان رسید

صبحی چو صبح دولت بیدار شد عیان
سلطان شرق با علم زرفشان رسید

نیک اختری که معرفتی داشت با فقیر
از در چو مژدهٔ شرف جاودان رسید

کردم بیان خواب و چنین بی تلاش و فکر | تعبیر خواب من ز دلش بر زبان رسید

هنگام که جمله جهان سبزه زار شد | آبی که رفته بود بجوی جهان رسید

شادی کن ای عزیز که مصر ست لکهنو | یوسف قریب شد خبر از کاروان رسید

خوابت مطابق ست که آمد مسیح عصر | گویا که جان تازه بجسم جهان رسید

آن حاکم عدالت و آن صاحب شرف | کز مدح او باوج سعادت توان رسید

از حادثات دهر سعادت نصیب خلق | تعویذ حفظ عالم و خط امان رسید

یاجوج فتنه را نشود دخل تا دگر | سد بست خود سکندر عالی مکان رسید

آفاق را ز مقدم او بسکه عید شد | از بهر تهنیت ملک از آسمان رسید

چشمی که بوسه داد بپایش فروغ یافت | شد سر فراز سر که بر آن آستان رسید

یکتای عصر حاتم دوران رفیع قدر | فرمان ده و دقیقه رس و نکته دان رسید

عالم فروز و صاحب انصاف و دادگر | با فتح همرکاب و ظفر توامان رسید

در علم و فضل همسر سحبان نزول کرد | در عدل و داد ثانی نوشیروان رسید

هر جا گلِ مراد چمن در چمن شگفت | آوازه شکوه جهان تا جهان رسید

بر کرسی که او دم نصفت جلوس کرد | از اوج پایه اش بسر فرقدان رسید

هر ذره نور یافت که خورشید جلوه کرد | پیر سپهر گفت که بخت جوان رسید

گردی اگر بجلوه گهش خاست از هوا | ابر سیاه شد طرف آسمان رسید

وقت دعاست باد زبان وقف صد دعا | در گوش من ز غیب صدای امان رسید

کردم دعای شوکت و اقبال جاه و عمر
البته شد قبول بمطلب توان رسید

قطعہ

تعریف شاہ وصف جناب امیر ہے
حق حق ہے یہ کلام یہ دعوی نہین غلط
آئینہ دار حسن بہار چمن ہے گل
پیرو ہی اسکا پیرو بازو ہی مصطفےٰ
کہتا ہی روی صاف ہے یہ آئینہ مین عکس
ہا مین بسکہ یاد قامت بالا مین نغمہ سنج
لکھا ہی اوسکی چہرۂ رنگین کا کچہ جو وصف
چشمی مین جیسی عکس نگین ہی وہ چشم مست
سنتا ہون وزرشہ کی سخن دیکھتا ہون رخ
روشن ہی اوسکی فیض سی اقلیم سلطنت
آئی جو معرکہ مین ہی ہمہ علم نیزہ دار
لکھا ہی ہمنی شاہ کی ذہن رسا کا وصف
ہم کیا کہ دست فیض ہی جیسی گہر فشان
کچہ احتیاج اوس سی نہین ء ضحال کی
خورشید داغ حادثہ سی کچہ خطر نہین

قطعہ ہمارا خطبۂ عید غدیر ہے
ابن علی یہ شاہ سلیمان سریر ہے
قطری مین بہی اصالت آب گہر ہے
جس کا یہ دستگیر ہی حق دستگیر ہے
تو پادشاہ حسن تو بندہ وزیر ہے
سدرہ سے بہی بلند ہماری صفیر ہے
آواز عندلیب قلم کی صریر ہے
جام حباب مین مئے خم غدیر ہے
کیا مجہپہ فضل رب سمیع و بصیر ہے
ہمت مین بی نظیر یہ بدر منیر ہے
بیٹھی جو محکمے مین عطارد دبیر ہے
خامہ کرٹی کمان کا گویا کہ تیر ہے
ہر دم کشادہ دامن ابر مطیر ہے
ای دل وہ آپ واقف مافی الضمیر ہے
سر پر ہماری ظل خدا ہی قدیر ہے

یارب قوی ہو دوست کا دل ناتوان عدو
جبتک کہ عقل پیر جوان عقل پیر ہے

قطعہ

سلامت خسرو عالم ہمیشہ
رہین سایہ مین اوسکی ہم ہمیشہ

دیا اللہ نے ایسا جو فرزند
کیا کرتے ہین فخر آدم ہمیشہ

در دولت پر آتا ہی شب و روز
گدا ہی کی سئے حاتم ہمیشہ

زہی جرأت کہ زیر خاک اب بہی
لرزتا ہے دل رستم ہمیشہ

مگر کرتے ہی تقلید نم فیض
کہلاتی ہے جو گل شبنم ہمیشہ

پیین محبوب دم پر یونکی ٹہرکین
جوانی کا رہے عالم ہمیشہ

رہی فرمان دہ و جان بخش عالم
ید یوسف رخ مسیحا دم ہمیشہ

ادب سے ابروی پر خم کی آگے
مہ نوکی رہے گردن خم ہمیشہ

رہے تا حشر بزم فیض آباد
پیئین مے خوار جام جم ہمیشہ

جہان روشن ہو اس سے قاف تا قاف
رہے یہ نیر اعظم ہمیشہ

بغل ہر دم نئی معشوق سی گرم
قمر سی مشتری با ہم ہمیشہ

الہی کور بد بینون کی آنکہین
ہوا خواہونکے دل خرم ہمیشہ

غزل

رخ تو حسن گل از خاطر صبا انداخت
قد تو سرو سر افراز از پا انداخت

برید سر بت دیروز خوف رسوائی
تن مرا بدر خانہ خدا انداخت

بگوی زلف نہ جای سکون نبو پای بگرینم
فغان کہ بخت سیاہم درین بلا انداخت

رہین منت چشم تر خودم کہ ز اشک
بجیب من چہ گہرہای بی بہا انداخت

مرا ز پیرہن ننگ و عار بیرون کرد
کسے کہ بر رخ او پردۂ حیا انداخت

کسی کہ سینہ مارا بداغ مہر توسوخت
بدشت طرح گلستان و گلستان انداخت

ازان ز دوست ہوا داری نسیم چو چشم
کہ بر دمشت غبارم بکہ بلا انداخت

چو ترک چشم تو شد بہر صید جانب دشت
براہ ہوان ز نظر ہر تیر بخطا انداخت

اسیر شکوہ طرازم ز طالع بد خویش
کہ برگرفت مرا از کجا بکجا انداخت

خاتمۃ الطبع

نتیجہ طبع وقاد سخنور بیمثال شاعر نازک خیال سید فضل رسول خان بہادر واسطی شاگرد تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علی خان بہادر بہادر جنگ شاگرد غلام ہمدانی مصحفی

بعد حمد و نعت کے واضح ہو کہ مصنف اس دیوان بلاغت نشان کے شاعر بی نظیر فخر بیدل وجلال اسیر جناب تدبیر الدولہ مدبر الملک سید مظفر علی خان بہادر بہادر جنگ المتخلص بہ اسیر ہین شہرہ اونکے فضل وکمال کا عام ہی سند اوستادی اونکے نام سے تمام ہی ہزارون عالم فاضل فن خاص شاعری مین اونسے فیضیاب ہین اور تشنہ لبان بحر سخن اونکے بحر ذخار اوستادی سی کامیاب ہین بادشاہ ملک سخن کہ لقب فردوسی کا سنا ہے اگر آج انکو کہین بجا ہے فی الحقیقت ایسا شاعر بے نظیر آجتک نہ دیکھا ہے نہ سنا ہی قلم جو کچہ اونکی مدح مین تحریر کرے زیبا ہے چنانچہ یہ اشعار اونکے حسب حال ہین —

اشعار

قبضی مین سواد شعر آیا
کیا کوس سخنوری بجایا

کرتی ہین جو اسپ طبع جولان
دم بھر مین ہی طی سخن کا میدان

تیزی جو زبان کی ہو اظہار
جیسی یہ ہوئی ہین سحر پرداز
صدقی ہے زبان پر فصاحت
قدرت وہ خدا کی ہے امداد
دی حق نے وہ طبع فیض بنیاد

کٹ جائین جیا سی شعر اغیار
ہین اہل سخن کو ناز پر ناز
قربان ہے بیان پر بلاغت
شاگرد ہی ایک جہان یہ اوستاد
شاگرد جو ہو وہی ہی اوستاد

کلیم گو کہ طور سخن پر دعوای کلیم الہی ہے انکی شاگردی پر مباہی ہے کلام بلاغت نظام انکا اوسکو بمنزلہ عصا ہی کہ لغزش سے زمین شعر مین بچاتا ہے سلیم کہ ایک شاعر نازک خیال ہے انہین کی خوشہ چینی سے صاحب کمال ہے اگر حق پوچھو بمقابلہ انکے اوسکو کچھ خاک نہین آتا ہے ایسا مرتبہ عالی سخنگوئی مین کون پاتا ہے

شعر

حافظ کو ہین یاد انکے اشعار
ہی طالب آسی طلبگار

عرفی اگرچہ عرف مین مشہور ہے لیکن انکے آگے منہ کھولے کیا مقدور ہی جلالا کہ دیوان پر اوسکے بڑے بڑے نازک خیالون کو ناز ہی بہ نسبت انکے کلام کی نسبت حقیقت و مجاز ہے کلام انکا پر از مضامین عجائب و غرائب ہے صائب کی ایسی کہان رای صائب ہے شعر لوٹی جو ہو اذن باریابی ٭ بجلی کیطرح دل سحابی ٭ جو کلام ہے وہ ایک معجزہ سخن ہے اگرچہ معجزہ نمائی سخن کہنا بجا ہے لیکن مجبوری ہے کہ خرق عادت بشری غیر امام نا روا ہی کرامت پر محمول کرنا جاہیے الغرض ایسے صاحب ہنر عالی مقدار باوقار کو کہ کل علوم مین دخل رکھتے ہین خصوصا اس فن مین

اللہ تعالی [illegible] عالی نسب [illegible] سید مدد علی

کی ابن سید محمد علی ابن سید مولوی محمد معین الدین ابن محمد صالح المخاطب بکروری
سے کہ ہین کمالات انکے اور مقدور آبا و اجداد کے اظہر من الشمس اور ابین من الامس
ہین چنانچہ سید صالح کروری شاہ دہلی کی سرکار مین بہت ممتاز تہے سب اہلکارون
سرفراز تہے مولد انکا قصبہ امیٹھی متعلقہ پرگنہ گوشائین گنج ہے کہ پرگنات ملک اودہ
سے ہے بزرگ انکے سب عالم و فاضل اور عمدہ دار سرکار شاہی رہے اور
ریاست و بہات اور معافی وغیرہ بیشمار رکھتے تہے اور یہ اولاد حضرت عباس ع
علمبردار لشکر خامس آل عبا علیہ التحیۃ والثنا ابن علی ع ابن ابی طالب اسد اللہ الغالب
ابو الحسنین قاتل المشرکین سیدنا و مولانا امیر المومنین علیہ السلام سے ہین
بارہ برس کی عمر سے اپنے ناناہال مین شیخ زادگان شہر لکہنو مین بیاہ آئے اور
تحصیل علوم مین مصروف رہے تمام کتب درسیہ اور غیر درسیہ فارسیہ اپنے والد بزرگوار
یعنی جناب سید مدد علی صاحب مغفور سے پڑہی چنانچہ آج ہندوستان مین
ایسا فارسی دان کم ہے اور پانچ برس تک کامل ایام فرصت مین درس ہی کتب
متداولہ فارسی کا دیا کئے اور طالبعلمون کو اپنی فیض عام سے فیضیاب کیا کیے
یہ تو حال علم فارسی کا بیان ہوا اور کتب عربیہ صرف و نحو و منطق و فلسفہ و حکمت
و حساب و معانی و بیان وغیرہ حضرات علماء فرنگی محل سے کہ جنکی کمالات علمی مشہور
عالم ہین اور اپنے عم بزرگوار جناب مولوی سید علی صاحب مرحوم مغفور سے کہ عالم کامل
تہے تحصیل کیے بعد ازان تحصیل علم فقہ و اصول کی جناب مرزا کاظم علی صاحب
شاگرد رشید جناب غفران مآب اعنی مولوی سید دلدار علی صاحب مجتہد العصر والزمان
سے اور اونکے شاگرد جناب میر قائم علی صاحب سے کی باوجود اشتغال

[illegible] مشغل فن شاعری کابہی بدرجۂ کمال رہا حضرت فخر شعرای زمان اوستاد مسلم الثبوت
[illegible] سید غلام ہمدانی المتخلص بہ مصحفی کے اس فن خاص مین شاگرد ہوے مگر
میان صاحب موصوف دو تین برس مین دار فانی سے طرف عالم بقا کی
تشریف لے گئے اگرچہ یہ فن نہایت مشکل تہا لیکن بسبب اپنے کمال اور مہارت
علوم کے ایسی مشق فرمائی کہ لاجواب ہوئی شعر ہر کارے کہ ہمت بستہ گردد ؛
اگر خاری بود گلدستہ گردد ؛ اور تین جگہ ملازم ہوئے آٹہ برس صدر امانت مین
امین رہے اور ہزارون فیصلے اپنے قلم سے لکہے اور ساڑہے چار برس میر منشی کچہری
وزارت عہد خاقان ابن خاقان سلطان ابن سلطان سکندر حشم دارا جم جمجاہ
امجد علی شاہ بادشاہ طاب ثراہ مین رہے انتظام کواغذ سلطنت اودہ اہین
کی تجویز پر تہا اور چار برس مصاحب حضرت ظل اللہ خاقان جہان پناہ دارا حشم
افلاطون خدم سکندر شوکت دارسطوت مربع نشین چار بالش ہمت و مروت
گوہر شاہوار تاج شاہی ورۃ التاج صاحب کلاہی عالی جاہ جہان پناہ حضرت
واجد علی شاہ بادشاہ ابد اللہ ظلال احساناتہ علی رؤس العالمین کے رہے
اور کچہری خاص سلطانی پاینام انکے رہی تصنیفات مین دو دیوان بزبان
اردو ایک مسمی بہ گلستان سخن دوسرا مسمی بریاض مصنف اور ایک
دیوان فارسی مسمی بہ گلشن تعشق چہپ چکے ہین مشہور انام زبان زد خاص و عام
ہین اور ایک دیوان بزبان اردو یہ اب طبع ہوا اور ایک دیوان مسمی بہ گلدستہ
امامت منقبت ائمہ معصومین علیہم الصلوۃ والسلام مین ہے وہ بہی چہپ چکا
اور مثنویون مین مثنوی مسمی بمعارج الفضائل معجزات چہاردہ معصوم علیہم السلام

ین اور مسمی بدرۃ التاج حسب فرمایش حضرت واجد علی شاہ بادشاہ ملک او[دھ]
اور مثنوی حال زخمی ہونے نواب وزیر الممالک نواب امین الدولہ بہادر مرحوم
بھی طبع ہو چکین اور ایک رسالہ علم نحو مین المسمے بفوائد المظفریہ عوائد الغضنفر یہ بزبان
عربی ہے یہ بھی چھپ چکا یہ تفصیل کتب تصنیف کہ جو مطبوع ہو چکے ہین اونکی ہوئی
اب تفصیل اون کتب مصنفہ اور مولفہ کی کہ جو چھپنے سے باقی رہی ہین لکھی جاتی ہے
مثنوی تعلم اصول بزبان اردو مثنوی تعلم فروع در زبان اردو کامل العیار فی شرح
معیار الاشعار رسالہ علم عروض بزبان فارسی رسالہ علم قوافی بزبان فارسی رسالہ مختصرہ
بزبان اردو در علم عروض رسالہ بیان اضافات در زبان فارسی رسالہ در تشریح الحروف
جلد قصائد کتاب نثر رقعات زبان فارسی رسالہ بزبان اردو در علم منطق
دفتر مرثیہ ہا و سلامہا فقط

تاریخ

دیوان اسیر کا ہی مطبوع اہل عالم | الفاظ چست بالکل مضمون تمام مرغوب
تاریخ طبع اوسکی یون واسطی نی لکھی | استاد واسطی کا دیوان چھپ چکا خوب

ھ۱۲ ۹۶

ولہ

چھپ گیا خوب یہ دیوان فصاحت بنیان | لعل قیمت مین صفامین در مکنون ہی یہ
واسطی سال مسیحی مین ہوئی یون تاریخ | بلبل فکر کا گلدستہ مضمون ہی یہ

ع۱۸ ۷۰

ولہ

ہوا طبع نادر کلام اسیر | یہ دیوان ہی بی شبہہ باغ سخن
کہی اوسکے تاریخ یون واسطی | چھپا خوب دیوان استاد فن

۱۲ ۹۶

تاریخ شیخ نادر حسین صاحب متخلص بہ نادر شاگرد رشید منشی مظفر علی صاحب متخلص بہ اسیر

مطبع مین چھپا جب مری استاد کا دیوان	اس طبع مین بھی حسن طبیعت کی صفا ہے
تاریخ یہ برجستہ لکھی کلک نی نادر	کیا تیسرا استاد کا دیوان چھپا ہے ۱۲۸۶ ہجری

قطعہ تاریخ شیخ رضا حسین صاحب متخلص بہ رضا شاگرد منشی مظفر علی صاحب متخلص بہ اسیر

رضا خیم استاد یہ ہی فصاحت	ہوا طبع کیا خوب دیوان رنگین
دو تا مصرعہ سال لکھا قلم نے	چراغ مطالب ہی رنگین مضامین ۱۲۸۶ ہجری ۱۲۸۶

ایضاً

ہوا طبع دیوان جب تیسرا	بلیغ و فصیح و بدیع و صحیح
رضا مصرعہ سال دل نی لکھا	بہت خوب دیوان چھپا فصیح ۱۲۸۶ ہجری

قطعہ تاریخ از نتایج افکار محمد احمد حسن خان عرف اچھی صاحب تخلص جوش

دیوان ہوا طبع بہت خوش اسلوب	ہر قطع بھی مطبوع ہی خط بھی مرغوب
خامی نی کیا مصرع تاریخ رقم	دیوان اسیر جوش چھپا ہی خوب ۱۲۸۶

قطعہ تاریخ من افکار محمد سلیمان متخلص بہ اسد

چھپا بہ مطبع عالی منشے ذیشان	ہماری حضرت استاد اسیر کا دیوان
اسد نی سال مسیحی کہا بشوق تمام	کہ بی نظیر ہی استاد بی عدیل کلام ۱۸۶۹ عیسوی

قطعات تاریخ از نتیجہ طبع سخن ناز ک خیال شاعر عدیم المثال ...

سخنوری مقدمۃ الجیش مولوی فدا علی متخلص بہ عیش

مہر سپہر معنی استاد فن سخنور
دیوان چھپا جو اونکا تو سال طبع فوراً
مثل اسیر کوئی دیکھا نہ عیش آیا
کیا بی نظیر چھاپا دیوان لکھا قلم نے
۱۲۸۶ھ

ایضاً

یہ چھپا دیوان اسیر خوش بیان کا
سپے تاریخ بنگلہ فکر تھی عیش
ہی جبکا شغل دنیا مین بہت شاد
کہا دل نے کلام پاک استاد
۱۲۸۶ھ

ایضاً

چھپا دیوان اسیر خسرو ملک معانی کا
نہ کیون آویزہ گوش جہان نظم گرامی ہو
یکونکر تخشی مداح ہو فکر معلے کا
لب بہزاد معنی سی سنی تاریخ چھپنی کی
سخندانی مین جسکی شان فردوسی ارفع ہے
خدا آگاہ ہی ای عیش یہ دیوان مرصع ہے
کہ اک اک شعر اسکا رشک ماہ ابن مقنع ہے
نہین دیوان یہ حسن باد الفت کا مرقع ہے
۱۲۸۶ ہجری

خاتمۃ الطبع

درینولا بفضل خدای قدیر دیوان فصاحت عنوان بلاغت توامان تصنیف افصح الفصحا ابلغ البلغا استاد عدیم النظیر غیرت صائب وظہیر رشک مرزا جلال اسیر دبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علی خان بہادر بہادر جنگ متخلص بہ اسیر تلمیذ رشید غلام ہمدانی میان مصحفی آنجہانی مطبع آفاق مرجع منشی نول کشور صاحب مین بہ حسن تصحیح و خط عمدہ کارپردازان خوش سلیقہ کے اہتمام شائستہ سے بمقام لکھنؤ مین ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۸۶ ہجری مطابق ماہ فروری سنہ ۱۸۷۰ع طبع ہوکر مطبوع دلہای سخنوران جہان ہوا

تمت